تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین نذیرا

اسمین خدا تعالی کی ذات اور صفات کا ثبوت اور ملائکہ و عالم برزخ و الہام و حقیقت دوزخ و جنت اور نبوت اور معجزات کا بیان اور علوم قرآن اور ملت ابراہیمیہ و رسوم و مذاہب عرب اور پہر آنحضرت کی اصلاح کی کیفیت کا فوٹو کہینچکر پادریون اور آریون اور دہریون اور نیچریون کے شکوک و شبہات کا جواب شافی دیا اور انکی تحریرونکا رد کافی کیا ہے اور دنیا کے مذاہب موجودہ پر بحث محققانہ کرکے یہ بات ثابت کردی گئی ہے کہ سوا اسلام کے اب کوئی مذہب دنیا مین منجانب اللہ نہین

جلد اول تفسیر فتح المنان

مشہور بہ

مقدمہ تفسیر حقانی

۱۳۰۵ رمضان المبارک

[illegible] ذخیرۂ

حقیقت مین اسکی مصنف علامہ مولانا مولوی

ابو محمد عبد الحق صاحب ہین جنہون نے زمانہ کے مفاسد و رسال کے فلسفہ اور یورپ کی نئی روشنی کے مقابلہ مین نئے علم کلام کی بنیاد ڈالی ہے جو آیندہ نسلون کیلئے عرصہ دراز تک کارآمد ہوگا۔ اس کتاب مین جسطرح بیشمار علوم کے دریا کو کوزہ مین بند کیا ہے اسیطرح اسکی صاف اور اردو کی نہایت فصیح عبارت رکہی ہے اب دوبارہ مجدد و با بعض حواشی کے جنمین اوس خفیہ کرشن کے ہفوات کا جواب ہے کہ جسنے بہ بردہ اسلام ہیچ گنجا اور جواب تفسیر حقانی رسائل مین بکے ہین

بمطبع حامی الاسلام دہلی محلہ بلیماران طبع شد

بار دوم

۱۳۲۵

قیمت پختہ معہ محصول

فہرست

صفحہ	مضمون
۱	باب اول فصل خدا کی ذات و صفات و ثبوت [illegible] مین - آریہ سماج اور سید احمد خان صاحب کے شکوک کا جواب
۷	فصل دوم دلائل عقلیہ و نقلیہ سے معجزات کا اثبات اور خرق عادات کے اقسام اور سید احمد خان کا جواب
۱۹	فصل سوم آمین دلائل عقلیہ و نقلیہ سے عالم محسوس کے سوا ایک اور عالم کا ثبوت اور اسمین فرشتہ اور جن و شیطان کے وجود جداگانہ کا ثبوت انکی حقیقت سے بحث اور سید صاحب کا جواب ؛
۵۲	حضرت آدم علیہ السلام کے وجود اور ملائکہ کے سجود کا جو سید صاحب نے تاویل کر کے انکار کیا ہے اسکا جواب ؛
۵۸	جنت و دوزخ پر بحث اور انکی حقیقت کا بیان اور عالم برزخ مین عذاب و ثواب کی کیفیت اور سید صاحب اور پادریون اور ملحدون کے شکوک کا جواب اور قیامت کے احوال ؛
۶۶	باب دوم فصل اول - اسمین وحی اور الہام کی تحقیق الہام ہونا کے اقسام اور نزول قرآن کی کیفیت - لوح محفوظ کی حقیقت پادریون اور سید صاحب اور ملحدون کے شکوک کا جواب ؛
۷۷	قرآن کا ابوبکر کے عہد مین ایک جلد مین لکھا جانا اور اس سے پہلی قرآن کا متفرق اجزا مین ہونا اور حفاظ کو ترتیب تمام کمال یاد ہونا منسوخ التلاوۃ آیات سے پادریون کا الزام تحریف قرآن کا جواب شافی ؛
۸۰	فصل سوم مین آنحضرت علیہ السلام کے وقائع عمر [illegible] آپکی بزرگی اور پاکبازی پر محققین یورپ کی شہادت اور پادری عماد الدین نے جو آپ کی تاریخ مین غلط بیانی و برعکس نتائج قائم کر کے عام لوگونکو شک مین ڈالنا چاہا [illegible] اسکا عجب لطیف الزامی و تحقیقی جواب اور عماد الدین کے تعصب بیجا اور فن تاریخ سے ناواقفی کا بیان ؛
۹۴	آنحضرت صلعم سے پیشتر عرب کی حالت [illegible] باطلہ کا قرآن مین [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی انزل الکتاب ٭ والصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء محمد الذی اُوتی الحکمۃ وفصل الخطاب ٭ وآلہ واصحابہ الذین قطعوا عرق الشک والارتیاب ٭ **امابعد** مقصد سے پہلے چند ضروری باتین کہ جو تفسیر مین نہایت کارآمد ہین بطور **مقدمہ** کے بیان کرتا ہون ٭ اسمین تین باب اور ایک خاتمہ ہے ٭

(باب اوّل)

(فصل اوّل) ہر ذی عقل یہ خوب جانتا ہے کہ یہ عالم کہ جسمین رنگ برنگ کی صنعتین اور طرح بطرح کے انتظام واستحکام ہین) از خود نہین بلکہ اسکا بنانیوالا اور عدم سے ہستی مین لانیوالا کوئی بڑا حکیم رحیم سمیع بصیر کلیم علیم ہے کہ جسکا کوئی شریک کوئی سہیم ہے سب عیوب سے پاک اور ہر کام مین بے نیاز ہے اپنی ذات وصفات مین ممکنات سے ممتاز ہے ان امور کے ثبوت مین دلیل کی ضرورت نہین کیونکہ کسی صاحب عقل سلیم کو انکار کی کوئی صورت نہین ذرا غور فرمائیے کہ جب ہمارے روبرو کوئی صندوقچہ یا کوئی تخت آتا ہے یا کوئی مکان کمرہ حویلی وغیرہ دکھائی دیتا ہے تو ہمکو (بغیر اسبات کے کہ ہمنے اُسکے بنانیوالے کاریگر کی صورت دیکھی ہو بنتے دیکھنا تو درکنار) کس قدر یقین آتا ہے کہ ضرور اسکا کوئی نہ کوئی بنانیوالا ہے کہ جو اس علم وہنر مین طاق اور اپنی کاریگری مین شہرہ آفاق ہے اور ہمارا یہ یقین کسی طرح غلط نہین ہو سکتا اب اس عالم حیرت افزا کو دیکھکر کہ جو صندوقچہ وغیرہ مصنوعات سے بدرجہا عجیب وغریب ہے اسکے کاریگر کے یقین ہونیکی کوئی وجہ نہین ؟ اور یون سوفسطائیہ لا ادریہ اور **سوفسطائیہ عندیہ** کے فضول شکوک اور بیہودہ وسواس کا تو کچھ علاج ہی نہین - اب مین کلام کو اسی بات پر تمام کرتا ہون کہ خدا تعالیٰ جو صانع عالم ہے اور جو صفات کمالیہ سے متصف ہے اُسکے موجود ہونیکا یقین کرنا ہر شخص کی فطرت اور جبلت مین داخل ہے والیہ یشیر قولہ تعالیٰ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا ۔ پس جسطرح کہ اُسکا یقین فطری ہے ویسے ہی اُسکا رحیم ہونا بھی فطری ہے اسی لیے اُسنے نوع

لہ سوفسطائیہ حکماء کے ایک فریق کا نام ہے اُنکی تین قسم ہین ایک عنادیہ کہ لب عناد کے یون کہتے ہین کہ دنیا کی ہر چیز وہم وخیال ہے اصل مین کچھ نہین دوسرے عندیہ وہ کہتے ہین کہ ہر چیز انسان کے عندیہ پر موقوف ہے جس چیز کا جو خیال کرلیا وہی ہو جاتی ہے تیسرا لا ادریہ وہ کہتے ہین ہمکو کوئی چیز اچھی طرح معلوم نہین ہر بات مین ہمکو شک ہے

خود نفس ناطقہ کے اسباب کمالات} یہان سے آپکو یہ بھی خوب معلوم ہوگیا کہ فرقہ آریہ سماج کی جسطرح سے کہ یہ رائے غلط محض ہے کہ مخلوقات کو اپنے
خالق کی طرف کچھ حاجت باقی نہین رہی) اسی طرح یہ رائے بھی محض لغو ہے کہ تنہا عقل کافی ہے اُسکو مدد الہام کی کچھ ضرورت نہین - آپ فرمائیے
کہ اگر عقل کافی ہوتی تو ضرور تھا کہ وہ غلطی سے محفوظ ہوتی اور جب اُسکا غلطی مین پڑنا ان مواضع مین یقیناً ثابت ہوگیا تو پھر کافی ہونا کہان رہا
ان مواضع مین غلطی کرنا تو اظہر من الشمس ہے کیونکہ اگر غلطی ہوتی تو مسائل مذکورہ مین سب لوگ اہل حق اور راستی پر شمار کیے جاتے حالانکہ اُنکے
اقوال باہم ایک دوسرے کے نقیض صریح ہین اور اجتماع النقیضین باطل ہے - جب آپکو خوب یقین ہوگیا کہ عقل تنہا کافی نہین تو رحمت الٰہی
(کہ جسنے اس عالم مین ہر چیز کے ضروری اسباب مہیا کر دیے چنانچہ اُسکا ذکر آچکا ہے) انسان کو حالت تباہ مین کیونکر دیکھ سکتی تھی لیس جسطرح اُسنے
معاش کی صلاح کے واسطے سامان مہیا فرمائے اور اُنکی تکمیل کے لئے چند لوگ مستثنے کیے کہ جو بذریعہ الہام الٰہی طرح طرح کے ایجادون پر قادر
ہوکر اُستاد زمانہ کہلائے اور اُنکا امر معاش مین فیض عام جاری ہوا} اسیطرح انسان کی صلاح حال وتہذیب نفس ونفع آخرت کیواسطے ایک جماعت
برگزیدہ لوگونکی قائم کی کہ جنکو فہیم کہتے ہین یہ وہ لوگ ہین کہ جنکی قوت ملکیہ نہایت علو پر ہوتی ہے - اُنکے دلون سے حجاب جسمانی اُٹھائے جاتے اور اُنکو
عالم ملکوت کے عجائب اسرار دکھائے جاتے ہین اُنکو اس عالم کے علوم اور احوال عمدہ شوق وتجرید سے آراستہ اخلاق وصور وسیر سے پیراستہ بنایا
جاتا ہے اُنکی وجہ سے انسان کے نفس کی صلاح اور دارین کی فلاح ہوتی ہے جسطرح کہ تار برقی اور ریل وغیرہ امور کے موجد دنیا کے اُستاد ہین اسیطرح یہ لوگ
ان امور مین ہادی دین ہین اُنکے چند اقسام ہین - پس جو لوگ عبادت سے تہذیب نفس کرنیکے علوم رکھتے ہین اُنکو کامل کہتے ہین - اور جنکو خلاق حمیدہ اور
تدبیر منزل وغیرہ کے علوم دیے جاتے ہین اُنکو حکیم کہتے ہین اور جنکو سیاست کلی اور عدل وانصاف کے علوم ملتے ہین تو اُنکو خلیفہ کہتے ہین اور جنسے
عالم بالا کے لوگ کلام کرتے اور دکھائی دیتے ہین اُنکو مؤید بروح القدس کہتے ہین - اور جنکے دل اور زبان پر وہ نور اور فیض کھا گیا کہ اُنکی صحبت
سے لوگ مراتب کمالیہ پاتے ہین اور اُنکو ہر دم ہدایت نمائی کا خیال رہتا ہے تو اُنکو ہادی کہتے ہین اور جنکو ملت ومذہب کے صلاح کے علوم اور اُسکے
زندہ کرنیکے طریقے سکھائے جاتے ہین وہ امام کہلاتے ہین اور جنکا یہ حال ہے کہ وہ علائق جسمانی سے مجرد ہوکر عالم حشر وقبر کے احوال پر مطلع ہوجاتے
یا کسی قوم کی آفات اور بلیات آئندہ پر واقف ہوکر لوگونکو اُس سے متنبہ کرتے ہین اُنکو منذر یا نذیر کہتے ہین - اور جب حکمت الٰہی اور رحمت نامتناہی
خلق کی صلاح چاہتی ہے تو ان سب مین اعلے شخص کو (کہ جسکی نافرمانی پر خدا کی ناراضی اور اطاعت پر خوشنودی ہوتی ہے اور جسکے موافق کو ملاء اعلے
مین محبوب اور مخالف کو ملعون سمجھتے ہین) خدائے تعالی پیدا کرتا ہے کہ وہ خلق کو تاریکی سے نجات دیتا اور روشنی مین لاتا ہے اور اُسکا نفس قدسی
اس درجہ پر صاف ہوتا ہے کہ جو اور ونکو بڑی ریاضت سے مکاشفہ یا تجلی عالم جبروت وملکوت ہوتی ہے تو اُسکو ادنی توجہ سے یہ بات حاصل ہوجاتی ہے
اور اُسکا نفس قدسی آفتاب جہانتاب کی مانند ہوتا ہے کہ اُسکی روشنی سے لوگ منور ہوتے ہین اور شخص عقل کو غلطیون کی سخت دلدل سے نجات دیتا ہے
اور یہ شخص جب حظیرۂ قدس کی طرف متوجہ ہوکر ہمت کرتا ہے تو عالم اجسام بلکہ عالم ملکوت مین اُسکا تصرف ہوتا ہے - جو باتین عادت کے خلاف ہین
وہ اُس سے سرزد ہوجاتی ہین - اُسکے اشارہ سے درخت چلے آتے ہین پتھر اپنی جگہ سے ٹل جاتے ہین دریا رزمین کا کام دیتا ہے آگ پانی کیطرح سرد
ہوجاتی ہے ہزارون وہ چیزین کہ جو حس بصر سے خارج ہین اُسکو دکھائی دیتی اور اُس سے کلام کرتی ہین روحانی لوگ اُسکی اطاعت کرتے ہین وغیرہ وغیرہ

ف [1] آریہ سماج اہل ہند کا ایک فرقہ جدید ہے کہ جو مخلوقات کو موجود ہونیکے بعد خالق کا محتاج نہین جانتا تنہا عقل کو کافی سمجھتے ہین رسولون کے منکر ہین اور ضرورت رسالت کے سخت مخالف ہنود کی کتب تمام دید اتہرون دید رگ دید وججر دید کے اکثر مضامین بت پرستی کے منکر یا اول ہین اس گروہ کا بانی دیانند سرستی ہے جو ایک شخص مشہور ہے ۱۲ منہ

Marfat.com

باتین کہ جنکو **معجزات** کہتے ہین پس ایسے شخص کو **نبی** کہتے ہین اگر اسکو شریعت جدید اور کتاب آسمانی بھی ملتی ہے تو اسکو **رسول** کہتے ہین بعد
اُسکے پیرون مین جنکو وہ نفس قدسی عطا ہوتا ہے کہ اُنمین اسکے انوار اس طرح منعکس ہوتے ہین کہ جسطرح آفتاب کے انوار آئینہ مین اور کبھی
اُن سے بھی خوارق عادات سرزد ہونے لگتے ہین کہ جنکو **کرامت** کہتے ہین تو اس شخص کو **ولی** کہتے ہین پھر اولیا کے بہت سے اقسام ہین
غوث قطب وغیرہ کہ جنکی تفصیل کی یہان گنجایش نہین (**یہان سے**) آپکو یہ بھی خوب معلوم ہو گیا کہ نبی ایسے برگزیدہ کو کہتے ہین کہ جسکو
یہ کمالات حاصل ہون نہ یہ کہ نبوت کسی قوت کا نام ہے کہ جو ان کے اعضا، دل و دماغ سے مانند اور قوی کے تعلق رکھتی ہے اور نہ یہ کہ جسمین اخلاق انسانی کی
تعلیم و تربیت کا ملکہ بمقتضی اسکی فطرت کے خدا سے عنایت ہوتا ہے وہ پیغمبر کہلاتا ہے جیسا کہ **سید احمد خانصاحب** اپنی تفسیر القرآن کے
صفحہ ۲۸ مین لکھتے ہین اور اسکو ایسا ملکہ بتلاتے ہین کہ جیسا لہار بڑھی کو اپنے فن کا ملکہ ہوتا ہے کہ جسکی وجہ سے وہ اپنے فن کا پیغمبر کہلاتا ہے سید صاحب کا
اس رائے مین بھی غلطی کرنیکا اُن تینون سببون مین سے غالباً اخیر سبب باعث ہوا۔ اول تو اس قول مین یہ غلطی ہے کہ نبوت کوئی ملکہ جسمانی نہین ہے
جیسا کہ وہ فرماتے ہین **قولہ** اور جسطرح کہ قویٰ انسانی بمناسبت اُسکے اعضا کے قوی ہوتے جاتے ہین اسیطرح یہ ملکہ بھی قوی ہوتا جاتا ہے الخ کیونکہ نبوت قوت
روحانی ہے کہ جسکی وجہ سے ایسے بڑے بڑے بھاری کام اُس سے سرانجام پاتے ہین قوت جسمانی یا ملکہ جسمانی (کہ جو جسم کے قوی و ضعیف ہونیکی وجہ سے
قوی و ضعیف ہوتا ہو) کبھی اس بات کی صلاحیت نہین رکھتا (دوم) یہ تعریف اُس شخص پر بھی صادق آتی ہے کہ جو بالاتفاق نبی نہین ہے دیکھیے بدعم خود
یا رفارمر ہین اُنمین اخلاق انسانی کی تعلیم و تربیت کا ملکہ بمقتضائے اُنکی فطرت کے خدا سے عنایت ہے لیکن وہ ہرگز ہرگز پیغمبر نہین بلکہ اُنکی عقل
ہنوز الہام اور فیض نبوت کی محتاج ہے بہت باتون مین وہ غلطی کرتے ہین **ہان** اگر خانصاحب بہادر اس بات کے قائل ہوجاوین کہ ایسے ریفارمر بھی پیغمبر
ہین تو یہ اور بات ہے مگر جب نبوت ایسی ارزان ہوجاویگی کہ وہ نبی بھی اپنی رائے مین اغلاط کی دلدل سے نجات نہ پاوے تو پھر نبوت کس مرض کی دوا ہے
پھر تو آریہ سماج کی رائے ٹھیک ہے کہ نبی کی کچھ ضرورت نہین (سوم) جب نبوت ایسی قوت ہوئی کہ اعضا کے قوی ہونے سے قوی ہوتی جاتی ہے
تو پھر خانصاحب کا یہ قول صفحہ ۲۸ نبی گو اپنی ماں کے پیٹ ہی مین کیون نہو نبی ہوتا ہے النبی نبی ولو کان فی بطن امہ جب یہ پیدا ہوتا ہے تو
نبی ہی پیدا ہوتا ہے الخ کسی طرح صادق نہین ہوسکتا کیونکہ جب نبوت بڑھی لہار کے ملکہ کی طرح ایک جسمانی قوت یا ملکہ ہے کہ جو جسم کے
قوی ہونے پر موقوف ہے تو ماں کے پیٹ مین یا وقت ولادت جسطرح بڑھی لہار کے فن کا ملکہ حاصل نہین ہوتا اسیطرح یہ ملکہ نبوت بھی حاصل نہو جانا چاہیے
کیونکہ اس وقت جسم کو قوت کہان؟ (چہارم) خانصاحب کا یہ قول صفحہ ۳۱ اور اسی لیے اشاعرہ و ماتریدیہ نے نبی اور امت کی مثال سلطان و رعیت کی
سمجھی ہے مگر میری سمجھ مین یہ مثال ٹھیک نہین نبی اور امت کی مثال راعی اور غنم کیسی ہے گو نبی و امت انسانیت مین شریک ہین جیسا کہ راعی و غنم
حیوانیت مین مگر نبی و امت مین فطرت نبوت کی ایسی ہی فصل ہے جیسی کہ راعی و غنم مین ناطقیت کی بالکل غلط ہوجایگا کیونکہ نبوت جب ملکہ جسمانی ہے
تو پھر نبی کو راعی کہنا (جیسا کہ یہود آنحضرت علیہ السلام کو کہتے تھے جکی بابت حق سبحانہ نے مسلمانون کو اس گستاخی کے کلمہ سے منع فرمایا لا تقولوا
راعنا و قولوا انظرنا یعنی کلام کے وقت آنحضرت سے راعنا مت کہو کیونکہ اسمین اشارہ راعی ہونیکی طرف ہے بلکہ انظرنا کہو) اور امت کو بھیڑ بکری قرار دینا
صحیح نہین کس لیے کہ یہ دونون یعنے راعی اور غنم اختلاف فصل سے مختلف الحقیقت ہین جیسا کہ خانصاحب خود ہی فرماتے ہین اور یہ ظاہر ہے کہ کوئی

سلہ اُس ارزانی اور بیقدری نبوت کا کیا ٹھکانا ہے کہ بموجب تہذیب الاخلاق مطبوعہ علیگڈھ بقول خانصاحب بہادر دیانند سرستی۔ بابو کیشب چندر بنگالی بھی نبی ہین ۱۲ منہ

Marfat.com

انسان بسبب کسی وصف فطری یا قوت جسمانی یا ملکہ جسمانی کے دوسرے انسانون کی نسبت مختلف الحقیقت نہین ہوسکتا کیا کوئی لہار یا بڑھی جو اپنے فن کا بڑا کامل (اور بقول سید صاحب پیغمبر) ہو اور لوگون کی نسبت ایسا مختلف الحقیقت ہوسکتا ہے کہ جسطرح انسان اور غنم مختلف الحقیقت ہین نہین ہرگز نہین اور اگر بفرض محال یون ہی ہو تو پھر یہ قول سید صاحب کا قولہ صٰ۳ اسی باریک دقیقہ کی طرف خدا نے اشارہ کرنیکو اپنے نبی کی زبان سے یہ کہلوایا کہ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ کسی طرح صادق نہین آتا کیونکہ جب نبی بسبب اختلاف فصل کے اور انسانون سے مختلف الحقیقت ہوگیا تو پھر انا بشر مثلکم کہ مین تمہاری طرحکا بشر ہون کسی طرح درست نہین ہوسکتا۔ اب اگر غور فرمایئے تو یہ مثال سید صاحب کی بھی درست نہین مین سخت حیران ہون کہ کیون سید صاحب منتقد مین پر اعتراض جمانیکو انکی طرف کوئی بات ازخود منسوب کردیتے ہین پھر اُسکے برخلاف اپنی تحقیقات بیان فرماتے ہین کہ جو بیشتر غلطی سے خالی نہین ہوتی؟ اشاعرہ اور ماتریدیہ نے یہ مثال رعیت اور بادشاہ کی کہان دیہے؟ اور نبوت کو وزارت یا بخشی گری کی مانند خدائی عہدہ کون کہتا ہے؟ بلکہ جمہور علماء اہل اسلام نے نبوت کے معنے یہی بیان فرمائے ہین جو مینے عرض کیے حضرت شاہ ولی اللہ اور امام غزالی وغیرہما اکابر کے کلام کو ملاحظہ فرمالیجیے۔ اب ہم اصل مدعا کیطرف رجوع کرتے ہین۔ الغرض جو شخص اس بات پر یقین رکھتا ہے کہ اس عالم حادث کا کوئی موجد ہے کہ جسمین صفات کمال پائے جاتے ہین) ضرور ہے تو وہ اس بات پر بھی ضرور ہی یقین رکھتا ہے کہ جس رحیم نے اپنی رحمت کاملہ اور حکمت بالغہ سے ہر چیز کا انتظام لائق اور صلاح فائق فرمائی ہے كَمَا قَالَ أَعْطَىٰ[۱] كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهُ ثُمَّ هَدَىٰ اُسنے انسان[۲] کی صلاح نفس کی بھی کوئی نکوئی تدبیر کی ہے اور وہ مدبر انسان تنہا عقل ہو نہین سکتی جیسا کہ اُسکا بیان گذرا پھر اُسکی تدبیر یہی ہے کہ وہ فہیم لوگونمین سے بعض وہ لوگ برگزیدہ بھیجے کہ جنکی روح جہانتاب عالم آرا عقل کو تاریکی شکوک اوہام سے نجات بخشے اور اُسکا نفس قدسی ہر طرحکی رذالت اور جہالت سے معصوم ہو۔ اور وہ اپنے اقوال و افعال مین تمام لوگون کے لیے فطرت کا سچا نمونہ ہو کہ ہر شخص اپنے علوم اپنی عادات اپنے معاملات اپنے مکاشفات بلکہ جسقدر انسان کے لئے کمالات ممکن ہون اُن سب کو اُس پیمانہ فطرت کے ساتھ موافق اور اُسکے مطابق کرے پس اسلیئے یہ بھی ضرور ہوا کہ وہ تمام لوگون سے افضل ہو۔ ہم ایسے شخص کو نبی کہتے ہین خواہ مخالف اُسکو کسی اور لفظ سے تعبیر کرے یا کچھ اور نام سے پکارے اس سے ہمکو کچھ بحث نہین اور یہان سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جس نبی کی ضرورت اور جسکی حکمت الٰہی اور رحمت خدائی مقتضی ہے وہ ایسا نبی ہے کہ جسکا بیان ہوا نہ وہ نبی کہ جسکے سید احمد خان صاحب قائل ہین۔ (**پھر انبیاء بھی درجہ مین کم زیادہ ہین**) سب سے درجہ مین زیادہ وہ نبی ہے کہ جسکے نور نبوت نے زیادہ عالم کو منور کیا اور جسکے فیض برکت سے زیادہ لوگون نے نفع اُٹھایا جیسا کہ **حضرت محمد** مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ **نبی** کی یہ شان ہے کہ وہ لوگون کو اُن باتون کی تعلیم فرمائے کہ جو اصل فطرت مین داخل ہین اور اپنے کلام مین وہ رعایت رکھے کہ جسکو خاص عام سمجھین (یعنی لوگون سے اُنکی عقل کے موافق کلام کرے دلائل فلسفیہ و براہین منطقیہ سے جو مخاطبون کے فہم مین نہ آسکین پرہیز کرے) جو جو خرابیان اُسوقت لوگون مین شیوع پا گئی ہون اُنکو مٹادے اور جو اصل فطرت کی باتین ہین اُنکو قائم رکھے کیونکہ جس قوم مین نبی مبعوث ہوتے ہین گو اُنکی بداعمالی اور خلاف فطرت ہی اُنکی بعثت کا سبب ہوتا ہے لیکن اُنکی کل باتین بری نہین ہوتین پس جو باتین اچھی ہین نبی اُنکو قائم رکھتا ہے۔ شرک بدعت جور و ظلم وغیرہ وغیرہ قبائح مٹاتا ہے عدل انصاف

---

[۱] ہر چیز کو اُسکے لائق طور پر پیدا کیا پھر اُسکو صلاح کے اسباب کی طرف رہنمائی کی ۱۲ [۲] کیونکہ یہ انسان اُسکی مخلوقات مین زیادہ اشرف ہے کس لئے کہ جو باتین جمادات نباتات حیوانات مین پائی جاتی ہین وہ سب اسمین پائی جاتی ہین اور اُنکے علاوہ اور بھی کمالات ہین جو اُنمین نہین اس لیئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ کہ ہمنے بنی آدم کو معزز و مکرم بنایا ۱۲ منہ

Marfat.com

صلہ رحمی تواضع حلم راستبازی کو قائم کرتا ہے - خدا کے اوصاف حمیدہ خلق پر ظاہر کرتا اور اُسکی نسبت شریک وغیرہ جو جو عیوب لوگ اُس پر لگا رکھے ہین اُنکو دور کرتا ہے - انسان کے اعمال کی جزا و سزا حسن و قبیح کو وہی ترازو بیان مین تولتا ہے عالم آخرت مین جو کچھ انسان کو بعد مفارقت جسم کے پیش آتا ہے وہی اُسکا عقدہ کھولتا ہے - اس عالم کی ابتدا و انتہا کو وہی پورے طور پر بتلاتا ہے - اور نبی کی یہ شان نہین کہ وہ ریاضیات و طبعیات کے مسائل تعلیم فرماوے اور نہ یہ کہ وہ ہوا بادل بجلی آسمان و زمین بارش زلزلہ وغیرہ امور کی ماہیت اور ہیئت اور اسباب بیان کرے - اور نہ یہ کہ وہ اگلے لوگون کی تاریخ بیان کیا کرے اور اُنکے قصے کہانی سنایا کرے - ہان اسکا مضایقہ نہین کہ کچھ وعظ و پند کے طور پر اگلے لوگون کے حالات مجمل طرح سے بیان کرے کہ جس سے سنکر عبرت ہو نہ یہ کہ اول سے آخر تک باقاعدہ ترتیب کسیکی سرگذشت یا وقایع عمریہ بیان کرے اور اسی وجہ سے ایک شخص کے قصہ کو حسب وقت بلا ترتیب تقدیم و تاخیر کئی بار ٹکڑے ٹکڑے کرکے بیان کرنیکی ضرورت پڑتی ہے - چنانچہ قرآن مجید مین بھی اسی لئے موسیٰ و فرعون وغیرہما کے قصون کو بلا لحاظ ترتیب چند جگہ ذکر کیا ہے **ہان** یہ ہوسکتا ہے کہ قومون کے آیندہ حالات یا اُمرا نیولے معاملے بطور پیشین گوئی کے ذکر کردے تاکہ اُسوقت کے لوگون کو کارآمد ہون - چنانچہ حضرت **محمد** صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی غرض سے بہت سی چیزون کی خبر دی ہے - اس فصل مین یہ چند چیزین خوب طرح ثابت ہوگئین (۱) خدا تعالےٰ کا موجود ہونا (۲) اُسمین صفات کمال کا پایا جانا (۳) عیوب سے پاک ہونا (۴) نبی کا مبعوث کرنا (۵) نبی وہ شخص ہے کہ جسمین وہ کمالات ہون کہ جنکا ہمنے ذکر کیا نہ وہ شخص کہ جسکے بیان میں حالات فنا قابل ہین (۶) نبی کا معصوم ہونا اور رذائل خصائل سے پاک صاف ہونا (۷) اُسکو تہذیب نفس کے متعلق کلام کرنا (۸) اور بغیر ذلک باتون سے سکوت فرمانا الا بقدر ضرورت

(فصل دوم)

شاید آپ کو ہمارے بیان سابق سے کچھ تردد پیدا ہوگا کہ نبی کا کام تو ہدایت و رہنمائی ہے یہ عالم مین تصرفات اور معجزات کہ جو بظاہر قانون قدرت کے برخلاف ہین کیا چیز ہین؟ غالباً یہ مسلمانون کے پرانے خیالات ہین کہ جو ابتداء عمر سے سنتے سنتے دلونمین ایسے راسخ ہوگئے ہین کہ اُنکا منکر کافر شمار کیا جاتا ہے اور آج کل کے اہل یورپ (کہ جنکی تحقیقات کے آگے افلاطون و ارسطو طفل مکتب ہین) ان مذہبی بے بنیاد کہانیون پر قہقہہ مار کے ہنستے ہین} اسلئے اب مجھکو اس مقام پر چند باتون کی تحقیق ضرور ہوئی) (۱) یہ کہ معجزہ کیا چیز ہے (۲) وہ ممکن بھی ہے یا نہین (۳) وہ نبی سے کس حکمت کے لیے صادر ہوتا ہے آیا نبی کی نبوت کی تصدیق کرسکتا ہے یا نہین؟ پہلی بات کی تحقیق اسطرح پر ہے جو چیز کہ خلاف عادت اور برخلاف قانون قدرت یعنی بغیر اسباب کے کہ وہ اُن اسباب عادیہ پر مبنی ہو - کسی شخص سے سرزد ہو تو اُسکو خارق عادت کہتے ہین مثلاً عادت یون جاری اور قانون فطرت اسطرح پر ہے کہ بھوک پیاس کھانے پینے سے دور ہوتی ہے - یا درخت اور پتھر اور حیوانات گاے بھینس وغیرہ انسان سے کلام نہین کرتے - کوئی درخت یا پتھر کسیکے بلانے سے بحرکت ارادیہ نہین آسکتا - یا کوئی شخص پانی پر زمین کی طرح نہین چل سکتا - یا ایک آدمی کا کھانا صدہا آدمیونکو شکم سیر نہین کرسکتا - نہ سیر آدھ سیر پانی کسی کے ہاتھ لگانے سے لشکر کو سیراب کرسکتا ہے - نہ کوئی شخص ایک مشت خاک سے صدہا آدمیونکو اندھا کرسکتا ہے وغیر ذلک پس جو کوئی ایسا کردے تو یہ کام اسکا خارق عادت ہے اب یہان سے یہ بات ظاہر ہوگئی کہ جو کام بذریعہ آلات و اسباب ہین خواہ وہ اسباب مخفی ہون یا ظاہر جیسا دوا سے بیمار کو تندرست کرنا کشتی سے

سلہ چنانچہ قرآن مجید مین اسی لحاظ سے روح کی حقیقت بیان کرنے سے یا چاند کے چھوٹا بڑا ہونیکی وجہ بیان کرنیسے اعراض کیا اور مخاطبون کی استعداد کے لحاظ سے کسی قدر حالات سے مطلع کیا روح کے باب مین من امر ربی ہی پر بس کیا اور ہلالون کی نسبت قل ہی مواقیت للناس والحج ہی پر سکوت فرمایا ۱۲ منہ

Marfat.com

ذریعہ سے دریا عبور کرنا خارق عادت نہین - پس جو باتین کہ سحر اور **طلسم** کے ذریعہ سے ہون یا نیرنجات کے شعبدہ ہون وہ بعض محققین کے نزدیک
خارق عادت نہین کیونکہ انکے اسباب مخفی ہوتے ہین کہ ہر شخص کی سمجھ مین نہین آ سکتے **لیکن** مینے جو تحقیق کیا تو یون معلوم ہوا کہ سحر کا ایک طور
یہ بھی ہے کہ بذریعہ ارواح خبیثہ و شیاطین کام کئے جاتے ہین انکے لیے اسباب عادیہ مین سے کوئی سبب نہین ہوتا اس لحاظ سے اسکو خارق عادت
کہہ سکتا ہون - ہان اگر ان شیاطین و ارواح خبیثہ کو سبب مخفی قرار دیا جاوے تو خارقِ عادت نہین - پھر یہ خارق عادت اگر مدعی نبوت سے ظاہر ہو
تو اسکو **معجزہ** کہتے ہین کہ مخالف کو اسکے مثل کام کرنے سے عاجز کر دیتا ہے - اب خواہ مدعی نبوت سے یہ معجزہ ایک معمولی طور پر صادر ہو
یا اسوقت نبوت کا دعوی بھی ہو - اور اگر یہ خارق نبی کے پیرو سے صادر ہو پس اگر وہ ولی ہے تو اسکو **کرامت** کہتے ہین اور اگر غیر ولی
مومن صالح سے صادر ہو تو اسکو **معونت** کہتے ہین اور جو نبی سے قبل نبوت سرزد ہو تو اسکو **ارہاص** کہتے ہین اور جو کسی برے آدمی سے
سرزد ہو تو اسکو **استدراج** کہتے ہین (**دوسری بات کی تحقیق** اسطرح پر ہے) کہ کسی کام کا کرنا اسکے فاعل کی قوت پر موقوف ہے پس جسقدر
فاعل کی قوت ہو گی اسی قدر اس سے قوی فعل سرزد ہوگا یہ مقدمہ بدیہی ہے اسپر دلیل کی حاجت نہین - اور اصل مبدء قوت کا اجسام اور
[illegible] مجردہ مین لطافت اور کثافت کے لحاظ سے قوی اور ضعیف ہوتا رہتا ہے یہی نکتہ ہے کہ خاک کی قوت سے پانی کی قوت اور پانی سے
ہوا کی قوت زیادہ ہوتی ہے اور آگ کی قوت اسکی لطافت کی وجہ سے سب سے زیادہ ہوتی ہے گرچہ ہوا بھی اسقدر لطیف ہے کہ حس بصر سے
محسوس نہین ہوتی نہ بغیر آمیزش غبار کے دکھلائی دیتی ہے لیکن آگ اس سے بھی لطیف ہے - ہمکو اس دعوی پر دلیل لانیکی کچھ ضرورت نہین جنہنے
علم العناصر کی دو ایک کتابین بھی پڑھی ہونگی وہ اسبات کی خوب تصدیق کریگا لیکن ناظرین کے سمجھانے کو دو چار مثالین دیتا ہون -
دیکھیے ریل گاڑی جو ہزارہا من بوجھ ایک دن مین کہان سے کہانتک لیجاتی ہے یا دخانی جہاز کس قدر بوجھ کس قدر مسافت پر پہنچاتا ہے یا کلین
کہ کیسا جلدی جلدی کام کرتی ہین یہ سب انجن کی بدولت ہے کہ جو بھاپ کے زور سے چلتا ہے اور وہ بھاپ اجزاء مایہ اور اجزاء ہوایہ ہین کہ
جو آگ کی وجہ سے پیدا ہوتی ہین - اس سے بڑھکر ان ابخرات کی قوت ہے کہ جو آگ اور ہوا سے پیدا ہوتے اور پھر زمین مین کسی وجہ سے بند ہو جاتے
ہین کہ جس سے وہ زلزلہ پیدا ہوتا ہے کہ تختۂ زمین کو ہلا دیتا اور بڑے بڑے پہاڑون اور مکانون کو گرا دیتا ہے - اسی کی وجہ سے سمندر ایسا الٹ پلٹ
ہوتا ہے کہ صدہا کوس کی خشک زمین پانی مین ڈوب جاتی ہے اور بہت ٹاپو سمندر مین سے اوپر نکل آتے ہین بعد اسکے خالص آگ کی قوت برقیہ کو ملاحظہ
فرمایئے کہ وہ تو اور بھی غضب ہے - بادلون مین سے نیچے گر کے جو کچھ آفت برپا کرتی ہے اسکو تو ہر ایک جانتا ہے - مگر اسکی کسی قدر قوت کو جب آلہ
برقی مین جمع کر کے کسی تار کو حرکت دیجاتی ہے تو اسکی حرکت صدہا کوس آن کی آن مین پہنچتی ہے کہ وہان تک اتنی دیر مین بھاپ[1] کی کل کبھی
نہین جا سکتی - پھر اس حرکت کے اشارون یا اسکی کھڑکھڑاہٹ کی آواز سے (کہ جس سے حروف مصطلح کر رکھے ہین) کیا کیا فوائد حاصل ہوتے ہین
بس اسی لیے جنکے قوام بدن مین جزو ہوائی غالب ہوتا ہے (جیسا کہ **غول** بیابانی وغیرہ مخلوقات کہ جو ہر وقت دکھلائی نہین دیتے) کہ جنکو
اہل ہند **پچھل** کہتے ہین انکے افعال خاکی چیزون سے بہت قوی ہوتے ہین - یا جنکے قوام مین جزو ناری غالب ہوتا ہے تو انکے افعال اور سخت
قوی ہوتے ہین جیسا کہ **جن** وغیرہ مخلوقات - اسی طرح ملائکہ یعنی **فرشتے** انکا مادہ اور بھی زیادہ لطیف ہوتا ہے اسکے افعال انسے بھی زیادہ
قوی ہوتے ہین اور اسیطرح نفس ناطقہ کو جسکو **روح** بھی کہتے ہین لطافت کی وجہ سے بشرطیکہ کثافت جسمانی اسپر غالب نہو بڑے قوی افعال

[1] یعنی انجن ۱۲ ۔ فن جراثقیل مین اسکی تصریح ہے ۱۲

معجزہ
کرامت
معونت
ارہاص
استدراج

نہایت عجیب و غریب کام کرتی ہے - روحانی قوت کے آگے عالم عناصر و عالم اجسام علویات آفتاب و ماہتاب ستارے وغیرہ سب سست پڑ جاتے ہیں بلکہ ماند پڑ جاتے ہیں اور جسم و جسمانیات کی تو کیا بات ہے انکا تو ذکر ہی کیا ہے - روحانی قوت کی بدولت تو آفتاب و ماہتاب بھی کھڑے رہتے ہین - اِس روحانی قوت ہی کی وجہ سے چاند[۵۱] پھٹ جاتا ہے درخت[۵۲] بلانے سے چلے آتے ہین - دو چار قطرہ[۵۳] پانی اُسکے ہاتھ لگانے سے لشکر کو سیراب کر دیتا ہے - حجر و شجر[۵۴] اُس سے کلام کرتے اور اُسکے شوق مین روتے ہین - ایک عالم کے قلوب اُسکی طرف کھینچ آتے ہین - عصے[۵۵] مارنے سے پتھر پانی بہاتا ہے - اُسکی دعا[۵۶] سے مردہ زندہ ہوجاتا ہے - اندھے[۵۷] اور جذامی شفا پاتے ہین - اسکی ذرا سی نظیر عمل مسمریزم ہی کو دیکھیے کہ قوت روحانی سے کیا کیا عجائبات ظاہر ہوتے ہین - اور جو فقرا کے حلقۂ توجہ مین بیٹھکر فیضیاب ہوا وہ تو اِس قوت روحانی کا مزہ اُٹھائے اور اُسپر ایمان لائے بیٹھا ہے تند در من قال ؎ ذوق این نشناسی بخدا تا نچشی ۔ مگر اِس قوت روحانی کی طور مین ایک یہ عام طور کہ جسکو عادت کے موافق اور قانون قدرت کے مطابق کہتے ہین جیسا کہ یہ پھرنا چلنا عمدہ عمدہ کلین بنانا طرح طرح کی صنعتین ایجاد کرنا الغرض یہ سب کاروبار جو عالم اسباب مین انسان سے واقع ہوتے ہین - پس یہ طور تو کسی شرط تجرد وغیرہ پر موقوف نہین بلکہ یہ کام جسمی کثافت کے ساتھ ہی خوب کرسکتا ہے بلکہ بعض کام تو عالم اسباب مین جسمی کثافت ہی کی وجہ سے ظہور کرتے ہین کیونکہ جسم انکے لیے شرط ہوتا ہے اور اسی لیئے اکثر طبعیات وغیرہا کے متعلق عجائب ایجادات اُنہین لوگون سے ظہور مین آتے ہین جو سوائے کھانے پینے اور کھڑے کھڑے پیشاب کرنے اور بوقت ہیجان نفس کسی عورت پر ساقط ہونیکے اور کچھ کمال انسانی نہین رکھتے - یہ سب کام گو بظاہر جسم کیطرف اور اُسکے قویٰ کیطرف منسوب کیے جاتے ہین مگر درحقیقت یہ سب روح کی طفیل سے ہوتے ہین - جب روح جسم سے تعلق اُٹھا لیتی ہے کہ جسکو عرف مین موت کہتے ہین تب کوئی کام نہین ہوتا - کام تو درکنار وہ جسم ہی اُسکی محافظت بغیر گل سڑ جاتا ہے - اور یہان سے یہ بھی خوب ثابت ہوگیا کہ ان اعمال کا مبدء روح ہے اور جسم ایک آلہ یا شرط ہے کیونکہ جسم کو یہ قدرت کہان ورنہ لازم آتا کہ روح پر ان اعمال کی برائی بھلائی کا کوئی رنگ نہ چڑھے اور نہ اُسکو بعد مفارقت بدن کے کوئی عذاب و ثواب دیا جاوے - پھر تو نبی کی کچھ بھی ضرورت باقی نہ رہی کیونکہ جسم کے مضر و نافع اشیاء کے جاننے مین اپنا حس یا کسی قدر طبیبون کی مدد کافی ہوسکتی ہے علاوہ اسکے جب آدمی مرجاوے تو سب جھگڑون سے چھوٹ جاوے جیسا کہ بعض دہریہ اور زمانۂ جاہلیت کے عرب کا اعتقاد تھا اور کچھ عجیب نہین کہ بعض کوتہ اندیش اب بھی یہی سمجھتے ہون - حاشا و کلا یون نہین بلکہ سب کچھ روح سے متعلق ہے اور وہ مفارقت بدن کے بعد مرتی نہین بلکہ ہان اپنے اعمال کا ثمرہ اُٹھاتی ہے - اِس مقام پر اعتقاد مذکور کے بطلان پر فقط دو ہی دلیلون پر اکتفا کرتا ہون (اول) یہ کہ اگر یہ اعمال جسم ہی کے ہون تو چاہیے کہ کسی معاملہ نیک و بد مین کوئی شخص دنیا مین بھی ماخوذ نہ کیا جاوے نہ چور کو سزا دیجاوے نہ قاتل سے قصاص لیا جاوے کیونکہ جب اُسنے وہ کام کیا تھا وہ تھا اب یہ جسم اور ہے اس لئے کہ ہر آن مین حرارت بدن سے انسان کے اجزاء بدن تحلیل ہوتے رہتے اور اُنکے بدل غذا سے دوسرے اجزاء قائم ہوتے رہتے ہین اسلیئے اگر کسی کی لڑکپن اور جوانی پھر بڑھاپے کی تصویر اُنکو روبرو رکھکے دیکھا جاوے تو بالکل غیر معلوم ہونگے علاوہ اِسکے ناخون اور بالون ہی کو دیکھ لیجیے کہ ہر روز نئے نکلتے اور پہلے کسی قدر قوت منعقدہ کی وجہ سے لگے رہتے ہین

[۵۱] اشارہ ہے معجزہ شق القمر کی طرف ۱۲ [۵۲] آنحضرت علیہ السلام کے اُس معجزہ کیطرف اشارہ ہے کہ جو درخت آپکے بلانے سے چلے آتے تھے ۱۲ [۵۳] اُس معجزہ آنجناب علیہ السلام کی طرف اشارہ ہے کہ جو دو دفعہ آپ سے ظاہر ہوا ۱۲ [۵۴] جیسا کہ آنحضرت علیہ السلام سے واقع ہوا اور ستون حنانہ آپکے شوق مین رویا ۱۲ [۵۵] حضرت موسیٰ کے معجزہ کی طرف اشارہ ہے ۱۲ [۵۶] حضرت عیسیٰ کے معجزات کی طرف اشارہ ہے ۱۲ [۵۷] یہ بھی حضرت عیسیٰ کے معجزات ہی کیطرف اشارہ ہے ۱۲ منہ

Marfat.com

پھیر پھر جاتے ہین بلکہ نباتات مین بھی یہی حال ہے اور اگر نباتات پر باران نہ آوے تو غذا کو روک کر اُسکے قوام اور بالیدگی کو ملاحظہ فرما لیجیے

دلیل دوم

(دوم) کسی فعل ارادی کا کرنا (بالخصوص ایسے افعال کا کہ جن سے انسان قابل مدح وذم ہو مستحق ثواب وعقاب ہو) بغیر علم اور ارادے کے ناممکن ہے کما لایخفی علی صاحب البصیرۃ اور جسم انسان مین نہ علم ہے نہ ارادہ بلکہ یہ بحرکت قسریہ روح کے ہلانے جلانے سے پتلی کیطرح ہلتا ہے جب وہ الگ ہو جاتی ہے تو بجنس حرکت ہو جاتا ہے - ذرا غور کیجیے کہ آنکھ دیکھتی ہے یا آنکھ کے ذریعہ سے کوئی اور شخص دیکھتا ہے! آیا کان سنتے ہین یا اس کھڑکی کے ذریعہ سے کوئی اور سنتا ہے اگر خود آنکھ دیکھتی ہوتی تو جو چیز کہ آنکھ کی بالکل پاس رکھی جاتی اُسکو تو اور بھی زیادہ دیکھتی حالانکہ نہین دیکھتی یا جسوقت کوئی مخدر کلوروفارم سنگھایا جاوے تو چاہیے کہ آنکھ کان اُسوقت مین بھی برابر دیکھین اور سنین کیونکہ وہ اُسیطرح صحیح وسالم ہین حالانکہ اُسوقت روح کی عدم توجہی کی وجہ سے کچھ بھی نہین دیکھتے نہ سنتے اور اسیطرح بعد موت کے آنکھ کان بدستور بلکہ جمیع مواضع حس ویسے کے ویسے رہتے ہین مگر مفارقت روح کی وجہ سے معطل ہو جاتے ہین اور اسی سر کیواسطے حکما و فلاسفہ کا یہ فتوی ہے میزان[1] العاقلیہ کون الشئ مجردا شرح سلم قاضی مبارک **(دوسرا طور)** خاص ہے اور وہ یہ کہ روح کو جب [illegible] جسمانیہ اور ظلمات ہیولانیہ سے نجات ہوتی اور آثار تجرد اُسپر غالب آتے ہین تو اُسکی قوت نہایت قوی ہو جاتی ہے پھر اُس سے وہ افعال سرزد ہوتے ہین کہ جو ظاہر اسباب اور قانون قدرت کے برخلاف ہوتے ہین کیونکہ اسباب کی احتیاج ضعف کیوقت مین ہوتی ہے لنگڑے آدمی کو سواری کی ضرورت ہے یا جسکی بینائی کم ہو اُسکو چشمہ کی حاجت ہے - تندرست کو کیا ضرورت؟ پس روح کی قوت اور تجرد کی دو صورتین ہین ایک کم دوسری زیادہ کم یہ ہے کہ بسبب ریاضات ومجاہدات شدیدہ کے بدن کو پژمردہ اور روح کو تازہ کیا جاتا ہے - اِسمین مومن کافر سب شریک ہین اسلیئے بعض اُن شخصوں سے کہ جو نہ نبی ہین نہ نبی کے مطیع جیساکہ جوگی وغیرہ یا جیسا کہ آج کل بھی فقراء بعض جگہ بنے جاتے ہین - اُنسے بھی یہ خوارق عادت سرزد ہو جاتے ہین کما نشاہدہ فی المرتاضین **لیکن** یہ خوارق عادات نبی کیا بلکہ اُسکے متبع کے خوارق کے بھی برابر نہین ہوتے - اور اُنکے مساوی یا مشابہ ہونیکا تو کیا ذکر البتہ ایسی مماثلت اور مشابہت ہوتی ہے کہ جیسی پیتل اور سونے مین یا چاندی اور قلعی مین - یا بلور اور ہیرے مین - پس باوجود اس مشابہت کے کبھی کسی عاقل کو پیتل اور سونے مین یا قلعی اور چاندی مین اور ہیرے اور بلور مین اشتباہ نہو گا - ایسا کوئی نادان ہو گا جو سُنت کی اگر مُلا کے یون حجت کریگا (کہ میری رائے مین تو سونے اور پیتل مین کچھ فرق نہین وہ بھی زرد وہ بھی زرد جس طرح سے وہ سخت ایسا ہی بعض اہل صنعت کی پیتل بھی سخت ارے آخر ہذیانہ) **زیادہ قوت** روح کی یہ صورت ہے کہ روح ہمہ تن عالم قدس اور **ذات باری** کیطرف متوجہ ہو جاوے اور پھر اُسپر وہانکے انوار ایسے فائض ہون کہ جسطرح آئینہ مین آفتاب کے انوار چمکتے ہین - تب اُسکو مبدء کائنات خالق القوی رب العزت سے ایک ایسی خاص مناسبت پیدا ہوتی ہے کہ جسطرح آگ کی صحبت سے لوہا سرخ ہو کر جلانیکے قابل ہو جاتا اور پھول کی صحبت سے مٹی دماغ کو معطر کرنیکے لائق ہو جاتی ہے ؎ جمال ہمنشین در من اثر کرد * وگرنہ من ہمان خاکم کہ ہستم پس عارف کے ہاتھ خدا کے ہاتھ اور اُسکی زبان خدا کی زبان اور اُسکی آنکھ خدا کی آنکھ ہو جاتی ہے (اور خدا تعالی درحقیقت اِن اعضاء سے پاک ہے) چنانچہ اِس حدیث مین فکنت سمعہ الذی یسمع بی اسی طرف اشارہ ہے اور اسی مرتبہ مین وحدت[2] وجود کا راز کھلتا ہے

[1] یعنی عاقل ہونیکا اسبات پر مدار ہے کہ وہ شے مادہ سے مجرد ہو - جیساکہ روح وملائکہ والحق ہین ۱۲ منہ [2] بعض ناواقف اس سے خالق ومخلوق کا اتحاد [illegible]

Marfat.com

گرچہ خدا پاک اپنی ذات اور صفات مین جمیع کائنات سے الگ اور ممتاز ہے کوئی ممکن واجب نہین ہوسکتا لیکن عارف پر وجوب کا ایک
پرتو اپڑتا ہے کہ اُسکے آثار اسمین ظہور کرنے لگتے ہین۔ تب اُسکا تصرف عالم مین ہونے لگتا ہے اور وہ شخص فنا فی اللہ
ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق ؎ ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما ؎ یہی انسان کا کمال انتہائی ہے سو یہ مرتبہ خاص انبیا علیہم السلام کو
اور اُنسے کچھ اُترکر اُنکے متبعین اولیاء کرام کو نصیب ہوتا ہے۔ ہماری اس تحقیق سے اُنکو خوارق کا امکان تو بخوبی معلوم ہوگیا ہوگا اور اگر
اب بھی دل نمانے تو یون سمجھیے کہ ممکن اُسکو کہتے ہین کہ جسکے فرض وقوع سے کچھ محال لازم نہ آوے اور ان امور خوارق عادت کے واقع ہونے سے
کوئی محال لازم نہین آتا ہان ایک عادت کے مخالف اور عالم اسباب کے برخلاف ہونیکی وجہ سے بالخصوص اُس شخص کو کہ جسکی عقل پر انوار
قدس فائز نہین اور سوائے محسوسات کے اُسکے کم حوصلۂ فکر مین کچھ اور ہی نہین) تعجب ہوتا ہے کہ کبھی اُسکی تنگ عقل اس نور گیتی افروز سے
شپرۂ چشم کی طرح خیرہ ہوکر انکار کر بیٹھتی ہے اور کبھی اُسکو سحر مبین کہتی ہے اور کبھی ڈھکوسلہ بازی اور شعبدہ بازی بتلاتی ہے۔ پس اگر اس
بیان کے بعد بھی کوئی شخص نہ مانے اور اُسکو بڑھیون کی کہانی بتلائے اور یہ دلیل مقابلہ مین لائے کہ ہمارے روبرو کوئی کرکے دکھائے تو جانیے
تو بلاشک اُسکی روح کثافت جسمانی اور تاریکی ہیولانی مین غرق ہے۔ اور یورپ کے عقلاء تو اسبات پر خوب یقین رکھتے ہین بالخصوص عیسائی لوگ
تو اسمین کچھ چون وچرا ہی نہین کیونکہ وہ حضرت عیسیٰ اور اُنکے حواریون سے ایسے ایسے خوارق عادات سرزد ہونیکے قائل ہین اور اسیطرح یہودی
انبیاء علیہم السلام سے معجزات کا ظاہر ہونا تسلیم کرتے بلکہ ہنود بھی اپنے اوتارون اور رشیون سے ایسے خوارق بیان کرتے ہین اور حکمائے
یونان بلکہ کل فلاسفہ اپنے الہیات مین اس مسئلہ کو بدلائل ثابت کرتے ہین اب اگر اسکا کوئی منکر نکلیگا تو غالبًا وہی کثافت جسمانی والا
جسکی بڑی تحقیق انجن مین کوئلے جھونکنا اور دو چار مسائل فن طبعیات اور ریاضیات مین مہارت رکھنا یا بعض کلون کے کیل پرزے
درست کرنا ہے ایسا شخص خدا کا بھی پورا قائل نہو تو کچھ تعجب نہین کیونکہ وہ باعتبار کمال انسانی کے حیوانات مین داخل ہے۔ اور جو شخص
اسلامیون مین سے اُسکے کل پرزونکی صنعت دیکھکر اُسکا مقلد بنے اور انکار کرنے لگے تو وہ اس سے بھی بدتر ہے۔ سید احمد خان صاحب تو گویا
یا بڑھی کے کام کے ملکہ ہی کو تشبیہ دیتے ہین شاید وہ اُنہین کل پرزے سازونکو محقق بلکہ کچھ اور جانتے ہین (**تیسری بات کی تحقیق**) اسطرح پر ہے
کہ خدا کی رحمت عامہ کا یہ مقتضے ہے کہ وہ اُس نبی سے اپنی مخلوق کو بہرہ مند کرے اور اُسکا نفع عام لوگونکو پہنچا دے جو لوگ کہ طبیعت سلیمہ
اور قوت فطریہ رکھتے ہین وہ الہام الہی کے ذریعہ سے اُس نبی کو اسطرح پہچان جاتے ہین کہ جسطرح بچے بغیر کسیکے کہے سنے اپنے مان باپ کو
جان جاتے ہین یا مان باپ اپنے بچون کو پہچان لیتے ہین کما قال تعالی یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَاۗءَهُمْ پس جو شخص بعد ولادت
مین بچہ کو مان کی چھاتیان[1] بتلاتا ہے وہی لوگونکو مربی روحانی نبی کی خبر دیتا ہے **لیکن** بعض وہ لوگ کہ جنکی طبیعت مین کچھ کجی ہوتی ہے
بغیر کسی علامت دیکھے کے تصدیق نہین کرتے جیساکہ بعض بیمار دوا کو بغیر شیرینی ملائے نہین پی سکتے۔ پس جسطرح طبیب شفیق اُسمین
شیرینی (مگر وہی شیرینی کہ جسمین بیمار کو فائدہ ہو جیساکہ شربت بنفشہ یا خمیرہ گاؤزبان) ملا دیتا ہے اسیطرح وہ حکیم رحیم بھی نبی کے ہاتھ سے
کوئی امر خارق عادت کہ جسکو معجزہ کہتے ہین اُنکے لیے صادر کراتا ہے۔ اور اس معجزہ سے بہت فوائد ظاہر ہوتے ہین (۱) اُن منکرون کو
نبی کی تصدیق نصیب ہوجاتی ہے (۲) غالبًا وہ معجزہ فی نفسہا کوئی خیر اور عام فائدہ کی چیز ہوتا ہے جیساکہ آنحضرت علیہ السلام کا اپنی انگلیون

[1] کما قال تعالی وہدینا ہ النجدین الآیۃ ۱۲ منہ

Marfat.com

سے پانی جاری ہونیکے ایسا ہی نظیر کر اس پانی سیاہ رکت سے سیراب کرنا پھر لوگون کے دلونمین اُس سے نور پیدا ہونا - اور حضرت موسیٰ کا بغیر پل کے
بنی اسرائیل کو پار اُتار کر موذی سے نجات دینا - یا حضرت عیسیٰ کا مائدہ سے لوگونکو تقویت دینا (۳) اس معجزہ سے مومنون کا یقین اور زیادہ
مستحکم ہوجاتا ہے (۴) خدا اور اُسکے رسول کی عظمت لوگون پر ظاہر ہوجاتی ہے - اور یہی حکمت ہے کہ معجزہ کو آیت کہتے ہین کہ جسکے معنی علامت
اور نشانی کے ہین - (۵) کبھی منکرون کی تہدید و تعذیب اُس سے مقصود ہوتی ہے کہ جس سے اور لوگ عبرت پکڑین - پس گو اُنکے حق مین
یہ معجزہ قہر الہی ہے مگر اورونکے لئے رحمت الہی ہوتا ہے جیسا کہ انبیاء کی دعا سے صورتون کا مسخ ہوجانا یا ایک مٹھی کنکرون سے صدہا
لوگون کی آنکھین بند ہوجانا علاوہ اُسکے اور بہت سی مصلحتین ہین کہ جنکو وہ حکیم ہی خوب جانتا ہے - دوسری اور تیسری اور چوتھی بات مین تو
کوئی کلام نہین کرتا ہان اوّل بات مین **سید احمد خانصاحب** مخالف ہین - وہ اپنی تفسیر القرآن کے ۱۲ صفحہ مین یون فرماتے ہین **قولہ**

معجزہ پر آیت یا آیات کا اطلاق بھی نہین سکتا کیونکہ معجزہ امر مطلوب پر یعنی اثبات نبوت یا خدا کیطرف سے ہونے پر دلالت نہین کرتا اور نہ

وہ بصفت بینات موصوف ہوسکتا ہے - اِسلئے کہ اُسمین اگر وہ ہو بھی تو بھی کوئی ایسی وضاحت جس سے اُسکا حق اور واقعی ہونا اور خدا
کیطرف سے ہونا پایا جاوے کبھی نہین ہوتی - صرف احکام ہی ہین جو بینات کی صفت سے موصوف ہوسکتے ہین + انتہے سید صاحب نے
اس کلام مین چند باتین ذکر فرمائین (۱) یہ کہ معجزہ پر آیت کا لفظ اطلاق نہین ہوسکتا (۲) اُسکی دلیل یہ ذکر کی کہ معجزہ مین آیت کے معنے
جو دلالت کرنا ہے پائے نہین جاتے کیونکہ وہ نبوت یا خدا کی طرف سے ہونے پر دلالت نہین کرتا (۳) اُسمین مبین ہونیکے معنی (جو
وضاحت ہین) پائے نہین جاتے (۴) یہ کہ صفت بینات (یعنے وضاحت) خاص احکام الہی مین پائی جاتی ہے (۵) معجزہ کا ہونا ہی مشکوک
ہے یہ مطلب اُنکے اِس فقرہ سے ظاہر ہے قولہ اگر وہ ہو بھی الخ اقول وباللہ نستعین اُسکے بعد سید صاحب نے کئی ورق تک ایک دلیل اسبات پر
قائم کی ہے کہ معجزہ نبوت کی دلیل نہین - یہ دلیل اگر صحیح تسلیم کیجاوے تو نبوت کے رد کی دلیل ہوسکتی ہے جیسا کہ منکرین نبوت
اُسکے ساتھ تمسک کیا کرتے ہین اور اِس دلیل کی لغویت اور دھوکہ ہونا ہم ابھی بیان کرتے ہین انشاء اللہ تعالے لیکن پیشتر ان پانچون باتونکی
نسبت کلام کرتا ہون - (**نمبر ۱**) آیت کے لغت مین نشانی کے معنی ہین - تفسیر ابو السعود مین یون لکھا ہے **الآیۃ فی الاصل**

العلامۃ الظاہرۃ قال النابغۃ ؎ توہمت آیات لہا فعرفتہا + لستۃ اعوام وذا العام سابع + انتہے اور اُسکے معنی جمع کے بھی ہین بولا
کرتے ہین خرج بنو فلان بآیتہم ای بجماعتہم اور اسکا اطلاق خدا کے عجائب اور معجزات پر بھی ہوتا ہے کہ جو اُسکے علم اور قدرت یا نبی کی
نبوت پر دلالت کرتے ہین اور قرآن مجید کے ایک ایسے جملہ کو بھی کہتے ہین کہ جو دوسرے جملہ سے منفصل اور متمیز ہو اس لئے کہ وہ اسبات پر
دلالت کرتا ہے کہ یہ جملہ اپنے ماقبل و مابعد سے الگ کلام ہے کذا فی تفسیر ابی السعود سید صاحب اسکی یہ وجہ فرماتے ہین قولہ صفحہ ۱۳ اور جو

قرآن مجید کے فقرے خدا کی وحدانیت اور انبیاء کی نبوت اور احکام شریعت پر دلالت کرتے ہین اِسلیے اُسکے ہر فقرے کو بھی آیت
کہنے ہین انتہے اوّل تو قرآن کے ہر فقرے کو آیت نہین کہتے بلکہ اُس فقرے کو جو متمیز اور ماقبل و مابعد سے منفصل ہو دوم اس وجہ تسمیہ
کے لئے عرف شرع سے کوئی سند نہین سوم یہ ہر آیت کی نسبت صادق نہین آسکتا کیونکہ ایسی بہت سی آیات ہین کہ جنمین یہ تینون باتین
(۱) خدا کی وحدانیت پر دلالت کرنا (۲) انبیاء کی نبوت پر (۳) احکام شریعت پر دلالت کرنا) مجتمع نہین بلکہ بعض ایسی ہین کہ اُنمین اِن تینون

Marfat.com

باتو مین سے ایک بھی نہین پائی جاتی جیسا کہ آیات قصص چہارم اِس وجہ کو خود سید صاحب کا یہ قول (کہ جس مین خصائص کہ آیات
احکام ہی پر دلالت کرتی ہین) صریح مخالف ہے وہو ہذا اور جبکہ فقرات قرآن پر اسی لیے کہ وہ احکام پر دلالت کرتی ہین آیات کا اطلاق ہوا
یہان سید صاحب کی سمجھ مین معالم التنزیل کی عبارت کے معنی نہ آئے صاحب معالم بلحاظ لفظ بینات کے تفسیر مین واضحات مفصلات بالحلال
والحرام فرماتے ہین نہ کہ محض آیات کی تفسیر ہین۔ سید صاحب غلط فہمی سے لفظ آیات کی یہ تفسیر سمجھ گئے اور اپنے اول قول کے برخلاف
یہان فقط احکام پر دلالت کرنا معتبر رکھا اور وہ دونو باتین چھوڑ دین۔ الغرض آیت ایک ایسا لفظ ہے کہ جسکا اطلاق اُس شے پر ہوتا ہے
کہ جسمین علامت اور دلالت کے معنی پائے جاوین خواہ کسی چیز کی علامت ہو عام ہے کہ وہ شے کوئی جملہ ہو جیسا کہ آیات قرانیہ یا کوئی اور
چیز ہو جیسا کہ مصنوعات و معجزات اہل زبان کا اسپر اتفاق ہے اب مین یہان تین طرح سے یہ بات ثابت کرتا ہون کہ معجزہ پر آیت کا
اطلاق ہوتا ہے (پہلی طرح) اوّل تو یہی وجہ جواب مذکور ہوئی اعنے محض دلالت کرنا اور کسی شے کی علامت ہونا سو یہ بات معجزہ مین
اسیطرح پائی جاتی ہے کہ جسطرح آیت قرآنیہ مین کیونکہ اول تو معجزہ نبوت پر آیت قرآنیہ سے زیادہ روشن علامت ہے جیسا کہ اسکا ذکر
آتا ہے اگر معجزہ نبوت پر دلیل نہین تو سید صاحب آیت بھی دلیل نہین ہوسکتی اور آیات کو تو جانے دیجیے سورہ بقرہ کی (۸۱) آیت
ہمارے سامنے موجود ہے[۵] وَقَالُوا قُلُوبُنَا غُلْفٌ ط بَل لَّعَنَهُمُ اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيلًا مَّا يُؤْمِنُونَ اب کونسی وجہ ہے کہ یہ تو آنحضرت
علیہ السلام کی نبوت پر دلالت کرکے آیت کے طلاق کے مستحق ہوئی اور چاند کا شق کرنا آنحضرت کی نبوت پر دلیل نہو سکا؟ اور آپکے
نزدیک اعجاز قرآن بلاغت کی وجہ سے تو ہے ہی نہین اب یہ فقرہ آنحضرت علیہ السلام کی نبوت پر کونسی وجہ سے دلیل ہے۔ دوم بالفرض
اگر معجزہ نبوت پر دلالت نہ کرے تو اپنے باب پر تو ضرور دلالت کریگا کہ یہ شخص بڑا شخص ہے پس لفظ آیت کے اطلاق کے لئے اسیقدر بس ہے
(دوسری طرح) قرآن مجید مین خود بہت سی جگہ ایسی ہین کہ جہان معجزہ کو آیت کے ساتھ تعبیر کیا ہے اُس مقام پر آیت قرآنی مراد ہو نہین
سکتی ازانجملہ یہ ہے هَٰذِهِ نَاقَةُ اللَّهِ لَكُمْ آيَةً ترجمہ یہ خدا کی اونٹنی تمہارے لئے نشانی (معجزہ) ہے دیکھیے یہان صاف طور پر
فرمادیا کہ یہ اونٹنی آیت ہے اِس مقام پر جب سید صاحب سے کچھ بن نہ آیا تو کیا غلط توجیہ کی کہ قوم ثمود کو جو احکام حضرت صالح نے نسبت
ناقہ کے بتائے اس سبب سے اُسپر بھی آیت کا لفظ اطلاق ہوا ہے خواہ کسی سبب سے ہو مگر یہ تو آپنے بھی لاچار ہو کر تسلیم کرہی لیا کہ یہان
آیت کا لفظ ناقہ پر بولا گیا کہ جو نہ آیت قرانی تھی نہ کوئی حکم رحمانی اور آپکا یہ قول (کیونکہ وہ اونٹنی فی نفسہ کوئی معجزہ نہ تھی) بالکل غلط ہے
کیونکہ وہ اونٹنی بڑا معجزہ حضرت صالح کا تھا کہ جو اُنکی دعا سے خود بخود پیدا ہوگئی تھی چنانچہ اُسکا ذکر بھی آویگا ازانجملہ یہ آیت ہے
وَمَا مَنَعَنَا أَن نُّرْسِلَ بِالْآيَاتِ إِلَّا أَن كَذَّبَ بِهَا الْأَوَّلُونَ ترجمہ ہم اسلئے نشانیان نہین بھیجتے کہ انکو پہلی امتون نے
جھٹلا دیا تھا۔ دیکھیے اِس مقام پر آیات سے قرآن کی پاکیں اور کتاب کی آیتین مراد ہو نہین سکتین چند وجہ سے اول یہ کہ اگر آیات سے معجزات
مراد نہون بلکہ آیات قرآنیہ یا اور احکام جیسا سید صاحب فرماتے ہین تو لازم آوے کہ خدا نے حضرت پر نہ کوئی آیت قرآنیہ نازل فرمائی
نہ کوئی حکم بھیجا و فسادہ مما لا یخفی دوم اس سے پیشتر کی آیت مین یہ ذکر ہے کہ کفار مکہ آنحضرت علیہ السلام سے یون کہتے تھے کہ ہم تجھپر جب تک

---

[۵] ترجمہ اور بولے کہ ہمارے دل غلاف مین ہین (نہین) بلکہ انپر اللہ نے انکے کفر کی وجہ سے لعنت کردی بسلیے وہ کم ایمان لاتے ہین سید صاحب بیان فرماوین
کہ اِس آیت مین حلال و حرام کے مفصل احکام کہان ہین پھر اس آیت کو کیا سمجھکر آیت کہتے ہین؟ ۱۲ منہ

Marfat.com

ایمان نہ لاوین گے کہ جب تک آپ ہمارے لیے زمین پھاڑ کر چشمے نہ نکالین یا کھجور اور انگور کا ایک ایسا باغ نہ بنادین کہ اُسمین نہرین بہتی ہون یا آسمان کو ہمپر ٹکڑے ٹکڑے نہ گرادین یا خدا اور فرشتون کو ہمارے پاس نہ لادین یا ایک گھر زرین نہ بنادین یا آسمان پر چڑھ نہ جاوین یا کوئی ایسی کتاب نازل ہمپر نکرین کہ اُسکو ہم پڑھ لیا کرین۔ اِن باتون کے جواب مین اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو یون تعلیم فرماتا ہے کہ اُنسے یہ کہدے کہ مین فقط رسول ہون (خدائی اختیارات مجھکو حاصل نہین) اور اللہ تعالیٰ اُنکی خواہش کے موافق معجزات ظاہر نکرنیکا یون سبب بیان فرماتا ہے کہ اگلے لوگون نے انبیا کے معجزون کو جھٹلا دیا تھا کہ جسکی وجہ سے وہ ہلاک ہوئے پس اسلیے ہم تمہارے کہنے کے موافق یہ معجزے کہ جنکو تم مانگتے ہو نہین ظاہر کرتے۔ چونکہ یہ آیت کفار کے جواب مین واقع ہے اور وہ اُن سات چیزونکا سوال کرتے تھے تو اسکے جواب مین الآیات سے بسبب لام عہدی کے یہی سات چیزین مراد ہونی ضرور ہین نہ کہ مطلق معجزات سید صاحب سمقام پر قاضی ابن رشد کا قول دربارہ نفی معجزات نقل کرکے یون کہتے ہین. اور اس کا ثبوت خود قرآن مجید سے پایا جاتا ہے انتہے اور اِس دعوی کی دلیل مین یہی آیات ذکر فرماتے ہین۔ مین سید صاحب کی پریشان بیانی سے سخت حیران ہون کیونکہ جب آیات سے (اِس مقام پر جن کے آنحضرت علیہ السلام پر حسب استدعا کفار نازل نہونیکی وجہ خدا فرماتا ہے) فرائکی ایزاد ہوئین جیسا کہ سید صاحب کہتے ہین تو غایۃ الامر یہ لازم آیا کہ آنحضرتؐ پر وہ آیات کہ جنکو کفار چاہتے تھے نازل نہ ہوئین معجزات کے نازل ہونے یا نہونیکا تو کچھ ذکر ہی نرہا پھر یہ کہنا کہ یہان سے نفی معجزات ثابت ہوتی ہے محض لغو ہے دوم آپکو جب بغرض ساتکے کہ آنحضرت کیا بلکہ کسی نبی سے کوئی معجزہ ثابت نہو لفظ آیات سے معجزات مراد لینا پڑا (حالانکہ یہ آپکے قول کے صریح مخالف ہے) تو پہلے انبیا کے تو ضرور معجزات کا سرزد ہونا تسلیم کرنا پڑا کہ جنکو پہلے لوگون نے جھٹلا یا تھا اور آنحضرت سے مطلقاً معجزات کی نفی نہوگی بلکہ بقرینہ جواب بقرینہ لام عہدی اُن معجزات کی نفی کہ جنکا عناداً وہ سوال کرتے تھے۔ اس مقام پر جیسا کہ سید صاحب کو صریح مغالطہ ہوا اسیطرح پادری فنڈر وغیرہ معاندین نے بھی مُنہ کی کھائی۔ اگر کوئی یون کہے کہ سید صاحب کی مراد یہ ہے کہ آنحضرت سے بوقت دعوت اسلام کوئی معجزہ ثابت نہین ہوا تو مین اُسکے جواب مین یون کہتا ہون کہ اگر یہ آپکی مراد تسلیم بھی کیجائے تو اُسکا ثبوت اِس آیت سے جب ہی ہوسکتا ہے کہ آیات سے معجزات مراد لیے جاوین اور پھر بعد اُسکے یہ بھی کسی دلیل قوی سے ثابت کردیا جاوے کہ الآیات سے بقرینہ جواب بقرینہ لام عہدی وہ معجزات مخصوصہ مراد نہین بلکہ کل اور یہ بھی کہ اس آیت مین آیندہ آنحضرت سے معجزات صادر نہونیکا بھی ذکر ہے۔ اور یہ بھی کہ آپنے دعوت اسلام کے وقت سوا اُن معجزات مسئولہ کے اور کوئی معجزہ نہین دکھایا۔ اور ان باتون کا ثبوت محال ہے (**علاوہ اسکے**) یہ تو پھر بھی ماننا ضرور ہوگا کہ اور انبیا علیہم السلام سے وہ معجزات کہ جنکا کفار نے انکار کیا تھا ضرور صادر ہوئے ہین اب بھی اہل اسلام کی تو کیا جرأت ہے کہ وہ یون کہے کہ اور انبیا علیہم السلام سے معجزات صادر ہوئے مگر آنحضرت سے نہو سکے۔ اور یہ بھی کسی اہل عقل کی شان نہین کہ یون کہے کہ آنحضرت علیہ السلام سے دعوت اسلام کے وقت کوئی معجزہ صادر نہین ہوا

۵ خلاصہ کلام یہ ہے کہ اگر آیات سے اِسمقام مین قرآن کی آیتین مراد لیجاوین تو پھر اس آیت مامنعنا سے معجزات کی نفی کرنا نادرست ہے اور اگر معجزات ہی مراد ہون اور سید صاحب کا قول کہ آیات کا اطلاق معجزات پر نہین ہوتا غلط ہوگا دوم اگلے انبیا سے تو ضرور معجزات کا صادر ہونا پایا گیا کہ جنکی تکذیب سے اُنکو عذاب ہوا اب یہی بات کہ آنحضرت سے ثبوت معجزات کو یہ آیت معارض ہے سو یہ بھی غلط کیونکہ اِسمین یہ کہین نہین کہ آنحضرت سے کوئی معجزہ صادر نہوا یا آیندہ نہوگا بلکہ وہ چند معجزات کہ جنکا کفار محض عناداً استدعا کرتے تھے وہ آپسے صادر نہین ہوئے جیسا کہ لام عہدی اور قرینہ جواب اسکا شاہد ہے ۱۲ منہ ۵ سوا اِسکے قرآن مجید مین اور پہلی کتابون مین اور انبیا کے معجزات کی تصریح بلا آنحضرت علیہ السلام کے معجزات بھی مذکور ہین پھر اُنکا انکار کی سوا اسبات کی کہ قرآن اور کتب سابقہ کا انکار کیا جاوے اور کیا صورت ہے ۱۲ منہ۔

قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا [illegible] عَلَيْنَا كِسَفًا [illegible] الْمَلٰٓئِكَةِ [illegible] وَلَنْ [illegible] لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ اِلَّآ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ

Marfat.com

اور دیگر اوقات مین صادر ہوے ازانجملہ یہ آیت ہے وَمَا مَنَعَنَا أَنْ نُرْسِلَ بِالْآيَاتِ إِلَّا أَنْ كَذَّبَ بِهَا الْأَوَّلُونَ وَآتَيْنَا
ثَمُودَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوا بِهَا وَمَا نُرْسِلُ بِالْآيَاتِ إِلَّا تَخْوِيفًا سورہ بنی اسرائیل یہان صاف تصریح ہے کہ آیات کا اطلاق اُن معجزات پر ہوا
کہ جنکو لوگون نے جھٹلایا تھا منجملہ اُنکے ناقہ ثمود بھی کہ جسکی انہون نے بیحرمتی کی تھی۔ اس مقام پر سید صاحب فرماتے ہین **قولہ** اس آیت سے قاضی
ابن رشد نے استدلال کیا ہے کہ آنحضرت صلعم نے ادعاء نبوت کے ساتھ کوئی معجزہ کسیکو نہین دکھلایا جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے **اقول** قاضی
ابن رشد اگر کوئی شخص ذی علم ہین تو اس آیت سے کاہیکو استدلال کرینگے اور اگر کوئی ایسے ہی موٹی سمجھ کے ہین تو وہی جواب پاوینگے جو آپکی خدمتمین
عرض کیا گیا۔ اسکے بعد سید صاحب فرماتے ہین **قولہ** اور اس سے پایا جاتا ہے کہ قاضی ابن رشد نے اس آیت مین جو لفظ آیات ہے اُس سے معجزات مراد
لیے ہین صاحب تفسیر بیضاوی نے بھی یہی سمجھا ہے الخ تو سید صاحب اب تو آپکے قاضی ابن رشد بھی آپکے مخالف ہوگئے۔ اور بیضاوی کیا
بلکہ کوئی اہل علم بھی کہ جسکو کچھ بھی عربیت کی استعداد ہوگی یہ نفرمادیگا جو آپ تمام اہل عقل و نقل کے مخالف ہوکر فرماتے ہین۔ یہان سے ہماری تین
بات (کہ تمام اہل عقل و نقل اس بات پر متفق ہین کہ لفظ آیت کا اطلاق معجزہ پر بھی ہوتا ہے) ثابت ہوگئی۔ سید صاحب قاضی ابن رشد و بیضاوی وغیرہ
جمہور کی تفسیر کو یون رد فرماتے ہین اور تھک کر اس آیت کا یہ جواب دیتے ہین **قولہ** صفحہ ۱۳۹ اگر اس تفسیر مین چند نقصان ہین اول تو یہ سمجھ مین نہین آتا
کہ خدا نے لوگون کے نہ ماننے یا جھٹلانے سے کیون معجزون کا بھیجنا بند کردیا الخ تحقیقی جواب تو یہ ہے کہ کل معجزات کا بھیجنا بند نہین کیا بلکہ خاص اُنکا
کہ جنکی ضد کرکے طلب کرتے تھے تاکہ پھر تکذیب اور مقابلہ سے بلا نازل نہو اور الزامی یہ جواب ہے کہ اگر اس سے احکام مخصوصہ ہی مراد ہین جیسا کہ آپ
آگے چلکر فرماتے ہین **قولہ** تو یہ سمجھ مین نہین آسکتا کہ خدا نے لوگون کے نہ ماننے یا جھٹلانے سے کیون احکام مخصوصہ کا بھیجنا بند کردیا دوسرے آدم سے
عیسے تک برابر کیون بھیجتا رہا اور کیون ایسی بیرحمی سے اگلون کو غارت کرتا رہا **ازانجملہ** یہ آیت ہے وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ آيَتَيْنِ فَمَحَوْنَا
آيَةَ اللَّيْلِ وَجَعَلْنَا آيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً یہان صاف صاف لفظ آیت کا اطلاق رات اور دن پر ہوا ہے ازانجملہ یہ ہے لِنُرِيَهُ مِنْ آيَاتِنَا کہ
پاک ہے وہ اللہ کہ جسنے اپنے بندے محمد کو رات کو مکہ سے مسجد اقصے تک سیر کرائی تاکہ ہم اُسکو اپنی نشانیان دکھائین۔ یہان بھی آیات سے مراد عجائبات
قدرت ہین کیونکہ اگر آیات قرانی مراد ہوتین تو اُنکو مسجد اقصے مین لیجا کر سنانا تھا نہ کہ دکھانا ازانجملہ یہ ہے وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَىٰ تِسْعَ آيَاتٍ
بَيِّنَاتٍ الآیہ کہ ہمنے موسیٰ کو نو نشانیان عصی ید بیضا وغیرہ دین۔ یہان بھی احکام مراد نہین ہوسکتے بلکہ یہان تو صفت بینات بھی معجزات کی
ظاہر کردی ازانجملہ یہ ہے ذَٰلِكَ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ ۱۲ سورہ کہف دیکھیے یہان اصحاب کہف کو آیت اللہ کہا ہے ازانجملہ یہ ہے قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِي آيَةً
قَالَ آيَتُكَ أَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ الآیہ یہان بھی لفظ آیت ذکریا علیہ السلام کے کلام نکرنے پر بولا گیا علاوہ اسکے اور بہت سے ایسے مواقع ہین کہ جہان
لفظ آیت بلکہ بصفت بینات معجزات پر بولا گیا ہے سید صاحب گر آپکو قرآن مجید پر آگاہی نتھی تو کیون اتنا بڑا دعوی کر بیٹھے کہ قرآن مین لفظ
آیت کا سواء احکام یا آیات قرانیہ کے اور کسی پر اطلاق نہین ہوا ہے افسوس آپ کو یہ خیال نہ آیا کہ اہل علم میری بے اصل باتون پر ہنسین گے
اب یہ بات بخوبی ثابت ہوگئی کہ آیات کا اطلاق معجزہ پر بھی ہوتا ہے اور جو اُسکا انکار کرتا ہے وہ محض جاہل ہے (**نمبر ۲ کی تحقیق**) اسطرح سے

ف ہم اسلیے نشانیان (معجزات) نہین بھیجتے کہ پہلون نے انکو جھٹلا دیا تھا۔ اور ثمود کو ہمنے بصارت دینے والی ناقہ دی تھی کہ جس پر اُنہون نے ظلم کیا۔
اور ہم نشانیان (معجزات) نہین بھیجتے مگر ڈرانیکو ۱۲ منہ ف سب سے زیادہ خود سید صاحب کا قول جو تفسیر آل عمران کے صفحہ ۲۴ مین واقع ہے ہمارے واسطے بڑی دلیل ہے
قولہ آیت کا لفظ قرآن مجید مین فرعون اصحاب کہف والرقیم قوم نوح و نوح و اصحاب سفینہ پر بھی اطلاق ہوا ہے انتہے ۱۲

Marfat.com

(اول) تو لفظ آیت کے اطلاق کرنیکے واسطے نشانی کے معنے پائے جانا ضرور ہے سو وہ معجزہ مین پائے جاتے ہین (دوم) اُسکا نبی کی نبوت پر دلالت کرنا بھی اہل عقل سلیم کے نزدیک ظاہر ہے کیونکہ معجزہ کے بعد وہ خدا کہ جسنے نبی کو خلق پر رحم فرماکے بھیجا ہے خلق کے دلمین اُس نبی کے برحق ہونیکا القا کرتا ہے اور علماء کلام نے محض تفہیم عام کے لیے اُسکی ایک مثال بھی دی ہے چنانچہ شرح مواقف کے چھٹے موقف اول مرصد مین یون لکھا ہے کہ کوئی شخص کسی بادشاہ کے روبرو لوگون سے اظہار کرے کہ مین اس بادشاہ کا سفیر ہون اور بادشاہ سے یون کہے کہ اگر مین سچا ہون تو حضور اپنی عادت کے خلاف میرا کہا کرین کہ اس جگہ سے اُٹھین اور دوسری جگہ اسی تخت کے کنارے پر بیٹھ جائین اور پھر وہانسے اُٹھ کر دوسری جگہ بیٹھ جائین اور پھر وہ بادشاہ ایسا ہی کرے تو بلاشک ان قرائن سے ہر ذی عقل کو اُس مجمع مین ایسا یقین آجائیگا کہ جیسا وہ بادشاہ اپنی زبان سے یون کہے کہ یہ میرا سفیر ہے - اور کوئی یون نہ کہے کہ بادشاہ کا قیاس خدا پر کرنا نادرست ہے - کیونکہ یہ قیاس بادشاہ کا خدا پر نہین بلکہ ایک حال کی تمثیل محض سہولت فہم کے لیے دی ہے - آب غور کرو کہ جو شخص نبوت کا دعوی کرکے کسی پہاڑ کو اپنے اشارے سے اُٹھاکے لوگون کے سر پر کھڑا کر دے اور یہ کہے کہ اگر تم میری تصدیق کروگے تو یہ تمسے ٹل جائیگا ورنہ تمپر گر پڑیگا پس جب وہ اُسکی تصدیق کرین تو وہ دور ہو جاوے اور جب تکذیب کا قصد کرین تو اُنکے سر کے قریب ہونے لگے - بس اُسوقت ہر شخص کو یقین کامل ہو جاویگا - اگر یہ وجہ یقین کی نہو تو پھر وہ کونسی وجہ ہے کہ جس سے نبی کی تصدیق ہو؟ - کیا اُسکے کہنے سے کہ مین نبی ہون - کیا اُسکی کتاب سے - کیا اُسکے احکام شریعت سے؟ - اگر ان چیزون سے نبوت کا یقین ہو سکتا ہے تو معجزہ سے جسکی تمثیل اور دلیل ابھی بیان ہوئی بدرجہ اولی یقین ہو سکتا ہے - سید صاحب نے ایک لغو سی دلیل متکلمین کیطرف سے اس مضمون پر بیان کی پھر اُسپر چند اعتراض ایسے کیئے کہ جسکے دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سید صاحب کو اس عمر مین وہ جو کچھ ابتدا مین پڑھا تھا یاد نہین رہا اور درحقیقت وہ اعتراضات منکرین نبوت کے ہین مگر سید صاحب نے نہایت بُرے طور سے بیان کیے ہین شرح مواقف کے اسی موقف مین یون لکھا ہے - منہا رد شبہۃ المنکرین للبعثۃ وہم طوائف الاولی من احالہا الثانیۃ من جوزہا ولکن قال لا یخلو البعثۃ عن التکلیف ثالثۃ من جوز المعجزات وقال فی العقل کفایۃ والرابع من قال بامتناع المعجزۃ لان خرق العادۃ محال والخامسۃ من جوز وجود المعجزۃ لکن منع الدلالۃ علی الصدق الخ ملخصا یعنے یہان ہم منکرین نبوت کا رد کرینگے اور اُنکے چند فرقے ہین پہلا فرقہ نبوت کو محال جانتا ہے دوسرا ممکن جانتا ہے لیکن کہتا ہے کہ نبوت سے اوامر و نواہی کا پابند ہونا پڑتا ہے اور یہ محال ہے تیسرا فریق معجزات کا صادر ہونا ممکن کہتا ہے لیکن یہ کہتا ہے کہ عقل کافی ہے پس نبوت کی کیا ضرورت ہے؟ چوتھا فریق معجزات کا صادر ہونا محال کہتا ہے اسلیے کہ خرق عادت محال ہے پانچوان فریق معجزات کا وجود مانتا ہے لیکن اُنکا نبوت پر دلیل ہونا نہین مانتا - گرچہ سید صاحب چوتھے فریق مین داخل ہین کہ وجود معجزہ کے منکر معلوم ہوتے ہین لیکن پانچوین فریق مین ہونیکا تو آپ خود اقرار کرتے ہین اور یہ دلیل بیان فرماتے ہین **قولہ ص۱۹** معجزہ نبوت کی ثبوت کی کیونکر دلیل ہو سکتا ہے الخ بعد اسکے سید صاحب یون فرماتے ہین رسولون کے آنے مین دو چیزین غور طلب ہین - اول رسول کے ہونیکا ثبوت دوسرے وہ چیز جس سے معلوم ہو کہ یہ شخص جو رسول ہونیکا دعوی کرتا ہے رسولون مین سے ایک رسول ہے ہمنے پہلی بات کا ثبوت بخوبی کر دیا ہے اور دوسری بات کا ثبوت کرنیوالی چیز معجزہ ہے جسکا بیان ابھی ہو چکا اگر منکر رسالت ضد کرے تو یہ اور بات ہے **قولہ** انسانون مین سے ایسے انسان کے ہونے پر متکلمین نے دنیا کے حالات پر قیاس کر کے استدلال کیا ہے جناب دنیا کے حالات پر ہرگز قیاس نہین بلکہ تفہیم عام کے لیئے ایک مثال

دیتے ہین جسکا بیان گزرا - اور یہ استدلال متکلمین کی طرف سے نہین یہ محض آپکا یا آپکے قاضی ابن رشد کا اختراع ہے گو ہم اس استدلال کو تسلیم
نہین کرتے مگر انصاف یہ ہے کہ اسپر جو کچھ رد کیا ہے وہ محض سینہ زوری ہے **قولہ** وہ کہتے ہین یعنی متکلمین بوقت استدلال کہ یہ بات تو ثابت
ہو چکی ہے کہ اللہ تعالی متکلم ہے اور صاحب ارادہ اور بندون کا مالک اور دنیا مین دیکھا جاتا ہے کہ ایسا شخص مجاز ہے کہ بندون کے پاس اپنا ایلچی
بھیجے تو خدا کی نسبت بھی ممکن ہے کہ اپنے مملوک بندون کے پاس اپنا رسول بھیجے یہ دلیل بعثت کی ہے اور یہ بھی بات دنیا مین دیکھی جاتی ہے
کہ اگر کوئی شخص کہے کہ مین بادشاہ کا ایلچی ہون اور بادشاہی نشانیان اُسکے پاس ہون تو واجب ہوتا ہے کہ اُسکا ایلچی ہونا قبول کیا جاوے
یہ دلیل اسبات کی ہے کہ معجزہ نبوت کی دلیل ہے - اُسکے بعد سید صاحب قاضی ابن رشد کو مددگار بناکے ان دونون دلیلون کو رد کرتے ہین **قولہ**
ابن رشد فرماتے ہین کہ یہ دلیل عام لوگون کے لیے کسی قدر مناسب ہو مگر جب غور سے دیکھا جاوے تو ٹھیک نہین ہے الخ اسکے بعد سید صاحب نے جو
اعتراض کیا ہے وہ غیر مربوط تقریر دو ورق مین ہے لیکن اُسکا خلاصہ اور لب لباب یہ ہے یہ دلیل جب صحیح ہو سکتی ہے کہ اول یہ مان لیا جاوے کہ
نشانیان جو ایلچی لاتا ہے وہ بادشاہ کے ایلچی ہونیکی ہین یا اسطرح سے کہ بادشاہ خود کہدے کہ یہ نشانیان جسکے پاس ہون وہ میرا ایلچی ہے
یا یون کہ بادشاہ کی عادت سے معلوم ہو گیا ہو کہ وہ یہ نشانیان بجز اپنے ایلچی کے اور کو نہین دیتا (دوم) یہ بھی تسلیم کر لیا جاوے کہ معجزہ کا صادر ہونا
کسی انسان سے ممکن ہے (سوم) رسول کا وجود بھی تسلیم کر لیا جاوے - اول بات تو ثابت ہو نہین سکتی کیونکہ شرع سے تو ثبوت کرنا فضول ہے کہ ہنوز شرع
کا وجود ہی نہین اور عقل سے معلوم ہو نہین سکتا دوسری بات بھی ثابت نہین ہو سکتی کیونکہ کسی شے کا امکان جبھی ثابت ہوتا ہے کہ جب اُسکا
وقوع بار بار مان لیا جاوے کہ کبھی وہ شے ہوتی ہے اور کبھی نہین ہوتی اور اگر یہ امکان تسلیم بھی کر لیا جاوے تو اس سے وقوع لازم نہ آویگا اور نظر بندی اور
شعبدہ بندی کا احتمال قایم رہیگا - اور تجربہ اور عادت سے بھی اُسکے رسول ہونیکا ثبوت نہین ہو سکے گا بجز اسکے کہ معجزے رسول ہی دکھا سکین اور
کوئی نہ دکھا سکے - حالانکہ خرق عادت جسکا ایک نام معجزہ بھی ہے رسول اور غیر رسول دکھا سکتے ہین اور متکلمین اسبات کے قائل ہین کہ معجزہ بھی
جادوگر سے اور ولی سے بھی ظاہر ہوتی ہے تیسری بات بھی ثابت نہین ہو سکتی - اسلیے کہ امکان موجودات کی طبیعت مین پایا جاتا ہے
وہ اسلیے پایا جاتا ہے کہ وہ شے کبھی موجود ہوتی اور کبھی نہین ہوتی جیسا کہ مینہ کا حال ہے کہ کبھی برستا ہے کبھی نہین برستا پس جو شخص کسی ایک
رسول ہونیکا بھی قائل ہو گیا ہو تو اُسکے مقابلہ مین کہا جا سکتا ہے کہ رسولونکا ہونا ممکن ہے مگر جو شخص رسول ہونیکا قائل ہی نہو تو اُسکے مقابلہ
مین اُسکا امکان کہنا جہالت ہے اور چونکہ لوگون کی طرف سے ایلچی کا ہونا ممکن مانا گیا ہے تو اس سبب سے مانا گیا ہے کہ اُنکے ایلچیون کا وجود ہمنے پایا ہے
پس زید پر قیاس کر کے عمرو کے لیے ایلچی ثابت کرنا درست نہین اسلیے کہ ایسی صورت مین دونون کی طبیعتون کا مساوی ہونا ضرور ہے اور یہ
مساوات خدا اور بندون مین نہین ہے یہ حضرت کی تمام گفتگو کا خلاصہ ہے بلکہ جو فقرے کہ اُنپر خط کھنچا ہوا ہے لفظ بلفظ انہین کے ہین اب ہر بات
کا جواب سُنیے اور ذرا انصاف بھی فرمائیے اور اسبات کی طرف کچھ خیال نہ کیجیے کہ سید صاحب سرکار انگریزی مین بڑے آدمی شمار کیے گئے
مین اُنکی ہر بات حق اور بجا ہے **(پہلی بات کا جواب)** یون ہے کہ یہ بات نبی کی حقیقت اور معجزہ کی حقیقت سے خوب معلوم ہو گئی کہ نبی
کی روحانی قوت کے مقابلہ مین کسیکی نہین پھر ایسے ایسے خوارق عادت سوا نبی کے اور کسکی طاقت ہے کہ ظاہر کر سکے اور آپکا یہ کہنا کہ متکلمین
کے نزدیک معجزہ جادوگر سے اور ولی سے بھی ظاہر ہو سکتا ہے بالکل غلط ہے کسی کا متکلمین مین سے یہ عقیدہ نہین اور جو کوئی ہو بھی تو اُسکا اعتبار کیا ہے

Marfat.com

دیکھیے شرح مواقف کی موقف ششم بحث دوم مین یون لکھا ہے قالت المعتزلۃ خلق المعجزۃ علی ید الکاذب مقدور اللہ تعالی لکنہ ممتنع وقوعہ
فی حکمتہ لان فیہ ایہام صدقہ وہو اضلال قبیح من اللہ تعالی فیمتنع صدورہ کسائر القبائح قال الشیخ وبعض اصحابنا انہ ای خلق المعجزۃ علی ید الکاذب
غیر مقدور فی نفسہ لان لہا دلالۃ علی الصدق قطعا فان دل المعجز المخلوق علی ید الکاذب علی الصدق کان الکاذب صادقا وہو محال یعنی معتزلہ کے
نزدیک کاذب سے معجزہ ظاہر کرانا خدا کی قدرت مین تو ہے لیکن اُسکی حکمت کی رو سے اُسکا واقع ہونا محال ہے کیونکہ اُسکے ظاہر ہونے مین
جھوٹے کے سچا ہونیکا خیال ہوتا ہے اور یہ قبیح ہے خدا سے قبیح کا سرزد ہونا ممکن نہین۔ شیخ ابوالحسن اشعری اور انکے پیرو یہ کہتے ہین کہ کاذب کے
ہاتھ سے معجزہ کا صادر ہونا ممکن ہی نہین کس لیے کہ معجزہ قطعی دلیل ہے پس وہ معجزہ جو کاذب کے ہاتھ سے ظاہر ہوا اُسکی سچائی پر دلالت کرے
تو جھوٹا سچا ہو جاوے اور یہ محال ہے۔ تو سید صاحب نے دوسری شق اختیار کی یعنی اُنکی عادت سے معلوم ہوا کہ وہ غیر نبی کے کسی ورکو معجزہ پر قادر
نہین کرتا اور عقل اُسکی گواہ ہے۔ اور جادوگر کو سمجھے ہیں بعض لوگون نے کسی خرق عادت پر قادر ہی نہین سمجھا ہے معجزہ تو درکنار۔ اب اس معجزہ کو
دیکھکر یہ شبہ پیدا کرنا کہ یہ کوئی طلسم ہو یا کوئی نظر بندی تو ہو وغیرہ وغیرہ اہل عقل اور صاحب طبیعت سلیمہ سے تو نہایت بعید ہے بلکہ عادت
یونہی جاری ہے کہ سب کو یقین ہو جاتا ہے پھر جو کوئی نہین مانتا تو عمداً ضد کرتا ہے حجت الٰہی اُسپر تمام ہو چکتی ہے ہم جب کسی کمشنر یا کسی
اور حاکم جلیل القدر کو دیکھتے ہین تو بغیر اسکے کہ ہم اُسکی اُس سند اور فرمان کو دیکھین کہ جو اُسکو گورنمنٹ کی طرف سے ملا ہے یا پھر اُسکی بھی تحقیق
کرین کہ آیا یہ فرمان صحیح ہے یا جعلی۔ محض قرائن سے ہمکو یقین ہو جاتا ہے کہ یہ کمشنر یا فلان حاکم ہے حالانکہ یہان بہت سے احتمالات عقلی
ہو سکتے ہین اور نبی مین تو بعد معجزہ کے کوئی احتمال ہی نہین رہتا پھر کیا وجہ ہے کہ صاحب کمشنر کا کچہری مین بیٹھنا اور دو چار چپراسیون کا اُسکی
اردلی مین ہونا وغیر ذلک اُسکے کمشنر ہونیکی دلیل ہو جاوے۔ اور معجزہ جو ایسی بڑی چیز ہے اور ایسے شخص کے ہاتھ سے ظاہر ہو کہ
جسکے مُنہ دیکھنے سے خدا یاد آوے اُسکی نبوت کی دلیل نہو اور اُس سے دلمین یقین نہ آوے حالانکہ یہان رحمت خدا نے اثبات کا
ذمہ بھی لے لیا ہے کہ وہ لوگون کے دلون مین اُسکے رسول ہونیکا یقین پیدا کریگی ورنہ اُسکا رسول بھیجنا ہی فضول ہو جائیگا (**دوسری بات**
جواب یہ ہے کہ رسول کا ہونا ممکن کیا بلکہ بنظر صلاح عالم ضروری ہونا ہم ثابت کر چکے ہین اور آپکا یہ فرمانا کہ امکان شی کبھی ہونے اور کبھی نہونے سے
ثابت ہوتا ہے محض غلط ہے کیونکہ تمام اہل عقل اس بات پر متفق ہین کہ ممکن اُسکو کہتے ہین کہ جسکے فرض وقوع سے محال نہ لازم آوے اور یہ صفت امکان
وجود پر ہمیشہ مقدم ہوتی ہے (جیسا کہ صدرا و میبذی وغیرہ کتب حکمت مین بھی مذکور ہے لان امکان وجودہ سابق علی وجودہ والا لما کان قبلہ
ممکنا بل ممتنعا لذاتہ ہدایۃ الحکمۃ) کیونکہ اگر شے کے موجود ہونیکے اول اُسکا امکان نہو گا تو ممتنع ہو جاویگی اور وجود مین نہ آویگی۔ پس اگر امکان
اثبات پر موقوف ہو کہ شے کبھی پائی جائے اور کبھی نہین تو وہ شے کبھی پائی ہی نجاویگی۔ اب جو شخص ایک رسول کے ہونیکا بھی قائل ہو
(جیسا کہ ہو وقت کے بعض ہنود) تو اُنکے مقابلہ مین اس دلیل مذکور کے ذریعہ سے رسول کے امکان (بلکہ فعلیت) کا مقرر ہونا عبث عبث اور کمال فضول
جو اسکو بیان کرتے ہیں خود اُسکی نادانی ہے **تیسری بات کا یہ جواب ہے** کہ مطلق رسالت کا ثبوت ظہور معجزہ پر موقوف نہین جیسا کہ بعض
آپکے قاضی ابن رشد غلط فہمی سے سمجھ کر اُسکے رد مین قیل و قال کرتے ہین کیونکہ یہ تو وجہ ضرورت رسالت سے ثابت ہے اور دلائل سے تسلیم کر دیا گیا ہے
کہ اس عالم کی اصلاح رسول بغیر نہین ہو سکتی ہاں تعین لو تشخیص بات کی اس مطلق رسالت کا کون مصداق ہے آیا زید رسول ہے یا نہین البتہ

دوسری بات کا جواب

تیسری بات کا جواب

سلہ یعنی آریہ سماج ۱۲

Marfat.com

یہ بات معجزہ کے ظاہر ہونیسے معلوم ہوتی - پس جس شخص نیک عادات ہادی سیرت نے نبوت کا دعوی کرکے معجزہ دکھا دیا خواہ شہود قت یا بعد
اُسکے یا تعلیم امت کے وقت یا اور وقت مین ہو بلا شک و شبہ یہ بات ثابت ہوجاویگی کہ یہ شخص بھی نبی ہے الغرض عمدہ نبوت کی تصدیق
معجزہ فرمان خداوندی ہے کہ جسکے دیکھتے ہی قلوب اُسکی طرف اسطرح کھینچ آتے ہین کہ جسطرح لوہا مقناطیس کی طرف - اب جو شخص خلاف مشاہدہ
اِس جذب مقناطیسی کا انکار کرے تو وہ نہ نخعا کج فہم بلکہ بڑا ضدی ہے - **نمبر ۴ کی تحقیق** اسطرح پر ہے کہ جب یہ بات بخوبی ثابت کردی
کہ معجزہ نبوت کی بڑی واضح اور روشن دلیل ہے تو اُسمین وضاحت اور مبین ہونیکا وصف آیت سے بھی زیادہ پایا جاتا ہے بلکہ بلفظ آیت یا بلفظ
آیت بینہ یا محض بلفظ بینہ بلحاظ مراتب معجزات - اصل و بالذات معجزات و عجائبات قدرت ہی کو تعبیر کیا جاتا ہے اور بالتبع آیات قرانیہ کو (**نمبر ۴**) کی یہ تحقیق
کہ جب یہ وصف وضاحت معجزات مین بھی پایا جاتا ہے کما عرفت تو یہ تخصیص دعوی بلا دلیل ہے (**نمبر ۵**) جو شخص با وجود اسقدر دلائل عقلی
و نقلی کے پھر بھی معجزات کا انکار (نہ کسی دلیل سے بلکہ محض اِس وجہ سے کہ آج کل کے نئی روشنی والے مہذب یورپین اُنکو نہین مانتے
ہین تو کسلیے قرآن یا دین محمدی کو بٹا لگاے) کرتے ہین تو وہ پرائے شگن کے لیئے اپنی ناک (جڑسے) اپنے ہاتھ سے کاٹتے ہین اگر وہ اِسطرح
لوگون کے انکار اور ہنسی سے نفس الامری اور ایمان کی باتون سے منکر ہوتے جاوینگے اور زبردستی سے کھینچ کھانچکر قرآن مجید کی تاویلین
کرینگے تو بقول شخصے بکری کی مان کب تک خیر مناویگی ایکدن وہ اِس اسلام ہی کو سلام کر بیٹھینگے گو یہ حالت موجود بھی ہے انکے سمجھے
اسلام سے بالکل برخلاف ہے - اس تمام فصل کا ماحصل یہ ہے کہ معجزہ کا نبوت کی دلیل ہونا کل اہل عقل کے نزدیک مسلم ہے اور کل اہل ادیان
وقوع کے قائل ہین چنانچہ جمہور اہل اسلام سلف سے خلف تک اُسکے قائل ہین قرآن مین جا بجا اگلے نبیون کے معجزات بصراحت مذکور ہین
یہود و عیسائی اُسکے معتقد ہین بیبل توارات و انجیل مین اسکا کثرت سے ذکر ہے ہنود اہل فارس غیرہم بھی اُسکے معتقد ہین البتہ سید احمد خان صاحب
اور دس بیس نئی روشنی کے لوگ منکر ہین سید صاحب کے پاس معجزات کے انکار مین سوائے سینہ زوری اور تاویلات ضعیفہ اور خلاف عقل و نقل کے
کوئی دلیل نہین - عجب بات ہے کہ معجزات کی نفی پر کوئی دلیل نہو اور پھر اُن آیات ... جنمین معجزات مذکور ہین لگاتار تاویل کیجے
اور بغیر کسی قرینہ کے اُن آیات کے حقیقی معنی سے انحراف کرکے کلام آلہی سے انکار کیا جاوے پھر اُسپر اصرار کیا جاوے

(فصل سوم) کل حکماء و عقلاء کہ جنکو قوت اشراق و انکشاف مبدء فیاض سے عطا ہوئی ہے اس بات پر متفق ہین
کہ اس **عالم حس** کے علاوہ (کہ جسمین ہماری آنکھون سے ہمکو یہ چیزین دکھائی دیتی ہین) ایک اور عالم ہے کہ جسکو عالم **ملکوت** کہتے ہین اور کبھی اُسکو عالم
غیب کہتے ہین . اور جب یہ لحاظ کیا جاتا ہے کہ عالم مجردات محضہ اور عالم حس کی وہ درمیانی حالت ہے تو اُسکو **عالم برزخ** اور کبھی عالم
مثال کہتے ہین ۔۔ ۴ ہر ایک قوم کے نزدیک ۵۱ اُس کا ایک نام ہے کل اہل ادیان بلکہ حکماء روم و ہند و ایران و یونان بلکہ
ملک یورپ ۵۲ کے بڑے بڑے نامور حکیم و فیلسوف اور کل **بیبل ۵۳** کے ماننے والے فرشتون کے قائل ہین بیبل مین صدہا جگہ انکا بصراحت ذکر ہے
اہل ہند کی بید او ر پوران بھی ملائکہ کے ذکر سے پر ہین - اہل اسلام مین سلف سے خلف تک ملائکہ کا وجود مانتے ہین قرآن مجید مین بیشمار جگہ ذکر ہے

۵۱ ہنود مونث فرشتے کو اپسرا اور عام فرشتون کو دوت یا دیوتا کہتے ہین یونانی محافظ فرشتہ کو ... اور رومی جنیس کہتے ہین اور ایرانی عام فرشتہ کو
... کہتے ہین ۱۲ منہ ۵۲ یورپ یعنی انگلستان جرمن فرانس اٹلی آسٹریا روم روس بلجیم وغیرہ اور امریکہ کے عموماً عیسائی اور یہودی اور ...
جمہور اہل اسلام اور ہند و چین کے ہندو اور بودھ سب ملائکہ کے قائل ہین ۱۲ منہ ۵۳ بیبل توارات و انجیل کے مجموعہ کا نام ہے ۱۲ منہ

Marfat.com

ذکر ہے؛ حکمار قدیم کی کتابین اُنکے حالات سے بھری پڑی ہین چونکہ یہ مسئلہ سب کا متفق علیہ ہے لہذا مجھکو اسپر دلائل قایم کرنیکی ضرورت نہ تھی علاوہ اسکے میرا کلام اہل ادیان سے ہے سو انکی تسکین کے لئے انکی کتب الہامیہ سے ثبوت کافی ہے لیکن اُن بعض لوگون کے لیئے جو سارے جہان کے برخلاف منکر بن بیٹھے یہ چند ادلہ بیان کرنی پڑی **(دلیل اول)** غالبًا یہ چار عنصر خاک پانی ہوا آگ اِس عالم حس کی بنیاد ہین اور ان چار کے سوائے اور بھی ہون تو کچھ تعجب نہین چنانچہ اِسوقت کے حکمار نے اُنکی تعداد تینسٹھ سے زیادہ بیان کی ہے اب یہ جسقدر ذی روح ہین جیسا کہ انسان گدھا مچھر مکھی وغیرہ اِن سب کے اندر عنصر خاک زیادہ ہے اسی لیئے یہ چیزین زمین پر رہتی ہین اور اُنکے پیدا ہونیکے مختلف طور ہین۔ بعض چیزین تو الد و تناسل سے اُنثی کے رحم مین اسطرح پیدا ہوتی ہین کہ خاک اور پانیکی ترکیب سے نباتات پیدا ہوتے ہین پھر اُنکو کھا کر بدن مین خون پیدا ہوتا ہے پھر وہ خون منی بنجاتا ہے پھر وہ منی انثی کے رحم مین جا کر گوشت کا ٹکڑا بنکر ہڈی و چمڑا وغیرہ اعضا اُسمین نمودار ہو جاتے ہین الغرض وہ غذا بعد استحالات کے اِس قابل ہو جاتی ہے کہ پھر مبدء فیاض سے اُسپر نفس فائض ہوتا ہے تب وہ قوت پا کے رحم سے باہر آتی ہے اور بعض کے تو الد کی یہ صورت ہوتی ہے کہ بعض عناصر باہم ترکیب پا کے اِس قابل ہوجاتے ہین کہ اُنپر نفس فائض ہوتا ہے جیسے غذا یا گوبر یا کوئی اور چیز حرارت غریبہ کی وجہ سے نیا مزاج حاصل کرتی ہے تو اُسکے کیڑے بنجاتے ہین یعنی خاص اُسی مادہ پر نفس اُسکے قابل فائض ہو جاتا ہے۔ حیوان مین اور غیر چیزون مین صرف اِسقدر فرق ہے کہ وہان فیضان نفس رحم سے تعلق رکھتا ہے یہان نہین اور کبھی نفس فائض ہونیکے بعد ایک نوع کی چیز دوسری نوع مین آجاتی ہے۔ آپنے دیکھا ہو گا کہ بوٹ (چینی) مین کیڑا سبز رنگ کا ہوتا ہے اسکو کسی ڈبیا مین کسی قدر سبز پتے ڈالکر بند کر دیجیے وہ چند روز کے بعد پردار جانور ہوکر پھُر سے اُڑ جاتا ہے (مینے بارہا مشاہدہ کیا ہے) اسیطرح پانی کے گھڑے مین یہ جو کیڑے ہوتے ہین چند روز کے بعد مچھر بنجاتے ہین۔ اور گوہ کا کیڑا ایک جانور سُرخ پر کا ہو جاتا ہے (جسکو لال بیگ کہتے ہین) ایک دوست نے اپنا مشاہدہ بیان کیا کہ جوار کا ایک خوشہ تھا چند روز کے بعد وہ دانے مکھیان بنکر میرے روبرو اُڑ گئین (یہ صحیح ہے کیونکہ وہ مرطوب ہونگی جسطرح کہ گوبر اور گوہ کے کیڑے بنجاتے ہین اسیطرح بعد مزاج جدید کے اُنپر نفس مکھی فائض ہو گیا) قصہ مختصر اس عالم حس مین یہ حیوانات بلکہ نباتات عناصر کی ترکیب اور مزاج سے پیدا ہوتے ہین اور جو عنصر غالب ہوتا ہے اُسکے خواص اُسمین آتے ہین جسمین خاک غالب ہے وہ شے نظر آتی اور بوجھل ہوتی ہے اور دکھائی بھی دیتی ہے۔ اسیطرح جسمین جزء ہوائی یا ناری غالب ہے تو اُسمین وہی آثار پائے جاتے ہین۔ پس جسطرح کہ ہوا لطیف نظر نہین آتی ہان پنکھے سے یا خود بخود بدن کو لگتی بلکہ کبھی درختون کو اکھاڑ کر پھینکدیتی اور بڑے بڑے جہاز اور آگ بوٹون کو تہ و بالا کر دیتی ہے۔ اسیطرح وہ چیز کہ جسمین یہ ہوا غالب ہو گی نظر نہ آویگی یون سب کچھ کریگی۔ یا جسمین آگ غالب ہو گی وہ بھی دکھائی ندیگی۔ اور علاوہ ان چارون عنصرون کے جو چیز اور عناصر سے مرکب ہین وہ بھی دکھائی نہ دینگی کیونکہ کل دو عنصر (ایک خاک دوسرا پانی) نظر آتے ہین باقی اور کوئی عنصر دکھائی نہین دیتا پس باقی دو اور عنصر ہوا اور آگ جو کل کے نزدیک مسلم الوجود ہین اور اسیطرح اور زائد عناصر جو محققین حال نے دریافت کیے ہین دکھائی نہین دیتے اور ممکن ہے کہ اِس بے نہایت دریا ہستی مین اور بہت سے عناصر ایسے ہون کہ جنکی خبر ابتک نہوئی ہو اور آئندہ ہو پس مین کہتا ہون کہ عقل سلیم کے نزدیک یہ بات نہایت بعید ہے کہ وہ یون کہے کہ انہین دو نو عنصر خاک و پانی سے اشیا مرکب ہوتے ہین یا اُنکی ترکیب مین یہی دونون جز غالب ہوتے ہین

اور دیگر عناصر کا غالب ہونا محال ہے یا علاوہ اِن دو کثیف (خاک و پانی) عنصر کے اور دیگر عناصر سے ترکیب پانا اور اُنکا مخلوط ہو
ایسا مزاج حاصل کرنا کہ جنپر اُنکے موافق کوئی نفس (یعنی روح) فائض ہو غیر ممکن ہے۔ پس جب عقل سلیم کے نزدیک یہ باتین محال نہین
واقع ہین۔ تو نور فطرت اور عقل سلیم کے نزدیک یہ بات (کہ سلسلہ موجودات انہین دونون کثیف عنصر کی چیز دنمین ختم ہوگیا۔ یا جو چیز نظر
نہین آتی وہ موجود نہین) محال نہین تو محال سے کم بھی نہین **پس** یہ بات ثابت ہوگئی کہ جسطرح ان دونون عنصر خاک و پانی سے
اور عناصر بہت زیادہ ہین بلکہ تمام عالم اُنہین سے مالامال ہے اور یہ دونون اُنکی نسبت ایسے ہین کہ جیسا بحر ذخار کی نسبت قطرہ تو اسیطرح
اِن عناصر کی مخلوقات اس عالم حس کی مخلوقات سے کہین زیادہ اور قوی ہے، اور جسطرح وہ عناصر نظر نہین آتے (بسبب لطافت کے) اسیطرح وہ مخلوقات
بھی نظر نہین آتی اور اِس مخلوقات کی صدہا اقسام ہین جیساکہ یہان کی مخلوقات کی صدہا اقسام ہین۔ اور وہان کی مخلوقات جیسا ان کو اہل صفا
اور ارباب کشف کو معلوم ہوئی یا دکھائی دی ہے اُسکے نام باعتبار ہر نوع کے جدا جدا ہین کسیکو **جن** اور کسیکو **شیطان** اور کسیکو **ملک**
یعنی **فرشتہ** کہتے ہین (**دلیل دوم**) بہت سے آدمیونکو جن اور ملائکہ اور شیطان عیاناً دکھائی دیے ہین اور اُنسے بات چیت کی ہے اور
اسیطرح اُنکے آثار خارجیہ (حرکات و سکنات یا کوئی بڑا بھاری کام کرنا جیسا کہ چھت کو توڑ ڈالنا یا کسی چیز کو صدہا کوس کے فاصلہ دور سے
حاضر کر دینا۔ یا جنگل مین بھولے کو راہ دکھا کے پھر آنکھون کے سامنے وہین غایب ہو جانا یا کسی شخص سے دور دراز کے حالات کہدینا وغیرہ وغیرہ۔ بہت نظر
مین آئی ہین اور آتی ہین اور جن جن لوگون سے یہ ماجرے پیش آئے ہین بہت سے مینے دیکھے ہین اگر اُنکی تفصیل لکھون تو یہ کتاب دراز ہو جاوے
میری کتاب کے دیکھنے والون مین بھی صدہا آدمی ایسے ہونگے کہ جنکے روبرو ایسے واقعات پیش آئے ہونگے اب اگر کوئی وہم دور اندیش
ان سب باتونکو وہمی اور خیالات بتائے اور اِن لوگون کی خبر متواتر کو جھوٹھے قصے سمجھے اور اپنی وہی مرغے کی ایک ٹانگ کہے جاوے
تو یہ اور بات ہے اِس مرض سوداوی کا علاج ہی اور ہے۔ خیر اسکو بھی جانے دیجیے اب مین چند ایسے ثقات سے یہ واقعات نقل کرتا ہون
کہ جو تمام جہان کے مُسلّم ہین اور جنکی بات کو جھوٹ سمجھنا (تو درکنار بلکہ ہکا گمان بھی [illegible] اور بے ایمانی بلکہ حماقت اور نادانی ہے **ازانجملہ**
وہ قصہ جن کہ جسکو سورہ جن مین تمام جہان کے سردار اور سب صادقون کے صادق نے نقل فرمایا ہے **ازانجملہ** وہ قصہ ہے کہ جسکو امام بخاری نے
روایت کیا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہین کہ جس رات جن لوگ پیغمبر علیہ السلام سے تعلیم پانیکے واسطے حاضر ہوئے تھے تو آنحضرت باہر جنگل مین
مجھکو بھی لیگئے تھے اور مجھکو خاص ایک جگہ مین بیٹھنے کا حکم دیکر آنحضرت علیہ السلام نے اُنکو کچھ آیات قرآنی اور نماز روزے کے مسائل تعلیم فرمائے
اور مجھکو بجز آواز دن کے اور کچھ سنائی نہین دیتا تھا (کیا تعجب ہے کہ سید احمد خانصاحب اسکو بھی جھوٹ کہدین یا جن سے مراد کوئی پہاڑی قوم
بتادین) **ازانجملہ** وہ قصہ ہے کہ جسکو امام بخاری وغیرہ محدثین نے روایت کیا ہے کہ پیغمبر علیہ السلام ایکبار نماز پڑھنے مین دفعۃً کئی قدم پیچھے
اور پھر آگے بڑھے اور کسی چیز کے پکڑنیکے لیئے ہاتھ دراز کیا بعد فراغت نماز کے لوگون سے بیان کیا کہ شیطان میری نماز مین خلل انداز ہوتا تھا ایک
لکڑی جلا کے میرے بدن کو لگانا چاہتا تھا مین پیچھے ہٹا پھر مینے اُسکو پکڑنا چاہا کہ اُسکو مسجد کے ستون سے باندھ دون تا کہ تم سب اُسکو دیکھو تب سلیمان
علیہ السلام کی دعا یاد آئی نہ پکڑا ورنہ اُسکو پکڑ کر باندھ دیتا **ازانجملہ** سورہ نجم مین جبرئیل علیہ السلام کا وہ قصہ کہ جبرئیل علیہ السلام کو
آنحضرت علیہ السلام نے آسمان کے کنارون پر دیکھا اور پھر اتنا فاصلہ باقی رہگیا کہ جیسا دو کمانون مین یا اس سے بھی کم

کما قال تعالیٰ عَلَّمَہٗ شَدِیۡدُ الۡقُوٰی ذُوۡ مِرَّۃٍ فَاسۡتَوٰی وَہُوَ بِالۡاُفُقِ الۡاَعۡلٰی ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوۡسَیۡنِ اَوۡ اَدۡنٰی فَاَوۡحٰۤی اِلٰی عَبۡدِہٖ مَاۤ اَوۡحٰی مَا کَذَبَ الۡفُؤَادُ مَا رَاٰی الآیات اُسکے بعد چونکہ خدا کو معلوم تھا کہ منکر لوگ اسکی تکذیب تاویل کرینگے تو اُنکا منہ بند کرنیکے لیئے آخر یہ بھی فرما ہی دیا مَا زَاغَ الۡبَصَرُ وَمَا طَغٰی یعنی یہ دیکھنا کچھ وہم وخیال کے طور پر نہ تھا کہ جسکو قصور نظر سمجھا جاوے جیسا کہ ماؤف البصر کو کچھ کا کچھ دکھائی دیتا ہے۔ اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص کا یہاں ذکر ہے (کہ اسنے حضرت کو سکھلایا اور وہ بڑا قوت مند ہے اور وہ اپنی اصلی صورت پر قائم ہوا اور وہ آسمان کے بلند کنارے پر تھا پھر قریب ہوتے ہوتے دو کمانوں کے فاصلہ پر یا اُس سے کم فاصلہ پر آرہا پھر اُسنے قریب ہو کر آنحضرت علیہ السلام کو وحی پہنچائی) یہ کوئی قوت انسانی نہیں کیونکہ قوت انسانی خواہ وہ کیسی ہی کیوں نہو اور خواہ وہ کیسی ہی قوی اور زبردست ہو ایک صفت ہے جو اپنے موصوف سے ایک قدم کے فاصلہ تک بھی جدا نہیں ہو سکتی کبھی کوئی عرض اپنے معروض سے جدا اور منفصل نہیں ہو سکتا کما لا یخفی اور نہ کوئی صفت اپنی صورت دکھا سکتی ہے اور نہ کوئی صفت اپنے موصوف کے لیئے معلم ہو سکتی ہے علم تعلیم نہیں کرتا بلکہ وہ ایک حالت انکشافیہ ہے جو بسا اوقات خود بخود یا کسی ذریعہ سے حاصل ہوتی ہے بلکہ اس آیت میں جو مذکور ہے وہ کوئی ذی حیات شخص ہے کہ جس میں قریب بعید ہونا تعلیم کرنا وغیرہ باتیں پائی جاتی ہیں پس سید احمد خان صاحب نے وہ جو اپنی تفسیر کے صفحہ ۲۹ میں فرمایا ہے (قولہ اس سے ثابت ہوتا کہ سی ملکہ نبوت کا جو خدا نے انبیاء میں پیدا کیا ہے جبرئیل نام ہے وقولہ اور ان آیتوں سے ثابت ہوتا ہی کہ خدا اور پیغمبر میں کوئی واسطہ نہیں ہوتا خود خدا ہی پیغمبر کے دلمیں وحی جمع کرتا ہے، وہی پڑھتا ہے وہی مطلب بتاتا ہے اور یہ سب کام اُسی فطری قوت نبوت کے ہیں جو خدا نے مثل دیگر قوی انسانیکے انبیاء میں بہ تقضائے انکی فطرت کے پیدا کی ہے اور وہی قوت ناموس اکبر ہے اور وہی قوت جبرئیل پیغامبر ہے) غلط ہے۔ کیونکہ یہ کہنا کہ خدا اور پیغمبر میں کوئی واسطہ نہیں ہوتا خود خدا ہی پیغمبر کے دلمیں وحی جمع کرتا ہی الخ اسبات پر صریح دال ہے کہ جبرئیل واسطہ نہیں پس یہ صریح انکار ہے اس آیت عَلَّمَہٗ شَدِیۡدُ الۡقُوٰی کا کیونکہ اسمیں تصریح ہے کہ جبرئیل نے آنحضرت کو وحی سکھائی اور انکی معرفت سے وحی پہنچی ہاں یہ بحث اور ہے کہ وہ جبرئیل کیا ہے آیا کوئی فرشتہ ہے جیسا کہ اس آیت سے ثابت ہے یا وہ ملکہ نبوت ہے جیسا کہ سید صاحب کہتے ہیں بہر حال واسطہ جبرئیل متفق علیہا ہے دوم شدید القوی ذو مرہ الخ سے ملکہ نبوت مراد لینا اور جبرئیل کو قوت نبوت فطری بنانا بالکل غلطی ہے اول یوں کہ خود سید صاحب نے صفحہ ۹۲ میں اسکا انکار کیا ہے بلکہ فرشتوں کو خدا کی صفت قرار دیا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ ملکہ نبوت خدا کی صفت نہیں بلکہ نبی کی اور وہ قول سید صاحب کا یہ ہے صفحہ ۹۲ قولہ بہر حال ہمکو اسمیں کچھ شبہ نہیں ہے کہ جو الفاظ صفات باری پر مستعمل ہوئے تھے آخر کو انھیں الفاظ کو فرشتوں کا نام سمجھنے لگے (دوم) جب بقول سید صاحب ناموس اکبر اور جبرئیل پیغامبر ملکہ نبوت اور وہ قوت فطری ہے کہ جو ہر نبی کو دی گئی تھی تو لازم آیا کہ جسقدر تعداد انبیاء کی ہے اُتنے ہی جبرئیل ہوں کیونکہ ہر نبی کی قوت نبوت دوسرے نبی کی قوت نبوت سے الگ اور ہر ایک نبی کے ساتھ جداگانہ ہے کیونکہ ہر صفت کا یہی خاصہ ہے کہ وہ اپنے ہی موصوف میں پائی جاتی ہے دوسرے میں منتقل نہیں ہو سکتی اور یہ لازم صریح البطلان ہے کیونکہ

۱؎ سکھایا یہ قرآن محمد کو بڑے قوت والے (جبرئیل) نے پس وہ کنارہ بلند میں اپنی اصلی صورت پر قائم ہوا پھر نزدیک ہوا پس نیچے اتر آیا پھر اُن میں دو کمان کے برابر یا اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا پس ہمارے بندے (محمد علیہ السلام) کو جو پہنچانا تھا سو پہنچا دیا نہ جھوٹا سمجھا دل نے جس کو دیکھا سید احمد خان صاحب یہاں آپ کی یہ تاویل (کہ قوا سے کی مانند قوت کا نام جبرئیل ہے) کوئی ذی عقل نہ تسلیم کریگا کیونکہ یہ اوصاف جو جبرئیل کی بابت مذکور ہیں اُسپر کسطرح صادق نہیں آسکتے قوت کا سکھلانا اور اصلی صورت پر ہونا اور افق اعلے پر ہونا پھر نزدیک ہوتے ہوتے دو کمان کے فاصلہ پر آجانا پھر حضرت کو پیغام پہنچانا پھر یہ کہنا کہ دل نے اسکو جھوٹا نہ سمجھا کیا معنی رکھتا ہے

138996

Marfat.com

آج تک اہل اسلام سے نہ اہلکتاب سے کوئی بھی اس بات کا قائل ہے کہ محمد تھا اور نہ رہا جبرئیل تھے یا ہین حضرت محمد علیہ السلام کا اور جبرئیل اور
دیگر انبیاء کے اور اور جب یہی بات تھی تو پھر خدا نے یہود کا جواب (جو وہ کہتے تھے کہ جبرئیل جو محمد پر وحی لاتا ہے ہمارا دشمن ہے) یوں دیا
قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلّٰهِ الآیہ یعنی جو جبرئیل ومیکائیل کا دشمن ہے وہ خدا کا دشمن ہے بلکہ بہت سہل یہ جواب تھا کہ جس جبرئیل کے تم دشمن ہو
کہ جسنے تمہارے ساتھ برائیاں کیں وہ اور شخص تھا یہ جبرئیل اور ہے بلکہ یوں کہنا تھا کہ وہ جبرئیل جو ملکہ نبوت یا قوت فطری (جو جسمانی قوت ہے
بقول سید احمد خانصاحب) تمہارے انبیاء کی تھی وہ جبرئیل اُن انبیاء کے مرنے سے مرگیا۔ کیونکہ جب وہ شخص ہی نہین تو اُسکی قوت کہاں؟
پس جب یہ معلوم ہو چکا تو لاچار ہو کر اس آیت عَلَّمَهُ شَدِيدُ الْقُوَى الآیہ کی یوں توجیہ کرنا قولہ صفحہ ۳۱ یہ تمام مشاہدہ اگر انہین ظاہری آنکھوں سے تھا تو
وہ عکس خود اپنے دل کی تجلیات ربانی کا تھا جو بمقتضای فطرت انسانی وفطرت نبوت دکھائی دیتا تھا اور درصل بجز ملکہ نبوت کے جسکو جبرئیل
کہو یا اور کچھ نہ تھا محض غلط ہے۔ اے حضرت ملکہ نبوت کا گو کیسا ہی زور شور ہو آنکھوں سے دکھائی دینا چہ معنی دارد؟ ملکات یا دل کی تجلیات
اِن آنکھوں سے نہیں نظر آسکتے ہاں دل کی آنکھیں اُسکو دیکھ سکتی ہیں پھر اس نظر آنیکو فطرت انسانی کہنا فطرت انسانی کے خلاف ہے۔ جھلا یہ بھی صحیح
اُسکو ذو مرۃ اور قاب قوسین اور ہو بالافق الاعلیٰ اور فدنی فتدلی وغیرہ چیزوں پر کس طرح سے منطبق کیجیے گا؟ شاید اسکا جواب یہی آپ دین
صفحہ ۲۹ اُسی کے دل سے فوارے کی مانند وحی اُٹھتی ہے اور خود اُسپر نازل ہوتی ہے اُسی کا عکس ہے جسکے دل پر پڑتا ہے جسکو وہ خود ہی الہام کہتا ہے الخ
یہ کلام اول سے بھی عجیب ہے اے حضرت جب آپ اس بات کے قائل ہیں کہ ملکہ نبوت جبرئیل ہے تو پھر یہ کہنا کہ وہ ملکہ فوارے کی مانند اُٹھتا ہے اور
پھر اُسی شخص پر پڑتا ہے جیسا کہ فوارے کا پانی اُبل کر وہین آپڑتا ہے اور نزول وحی بھی آپنے اسی اُبلنے کو قرار دیا ہے) بالکل غلط ہے ملکہ کوئی
جسم سیال نہیں جو اُبلے اور پھر وہین آپڑے۔ میں سخت حیران ہون کہ آپ کی اس شاعرانہ تک بندی سے کیا غرض ہے؟ (سوم) آپکو اس سے انکار ہے (قولہ صفحہ ۲۹
خدا اور پیغمبر میں بجز اُس ملکہ نبوت کے کہ جسکو ناموس اکبر اور زبان شرع میں جبرئیل کہتے ہیں اور کوئی ایلچی پیغام پہنچانے والا نہیں ہوتا) صاف اقرار ہے کہ خدا
اور اُسکے رسول میں جبرئیل واسطہ ہے اور پھر آپ ہی اس قول میں (قولہ صفحہ ۲ خدا اور پیغمبر میں کوئی واسطہ نہیں ہے تا خود خدا ہی پیغمبر کے دل میں وحی جمع
کرتا ہے) اسکا انکار کرتے ہیں آپ کے کلام میں یہاں عجیب تعارضات واقع ہیں اول تو آپنے جبرئیل کو ملکہ نبوت قرار دیا ہے اور اسکو ایلچی اور پیغامبر بنایا
اور واسطہ ہونا ثابت کر دیا پھر اُسکی نفی کی کہ خدا اور پیغمبر میں کوئی واسطہ نہیں کیا یہ کہا کہ یہ سب کام اُس ملکہ نبوت کے ہیں کہ جسکو جبرئیل کہتے ہیں ہم
اسکی نفی کردی کہ یہ وحی کرنا خدا کا کام ہے ایکبار یوں کہا کہ خدا ہی پیغمبر کے دل میں وحی جمع کرتا ہے پھر یوں کہا کہ اسکو یعنی نبی کو کوئی نہیں بلواتا وہ
خود بولتا ہے۔ اور تعارض عقلاء کے کلام میں ہونا بعید ہے لہذا ان فقروں کی یوں شرح کرنی پڑی۔ اور دفع تعارض کیلئے سوا اسکے اور کچھ
گنجایش نہیں ہے کہ آپکے اس کلام سے کہ خدا اور پیغمبر میں کوئی واسطہ نہیں ہے مراد لیجاوے کہ جبرئیل اور پیغمبر علیہ السلام ایک ہی چیز ہیں تا کہ نفی واسطہ کی درست
ہوجاوے ورنہ جبرئیل کو واسطہ مانکر پھر نفی واسطہ کرنا ممکن نہیں پس معلوم ہوا کہ دو اقنوم یعنی روح القدس اور پیغمبر کہ جسکو عیسائی ابن کہتے ہیں
اور عیسیٰ علیہ السلام کو اُسکا مصداق بتلاتے ہیں ایک ہیں غایۃ الامر یہ فرق رہیگا کہ سید صاحب کے نزدیک حضرت عیسیٰ کی کچھ خصوصیت نہیں ہے
دوسرا اقنوم ہے اور جب آپ نے یہ فرمایا کہ خود خدا ہی پیغمبر کے دل میں وحی جمع کرتا ہے حالانکہ آپ پیشتر یہ فعل جبرئیل علیہ السلام کا قرار دے چکے ہیں
جہاں کہ آپنے فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَى قَلْبِكَ سے استدلال کیا ہے جس سے معلوم ہوا کہ روح القدس اور خدا جو تیسرا اقنوم ہے کہ جسکو کہتے ہیں اب میں آب

آپکے اِس کلام سے تثلیث بخوبی ثابت ہوتی ہے - اگرچہ آپنے اور بہت سے مقامات پر پادری فنڈر صاحب کے اعتراضات اہل سلام پر اپنی طرف سے
جمائے ہین اور اُنکی تقلید کی ہے چنانچہ نفی معجزات مین پادری صاحب نے میزان الحق مین اِس آیت وَمَا مَنَعَنَا اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ الاٰیۃ
سے یہ دعوی کیا ہے کہ حضرت محمد علیہ السلام سے حسب بیان اِس آیت کے کوئی معجزہ صادر نہین ہوا اور آپنے بھی نفی معجزات مین اِسی آیت سے
استدلال کیا ہے لیکن ہم یہ نہین گمان کرسکتے کہ آپ تثلیث جدید کے قائل مین قولہ صفحہ ۲۹ ان واقعات کے بتلانیکو اگرچہ یہ قول یاد آتا ہے کہ"
قدر این بادہ ندانی بخدا تا نچشی **اقول** معلوم ہوا کہ آپ اسی بادہ فرنگ کی ترنگ مین انبیا علیہم السلام کو مجنونون کیسا تشبیہ دیتے ہین (جیسا کہ کفار
کہتے تھے اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ ۝ اور جبرئیل اور وحی کو مجنونون کیسی خیالی باتین بتلاتے ہین **قولہ صفحہ ۲۹** ہزارون شخص ہین جنہون نے مجنونون کی حالت
دیکھی ہو گی وہ بغیر بولنے والیکے اپنے کانون سے آوازین سنتے ہین تنہا ہوتے ہین مگر اپنی آنکھون سے اپنے پاس کسیکو کھڑا ہوا باتین کرتا ہوا دیکھتے ہین
وہ سب اُنہین کے خیالات ہین - ہان اِن دونو مین اتنا فرق ہے کہ پہلا مجنون ہے پچھلا پیغمبر الخ **اقول** ہم اِس گستاخی کو خدا کے حوالہ کرتے ہین اسکا
جواب آپکو وہ خود دے لیویگا (**ازانجملہ**) وہ بیشمار آیات ہین کہ جنمین ملائکہ کے اقسام کیطرف اشارہ کیا ہے اور جہان وجود ملائکہ مین احمد خان
صاحب کے انکار کی کوئی وجہ ہی نہ بن آئی لاچار سکوت کیا چنانچہ کچھ آیات اُنمین سے ہم ابھی ذکر کرتے ہین جہانکہ ملائکہ کے اقسام ذکر کرینگے انشاء اللہ تعالی
(**ازانجملہ**) عہد عتیق[1] اور عہد جدید کی وہ بیشمار آیات ہین کہ جنمین صاف طور پر ملائکہ کا ذکر ہے **منجملہ** اُنکے توراۃ کی کتاب پیدائش باب ۱۶ مین حضرت
ہاجرہ کے ساتھ فرشتہ کا کلام کرنا اور حضرت اسمعیل علیہ السلام کی پیدا[2] ہونیکی بشارت دینا بڑی تفصیل سے مذکور ہے چنانچہ اِس باب کی
ساتوین آیت یہ ہے (۷) اور خداوند کے فرشتے نے اُسی میدان مین پانی کے ایک چشمہ کے پاس پایا (۸) اور اُسنے کہا کہ اے سارا کی
لونڈی ہاجرہ تو کہان سے آئی اور تو کدھر جاتی ہے وہ بولی کہ مین اپنی بیوی سارا کے پاس سے بھاگی ہون (۹) اور خداوند کے فرشتے نے اُس سے
کہا کہ تو اپنی بیوی کے پاس پھر جا اور اُسکے تابع رہ (۱۰) پھر خداوند کے فرشتے نے اُس سے کہا کہ مین تیری اولاد کو بہت بڑھاؤنگا الخ - اور اسی
کتاب کے باب مین حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس تین فرشتون کا مہمان بنکر آنا اور بیٹے پیدا ہونیکی بشارت دینا اور سدوم کے لوگونکی ہلاکت کی خبر دینا
پھر حضرت ابراہیم کا اُنسے منت کرنا - مذکور ہے - پھر اسی کتاب کے ۱۹ باب مین فرشتون کا حضرت لوط علیہ السلام کے ہان مہمان ہونا اور کفار کا اُنکو
پُرسش کرنا مذکور ہے - اور اسی کتاب کے ۲۱ باب مین ۱۷ آیت یہ ہے تب خدا نے اُس لڑکے کی آواز سنی اور خدا کے فرشتے نے ہاجرہ کو آسمان سے
پکارا کہ اے ہاجرہ تجھ کو کیا ہوا ہے الخ ؟ اور اُسی کتاب کے ۲۲ باب کی ۱۰ آیت یہ ہے + اور ابراہیم نے اپنا ہاتھ بڑھا کے چھری لی کہ اپنے بیٹے کو
ذبح کرے دونہین خداوند کے فرشتے نے اُسے آسمان سے پکارا کہ اے ابراہیم اے ابراہیم وہ بولا مین حاضر الخ ؟ آیت ۱۵) تب خداوند کے فرشتے نے
دوبارہ آسمان سے ابراہیم کو پکارا الخ ؟ اور اسی کتاب کے ۳۲ باب مین حضرت یعقوب سے شب بھر ایک فرشتہ کا کشتی لڑنا پھر فرشتہ کا یعقوب کو
لنگڑا کرنا اور یعقوب سے فرشتہ کا رخصت مانگنا اور یعقوب کا فرشتے سے برکت مانگنا اور یعقوب کا اُس جگہ کا نام فنی ایل رکھنا اور یہ کہنا کہ مینے خدا کو
(یعنے فرشتے) کو روبرو دیکھا ہے) بیان ہے - سید صاحب اسکی نسبت فرماتے ہین کہ یہ نقرس یا وجع الورک کا درد تھا - حضرت نے لنگڑا ہونیسے درد تو
سمجھ لیا مگر یہ خیال نہ کیا کہ درد سے برکت مانگنا اور سوال وجواب کرنا اور درد کا رخصت مانگنا وغیر ذالک باتون کی کیا توجیہ ہو گی ؟ علاوہ

[1] عیسائیون کے نزدیک کتب سماویہ کی دو قسم ہین حضرت موسی کی توریت خمسہ اور زبور و امثال سلیمان وغیرہ وہ کتب کہ جو حضرت عیسی سے پیشتر جمع اور مرتب کی گئین عہد عتیق یعنی قدیم ہین اور حضرت عیسے اور اُنکے حواریون کی تصنیفات عہد جدید ہین ۱۲ منہ [2] یعنی حضرت اسمعیل کی کہ جبتک ماں کے پیٹ مین تھے ۱۲ منہ

Marfat.com

ان مواضع کے اور بیشمار مواضع ہین کہ جن مین ملائکہ کا ذکر بصراحت ہے چونکہ اس بات کو خود سید صاحب نے تسلیم کر لیا ہے کہ یہودیون
اور عیسائیون کی کتابون مین فرشتون کا ذکر ہے لہذا ہم فقط وہین عبارات سید صاحب پر اس بارہ مین بس کرتے ہین قولہ صفحہ ۱۴۱
با این ہمہ بہت جگہ فرشتہ کا لفظ ایسے وجودہای روحانی یا عقول فلکی کی نسبت مستعمل ہوئے ہے جو خدا کی طرف سے اسکے احکامات بجا لانے کے واسطے مامور
ہین یہودیون اور عیسائیون کی کتب مقدسہ مین روحانی عقول کا اکثر ذکر پایا جاتا ہے جنکی حالت وجود جداگانہ ہے اور ایک آسمانی جماعت قرار
دی گئی ہے جس کا سردار خود خدا ہے کتاب دانیال باب ۷ ورس ۱۰ و انجیل متی باب ۲۶ ورس ۵۳ و انجیل لوقا باب ۲ ورس ۱۳ و نامہ عبرانیان باب ۱۲ ورس ۲۲ و ۲۳
سے کروڑہا بلکہ کروڑہا در کروڑہا فرشتون کا ہونا معلوم ہوتا ہے الخ اس کے ساتھ سید صاحب بھی اقرار کرتے ہین قولہ اتنے بڑے جم غفیر کے اندر
مختلف درجے اور مختلف صفتین موجود ہونی ضرور ہین تاکہ انسان سے لیکر خدا تک ایک سلسلہ وجود کا قایم ہوجاوے جو خالق اور کمترین ذی عقل مخلوق کی
تفاوت کو مربوط کردے۔ یہودیون کی مقدس کتابون مین فرشتون کا ایسی جماعتون مین منقسم ہونا مذکور ہے جنکی عزت اور قوت صفت غیر
مساوی ہے اور انپر سردار اور حکام بھی ہین ۔ سید صاحب کیا کہتے ہین یہان تو بڑی قوی دلیل آپنے نہ تنہا فرشتون کے وجود پر بلکہ انکے مختلف
درجون کے ہونے پر قائم کی اسکو بھول نجائیگا اسکا نام آگے یاد کرنیکے لیے الف رکھا ہے قولہ صفحہ ۱۴۹ کتاب زکریا باب ۱ ورس ۱۱ مین ایک فرشتہ
سب سے اعلے درجہ کا ہے جو خدا کے روبرو کھڑا رہتا ہے اور اور فرشتون سے بطور کارندون کے کام لیتا ہے حضرت دانیال نے حضرت میکائیل
فرشتے کو بڑے بڑے لقب عطا فرمائے ہین نامہ یہودہ ورس ۹ اور اول نامہ تھسلینی کے باب ۴ ورس ۱۶ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ رائے کہ فرشتے مختلف
درجہ رکھتے ہین صرف یہودیون ہی کے ساتھ مخصوص نہ تھی بلکہ حضرت عیسی کے حواریو کا بھی یہی خیال تھا اس بارہ مین اہل اسلام بھی متفق ہین
اسی صفحہ مین سید صاحب نے یہودیون اور عیسائیون کے عقائد فرشتون کی مادہ اور شکل مین نظر آجانیکی نسبت یون بیان فرمائے ہے قولہ یہودیون
کی کتب مقدسہ مین فرشتے ہمیشہ مجسم ہوکر انسانی صورت مین دکھائی دیتے تھے۔ متقدمین یہودی بیشک یہ جانتے تھے کہ ان اجسام کا مادہ ہمارے
اجسام کے مادے کی مانند نہین ہے۔ کیونکہ فرشتون مین یہ قدرت ہے کہ جب چاہین اپنے تئین لوگون کو دکھائین اور جب چاہین نگاہون سے غائب ہوجاوین
عیسائی بھی اس سے انکار نہین کرسکتے الخ سید صاحب اس بارہ مین اہل اسلام کا بھی یہی عقیدہ ہے قولہ یہودیون کی کتب مقدسہ مین اناث ملائکہ
کا ذکر نہین پایا جاتا اور عیسائی بھی بدلیل انجیل متی باب ۲۲ ورس ۳۰ بطور استنباط کے یہی سمجھتے ہین کہ فرشتون مین کچھ ذکور و اناث کی تمیز نہین الخ
ہم اہل اسلام بھی یہی عقیدہ رکھتے ہین قولہ مگر اکثر بت پرست قومین فرشتون کو ذکور و اناث قرار دیتے ہین اور دیوتا اور دیبی کا نام ان
خیالات کو ظاہر کرتا ہے انتہے اقول یہ عقیدہ جیساکہ اہل کتاب کے برخلاف ہے اہل اسلام کے بھی برخلاف ہے قولہ صفحہ ۱۵۱ عیسائی اور یہودی
دونون فرشتون مین ان صفات کو تسلیم کرتے ہین انسان سے انمین عقل کا زیادہ ہونا انکا قوت اور قدرت مین زیادہ ہونا انکا پاک اور برگزیدہ ہونا
اور یہ بات کہ فرشتے خدا تعالی کے منشا اور مرضی کے اظہار کے ذریعے ہین الخ اہل اسلام کا بھی ان باتون مین یہی عقیدہ ہے قولہ قدیم عیسائی
سمجھتے تھے کہ ہر فرد بشر کے ساتھ ایک فرشتہ ہے جو اسکی حفاظت پر متعین ہے الخ اہل اسلام کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ ملائکہ حافظین بھی ہین
جیساکہ اسکا بیان آتا ہے قولہ عام یہودی بھی فرشتون کی نسبت یہی عقیدہ رکھتے ہین قولہ مشرکین کا بھی اسکے قریب قریب یہ عقیدہ تھا
اسکا ثبوت درکار ہے کسی مشرک کا قول بنقل صحیح جب تک نقل نکروگے تسلیم نہوگا قولہ یونانی اپنے محافظ دیوتا کو ڈیمن اور رومی جینیس کہتے تھے

Marfat.com

اور یہودی اور قدیم عیسائی یہ بھی سمجھتے تھے ہر انسان پر دو فرشتے متعین ہوتے ہین ایک نیکی کا ایک بدی کا عام یہودی بھی فرشتون کی نسبت یہی اعتقاد
رکھتے ہین الغرض اہل اسلام بھی نیکی اور بدی لکھنے والے فرشتے ہر انسان پر متعین سمجھتے ہین کما سیجیٔ (دلیل سیزدہم) خداے ذوالجلال والاکرام
اور اس کائنات عالم حس یا عالم ناسوت مین (کہ جو محض کثیف و تاریک اور بے ثبات ہے) کچھ بھی مناسب نہین وہ نور محض یہ تاریک و تار دوم
لطیف یہ کثیف وہ غایت علو مین یہ نہایت سفل مین وہ باقی یہ فانی وہ قدیم محض یہ حادث وغیر ذلک من التفاوت والتباین مما لا یخفی علی ارباب البصیرۃ
پس جسطرح اُسنے اس عالم مین طرح طرح کے انتظامات و تدبیرات کر رکھے ہین اسیطرح اُسنے تکمیل انتظام کے لئے وسائط پیدا کیے ہین کہ من وجہ عالم کے
مناسب من وجہٍ اُس ذات قدس کے مناسب ہین + یا یون کہو کہ یہ بات مسلم ہے کہ اس تمام کائنات کے جس قدر آثار و حالات ہین وہ اسکے اپنے نہین
بلکہ کسی غیر کی طرف سے آئے ہین نہ یہ وجود اپنا ہے نہ یہ بقا اپنی ہے نہ اُسکے اوپر جسقدر باتین پیش آتی ہین وہ اپنی ہین کیونکہ اگر یہ ہو تو پھر تبدیل
ہونیکی کیا وجہ؟ اور زوال و تغیر کا کیا سبب اور حدوث کا کیا باعث اور پھر انکے ممکن ہونیکا کیا طریق؟ بلکہ انکو واجب الوجود کہیے اور عالم مین
ثبوت خدا ہاتھ دھو بیٹھے خدا کی ذات پاک کا ثبوت تو اسی لئے ضرور مانا گیا کہ چیزین جمیع کمالات بلکہ حالات بلکہ وجود و ذات مین
محتاج ہین اور یہ ظاہر ہے کہ انکا کوئی واجب الوجود محتاج الیہ ہے کہ جسکی طرف سے یہ فیضان ہوتا ہے ورنہ یہ لازم آوے گا بالعرض بغیر بالذات کے
پایا جاوے اور یہ محال عقلی ہے پس یہ ضرور تسلیم کرنا پڑا کہ یہ تمام فیضان اُسی مبدء فیاض کی طرف سے ہے اور یہ بھی مسلم ہے کہ مؤثر اور متأثر مین
مناسبت ہونی ضرور ہے اور ابھی آپ جان چکے ہین کہ خدائے پاک اور اس عالم حس مین کچھ بھی مناسبت نہین ہے پس ضرور تسلیم کرنا پڑا کہ
اُسکے درمیان اور عالم حس کے درمیان وسائط ہین کہ جو من وجہٍ اس عالم سے اور من وجہٍ اُس قدوس سے مناسبت رکھتے ہین اور ہم انکو ملائکہ کہتے ہین
اور یہان سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اس سلسلۂ موجودات سے ذات قدوس تک منتہی ہونے مین زیادہ بُعد کی وجہ سے بیشمار وسائط ہین کیونکہ یہ عالم
قاعدہ ہے کہ جسقدر زیادہ بُعد ہوگا زیادہ واسطے ہونگے مین آپکے روبرو اپنے اس مطلوب کی یون تصویر سامنے لا کے کھڑی کرتا ہون فرض
کرو کہ ایک شخص ہزار قدم کے فاصلہ پر ہم سے ہے اور وہ بوسائط کوئی چیز ہمکو دیا چاہتا ہے پس وہ اول اپنے پاس والیکو دیگا وہ اپنے
پاس والیکو یہان تک کہ جو اُن سب مین اخیر ہے اور جس پر وہ سلسلہ ختم ہوا ہے وہ ہمکو دیگا اب اسی پر خیال کریجیے پس اول مورد تجلیات
ذات خدا وہ قدوس لوگ ہین کہ جو ہم سے نہایت بعید المناسبت اور حق قدوس جل جلالہ سے نہایت قریب اور بہت ہی مناسبت رکھتے
ہین جنکو حاملان عرش و ملاء اعلیٰ کہتے ہین پھر اُنسے نیچے اور پھر اُنسے نیچے علیٰ ہذا اور ہمارے اس بیان کی تائید قرآن اور

ے۱ صوفیہ رام ہو قوی عالم کی ساتھ تعبیر کرتے ہین کہ سالک مین جملہ تصرفات انکے ذریعہ سے ہوتے ہین جیسا کہ انسان کے کاروبار انسان کے قوے بغیر نہین ہوتے صیاد حبط فہمی ہے
[illegible] ے۲ قال اللہ تعالیٰ حتی اذا فزع عن قلوبہم قالوا ماذا قال ربکم قالوا الحق وھو العلی الکبیر اسی تفسیر مین پیغمبر علیہ السلام
[illegible] اذا قضی اللہ تعالیٰ الامر فی السماء ضربت الملٰئکۃ باجنحتہا خضعانا لقولہ کانہ سلسلۃ علی صفوان فاذا فزع عن قلوبہم
قالوا ماذا قال ربکم قالوا الحق وھو العلی الکبیر رواہ البخاری وغیرہ من کبار المحدثین وفی روایۃ اذا قضی امرا سبح حملۃ العرش
ثم سبح اھل السماء الذین یلونہم حتی یبلغ التسبیح اھل ھذہ السماء الدنیا ثم قال الذین یلون حملۃ العرش ماذا
قال ربکم فیخبرونہم ماذا قال ربہم فیستخبر بعض اھل السمٰوت بعضا حتی یبلغ الخبر اھل ھذہ السماء انتہی ؛ یعنی جب آسمان مین خدا کوئی حکم صادر فرماتا ہے
[illegible] حاملان عرش سبحان اللہ سبحان اللہ کہتے ہین پھر انکے نیچے کے آسمانون والے یہان تک کہ اس آسمان والے تسبیح کرتے ہین پھر جب انکے دلون سے گھبراہٹ کم ہوتی ہے
تو جو فرشتے حاملان عرش کے قریب ہین اُنسے نیچے والے پوچھتے ہین کہ خدا نے کیا حکم صادر فرمایا ہے پس وہ انکو بتلا دیتے ہین یہان تک کہ اُنسے نیچے کے فرشتے اُنسے پھر
نیچے کے فرشتے اُنسے پوچھتے ہین حتے کہ اس آسمان کے فرشتون تک وہ خبر پہنچتی ہے ۱۲ منہ

کلام پیغمبر علیہ السلام سے ہوتی ہے - اور سید صاحب نے بھی اسکا اقرار اُسی بیان مین کیا جس کا نام الفکھا تھا صدق دلسے کرلیا ہے الغرض
صدہا بلکہ کروڑہا ملائکہ ہین کہ جنکی تفصیل سوائے اُسکے کوئی نہین جان سکتا کما قال تعالی وَمَا یَعۡلَمُ جُنُوۡدَ رَبِّکَ اِلَّا ھُوَ بعض
جو ہمکو قرآن سے یا احادیث صحیحہ سے ثابت ہوئی بیان کرتے ہین (اقسام ملائکہ) (اول) حاملان عرش ہین جنکی نسبت تعالیٰ فرماتا
اَلَّذِیۡنَ یَحۡمِلُوۡنَ الۡعَرۡشَ وَقَوۡلُہٗ تعالیٰ وَیَحۡمِلُ عَرۡشَ رَبِّکَ فَوۡقَھُمۡ یَوۡمَئِذٍ ثَمٰنِیَۃٌ (دوم) عرش کے اردگرد طواف کرنیوالے قال تعالیٰ
وَتَرَی الۡمَلٰٓئِکَۃَ حَآفِّیۡنَ مِنۡ حَوۡلِ الۡعَرۡشِ یُسَبِّحُوۡنَ بِحَمۡدِ رَبِّھِمۡ (سوم) اکابر ملائکہ ہین منجملہ انکے جبرئیل میکائیل ہین جنکا
ذکر قرآن مین آیا ہے قال تعالیٰ مَنۡ کَانَ عَدُوًّا لِّلّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَجِبۡرِیۡلَ وَمِیۡکٰلَ فَاِنَّ اللّٰہَ عَدُوٌّ لِّلۡکٰفِرِیۡنَ حضرت
جبرئیل کے قرآن مجید مین چند اوصاف مذکور ہین ازانجملہ یہ کہ وہ انبیاء اور خدا کے درمیان واسطہ ہے اُسکے ذریعے وحی آتی ہے کما قال تعالیٰ
عَلَّمَہٗ شَدِیۡدُ الۡقُوٰی وقال تعالیٰ نَزَلَ بِہِ الرُّوۡحُ الۡاَمِیۡنُ ازانجملہ یہ کہ وہ قوی ہین اور قوت کا یہ حال ہے کہ لوط کی بستیان
اُکھاڑ کر پھینکدین اور امین ہین ازانجملہ یہ ہے کہ اُنکو خدا نے روح القدس فرمایا ہے کما قال اِذۡ اَیَّدۡتُّکَ بِرُوۡحِ الۡقُدُسِ منجملہ اُنکے
اسرافیل ہین جن کا نام احادیث صحیحہ مین بکثرت وارد ہے اور جنکا فعل صور پھونکنا ہے وقال تعالیٰ یَوۡمَ یُنۡفَخُ فِی الصُّوۡرِ منجملہ انکے عزرائیل
ہین جنکا نام احادیث صحیحہ مین بکثرت ہے اور قرآن مین اُنکو ملک الموت کہا ہے قال تعالیٰ قُلۡ یَتَوَفّٰٮکُمۡ مَّلَکُ الۡمَوۡتِ الَّذِیۡ وُکِّلَ بِکُمۡ
(چہارم) وہ ملائکہ ہین جو ارواح قبض کرتے ہین قال تعالیٰ حَتّٰۤی اِذَا جَآءَ اَحَدَکُمُ الۡمَوۡتُ تَوَفَّتۡہُ رُسُلُنَا وقال تعالیٰ وَلَوۡ تَرٰۤی
اِذۡ یَتَوَفَّی الَّذِیۡنَ کَفَرُوا الۡمَلٰٓئِکَۃُ اُس جماعت کے سردار عزرائیل ہین (پنجم) ملائکہ جنت ہین قال تعالیٰ یَدۡخُلُوۡنَ عَلَیۡھِمۡ مِّنۡ
کُلِّ بَابٍ سَلٰمٌ عَلَیۡکُمۡ بِمَا صَبَرۡتُمۡ فَنِعۡمَ عُقۡبَی الدَّارِ (ششم) ملائکہ جہنم ہین اہل دوزخ کو عذاب دینے کے واسطے قال
تعالیٰ عَلَیۡھَا تِسۡعَۃَ عَشَرَ وقال تعالیٰ وَمَا جَعَلۡنَآ اَصۡحٰبَ النَّارِ اِلَّا مَلٰٓئِکَۃً اور اس فریق کے سردار مالک ہین قال تعالیٰ وَنَادَوۡا
یٰمٰلِکُ لِیَقۡضِ عَلَیۡنَا رَبُّکَ اور اس کل فریق کا نام زبانیہ ہے قال تعالیٰ فَلۡیَدۡعُ نَادِیَہٗ سَنَدۡعُ الزَّبَانِیَۃَ (ہفتم) وہ ملائکہ ہین
کہ جو بنی آدم پر موکل محافظ ہین قال تعالیٰ عَنِ الۡیَمِیۡنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِیۡدٌ وقولہ تعالیٰ مَا یَلۡفِظُ مِنۡ قَوۡلٍ اِلَّا لَدَیۡہِ رَقِیۡبٌ عَتِیۡدٌ
وقولہ لَہٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنۡۢ بَیۡنِ یَدَیۡہِ وَمِنۡ خَلۡفِہٖ یَحۡفَظُوۡنَہٗ وقولہ وَیُرۡسِلُ عَلَیۡکُمۡ حَفَظَۃً (ہشتم) وہ ملائکہ ہین جو آدمی کے اعمال لکھتے ہین قال تعالیٰ

۵۱ وہ جو عرش اٹھاتے ہین ۱۲ منہ ۵۲ اُس دن تیرے ربکا عرش آٹھ (فرشتے) اٹھا دینگے ۱۲ منہ ۵۳ اور تو فرشتون کو عرش کے اردگرد خدا کی تسبیح کرتے دیکھے گا ۱۲ منہ ۵۴ جو شخص
اللہ اور اُسکے فرشتون اور رسولون اور جبرئیل اور میکائیل کا دشمن ہے خدا اُسکا دشمن ہے ۱۲ منہ ۵۵ اِس قرآن کو روح الامین لائے ہین ۱۲ منہ ۵۶ جب مدد کی ہمنے تیری اُس
عیسے) بسبب روح القدس کے ۱۲ منہ ۵۷ جدن صور مین پھونکا جاویگا ۱۲ منہ ۵۸ تو کہہ کہ تمہاری روح وہ ملک الموت قبض کریگا جو تمپر موکل ہے ۱۲ منہ ۵۹ جب تم مین کسیکے پاس
موت آتی ہے تو اُسکو ہمارے رسول (یعنی فرشتے) قبض کرتے ہین ۱۲ منہ ۶۰ اور جو تو دیکھے کہ جبکہ کافرونکی روح کو فرشتے قبض کرینگے ۱۲ منہ ۶۱ اور فرشتے آوینگے اُنکے پاس ہر دروازہ
(کہینگے) تمپر سلام ہو تمہارے صبر کے بدلے پس کیا اچھا ہے آخرت کا گھر ۱۲ منہ ۶۲ اُس دوزخ پر انیس شخص مقرر ہین ۱۲ منہ ۶۳ اور دوزخ کے لیے محافظ ہمنے فرشتے ہی بنائے ہین ۱۲ منہ
۶۴ پکارینگے اے مالک موت دے ہمکو تیرا خدا ۱۲ منہ ۶۵ وہ بلاوے اپنی محفل کو ہم بلاتے ہین زبانیہ کو ۱۲ منہ ۶۶ اُسکے دائین اور بائین ایک محافظ بیٹھا ہے ۱۲ منہ ۶۷ آدمی کی ہر بات پر ایک سخت
نگہبان ہے ۱۲ منہ ۶۸ اُس کے لئے آگے اور پیچھے سے گماشتے ہین کہ اُسکی حفاظت کرتے ہین ۱۲ منہ ۶۹ اور وہ بھیجتا ہے تمپر محافظ فرشتے ۱۲ منہ

وَاِنَّ عَلَیۡکُمۡ لَحٰفِظِیۡنَ کِرَامًا کَاتِبِیۡنَ یَعۡلَمُوۡنَ مَا تَفۡعَلُوۡنَ۝ (ہم) وہ ملائکہ ہین کہ جو اس عالم کے احوال پر موکل ہین خدا نے بہت
اِس قول مین یہی لوگ مراد ہین[۵۲] وَالذّٰرِیٰتِ ذَرۡوًا الی قولہ فَالۡمُقَسِّمٰتِ اَمۡرًا وقولہ وَالنّٰزِعٰتِ غَرۡقًا[۵۳] اسیطرح قرآن مجید واحادیث صحیحہ
مین ملائکہ کے اوصاف مختلف مذکور ہین منجملہ اُنکے یہ ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام اور خدا تعالی کے درمیان واسطہ اور رسول ہین قال اللہ
تعالی جَاعِلِ الۡمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا[۵۴] وقال تعالی اَللّٰہُ یَصۡطَفِیۡ مِنَ الۡمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا[۵۵] منجملہ انکے یہ کہ وہ عابدین ساجدین ہین قال تعالی
بَلۡ عِبَادٌ مُّکۡرَمُوۡنَ[۵۶] قال تعالی یُسَبِّحُوۡنَ الَّیۡلَ وَالنَّہَارَ لَا یَفۡتُرُوۡنَ[۵۷] منجملہ انکے یہ کہ وہ خدا کی نافرمانی نہین کر سکتے قال تعالی لَا یَسۡبِقُوۡنَہٗ
بِالۡقَوۡلِ وَہُمۡ بِاَمۡرِہٖ یَعۡمَلُوۡنَ۝ منجملہ انکے یہ کہ وہ نہایت خائف اور ترسان خدا سے رہتے ہین قال تعالی[۵۹] یَخَافُوۡنَ رَبَّہُمۡ
مِّنۡ فَوۡقِہِمۡ وقال مِنۡ خَشۡیَتِہٖ رَبِّہِمۡ مُشۡفِقُوۡنَ منجملہ انکے یہ کہ وہ خدا کے دوستون کی مدد کرتے اور مسلح ہو کر لڑتے ہین جیساکہ جنگ
بدر مین واقع ہوا قال تعالی یُمۡدِدۡکُمۡ رَبُّکُمۡ بِخَمۡسَۃِ اٰلٰفٍ مِّنَ الۡمَلٰٓئِکَۃِ مُسَوِّمِیۡنَ منجملہ انکے یہ ہے کہ انکے لئے بازو اور پر ہین قال اللہ تعالی
اُولِیۡۤ اَجۡنِحَۃٍ مَّثۡنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ الایہ علاوہ ان آیات کے اور بہت سی آیات فرشتون کے ایسے حالات پر دلالت کرتی ہین کہ وہ کوئی
مخلوق الہی اور قسم کی ہے کہ جو اپنے جسم اور افعال مین ہم لوگون سے بالکل مغائر ہے **اب** سید احمد خان صاحب ان آیات کی کہانتک توجیہ کرینگے
اور کہان تک تاویل کرکے اصلی کلام کے معنی بدلکر انکو قوی بتلائینگے۔ قرآن (بلکہ توارت وانجیل و وید و وساتیر) کے ماننے والے ایسے امر
ناممکن ہے کہ وہ فرشتون کا انکار کرے اور اُنکو قوی بتلاوے ہان جو شخص ان کتابون سے کسیکا بھی قائل نہو اور حکماء قدیم وحال کے بھی خلاف ہو
تو وہ جو چاہے سو کرے سید صاحب یا قرآن کا انکار کیجیے یا فرشتون کے قائل ہو جیے۔ سر بدگلہ اختصار مے باید کرد۔ یک کار ازین دو کار
مے باید کرد۔ یا تن برضائے دوست مے باید داد۔ یا قطع نظر زیار مے باید کرد۔ (**ملائکہ کی حقیقت**) مین مختلف اقوال ہین لیکن اس بات
مین سب متفق ہین کہ ملائکہ ذات موجودہ قائم بذات خود ہین کسیکی صفت یا عرض نہین **اکثر اہل اسلام** یہ کہتے ہین کہ وہ اجسام لطیفہ ہین کہ جو
اشکال مختلفہ مین ظاہر ہو سکتے اور بڑے قوی کام کر سکتے ہین کس لئے کہ انبیاء اور دیگر لوگون نے اُنکو مختلف اشکال مین دیکھا ہے جمہور اہل کتاب
یہود اور سامری[۶۰] اور عیسائی بھی یہی کہتے ہین اور **بعض نصاری** کا یہ قول ہے کہ اچھے لوگون کی ارواح بعد موت کے ملائکہ بنجاتی ہین
یہ قول صحیح نہین کیونکہ نبی آدم سے پہلے بھی ملائکہ تھے ہان اگر یہ کہین کہ ابرار لوگون کی ارواح بعد مفارقت بدن اُنہین جا ملتی ہین تو کچھ مضائقہ نہین
حکماء کہتے ہین کہ وہ جواہر مجردہ ہین نفوس ناطقہ سے مخالف الحقیقت ہین عالم مین جس قدر تصرفات ہین اُنہین کے ذریعہ سے ہوتے ہین اور

۵۱ تیرے بزرگ (فرشتے) محافظ لکھنے والے ہین تمہارے ہر کام کو جانتے ہین ۱۲ ۵۲ ہمکو قسم ہے اُن فرشتون کی جو آندھی چلاتے پھر بادل اُٹھاتے پھر نرم نرم
ہوائین چلاتے پھر حصے تقسیم کرتے ہین ۱۲ ۵۳ قسم ہے اُن فرشتون کی جو اندر گھس کے روح کھینچتے ہین ۱۲ منہ ۵۴ خدا تعالی نے فرشتون کو رسول (یعنے پیغامبر) بنایا ۱۲ ۵۵ خدا تعالی فرشتون کو اپنی رسالت کیلئے برگزیدہ کرتا ہے ۱۲ منہ ۵۶ فرشتے خدا کے معزز بندے ہین ۱۲ ۵۷ فرشتے اُسکی رات دن تسبیح پڑھتے ہین تھکتے نہین ۱۲
۵۸ فرشتے خدا سے بات مین پیشقدمی نہین کرتے اور وہ اُسکے حکم کی تعمیل کرتے ہین ۱۲ منہ ۵۹ خدا برتر سے ڈرتے ہین۔ اور فرشتے ہمیشہ اُس سے ہی ڈرتے ہین ۱۲ منہ
۶۰ مدد کرتا تھا تمھاری رب تمہارا پانچہزار آراستہ فرشتون سے ۱۲ منہ ۶۱ خدا نے فرشتونکو بازو دار بنایا پھر کسیکے دو دو اور کسیکے تین تین اور کسیکے
چار چار بازو ہین ۱۲ منہ ۶۲ ایک فرقہ اہل کتاب کا ہے کہ وہ توارت کو مانتا ہے اور یہود سے مخالف اور عیسائیون سے بھی مخالف ہے ۱۲ منہ۔

یہ لفظ **مَلَک**[1] جسکی جمع ملائکہ آتی ہے مالک سے مقلوب ہوا ہے کہ جو اُلوکہ بمعنے رسالت سے مشتق ہے کیونکہ فرشتون پر اس لفظ کا اطلاق اسی لئے
کہ وہ عالم مین وسائط ہین **(جن کے لغت)** مین معنی پوشیدگی کے ہین اور جس لفظ مین یہ مادہ جیم و نون جمع ہوگا اُسمین پوشیدگی ضرور
ملحوظ ہوگا اسی لیے جنت کو جنت کہتے ہین کہ وہ لوگون کی آنکھون سے پوشیدہ ہے اور جنون کو اسلئے جنون کہتے ہین کہ وہ عقل کو پوشیدہ کرلیتا ہے
اور جنین چونکہ ماں کے پیٹ مین پوشیدہ ہوتا ہے اسلیے یہ لفظ رحم مین بچے پر بولاگیا اور جنان کا اطلاق اسلیے دل پر ہوتا ہے کہ وہ پوشیدہ اور
اُسکے خیالات مستتر ہوتے ہین اور ڈھال کو اسلئے جُنّہ بولاگیا کہ وہ اپنی آڑ مین پوشیدہ کرتی ہے اسیطرح لفظ **جن** اُس مخلوق الٰہی پر بولاجاتا ہے
کہ جو (بسبب لطافت مادہ کے) حس بصر سے پوشیدہ رہتی ہے قرآن مجید مین اس قسم کی مخلوق پر کئی جگہ یہ لفظ بولاگیا ہے قال تعالیٰ وَخَلَقَ
الْجَانَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ الآیہ کہ ہمنے جن کو آگ کے شعلہ سے پیدا کیا ہے اور اسیطرح اور کئی جگہ یہ لفظ آیا پس جن وہ مخلوق الٰہی ہے جسکا
مادہ غالب آگ[2] یا ہوا ہو اور چونکہ آگ ہوا سے بھی زیادہ لطیف ہے اسلئے وہ نظر نہین آتی اور جو چیزین اس سے مرکب ہوتی ہین وہ بھی
محسوس نہین ہوتین۔ پھر نار کی لطافت اور کثافت کے لحاظ سے (جو بسبب کسی دوسرے جزء کی آمیزش سے ہوتی ہے) جنون کے چند
اقسام ہین۔ جو خالص نار اور اُسکے صاف شعلہ سے مرکب ہین اُنمین اور ملائکہ ارضیہ مین نہایت مناسبت ہے بلکہ بعض کہتے ہین کہ یہ بھی ایک قسم کے
ملائکہ ہین۔ اور قرآن مین جو شیطان کو ملائکہ مین شامل کرکے سجدہ کا حکم دیا اور پھر اُسکو **کَانَ مِنَ الْجِنِّ** کہدیا اسلئے کہ وہ جن بھی تھا اور فرشتہ
بھی تھا کیونکہ ملائکہ ارضیہ اور جن قسم اعلیٰ ایک ہی چیز ہین پس اسی لحاظ سے کبھی اُسکو جن اور کبھی فرشتہ کہا۔ اور جنمین کہ مادہ بخاریہ دخانیہ غالب
وہ شر کیطرف اکثر مائل ہین اور اُنکے مادہ اور صورت نوعیہ کے موجب اُنسے آثار اور افعال سرزد ہوتے ہین۔ اسی نظر سے **بعض محققین** نے
جن اور ملائکہ مین عموم اور خصوص من وجہ قرار دیا ہے پس **جن** وہ چیز ہے کہ جو اپنے مادہ متوسطہ (بین اللطافۃ الصرفۃ والکثافۃ المحضۃ) کی وجہ
خیر و شر دونون چیزون کے سرزد ہونیکی لیاقت رکھے **اور مَلَک**[3] یعنی فرشتہ وہ ہے کہ جو خیر کی صلاحیت رکھے (بسبب لطافت مادہ
بدی اُس سے سرزد نہو وے اور **شیطان** وہ ہے کہ جو بظلمانیت مادہ کے شر ہی کی استعداد رکھے۔ مگر ناریت سب مین غالب ہے اسی لیے ابلیس نے آدم کے
مقابلہ مین خدا سے کہا تھا کما حکی اللہ تعالیٰ عنہ **خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ** کہ آپنے مجھکو آگ سے اور آدم کو خاک سے بنایا ہے
عرب کے محاورہ مین جنات پر باعتبار اوصاف کے چند الفاظ بولے جاتے تھے جو **جن** کہ آدمیون کے ساتھ رہتے ہین اُنکو **عامر** کہتے تھے کہ جنکو
ہماری زبان مین ہمزاد کہتے ہین اور جو کہ لڑکے بالون کو ستاتے ہین اُنکو **ارواح** کہتے تھے کہ جسکو اہل ہند **بھوت** یا آسیب کہتے ہین اور جو
خبیث اور سخت تکلیف دینے والے ہوتے ہین اُنکو **شیطان** کہتے تھے اور جو اُنسے بھی زیادہ سرکش ہوتے تھے اُنکو **مارد** کہتے تھے اور جو
اُس سے بھی بڑے قوی ہوتے ہین اُنکو **عفریت** کہتے تھے۔ اور جو جنگل مین آواز دیتے اور چیختے ہین اُنکو **ہاتف** کہتے ہین اور بعض جو مسافرون
کو راہ بھولی بتلادیتے ہین اُنکو **رجال الغیب** کہتے ہین۔ اور جو بیابانون مین کبھی ایک لشکر اور مشعل وغیرہ سی چیزین دکھائی دیتی ہین تو اُنکو

---

[1] اصل اس لفظ کی ملاک ہے اور اسیکے لحاظ سے ملائکہ جمع ہمزہ کے ساتھ آتی ہے جیساکہ شمئل کی شمائل آتی ہے اور تا تانیث جمع کے لحاظ سے زائد کردی گئی
ہے بیضاوی ۱۲ منہ [2] اگر کوئی شبہ کرے کہ آگ دکھائی دیتی ہے اسکا جواب یہ ہے کہ یہ آگ خالص نہین بلکہ اسمین آمیزش ہے جسطرح کہ ہوا غبار آلود جسکو آندھی
کہتے ہین نظر آتی ہے خالص نہین نظر آتی ۱۲ منہ [3] یہان ملک سے مراد ملائکہ سفلیہ ہین اور اسی لحاظ سے کہ اس قسم کے ملائک جن ہین اُنسے کبھی اگر کوئی شر سرزد ہو تو
تعجب نہین جیساکہ شیطان سے یا ہاروت ماروت کا قصہ مشہور ہے لیکن ملائکہ علویہ اس سے بالکل غیر اور بری ہین وہ محض تقدیس و تسبیح مین غرق ہین ۱۲ منہ

Marfat.com

شہابہ کہتے ہین اور جورات ہین یا بعض اوقات دن مین اُجاڑ جنگلون مین کبھی چھوٹے چھوٹے لڑکون کی صورتمین دکھائی دیتی اور پھر دفعۃً
کسی اور شکل مین ظاہر ہوجاتے ہین الغرض طرح طرح کی صورتین بدلتے ہین اُنکو چھلاوا کہتے ہین ۔ الغرض ایسی مخلوقات الٰہی کی (کہ جن مین جزو
ہوائی یا جزو ناری غالب ہے اور اس وجہ سے وہ دکھائی نہین دیسکتی) ہزارہا اقسام ہین کہ جن پر مطلع ہونا اُسی علیم خبیر کا کام ہے لیکن اہل عقل
جن کی حقیقت مین اسبات پر اکثر متفق ہین کہ جسم ناری متشکل باشکال مختلفہ اسی وجہ سے جنون کا آدمیون کے ساتھ باتین کرنا اور کبھی عجائب غرائب
حرکات سے پیش آنا مشاہدہ مین آچکا ہے زمانہ جاہلیت کے لوگ کہ جنکی زبان مین قرآن اُترا ہے ایسی چیزون کے قائل تھے اور کبھی اُنکو خدا کی
بیٹیان کہا کرتے تھے اور کبھی اُنکی پرستش کرتے تھے قال تعالیٰ وَجَعَلُوا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا الایہ کہ کفار نے خدا اور جنون مین رشتہ
قائم کیا اور قرآن مجید مین بھی بہت جگہ انسانون کے مقابلہ مین جنون کا ذکر ہے سورۂ جن تو اُنکے ذکر سے بھری پڑی ہے اور علاوہ اسکے اور
بہت جاے ذکر ہے قال تعالیٰ يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ وَقَالَ تَعَالَىٰ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ وقال تعالیٰ يَعْبُدُونَ الْجِنَّ الایہ (اب)
قبل اسکے کہ سید احمد خانصاحب کے دلائل کیطرف رجوع کرون پیشتر چند امور ضروری بیان کرتا ہون (۱) یہ کہ قرآن مجید کی بیشمار آیات سے یہ بات
صاف معلوم ہوتی ہے کہ ملائکہ کسیکے قوی بدن نہین نہ کسیکے اعراض صفات ہین بلکہ متحیز بالذات اور کلام کرتے اور چلتے پھرتے اور ذکر
اور عبادت کرتے ہین بلکہ اُنکے لیے بازو اور پر بھی ہین اور وہ آدمیون سے کلام بھی کرتے ہین اور خدا کا عرش بھی اُٹھاتے ہین اور لوگونکی ارواح بھی
قبض کرتے ہین اور بعض کفار عرب انکو خدا کی بیٹیان بھی کہتے تھے کما قال تعالیٰ وَجَعَلُوا الْمَلَائِكَةَ الَّذِينَ هُمْ عِبَادُ الرَّحْمَٰنِ إِنَاثًا
اسی آیت مین اور اُسکے علاوہ اور آیات مین صاف تصریح ہے کہ وہ عباد الرحمن یعنی خدا کی مخلوق بندے ہین کہ جو ہمیشہ تسبیح و تہلیل کرتے
ہین اور عالم کے ہر جزو پر تدبیر و تصرف کرتے رہتے ہین ۔ یہان سے صاف معلوم ہوا کہ وہ قوی یا کسی شے کے اوصاف نہین کیونکہ قوی
اوصاف کا موصوف سے منفصل ہوکر چلنا پھرنا کلام کرنا مجسم ہوکر ظاہر ہونا کفار سے سلح ہوکر جنگ کرنا صاحب بازو ہونا شب و روز عبادت کرنا
عرش اُٹھانا خدا سے ہر وقت ڈرتے رہنا قرآن کو لیکر نازل ہونا جنت و دوزخ کے لوگون سے کلام کرنا عرش کے گرداگرد حلقہ باندھکر کھڑا ہونا قال تعالیٰ
حَافِّينَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ حضرت مریمؑ کے پاس بشر کی صورت مین آکر کلام کرنا کما قال تعالیٰ فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهَا رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا (مریم کے
پاس ہمنے اپنی روح یعنی جبریئل کو بھیجا تو اُسکو خوبصورت بشر کی صورت مین دکھائی دیا) اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آنا اور پھر
لوط کی قوم پر پتھر برسانا اور اُنکو غارت کر دینا جیسا کہ سورہ ۔ ۔ ۔ اور توریت سفر خلیقہ مین مذکور ہے وغیر ذلک عقلاً محال ہے اور نقل بھی
اسکی شاہد عدل ہے (۲) قوم جن کا ثبوت بھی قرآن مجید کی آیات سے اس صفت کے ساتھ ہے کہ وہ آگ سے پیدا ہوئے ہین (۲) اور جو سماء
مین اوپر پہنچتے ہین کما فی القرآن وَأَنَّا لَمَسْنَا السَّمَاءَ فَوَجَدْنَاهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيدًا یعنی جن کہتے ہین کہ ہمنے آسمان جا چھوا تو
اسکو بڑے بڑے سخت پاسبانون سے بھرے ہوئے پایا ۔ یعنی ملائکہ سے ۔ اور کفار اُنکے عجائب حرکات سے اُنکی عبادت کرتے تھے کما قال تعالیٰ
يَعْبُدُونَ الْجِنَّ اور مشرکین جنات کے نام کی دہائی دیا کرتے تھے قال تعالیٰ وَأَنَّهُ كَانَ رِجَالٌ مِنَ الْإِنْسِ يَعُوذُونَ
بِرِجَالٍ مِنَ الْجِنِّ اور جن لوگ آسمانون کے قریب جاکر فرشتون کی باتین سُن آیا کرتے تھے قال تعالیٰ وَأَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ
لِلسَّمْعِ فَمَنْ يَسْتَمِعِ الْآنَ يَجِدْ لَهُ شِهَابًا رَصَدًا یعنی جن کہتے ہین کہ ہم پہلے آسمانون کے پاس خبر سننے کے مواضع مین جا بیٹھا

Marfat.com

کرتے تھے اور اب جو کوئی وہان جاتا ہے تو اُسکے لیے شعلہ آگ کا (جسکو تارا ٹوٹنا کہتے ہین) گھات لگائے ہوئے ہے (یعنی اب آسمانی خبر نہین لاسکتے اور جو کوئی وہان جاتا ہے تو اُسپر فرشتے انگارے برساتے ہین۔ پس اب جو کوئی محض لغوی معنی جن پر (کہ جو پوشیدہ ہے) خیال کرکے جن کی نوع کا انکار کرے اور کسی پہاڑی قوم جنگل باش کو جو لوگون سے پوشیدہ رہتی ہوگی (بقول سید احمد خان صاحب و منشی چراغ علی صاحب) نوع جن کا مصداق بناوے تو وہ ان آیات کا صریح منکر ہے کیونکہ اگر ہم کوئی ایسی قوم بھی فرض کرلیوین کہ وہ بقول منشی صاحب و سید صاحب لوگون سے پوشیدہ رہتی تھی تو عرب کا اُسکی عبادت کرنا اور اُس سے عقلا کا دہائی دیکر مدد مانگنا اور پھر اُس قوم کا اُڑ کر آسمان تک جانا اور انکا برخلاف انسان کے مادہ آتشی سے پیدا ہونا کما قال تعالی وَخَلَقَ الْجَانَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ اور قرآن مین اُس قوم سے ہر جگہ انسانون کے مقابلہ مین خطاب کرنا کما قال مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ وقال تعالی يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ اور اُنکے لیے کوئلہ اور ہڈی کا غذا ہونا (جیسا کہ صحیح بخاری مین ہے کہ حضرت نبی علیہ السلام کے پاس ایک قوم جن کی اسلام لانے اور مسائل سیکھنے آئی و نخفتہ رات کو عبداللہ بن مسعود کو ساتھ لیکر جنگل مین گئے اور کہدیا کہ یہین بیٹھے رہنا اور عبداللہ بن مسعود کو سوائے آوازون کے اور کچھ نظر نہ آتا تھا جنون نے کہا کہ اپنی امت کو ارشاد فرما دیجیے کہ ہڈی اور کوئلے سے استنجا نکرین کیونکہ یہ ہماری غذا ہے) انسان کی کسی قوم پر صادق نہین آسکتا کما یشہد بہ العقل والنقل اور اسیطرح انجیل متی و لوقا وغیرہا مین بھی ہے کہ حضرت عیسے علیہ السلام نے کئی آدمیون مین سے جن نکالا اور جن سے نکلتے وقت کلام کیا۔ اور اب بھی ایسے واقعات اکثر مشاہدہ مین آتے ہین۔ بلکہ ایک شخص جنون کے بڑے عامل تھے بہت سے لوگون کے روبرو اُنہون نے عجائب غرائب باتین دکھائین کہ جو شعبدہ اور نیرنجات سے غیر تھین۔ اور میرے ایک دوست کے ساتھ جن کا عجیب ماجرا گذرا کہ جسکے سننے سے حیرت ہوتی ہے۔ (۳) شیطان کے لغت مین معنی باطل مین بعض علما لغت کہتے ہین کہ نون اسکا اصلی ہے پس شیطان بوزن فیعال شطن سے مشتق ہے کہ جسکے معنی دور از صلاح و خیر ہین پس جو شخص خیر و صلاح سے دور ہوا اُسکو بھی شیطان کہتے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ نون زائد ہے شاط بمعنی بطل سے مشتق ہے جسکے معنی باطل کے ہین بہرحال ابلیس کو شیطان کہتے ہین اس لحاظ سے اسکا اطلاق انسانون مین سے بدکارون پر بھی ہوتا ہے کما قال تعالی وَإِذَا خَلَوْا إِلَى شَيَاطِينِهِمْ اور اسیطرح ابلیس بھی بلس سے مشتق ہے کہ جسکے معنی ناامید یا مکار) ہر مکار پر بولا جاتا ہے خواہ وہ انسان ہو خواہ کوئی اور لیکن اب کلام اسمین ہے کہ جسپر یہ لفظ ابلیس اور شیطان قرآن مین جا بجا بولا گیا ہے آیا وہ کوئی آدمی ہے یا آدمی کی قوت بہیمیہ و نفس امارہ ہے یا کوئی اور شخص مخالف الحقیقت ہے جمہور اہل اسلام اسکے قائل ہین کہ وہ ایک شخص خاص از قسم جن ہے کہ جسنے حضرت آدم کے بارہ مین نافرمانی کی اور راندہ گیا۔ اہل کتاب یہود و عیسائی بلکہ مجوسی اسکا ایک وجود جداگانہ مانتے ہین چنانچہ انجیل متی کے چوتھے باب مین حضرت عیسیٰ کو شیطان سے آزمایا جانا لکھا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ نہ تو عیسائی لوگ اُس شیطان سے کوئی آدمی مراد رکھتے ہین نہ خود حضرت عیسے کی قوت بہیمیہ یا نفس امارہ اور اسیطرح تورات سفر خلیقہ مین بھی ہے کہ سانپ نے حوا کو بہکا کر وہ درخت کھلوا دیا اور یہ ظاہر ہے کہ وہ شیطان ہی تھا کہ جو سانپ کی صورت مین ظاہر ہوا تھا ورنہ سانپ کیا بہکاتا؟ اور اسیطرح ساتیر مین ہر آیت کے اول اعوذ باللہ کا ترجمہ (یعنی پناہ مانگتے ہین ہم دیو گمراہ کرنیوالے سے) لکھ رکھا ہے کہ جس سے یہی مدعا سمجھا جاتا ہے۔ اور قرآن مجید کی تو بہت سی آیات سے یہ ثابت ہے کہ وہ نہ آدمی ہے نہ آدمی کی قوت بہیمیہ یا نفس امارہ بلکہ وہ ایک چیز جداگانہ مخلوق مادہ ناری سے ہے کہ

Marfat.com

جسکا نام مشہور عزازیل ہے ازانجملہ یہ آیت ہے ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ۝
قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ ۭ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۚ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ترجمہ جب ہمنے فرشتون سے
کہا کہ آدم کو سجدۂ تعظیم کرو تو سبنے کیا مگر ایک ابلیس نے نکیا خدا نے اُس سے کہا کہ جب ہمنے تجھکو حکم کیا تو تو نے کیون نہ سجدہ کیا بولا مین آدم سے کہین
بہتر ہون تو نے اُسکو خاک سے اور مجھکو آگ سے بنایا ۝ اس آیت سے صاف ظاہر ہوا کہ اُسکا مادہ ناری ہے اور نار چونکہ لطیف ہے اس لیے وہ
محسوس بحس بصر نہین ہو سکتا کما قال تعالیٰ اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ الآیہ کہ وہ شیطان اور اُسکی ذریت تمکو دیکھتی ہے
اور تمکو وہ نظر نہین آتے اور اِسی لیے پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جب تم بیت الخلا مین جایا کرو تو یہ کہا کرو اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ
مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ کیونکہ شیاطین بنی آدم کو ننگا دیکھتے ہین رواہ الترمذی ازانجملہ یہ آیت ہے كَانَ مِنَ الْجِنِّ الآیہ کہ شیطان قوم جن سے ہے اور جن کی
پیدایش آگ سے ہے کما قال تعالیٰ خَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ (سید احمد خان صاحب کہتے ہین کہ شیطان قوت بہیمیہ یا نفس امارہ کے
سوا اور کوئی چیز نہین انکے اس خیال کے غلط کرنیکے لئے تو یہی آیات کافی ہین کیونکہ قوت بہیمیہ آدمی کی ایک صفت ہے اُسکا سجدہ سے انکار کرنا اور
مادہ آتشی سے پیدا ہونا اور اُسکا جن کی قوم سے ہونا اور اُسکا اور اُسکی ذریت کا بنی آدم کو دیکھنا پھر اُسکا سوال و جواب کرنا اور اپنے کو
آدم سے بہتر بتلانا اور وجہ امتیاز کی یہ بیان کرنا کہ میرا مادہ آتش اور آدم کا مادہ خاک ہے اور پھر اُسکا جنت سے نکالا جانا اور اپنے لئے دعا کرنا کہ
مجھکو حشر تک زندہ رکھو کہ آدم کی اولاد کو بہکا کر اپنا دل ٹھنڈا کرون اور پھر خدا کا اُسکو اور اُسکے متبعین کا جہنم مین ڈالنا قوت بہیمیہ پر ہرگز صادق نہین
آتا اور کوئی تاویل بھی نہین ہو سکتی۔ ہان اگر ہنود کی طرز کو کوئی اختیار کرلے اور جسطرح وہ برہما بشن مہادیو کو خدا کی تین صفات بھی کہتے ہین
اور پھر اُنکو مجسم ہوکر جداگانہ متحیز بالذات اور کھاتا پیتا جماع کرتا بھی مانتے ہین۔ اور اس سے بڑھکر یہ گنگا جمنا کو عورت بھی کہتے ہین اور دیبی بتلاتے
ہین پھر دریا بھی سمجھتے ہین یا عیسائی طور کو پسند کرے کہ باپ خدا بیٹا خدا روح القدس خدا پھر ایک خدا الغرض جو ایسے ایسے محالات
عقلیہ کا قائل ہو جاوے تو پھر اُس سے ہمارا کلام نہین وہ جو دل چاہے سو کہے) ازانجملہ یہ آیت ہے قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُوْنُ لَكَ
اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِيْنَ یعنی اُتر جنت سے تجھکو یہان رہکر تکبر شایان نہین نکل یہان سے اور ذلیل و خوار ازانجملہ ہے
قَالَ اَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝ شیطان نے عرض کیا کہ الٰہی مجھکو قیامت تک زندہ رکھ جواب آیا کہ جا تجھکو ایک وقت معین تک مہلت ہے
قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ یعنی شیطان نے کہا کہ تو نے مجھکو گمراہ تو کیا ہی ہے مین بھی آدم کی اولاد کو
تیری سیدھی راہ سے بہکاؤنگا ازانجملہ یہ ہے لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ کہ مین بھی تجھسے اور تیرے سب پیروون سے جہنم ہی بھرونگا
سید صاحب فرمایئے اگر شیطان آدم کی قوت بہیمیہ تھی تو وہ تو آدم کا جزو تھی پس جو آدم کا مادہ ہے وہی اُسکا اُسنے کیا سمجھکر کہدیا کہ میرا مادہ
آتشی ہے؟ اچھا اُسنے کہا تھا تو کہا تھا خدا پاک نے کیون اُسکو جن کہا اور مادہ آتشی اُسکی اصل قرار دیا؟ پھر آپ فرماتے ہین کہ فرشتون کا
آدم کو سجدہ کرنا اور شیطان کا نکرنا ایک معما ہے کہ جسکے یہ معنی کہ قوی ملکیہ نے آدم کی اطاعت کی اور بہیمیہ نے نکی الخ اے جناب اجتماع الضدین
نہین تو اور کیا ہے کیونکہ جب آپنے ملائکہ سے مراد قوی ملکیہ لی اور اُنکو آدم کے لیے مسخر بنایا تو اب آدم کی قوت بہیمیہ کیا سرکشی کرسکتی ہے؟
اور اگر قوت بہیمیہ نے سرکشی کی کہ جسکو آپ شیطان کہتے ہین (حالانکہ یہ خلاف ہے اس آیت کے اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ کیونکہ

Marfat.com

اِس آیت کے حسب قرار داد آپکے یہ معنی ہوئے کہ خدا کے بندون پر قوت بہیمیہ غالب نہین آتی) تو پھر قوت ملکیہ کی اطاعت چہ معنی دار
پڑا ہے سینے والا جیب ودامان کا؛ جو یہ ٹانکا تو وہ اُدھڑا جو وہ اُدھڑا تو یہ ٹانکا؛ پھر وہ قوت بہیمیہ جہنم مین کیونکر داخل کی اور ...
نکالی گئی؛ الغرض بیان قافیہ تنگ ہے (۴) جس کلام کے جب تک حقیقی معنی مراد ہوسکین اُنکو چھوڑکر مجازی معنی مراد لینا عقل ونقل کے خلاف
کیونکہ اس تقدیر پر نہ تو شارع کے کلام سے کوئی مدعا ثابت ہوسکے اور نہ کسیکی بات چیت کسیکو کچھ فائدہ بخش سکے ایک نہ ...
کسی نے کہا کہ پانی لاؤ دوسرے نے کہدیا کہ اُنکی مراد آگ ہے بعلاقہ ضدیت یا کسی نے حکم دیا کہ اُسکو قصاص مین قتل کردو سننے والے نے کہدیا کہ ...
مجھکو ملامت کرکے چھوڑدو کیونکہ ملامت کرنا بھی ایک طرح کا قتل کرنا ہے۔ یا کسی نے کہا کہ زید ملبہاس فاخرہ کل ہمارے پاس آیا تھا ...
مین کسی نے کہدیا کہ یہ کلام مقصودی نہ تھا بلکہ مخالف کے خیال کے موافق یون ہی کہدیا۔ بہرطور دنیا مین انتظام نرہے پس ان خرابیون کے دفع
کرنیکے لیے اہل عقل نے یہ بات مقرر کردی کہ ہر کلام کو اُسکے ظاہری معنی سے بدلکر اُسکو مجاز مرسل یا استعارہ یا کلام ...
جب کہین گے کہ اُسکے اصلی معنی درست نہوسکین اور کوئی مجازی معنی کے لئے قرینہ بھی ہو کہ جو اصلی معنی کو قائم ہونیسے منع کرے مثلاً شیر ...
اصلی معنی وہ جنگلی درندہ ہے ہم اُسکے معنی بہادر جب قرار دینگے جب کوئی قرینہ ہوگا مثلاً یون کہین کہ شیر لکھ رہا ہے ...
کہ یہان شیر سے مراد بہادر آدمی ہے کیونکہ جنگلی درندے سے لکھنا متصور نہین ان باتونکی زیادہ تشریح علم معانی وبیان ...
زیادہ کی یہان گنجایش نہین فمن شاء فلیرجع الیہا۔ اب مین دیکھتا ہون کہ جہان کہین سید صاحب قرآن کے معنی متعارف چھوڑکر بہ خلاف
وخلف الگ راہ چلے ہین اور دل کھولکر کلام الٰہی مین اپنے آزادانہ خیالات کو دخل دیا ہے وہان کیا قرینہ ہے اور کونسا امر جو ...
متعارف کو (کہ جسکو پیغمبر علیہ السلام کی ہمزمان وہمزبان سمجھتے آئے ہین) صحیح نہین ہونے دیتا؟ اور کونسی مشکل سید صاحب کو پیش آئی ...
نہ تنہا جمہور اہل سلام بلکہ کل اہل ادیان یہود وعیسائیون کے مخالف ہوکر ملائکہ اور جن وشیطان کے معنے مین یہان تک تغیر کیا کہ
کلام ہی کو اُلٹ پلٹ کردیا جس طرح کسی صوفی نے کافیہ کی ایسی شرح لکھی ... کردیا۔ یا کسی نے مولانا روم کے شعر اس کے
بیان کیے ع بشنو از نے چون حکایت میکند؛ وز جدائی ہا شکایت میکند؛ کہ سری مہاراج بشنو کہ جسکو بشن بھی کہتے ہین یعنی بنسری
کتھا کہتے اور لوگون کی اپنے سے جدا جدا رہنے کی شکایت کرتے تھے؛ اسی طرح ایک مداری فقیر نے میرے روبرو ایک روز اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ
وَمَلٰئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ کے یہ معنی بیان کیے کہ بی بی اَمنتُ کا ایک بلا تھا وہ اُسکی ملائی کھا گیا اُسنے اُسکو کُتون سے پھڑوا دیا اور رسیون
سے باندھا؛ العیاذ باللہ۔ حضرت سلامت یون تو قرآن کو آج تک کچھ کا کچھ بدل دیا ہوتا اگر علما اُسکی محافظت نکرتے سورہ یوسف
کی تفسیر مین ایک صوفی نے اس قصہ کو نفس اور روح پر ایسا چسپان کیا ہے کہ شاید وباید پھر اس سے کوئی یون کہ سکتا ہے کہ ...
اور یعقوب کوئی شخص نہ تھے بلکہ یہی دو نفس اور روح مراد ہین؟ (۵) کبھی بطور استعارہ کے ایک چیز بولکر دوسری چیز مراد لیا کرتے ہین
اور یہ بات کچھ اہل اسلام اور عرب ہی کی زبان پر منحصر نہین بلکہ ہر زبان مین یہ بات پائی جاتی ہے کبھی چاند بولتے ہین اور اُس سے کوئی حسین صورت
مراد رکھتے ہین؛ اور مصری اور شہد سے کلام شیرین مراد لیتے ہین الغرض مشبہ بہ ذکر کرتے ہین اور مشبہ اُسکے قراین کی وجہ سے مراد رکھتے
ہین مگر اس سے کوئی ذی عقل یہ مراد نہین لے سکتا کہ یہان یہ دونون متحد ہین یا مشبہ کا وجود ہی نہین اسیطرح عرفا وعقلا انسان کی عمدہ چیز ...

یعنی قوی ملکوتیہ کو یا خود اُس انسان عمدہ کو ملائکہ سے تشبیہ دیا کرتے اور مشبہ کو ذکر نہین کرتے بلکہ مبالغہ کے لئے صرف مشبّہ بہ کو ذکر کرتے ہین مگر مراد
مشبہ ہی رکھتے ہین مثلاً کسیکو کہین کہ فرشتہ بیٹھا ہے تو دراصل مراد وہ شخص خاص ہے نہ یہ کہ فرشتے کا کوئی وجود نہین یہی فرشتہ ہے اور اسی طرح
قوی بہیمیہ یا نفس امارہ کو اور کبھی کسی خراب آدمی کو شیطان سے تشبیہ دیتے ہین اور قرائن صارفہ کے ذریعہ سے مراد وہ مشبہ لیتے ہین اب جو
کسی نے شیطان بولکر قوت بہیمیہ یا نفس امارہ مراد لیا ہے تو اُسکی یہ مراد نہین کہ شیطان کا مصداق یہی قوت بہیمیہ یا نفس امارہ ہے اور
دراصل شیطان کوئی وجود جداگانہ نہین رکھتا۔ لیکن سید احمد خانصاحب اس نکتہ سے واقف نہین اُنہون نے یہی سمجھ لیا کہ نہین قوی ملکوتیہ و
بہیمیہ کو ملائکہ اور شیطان کے نام سے تعبیر کیا ہے نہ وہ اِس نکتہ کو سمجھے نہ قرائن پر نظر کی نہ اور آیات کو دیکھا کہ جہان مشبہ بہ کا جداگانہ وجود ذکر
ہے سچ ہے انسان اپنے خیال مین ایسا مستغرق ہوجاتا ہے کہ پھر اور کچھ دیکھتا ہی نہین حبک الشئ یعمی ویصم (تنبیہ) افراط و تفریط سے
کمتر انسان محفوظ رہتے ہین۔ پس کبھی قوت وہمیہ اس قدر پست ہوتی ہے کہ احکام عقل صرف کو قابل العمل نہین رہنے دیتی ہے اسی لیے کبھی یہ ہوتا ہے
کہ وہمی لوگ جن و ملائکہ اپنی وہمی باتون کو سمجھنے لگتے ہین۔ صدہا عورات بلکہ بہت سے سادہ آدمی اپنی قوت وہمیہ کے زور سے کسی شئے کو
بھوت فرض کرلیتے ہین پھر اُسکے موجب اُسکا اثر متوہم ہوتا ہے اور دراصل سوائے اُنکے وہم کے اور کچھ نہین ہوتا اور کبھی اتنی بلند ہوتی ہے
کہ وہمی لوگ ان امور کو بے اصل سمجھکر یہان تک وہم کے گھوڑے دوڑاتے ہین کہ درحقیقت ان چیزون کا صفحہ عالم پر وجود ہی نہین سمجھتے
اور جو چیز محسوس ہو اُسکو لاشئے محض کہتے ہین پھر اِس خیال کو جو اور زیادہ ترقی ہوتی ہے تو جو چیزین انکے نزدیک بنا ظاہرہ پر مبنی ہون
سب غلط ہوجاتی ہین نہ پھر وہ اثر دعا کے قائل رہتے ہین اور نہ کبھی کسی نبی یا ولی کے اعجاز یا کرامت کو حق مانتے ہین نہ جن و ملائکہ و شیاطین کے
جداگانہ وجود کو تسلیم کرتے ہین نہ وہ بے نہایت قدرتون خدائے قدیر پر ایمان رکھتے ہین۔ اور جو اس سے بھی بڑھ جاتا ہے تو وہ کوچہ الحاد کی
سیر کرتے ہین پھر نہ خدا کے قائل نہ رسول کے مقر۔ چنانچہ آج کل یورپ مین ان خیالات کے لوگ پیدا ہوجاتے ہین۔ چندروز کا ذکر ہے
کہ لندن مین ایک شخص سے پارلیمنٹ مین داخل کرتے وقت حلف حسب دستور لینا چاہا اُسنے کہا خدا کوئی چیز نہین الغرض یہ مقدمہ پارلیمنٹ
مین پیش ہوا بہت سے لوگ اُسکی رائے کے موافق نکلے۔ بہت سے دہریئے لوگ یہی کہتے ہین کہ نہ خدا نہ کوئی رسول نہ کوئی چیز حلال نہ حرام نہ
قیامت نہ آخرت کی کچھ جزا و سزا پس ہر زمانہ کے اہل عقل نے کہ جسکو پیغمبر کہتے ہین ایک فرضی جزا و سزا قرار دی ہے اور اُسوقت کی مناسب
چیزون کو فرض کیا اور فرضی جنت کا وعدہ دیا اور اُسوقت کی نامناسب چیزونکو حرام کیا اور اُس فرضی دوزخ اور سزا سے ڈرایا کم عقل
ان باتونکو خدا کی باتین سمجھتے ہین اور بعض لوگ رسالت کا کوئی بڑا بھاری رتبہ فرض کرتے ہین کہ پھر اُسکا مثل کسیکو نہین مانتے اور بعض ہین
رسالت کو ایک شخص پر ختم کردیتے ہین درحقیقت یہ خیالات فاسدہ ہین کیونکہ نبی وہ ریفارمر ہے کہ جو اپنی قوم کی ترقی اور خیر خواہی و بھلائی کی
فکر کرے نہ اُسکے لیے کوئی معجزہ شرط ہے اور نہ معجزہ ممکن ہے بلکہ جسمین یہ ملکہ ہو وہی نبی ہے۔ اور اُسی کے خیالات کا زور و شور اُسکا الہام ہے۔ اور
وہ خیالی صورتین جیسا کہ مجنونون کو نظر آتی ہین اُسکا جبرئیل اور ملائکہ اور رجال الغیب ہین۔ پھر یہ نبوت کسی پر ختم نہین ہر زمانہ مین ہر ملک
ہر شہر ہر قوم مین ایک نبی ہے وہ جن باتون کو حسب زمانہ بہتر بتلادے وہ فرض ہین اور جنکو انکے نامناسب سمجھکر منع کرے وہ حرام ہین ہر ملک اور
ہر قوم اور ہر زمانہ کے واجبات اور محرمات احکام الگ ہین جو احکام انکے موافق ہین فرض و نہ حرام ہین انتہے العیاذ باللہ من ہذہ الکفریات الغرض

یہ سب باتین اُسی قوت فہمیہ کی بدولت ہین اور مین اسوقت بلا تعصب کہتا ہون کہ سید احمد خانصاحب بہادر اور اُنکی ذریات کے خیالات ہین
چنانچہ اُنکی تصانیف بالخصوص اِس تفسیر مین صراحۃً مذکور ہین اللہ تعالیٰ اُنکو اِس مرض سے شفا عطا فرماوے اور ان خیالات کے نتیجہ (ابدی عذاب)
سے بچاوے۔ اب مین سید صاحب کے دلائل کو دیکھتا ہون کہ جنکے اعتماد پر حضرت نے ضروریات دین کا انکار کیا ہے کہ وہ کیسے ہین؟ اب سر دست ملائکہ
و شیطان کی بابت جو کچھ آپنے فرمایا ہے ہم اُسکو دیکھتے ہین اور آیندہ جہان جہان آپنے اپنے وطیرہ کے موافق یہ انکار یا تاویل (جو منزلہ انکار ہے)
کی ہے اُسکو بھی دیکھین گے **قولہ** ص ۱۴۲ جبرئیل و میکائیل یہودیون نے فرشتون کے لیے نام مقرر کیے تھے اور اُنکے ہان سات فرشتے نہایت مشہور
فرشتون مین ہین مگر اسکا ثبوت نہین ہے کہ کسی نبی نے اُنکو بتایا تھا کہ یہ فرشتون کے نام ہین بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ صحف انبیا مین کوئی صفت
صفات باری مین سے کسی خاص لفظ کے ساتھ تعبیر کی گئی تھی پھر رفتہ رفتہ وہ لفظ فرشتہ کا نام متصور ہونے لگا الخ **اقول** دیکھیے کتاب دانیال
۸ باب مین یون ہے + ایک آواز آئی کہ اے جبرئیل اِس شخص کو اِس رویا کا مطلب سمجھا دے انتہی۔ اگر دانیال آپکے نزدیک نبی نہین ہین تو
اور بات ہے ورنہ دانیال پیغمبر علیہ السلام کی زبان سے جبرئیل کا نام صاف معلوم ہے۔ اسیطرح انجیل ۱ باب ۱۹ مین یون ہے۔ فرشتے نے خواب مین اُس سے
کہا مین جبرئیل ہون جو خدا کے حضور حاضر رہتا ہون انتہی دوم آپکا یہ فرمانا کہ صحف انبیا الخ دعوی بلا دلیل ہے وہ کونسا صحیفہ ہے کہ جس مین
جبرئیل و میکائیل کو صفت باری لکھا ہے ذرا اُسکا حوالہ تو دیجیے سوم یہ قول آپکا کہ رفتہ رفتہ وہ لفظ فرشتہ کا نام متصور ہونے لگا آپکے ہی لیے
مضر ہے کیونکہ جب بقول آپکے فرشتہ کوئی جدا گانہ وجود ہی نہین رکھتا تو پھر اُن اہل کتاب نے کس شے کا نام فرشتہ رکھا تھا؟ چہارم اگر بالفرض
اُس صفت کو فرشتے کا نام مقرر کر لیا تھا تو اِس سے فرشتے کے وجود جدا گانہ کی نفی کیونکر سمجھی گئی؟ غایۃ الامر یہ بات کہ وہ نام منقول ہوگا کما سمی
المنقولۃ۔ مثلاً ریل کسی شخص کا نام رکھا جاوے تو یہ نہ لازم آئیگا کہ سوا ریل گاڑی کے اُس شخص کا وجود نہو **قولہ** قرآن مجید مین اُسکا استعمال اُسیطرح ہوا ہے
کہ جسطرح یہودی خیال کرتے تھے **اقول** پس جب قرآن مجید مین لفظ ملائکہ کا اُنہین معنی مین استعمال ہوا کہ جن معنی مین یہودی استعمال کرتے تھے
تو الحمد للہ کہ آپ ہی کے اقرار سے فرشتون کا وجود جدا گانہ قرآن سے ثابت ہو گیا کیونکہ بقول آپکے یہودی فرشتون کا جدا گانہ وجود اہل اسلام
عقیدہ کے موافق سمجھتے تھے اب آپکا اِس معنی سے انکار کرنا قرآن کا انکار کرنا ہے ہمارے لیئے تو اسی قدر کافی ہے کہ قرآن مین لفظ ملائکہ انہین معنی پر
وارد ہے کہ جنکو اہل اسلام اور یہود مسلم رکھتے ہین اب یہ آپکو اختیار ہے آپ قرآن کو صحیح مانین یا یہود کی تقلید کرین جیسا کہ آپ اِس قول مین فرماتے
ہین **قولہ** مگر ہمارے ہان کے علما نے بھی یہودیون کی تقلید سے اُنکو فرشتون کے نام قرار دے ہین **اقول** سید صاحب یہ بڑی بات اچھی نہین علما
بیچارہ کو یہود کا مقلد کیون کہتے ہو منزل قرآن ہی کو صاف صاف کیون نہین کہتے کہ جسنے اپنے قرآن مین ان الفاظ کو یہود کے استعمال اور خیال کے موافق
استعمال کیا **قولہ** (جبرئیل) عبری مین اسکے معنی قوت اللہ یا قدرت اللہ کے ہین یہ لفظ دانیال پیغمبر کی کتاب مین آیا ہے الخ لوقا نے جو انجیل
لکھی ہے اُسکے پہلے باب مین جبرئیل کا ذکر ہے **اقول** اِس سہو و نسیان کا کیا ٹھکانا ہے ابھی ابھی تو آپ فرما چکے ہین کہ اسکا ثبوت نہین کہ کسی نبی
نے اُنکو بتایا تھا کہ یہ فرشتون کے نام ہین۔ آپکو لازم تھا کہ اِس پیرانہ سالی مین کہ انسان کے حواس بجا نہین رہتے اِس بڑی بھاری بات کا بیڑا نہ اٹھاتے
کہ تیرہ سو برس کے بعد مین ہی تو ایک ہون کہ جو قرآن کے اصلی معنی سمجھا ہون اور سب اگلے پچھلے غیر محقق تھے **قولہ** ص ۱۴۲ علما یہود یہ بھی سمجھتے ہین کہ جبرئیل
بڑے زبان دان ہین الخ غالباً اسی سبب مسلمانون نے تصور کیا ہے کہ یہی خدا کی وحی یعنی قرآن کی آیتین خدا سے سنکر یاد کرتے تھے اور آنحضرت

Marfat.com

کو آکر سناتے تھے **اقول** مسلمان بیچارہ دین کیا خود حضرت نے یہ فرمایا ہے کہ جبرئیل وحی لاتے ہین کما قال اللہ تعالیٰ عَلَّمَهُ شَدِيدُ الْقُوَىٰ
وقال نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ پھر یہ تقلید یہود کی بدگمانی آپ خدائے پاک پر کرین آپکو اختیار ہے۔ مگر اس قدر عرض باقی ہے کہ جب قرآن مجید
بلفظہ اسکا منزل آپکے نزدیک ایسا ٹھیرا کہ جسنے ایک غلط امر مین یہودیون کی تقلید کی پھر اسکی تفسیر لکھنا اور اسکو کلام الہی کہنا اور
بے دیکھے خدا کا قائل ہونا محض بیفائدہ ہے **قولہ** میکائیل کے معنی عبری مین من کا اللہ ہین دانیال کی کتاب مین اور انکے خوابون مین لفظ آیا ہے
مشاہدات یوحنا مین بھی لفظ آیا ہے الخ **اقول** باوجود اس اقرار کے کہ انبیاء سابقین ان الفاظ کو انہین معانی پر استعمال کرتے ہین پھر انکا
کی کیا وجہ ہے؟ **قولہ** بہرحال ہمکو اسمین کچھ شبہ نہین ہے کہ یہ الفاظ صفات باری پر مستعمل تھے آخر کو انہین الفاظ کو فرشتون کا نام سمجھنے لگے الخ
اقول کاش آپ ایک وہ جگہ بھی قرآن مجید یا توراۃ و انجیل سے ان الفاظ کا جو فرشتون کے لیے بولے جاتے ہین صفات باری پر استعمال ہونا
ثابت کر دیتے تب تو کسی قدر آپکا یہ بہرحال کہنا اور شک نکرنا کچھ اعتبار رکھتا مگر جب کہ آپنے خود اسکے برعکس ثابت کیا پھر اسپر یہ تفریع کرنا
بعینہ ایسا ہے کہ کوئی شخص زید کے بالفعل موجود ہونیکا دعوی کرے اور یہ دلیل بیان کرے کہ زید بیمار تھا اور اسکی بیماری تمام شہر مین
مشہور تھی آخر وہ مرگیا چنانچہ جن لوگون نے اسکو دفنایا انھون نے ہمسے بیان کیا پھر اسپر یہ نتیجہ قائم کرے بہرحال ہمکو اسمین کچھ شک نہین ہے
کہ زید بالفعل زندہ موجود ہمارے سامنے بیٹھا ہے اور اسکا کوئی ہمسایہ مرگیا ہوگا۔ سید صاحب آپنے تو نفی وجود ملائکہ مین بڑی معقول صرف
کردی ذرا فرمائیے تو سہی کہ یہ کونسی برہان ہے جو آپنے قائم کی آیا انی یا لمی؟ اور آپ جو صفات باری پر ان الفاظ کا مستعمل ہونا فرمائے
چلے جاتے ہین وہ آپکو حضرت شیخ محی الدین ابن العربیؒ کے کلام سے مغالطہ پڑگیا ذرا آگے چلیے ہم آپکو وہ مقام بھی سمجھا دیتے ہین اسلیے
شیخ نے فرمایا تھا کہ ہر شخص میری کتابین نہ دیکھے اسکے مطالب پر مطلع ہونا ہر کسیکا کام نہین۔ اِس مقام پر جو جبرئیل و میکائیل بلکہ جملہ ملائکہ
کے وجود جداگانہ کی نفی پر آپنے دلیل قائم کی وہ قطع نظر اسکے مقدمات کے یہ ہے کہ ہمکو کچھ شک نہین کہ جو الفاظ صفات باری پر مستعمل تھے
آخر کو انہین الفاظ کو فرشتون کا نام سمجھنے لگے الخ **اقول** یہ تو آپکا دعوی ہے اگر یہی دلیل ہے تو مصادرہ علی المطلوب لازم آویگا جو عقلاء
کے نزدیک بالاتفاق مردود ہے **قولہ** مگر جبرئیل میکائیل آیت قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَرُسُلِهِ وَجِبْرِيلَ وَمِيكَالَ
فَإِنَّ اللَّهَ عَدُوٌّ لِلْكَافِرِينَ مین حکایۃً نام ہوئے ہین انکو ایسے وجود واقعی پر جیسا کہ یہود نے اور انکی پیروی سے مسلمانون نے تصور کیا ہے استدلال نہین ہو سکتا
جیسا کہ فرشتون کی بحث کے بعد اسکو بیان کرینگے **اقول** اس اصل گفتگو کا ابھی غلط ہونا ثابت ہوچکا ہے۔ مگر بڑی خیر گزری کہ آپنے
جسطرح فرشتون کے وجود کا انکار (انکا حکایۃً نام آنے کی وجہ سے) کر دیا خدا کا نہ کر دیا۔ گر بدین تواند بسر تمام کند کچھ عجب نہین کہ آپکی ذریت مین سے
کوئی کوٹ پتلون پوش جنٹلمین خدا کا نام بھی یہان حکایۃً بیان کرکے اسکے وجود حقیقی کی نفی کردے۔ اور شاید اسوقت انکے وجود
حقیقی کی نفی یون نکلی کہ اگر خدا نہین تو پھر اسکے رسول کہان؟ اور جب رسالت کوئی چیز نہین تب اس تدبیر سے کہ رسول معجزات نو
ممکن ہی نہین پھر ہر شخص بکا دینا دار شراب نوش چرب زبان کہ جس مین لوہار بڑھی کے کام کی مانند بلکہ چرب زبانی (یعنی فارمری) ہو پیغمبر
ہو جاتا اور اپنی امت جدا بناوے کہ جس پیغمبری کا مصداق بقول سید احمد خان صاحب بابو کیشب چندر اور دیانند سرستی اور خود سید صاحب
ہین اور من بعد انکے اور بھی انکے جانشین ہوگئے) ممکن نہوگا۔ اب ہم دیکھتے ہین کہ سید صاحب بحث ملائکہ مین اپنے وعدہ کو کیسا پورا کرتے ہین

Marfat.com

قولہ صفحہ ۱۴۲ فرشتون کی نسبت بھی جو بحث ہے وہ نہایت ہی غور طلب ہے **اقول** اسمین کیا شک ہے بہت لوگ پہلے بھی انکار کرچکے
کما سیاتی ذرا آپ بھی سنبھل کے قدم رکھیے گا **قولہ** قرآن مجید مین فرشتون کا ذکر آیا ہے۔ اور اسلئے ہر ایک مسلمان کو جو قرآن پر یقین
فرشتون کے موجود اور انکے مخلوق ہونے پر یقین کرنا ضروری ہے **اقول** پھر کیا وجہ کہ آپ باوجود ادعاء ایمان کے فرشتون کو موجود و مخلوق
نہین مانتے۔ یہان سے ثابت ہوا کہ آپ مسلمان ہین نہ قرآن پر یقین رکھتے ہین کہ جو فرشتون کو موجود اور مخلوق نہین کہتے۔ اگر آپ فرمائین کہ مین بھی
موجود اور مخلوق کہتا ہون مگر انکی حقیقت مین بحث کرتا ہون کما قلت **قولہ** مگر جہان تک بحث ہے اسپر بحث ہے کہ وہ کیسی مخلوق ہے الخ
اسکا جواب یہ ہے کہ جب آپ فرما چکے کہ ملائکہ خدا کی صفات ہین تو اب انکا موجود و مخلوق ہونا کہان؟ کیونکہ خدا کی صفات بقول اکثر عین ذات
ہین اور اگر عین و لا غیر بھی ہون تو انکو مخلوق اور حادث کوئی نہین کہہ سکتا اور آپ بھی صفات باری کو مخلوق اور حادث نہین کہتے بلکہ آپ تو
عین ذات کہتے ہین پھر جب آپ نے انکو صفات باری کہا تو بلاشک انکے مخلوق ہونیکا انکار کیا۔ اب آپکو اختیار ہے خواہ مسلمان قرآن پر
یقین رکھنے والے ہو جائیے یا فرشتون کے موجود اور مخلوق ہونے سے انکار کیجیے **قولہ** عام خیال مسلمانون کا اور علماء اسلام کا یہ ہے کہ جسطرح
انسان و حیوان جسم و صورت و شکل رکھتے ہین اسیطرح وہ بھی الخ اور انکے پر بھی ہین جن سے وہ اڑکر آسمان پر جاتے اور زمین پر اتر آتے اور
خدا کا پیغام پیغمبرون تک پہنچاتے ہین الخ **اقول** یہ خیال اہل اسلام کا صحیح اور قرآن کے مطابق ہے بلکہ جو قرآن پر یقین رکھتا ہے اُسکے لیے
اس خیال کا پابند ہونا ضروری ہے جیسا کہ آپ بھی فرما چکے ہین مگر آپکو کیا دشواری پیش آئی جو آپ زمرہ اہل اسلام سے خارج ہو گئے
اور قرآن کا انکار کر بیٹھے **قولہ** ہمارے پاس کسی ایسی مخلوق کے ہونے سے جو کسی قسم کا جسم و صورت بھی رکھتی ہو جو ہمکو دکھائی نہ دیتی ہو (جیسا کہ ملائکہ)
انکار کرنیکی کوئی وجہ نہین پس ہم کہتے ہین کہ ایسی مخلوق ہو مگر ہم ایسی مخلوق کے ہونیکا دعوی بھی نہین کرتے **اقول** ثابت ہوا کہ جو آپ
انکار کرتے ہین تو محض بلا دلیل کرتے ہین **قولہ** کیونکہ ان باتون کے اثبات کے لئے ہمارے پاس کوئی دلیل نہین قرآن مجید سے فرشتون کے
اس قسم کے وجود کا اور انکے اس قسم کے جسم کا اور انکے ان افعال کا جنکا ذکر اوپر ہوا [illegible] نہین **اقول** وہ دلائل عقلیہ جو ہمنے بیان کیے اور
الہیات مین حکماء نے بیان کیے آپکو کیون نہ معلوم ہوے ہونگے اور قرآن مجید کی آیات سے یہ باتین ہم ابھی ثابت کر چکے ہین پس آپکا یہ دعوی کرنا اہل
قرآن کے روبرو گویا قہقہہ اڑانا ہے ذرا اُن آیات کو تو دیکھیے کہ جنمین پر اور مجسم ہو کے نظر آنا وغیرہ وغیرہ اوصاف مذکور ہین پھر آپ کس دلیری سے
انکار کرتے ہین؟ ذرا شرم بھی چاہیے **قولہ** فرشتون کے اس قسم کے وجود اور افعال کا ثبوت ضرور ہے کہ دلیل نقلی سے ہوگا **اقول** بلکہ ادلہ
عقلیہ سے بھی ہے جیسا کہ ہمنے انکو صدر فصل ہذا مین بیان کیا دیکھ لو **قولہ** اور اسلئے قبل شروع کرنے اس بحث کے ہمکو مناسب معلوم ہوا کہ علماء کلام
نے جو بحث نسبت دلیل نقلی کے کی ہے اس مقام پر اسکو نقل کرین **اقول** وہ بحث جو ادلہ نقلیہ پر کی ہے علماء کلام نے نہین کی بلکہ معتزلہ کے
احتمالات عقلیہ ہین کہ جنکا جواب دندان شکن بھی علماء کلام نے دیا ہے جیسا کہ آپنے بھی نقل کیا ہے **قولہ** شرح مواقف مین اسبارہ ایک بحث
لکھی ہے کہ دلائل نقلیہ جن سے مطالب پر استدلال کیا جاتا ہے مفید یقین ہین یا نہین معتزلہ اور جمہور اشاعرہ کا یہ مذہب ہے کہ مفید نہین اور اسکی
وجہ یہ لکھی ہے الخ **اقول** اسکا جواب یہ ہے **قولہ** صاحب شرح مواقف نے ان دلیلون کے لکھنے کے بعد یہ لکھا ہے کہ یہ دلیلین ٹھیک نہین
ہین بلکہ حق یہ ہے کہ دلائل نقلی شرعیات مین اُن قرائن سے جو منقول مین مشاہدہ ہوتے ہین اور بطور تواتر کے ہم تک پہنچے ہین اور جن سے تمام

[illegible] جنکو ہمنے شروع فصل ہذا مین کیا ہے ۱۲ منہ

Marfat.com

احتمالات مذکورہ بالا جاتے رہتے ہین مفید یقین ہوتے ہین الخ **اقول** کیون جناب آپنے جو کچھ اپنے ادلہ نقلیہ پر شبہات قائم کیے تھے
انکا جواب بھی آپنے تسلیم کر لیا پھر کس اعتماد پر آپ دلہ نقلیہ جو وجود ملائکہ پر اور اُنکے افعال پر بالتصراحۃ دال ہین انکار کرتے ہین غایۃ الامر
آپ معتزلہ کے مذہب کے موافق ظن کا مرتبہ تسلیم کرتے تہ کہ انکار ہی کر بیٹھے **قولہ صفحہ ۱۴۱** ان سب سے زیادہ ایک اور امر ہے جس پر شارح مواقف اور
اور صاحب مواقف اور کسی نے بھی غور نہین کیا (کیون نہو وہ آپکا ہی حصہ تھا) اور وہ کلام غیر مقصود ہے الخ **قولہ** قرآن مجید مین اس قسم کا کلام غیر مقصود
نہایت کثرت سے ہے مشرکین و اہل کتاب کے عندیہ مین بہت سی ایسی باتین سمائی ہوئی تھین جنکا در اصل کچھ وجود نہ تھا یا وجود تھا مگر اُسکی
جو حقیقت کہ وہ سمجھتے تھے در اصل وہ نہ تھی یا وہ بات ظاہر مین دکھائی دیتی تھی اور بطور غلط العام یا باعتماد مشاہدہ اُسکو واقعی سمجھتے تھے حالانکہ
حقیقت اور اصلیت برخلاف اُسکے تھی اور قرآن مجید کو اُس سے بحث مقصود نہ تھی اسلئے اُسکو اسیطرح بیان کیا جس طرح مشرکین اور
اہل کتاب خیال کرتے تھے الخ **اقول** اس تمہید کا حاصل یہ ہے کہ قرآن مجید مین تبعاً ایسی بہت سی باتین (کہ جن کا در اصل کچھ وجود واقعی
نہین لیکن انکو مخاطب تسلیم کرتے تھے) مذکور ہین لیکن اس سے سید صاحب یہ تو کہین بھی لازم نہین آتا کہ ملائکہ اور اعجاز انبیا بھی اسی قبیل سے
ہین تا کہ آپکا مدعا ثابت ہو کیونکہ اس قسم کی باتین کلام غیر مقصود مین واقع ہوتی ہین مگر جو کلام کہ اُسکو خاص مقصود کے لئے چلایا جاوے اُسمین
ان احتمالات کا کہین گذر بھی نہین ہونا اس تمہید کے بعد آپ پر ضرور تھا کہ اُن آیات کو (کہ جنمین ملائکہ کے وجود جداگانہ اور اُنکے افعال کا
ذکر ہے) کلام غیر مقصود ثابت کر دیتے مگر اس بات سے تو آپ کانون پر ہاتھ دھر کر اور ہی طرف چلدیے کبھی یہود کے عقائد کو کبھی نصاری کے
عقائد کو کبھی مشرکین کے عقائد کو ملائکہ کی نسبت بیان کرنا شروع کر دیا اور ورق کے ورق اسی مین سیاہ کر دیے اور کبھی دو چار جلے تمسخر کے ملائکہ
کی نسبت بول گئے تا کہ لوگ یہ سمجھین اللہ جل جلالہ نے اپنی کتاب مجید مین انہین یہودیون یا عیسائیون یا مشرکین کی تقلید سے ان غلط اور
بے اصل مضامین کو بھر دیا تعالی اللہ عن ذلک علواً کبیراً مگر ان آیات کا کلام غیر مقصود ہونا آپ سے قیامت تک بھی ثابت نہو سکیگا یون
مکر تلبیس رہا بلغیب ضعیف الایمان لوگون کے دلمین شبہ ڈالنے کے لئے آپ جو چاہیے کہے جایئے بلکہ وہ آیات کلام مقصودی ہین چند وجہ سے
(اول) یہ کہ ہر کلام کے مقصودی یا غیر مقصودی سمجھنے کیلئے متکلم کے ہمزبان و ہمزبان ہی لائق ہوتے ہین پس پیغمبر علیہ السلام کی صحبت یافتون — اول
اور ہر دقت کے پاس بیٹھنے والون اور عرب العربا کو (کہ جنکے محاورہ مین قرآن اُترا) کبھی غیر مقصودی ہونا معلوم نہوا اور اُنکے بعد سے اب تک بھی
ملک مین کسی زبان دان کو یہ بات نہ معلوم ہوئی نہ کسی مفسر کو سوجھی تو تیرہ سو برس بعد ایک ہندی کو سوجھی کہ نہ جسکو صرف و نحو سے آشنائی
نہ لغت سے تعارف نہ زبان عرب قدیم و جدید سے کچھ مس اور جسکی عقل سلیم کا یہ حال کہ نہ اُسکی دلیل و دعوی مین کچھ ربط نہ اُسکو یہ تمیز کہ یہ دلیل میرے — دوم
دعوی کے لئے مفید ہے یا مضر (دوم) ہر کلام کا مقصودی یا غیر مقصودی ہونا اُسکے سباق و سیاق سے معلوم ہوجاتا ہے جب ان آیات کو
دیکھا جاتا ہے تو اُنمین غیر مقصودی ہونیکی بو بھی نہین آتی بلکہ متعدد جگہ مین نئے نئے اسلوب سے وجود ملائکہ کو بلکہ اعجاز انبیا کو بیان کیا ہے اور — سوم
کوئی قرینہ غیر مقصودی ہونیکا ہے نہین (سوم) یہ چیزین کچھ قرآن ہی مین مذکور نہین بلکہ ہر کتب سماویہ مین اور ہر نبی کی زبان سے انکا بیان منقول
ہے پھر اس اتنی بڑی غلطی کو خدائے پاک نے اپنی ہر کتاب مین کیون دخل دیا؟ اور اُسکے انبیا علیہم السلام نے کیون غلط وجود کو ثابت کیا
کیا لوگون کو دھوکا دینا منظور تھا کیا اُنکو یہ معلوم نہ تھا کہ تیرھوین صدی مین سید احمد خان صاحب بہادر دنیا سے نرالے محقق اور فلاسفر پیدا

Marfat.com

اس دھوکھے بازی کو طشت از بام کردینگے؛ (چہارم) اگر یون ہی بغیر قرین ہر کلام کو غیر مقصودی اور مجازی کہدیا کرین تو ایمان
کے انکار کا بھی کیا اعتبار ہے کچھ عجب نہین کہ ملحدون کے لئے انہون نے بطور کلام غیر مقصودی انکار کردیا ہو (پنجم) ایمان بالغیب میں اول
خدا بجمیع صفاتہ دوم درجہ مین ملائکہ ہین کما قال تعالی کُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ پس جب ملائکہ کا وجود کلام غیر مقصودی سے اپنے اُڑا دیا تو
اگر کوئی آپکا شاگرد رشید خدائے پاک کی نسبت بھی یہی احتمالات قائم کرکے دہریا پراکرتی کا قائل ہو جاوے تو اُسکو آپ کیا جواب دینگے ذرا ارشاد
تو ہو لیس جو آپ اُسکو جواب عنایت کرینگے وہی جواب بجنسہ سر بمہر ہم آپکے آگے پیشکش کردینگے قولہ صفحہ ۱۴۲ قدیم زمانہ کی تمام قومون کا یہ حال تھا

کہ جو امور عجیب و غریب اُنکے سامنے ایسے پیش آتے تھے جسکی علت اُنکی سمجھ سے باہر تھی اُسکو کسی ایسی قوت یا ایسی شخص سے منسوب کرتے تھے
جو انسان سے برتر اور خدا سے کمتر تھی الخ اقول اس ہمعنی کلام کا مطلب کچھ سمجھ مین نہ آیا عجیب و غریب امر سے مراد خوارق عادات ہین یا کچھ اور
شق اول مین اُنکا یہ انتساب بیجا نہین بلکہ عین عقل ہے اور یہ قوت اعجاز اور وجود مخلوقات غائب عن الحس کیلئے اچھا قرینہ ہے شق دوم مین
یہ آپکا حصر باطل ہے کہ تمام دنیا کی قومون کا یہ حال تھا کہ وہ عجائب پرستی کرتے تھے؟ خدا جانے آپنے تمام دنیا کی گزشتہ قومون کا عقیدہ کہان سے
دریافت کرلیا؟ یہ آپکا بیان صحیح ہو تو یہ آپ کی کرامت ہے کہ تمام دنیا کے لوگون کا حال آپ پر منکشف ہوگیا پھر آپ خرق عادات کرامات معجزات
کا انکار کیون کرتے ہین۔ اور آپکی رفارمری بلکہ پیغامبری کے لئے آپکی اُمت کے روبرو یہ بڑی شہادت ہے کہ آپ غیب دان ہین استغفر اللہ من ہذا الہذیان

قولہ توریت اور صحف انبیاء اور انجیل مین فرشتہ کے لفظ کا استعمال نہایت وسیع معنون مین آیا ہے کتاب سموئیل باب ۲۴ ورس ۱۶ و ۱۷ مین

کتاب ملوک باب ۱۹ الخ اور زبور داؤد مین وبا پر فرشتہ کا اطلاق ہوا ہے اور زبور داؤد باب مین ہواؤن پر فرشتے کا اطلاق کیا ہے الخ
اقول یہ دوسری دلیل نفی وجود ملائکہ پر آپنے قائم کی ہے خلاصہ یہ کہ لفظ فرشتہ مشترک ہے اسکے ایک معنی معین نہین ہو سکتے جناب عالی
کو ابتک یہ بھی نہین معلوم کہ اشتراک لفظ کی صفت ہے نہ کہ معنی کی اب ہم پوچھتے ہین کہ کونسا لفظ مشترک ہے آیا ملک یا فرشتہ یا کوئی دوسرا
اور یہ ظاہر ہے کہ توراۃ و انجیل کی اصلی زبان عبرانی ہے جو فارسی اور عربی سے غیر ہے اور ملک لفظ عربی اور فرشتہ فارسی ہے ہم حیران
ہون کہ عبرانی مین ان دونون مین سے کونسا لفظ مشترک قرار دیا گیا ہے؟ اگر لفظ فرشتہ تو کچھ پروا نہین ہمکو اس لفظ سے بحث نہین اگر کہو
لفظ ملک تو یہ مسلم نہین کہ عبرانی مین یہ لفظ انہین معنی مین مستعمل ہے۔ معلوم ہوا کہ مسمے ملک کے ساتھ عبرانی یا کسی اور زبان مین ہوا یا کہو
تشبیہ دی ہوگی اور استعارہ بالکنایہ مراد لیا ہوگا جسطرح کہ قرآن مجید مین حضرت یوسفؑ کو ان ہذا الا ملک کریم کہا ہے۔ لیکن اس سے نفی
وجود ملائکہ کسطرح سمجھے گئے بلکہ اس سے تو اُنکا وجود جداگانہ پایا گیا ورنہ تشبیہ ٹھیک نہ تھی اور آپکا یہ کہنا کہ (کتاب ایوب باب کتاب اول سموئیل
باب ۱۱ اور انجیل لوقا باب مین فرشتہ کا لفظ عالم ایلچیون پر بولا گیا ہے الخ آپکے تبحر کی دلیل واضح ہے جن مقامات کا آپنے حوالہ دیا ہے

وہان لفظ فرشتہ بولا ہی نہین گیا قولہ توراۃ مین بہت جگہ اسطرح بیان کیا ہے جیسے کہ ایک انسان دوسرے انسان کے پاس آئے اور ملاقات
کرے الخ اقول یہان سے لیکر صفحہ ۱۵۰ تک سید صاحب نے توراۃ و انجیل کی وہ آیات نقل کین کہ جنسے ہمارے مدعا کو تائید ہوتی ہے چونکہ خصم
ہماری بات کو تسلیم کرتا جاتا ہے تو ہمکو خواہ مخواہ اُنسے تعرض کرنا ضروری نہین گو بعض بعض باتین خلاف تحقیق ہین قولہ صفحہ ۱۵۱ بعض لوگونکا

یہ بھی خیال تھا کہ یہودیون کا یہ دستور ہے کہ خدا کی عظمت اور قدرت کے ہر ظہور کو فرشتون کی وساطت کیطرف منسوب کرتے ہین اقول

Marfat.com

یہ تسلیم ہے مگر اس سے تو فرشتون کے وجود کا ثبوت ہوتا ہے نہ کہ نفی **قولہ** اسی لئے وہ فرشتون کے وجود اصلی کو نہین مانتے اور یہ سمجھتے ہین خدا کی قدرت کی
غیر معلوم قوتون کا نام فرشتہ رکھدیا ہے **اقول** یہ کیسی بیوقوف یہودی کا قول ہے۔ کیونکہ فرشتون کو وسیلہ اور مظہر قدرت و عظمت تسلیم کرنا پھر انکا وجود
اصلی نہ ماننا اجتماع النقیضین نہین تو اور کیا ہے۔ خدا کی قدرت کے غیر معلوم قوتون کے کیا معنی ہین۔ قدرت کی قوت ہمنے آج ہی سنی ہے واہ رے
معقولیت **قولہ** صہ ۱۵ اب ہمکو اسبات کی تلاش کرنی ہے کہ قدیم مشرکین عرب کا یعنی اُن نہ ماننے کے عربون کا جبکہ یہودیون کا میل جول عرب مین
نہ تھا فرشتون کی نسبت کیا خیال تھا اور آیا وہ لفظ ملک اور ملائکہ کو انہین معنون مین خیال کرتے تھے کہ جن مین یہودی کرتے تھے یا نہین
جہان تک ہمنے تفتیش کی ہے قدیم عربون کا لفظ ملک و ملائکہ کی نسبت ایسا خیال جیسا کہ یہودیون کا ہے ثابت نہین ہوا **اقول** آپکا کلام
یہان تک تو مقید مدعا جناب ہے سو اسکا جواب دیتا ہون مگر یہ جو آگے آپنے ایک طویل گفتگو کی ہے (**قولہ** مشرکین عرب بلا شبہ ارواح فلکی کو یا
ارواح فرضی کو (ارواح فلکی کیا چیز ہین اور ارواح فرضی سے کیا مراد ہے وہ کیا فرض کر رکھا تھا) یا ارواح اشخاص متوفی کو بطور خدا کے
پوجتے تھے الخ مگر اُنپر کبھی لفظ ملک یا ملائکہ کا اطلاق نہین کرتے تھے جہان تک ہمسے ہو سکا ہمنے اشعار جاہلیت پر بھی جس قدر کہ ہمکو دستیاب
ہوئے غور کی ہمکو کوئی شعر بھی ایسا نہین ملا جسمین لفظ ملک یا ملائکہ کا اُن ارواحون پر اطلاق ہو کہ جنکو وہ پوجتے تھے الخ محض لاطائل ہے نہ آپکو
مفید نہ ہمکو مضر کیونکہ ہم کب اسبات کے قائل ہین کہ عرب کے لوگ ارواح متوفی پر یا اپنے معبودون پر لفظ ملک بولتے تھے پھر آپنے ابو عبیدہ کے
اشعار بلا فائدہ نقل کرکے کیون کتاب دراز فرمائی۔ اب آپکے کلام مفید کا جواب سنئے یہ آپکی تیسری دلیل نفی ملائکہ پر ہے۔ یہ غلط ہے چند وجہ سے
اول تو آپکا یہ کہنا (کہ قدیم عرب لفظ ملائکہ کو اُن معنی پر کہ جسکے اہل ادیان قائل ہین استعمال نہین کرتے تھے) صریح غلط ہے کیونکہ قرآن مجید
مین اللہ تعالی فرماتا ہے وَجَعَلُوا الْمَلٰٓئِكَةَ الَّذِيْنَ هُمْ عِبَادُ الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا ؕ الآیہ اس سے صاف ظاہر ہے کہ مشرکین اُن ملائکہ کو کہ جنکی مدح خدا
عباد الرحمن کیساتھ کرتا ہے خدا کی بیٹیان کہتے تھے اب وہ عباد الرحمن وہی اشخاص تو ہین کہ جنکو اہل ادیان ملائکہ کہتے ہین اور اگر یہ نہین تو
وہ اور کیا چیز ہے کہ جسکو وہ بنات الرحمن یا اناث کہتے تھے؟ ارواح فلکی و متوفی پر تو بقول آپکے وہ یہ لفظ اطلاق ہی نہین کرتے تھے اور جن کے
آپ قائل نہین اور صفحہ ۲۵ مین جو آپنے بلا فائدہ ابی عثمان جاحظ کا قول نقل فرمایا ایک روایت باسناد عبد اللہ بن عباس سے منقول کی ہے کہ قریش
جن کے سردارونکو بنات الرحمن یعنی خدا کی بیٹیان کہتے تھے) اس آیت کے معارض نہین ہو سکتی کیونکہ ممکن ہے کہ عرب کے لوگ جن کے سردارونکو بھی
خدا کی بیٹیان کہتے ہون اور ملائکہ کو بھی (**دوم**) آپکا قول اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ عرب اُن غیر مرئی چیزونکو جنکو نیک و پاکیزہ سمجھتے تھے
اور جن سے خلقت کو بھلائی اور نیکی پہنچنے کا خیال کرتے تھے انکو ملک کہتے تھے انتہے اس قول کی صریح نقیض ہے کیونکہ یہود یا اہل اسلام بھی تو
ملائکہ کو غیر مرئی پاکیزہ سمجھتے ہین پھر وہ کونسی مباینت ہے کہ جسکی وجہ سے آپ فرماتے ہین **قولہ** مگر وہ معنی اور مراد جو ملک کے لفظ سے یہودیون نے
مقرر کیے تھے یا جو زمانہ اسلام کی کئی صدی بعد کے مصنفہ کتب لغت مین لکھ دی گئی ہین اُس معنی و مراد مین عرب لفظ ملک کو استعمال نہین کرتے
تھے انتہے (**سوم**) آپکے اختراعی معنی پر تو لفظ ملک کا اطلاق ہونا کہین سے ثابت نہوا نہ زمانہ جاہلیت کے عرب سے نہ اہلکتاب یہود و نصاری سے
نہ کسی اور قوم سے پھر اور وہ کونسے معنی ہین کہ جن پر لفظ ملک قرآن مین بولا گیا (**چہارم**) بالفرض اگر یہ بھی صحیح مانا جاوے کہ زمانہ جاہلیت کے

سلہ اس سے مراد اہل سلام کا عقیدہ ہے کیونکہ یہود اور اہل اسلام مین ملائکہ کی نسبت چندان اختلاف نہین لیکن صاحب نے یہود کے نام سے حقارت دلانیکے لئے تعبیر کرتے ہین ۱۲ منہ

Marfat.com

وہ عرب کہ جن سے یہود ونصاریٰ کا میل وجول نہوا تھا لفظ ملک کو معنی مروجہ اسلام پر نہ بولتے تھے تو کچھ حرج نہین کیونکہ زیادہ سے زیادہ
اُسمین اتنی ہے کہ جسمین قرآن نازل ہوا اُس زمانے کے لوگ خواہ یہود کے میل جول سے یا کسی اور طور سے بلاشک ملک کے یہی معنی مراد لیتے تھے
کہ جو اہل اسلام کے نزدیک معتبر ہین (پنجم) اگر یہ بھی نہوتا اور فرض کیا جاتا کہ عرب کے لوگ ملک کے معنی مروجہ سے بالکل ناآشنا تھے مگر اسقدر
جانتے تھے کہ غیر مرئی پاکیزہ چیز کو ملک کہتے ہین تب بھی مدعا ثابت ہے کیونکہ عرف شرع مین معنی لغوی کی پوری رعایت کچھ ضروری بات نہین
گو قرآن محاورہ عرب مین نازل ہوا ہے مگر بہت سے الفاظ کے معانی شرع نے منقول کر کے ایک نئے طور پر رکھے ہین دیکھیے زکوٰۃ اور صلوٰۃ اور
صیام کے لغوی معنی اور شرعی مین کس قدر فرق ہے لغت مین زکوٰۃ پاکی کو اور صلوٰۃ دعا کو اور صیام مطلق بند رہنے کو کہتے ہین شرع مین زکوٰۃ مال
معین کا چالیسوان حصہ ادا کرنا اور صلوٰۃ ارکان مخصوصہ کا بجا لانا اور صیام اکل و شرب و جماع سے طلوع صبح صادق سے غروب آفتاب تک باز رہنے کو
کہتے ہین۔ اسیطرح شرع نے ملک کے معنی مین تصرف کیا ہو تو کیا محال ہے؟ کیا کوئی زکوٰۃ وصلوٰۃ وصیام کے لغوی معنی پر عمل کر کے شرعی
فرض سے بری الذمہ ہو سکتا ہے جناب عالی یہی نکتہ تو آپکی سمجھ مین نہ آیا **ع** سخن شناسی دلبرا خطا اینجاست **اشتم** صفحہ ۴۸ مین آپ
خود فرماتے ہین کہ عام مسلمانون کا عقیدہ بھی ہے جو عرب کے بت پرستون کا تھا الخ اب معلوم نہین کہ آپ کی دونو باتون مین سے کونسی غلط ہے

قولہ صفحہ ۱۵۳ قرآن مجید مین کلام مقصود مین کسی جگہ لفظ ملک یا ملائکہ کا اُس مراد سے استعمال نہین ہوا ہے جو مراد کہ یہودیون نے قرار دی تھی جسکی تفصیل
ہم ہر ایک مقام پر لکھین گے الخ **اقول** اگر یہودیون نے وہی معنی قرار دیے ہین کہ جو اہل اسلام نے بلکہ قرآن اور پیغمبر علیہ السلام نے تو اس معنی پر بکثرت
ملائکہ کا اطلاق کلام مقصودی مین مع اُنکے صفات وحالات کے اِس تفصیل سے مذکور ہے کہ جسکے انکار کی مسلمان کو کچھ گنجایش نہین چنانچہ آپ
فصل کے اول مین ہمنے وہ آیات نقل کر دیے ہین ملاحظہ فرمالیجیے پھر آپکا یہ کہنا کہ قرآن مین کہین نہین البتہ بڑی دلیری اور بہادری کا کام ہے
اگر آپکو قرآن یاد نہ تھا اور ایک مدت سے آپنے اُسکی تلاوت فضول جانکر چھوڑ دی ہے (اور آپکیا آپکے مقلدین بھی اس دولت سے ہمیشہ محروم رہے
ہین) تو کوئی پانچ چار روپیہ ماہوار کا حافظ ہی رکھ لینا تھا۔ اور اگر یہود نے کچھ اور معنی [illegible] ہین تو آپ جانین اور آپکے یہود۔ ما راچہ ازین قصہ
که گاؤ آمد و خر رفت آپ ال کمول کر یہود غریبون کا رد کیجیے **قولہ** ملائکہ کا اطلاق اُن قدرتی قوا پر جن سے انتظام عالم مربوط ہے اور اُن
شیئون قدرت کاملہ پروردگار پر جو اُسکی ہر ایک مخلوق مین بہ تفاوت درجہ ظاہر ہوتی ہین ملائکہ کا اطلاق ہوا ہے سورہ والنازعات سے اسکا بخوبی
ثبوت ہے اُسکے چار جملون مین مفسرین مین اختلاف ہے مگر پانچوین جملہ فالمدبرات امرا کی نسبت کسیکو اختلاف نہین اور جملہ مفسرین متفق ہین کہ مدبرات
سے ملائکہ مراد ہین پس غور کرنا چاہیے کہ مدبرات سے کیا مراد ہے یہی قوی ہین جنکو خدا تعالیٰ نے اپنی حکمت کاملہ سے تمام امور عالم کا مدبر مخلوق
کیا ہے **اقول** یہ آپکی چوتھی دلیل ہے مگر یہان سب سے زیادہ غلطیان ہین (اول) یہ کہ آپ نے اپنے پہلے دعوی کو ترک کر دیا پیشتر آپ قائل ہوئے
تھے کہ ملائکہ سے مراد خدا تعالیٰ کی صفات ہین یہان آپ اُس سے اعراض کر گئے اور ملائکہ کو قویٰ مدبر عالم کہنے لگے اور ایک جگہ ملکہ اس سے اگلے صفحہ
مین جبرئیل کو ملکہ نبوت کہدیا جس سے یہ لازم آیا کہ جبرئیل نبی کی ایک صفت قائم بالغیر کا نام ہے۔ اب آپ ہمسے بیان فرمایئے کہ ان تینون
باتون مین سے کونسی صحیح ہے؟ اگر کوئی کہے کچھ بات نہین تینون سے ایک ہی مراد ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ یہ تینون معنی نمبر (۱) ملکہ نبوت نمبر (۲) صفات
خدا تعالیٰ نمبر (۳) قوی مدبر عالم باہم آپس مین غیر اور مخالف مین * ملکہ نبوت جسکو آپ جبرئیل کہتے ہین نبی کی صفت ہے اور یہ ظاہر ہے کہ خدا کی صفات

شیئون قدرت تو آپ نے صوفیہ کے ہان سے خوب اڑایا انہین لفاظیون سے تو بہت سادہ لوح آپکو اس صدی کا پیغمبر سمجھنے لگے ۱۲ منہ

Marfat.com

جو قدیم اور عین ذات ہین بندہ کے سب صفات سے جو حادث اور غیر ذات ہین بالکل غیر ہین اور اسیطرح قوی مدبرات عالم جو نباتات جمادات حیوانات وغیرہا مین پائے جاتے ہین ان دونون سے غیر ہین۔ اس پریشان بیانی کا کیا ٹھکانا ہے (دوم) آپکا کبری دلیل مسلم نہین یعنے یہ مسلم کہ مدبرات سے مراد ملائکہ ہین لیکن یہ بات کہ مدبرات قوی ہین غیر مسلم اُسکا کچھ ثبوت آپنے نہین کیا بلکہ اصل بات یہی ہے کہ مدبرات عالم وہی ملائکہ ہین جو عالم کے لیے ایسے ہین کہ جسطرح جسم کے لئے روح مدبر ہے (سوم) اگر یہ بھی تسلیم کر لیا جاوے کہ اِس جگہ ملائکہ کا اطلاق قوی مدبرات عالم پر ہوا ہے تو اِس سے یہ نہین لازم آتا کہ یہ لفظ حقیقی طور پر بولا گیا ہے بلکہ جائز ہے کہ استعارۃً اطلاق ہوا ہوا اور اگر یہ بھی تسلیم کیا جاوے کہ حقیقۃً اطلاق ہوا ہے تو غایۃ الامر یہ لفظ ملائکہ مشترک سمجھا جاویگا جیسا کہ لفظ عین کہ جسکے معنی آفتاب اور آنکھ اور ذات الشی اور گھٹنا ہین ایک معنی مین ایک جگہ استعمال ہونیسے یہ نہین لازم آتا کہ پھر اُسکے دوسرے مسمے کا وجود ہی نہ مانا جاوے کیا کوئی شخص عین جاریہ مین چشمہ کے معنی لیکر یہ کہ سکتا ہے کہ آنکھ اور آفتاب اور گھٹنے کا وجود ہی نہین، حاشا وکلا **قولہ** ان آیتون مین جنکی ہم تفسیر لکھتے ہین کلام مقصود اسقدر ہے کہ جو شخص اُس وحی کا عدو ہو جو خدا نے محمد رسول اللہ صلعم کے دلمین ڈالی ہے الخ **اقول** یہ بناء الفاسد علی الفاسد ہے علاوہ اسکے اِس آیت (من کان عدو اللہ وملئکتہ ورسلہ وجبریل ومیکال فان اللہ عدو للکافرین) مین جبریل سے وحی مراد لینا[سلہ] آپکے اس قول کے مخالف[لف] ہے **قولہ** اس سے پایا جاتا ہے کہ جس شے کو یہودی جبریل سے تعبیر کرتے تھے وہ کوئی جداگانہ مخلوق مع تشخصہ نہ تھی کیونکہ خدا نے فرمایا ہے کہ بے شبہ اُسنے (یعنے جبریل نے) ڈالا ہے تیرے دل پر اللہ کے حکم سے (وہ کلام) جو سچ بتاتا ہے اُس چیز کو جو اُس سے پیشتر الخ کیونکہ وحی اور باعث وحی ایک چیز نہین ہو سکتی اب معلوم نہین کہ آپکے دونون قولونمین سے کونسا غلط ہے؟ **قولہ** فرشتون کی دشمنی بیان کرنیکے بعد جبریل ومیکائیل کا بالتخصیص نام لینا گویا یہود کے خیالات کا اعادہ ہے اور وہ نام مقصود بالذات نہین ہین کیونکہ اگر یہودیون کا خیال نہوتا تو غالبًا وہ نام نہ لیے جاتے **اقول** یہ آپکی پانچوین دلیل ہے ﷺ قیاس استثنائی سے آپنے یہان کام لیا واہ کیا کہنے ہین استدلال اسیکا نام ہے حاصل یہ ہوا کہ تعمیم کے بعد تخصیص کرنا ملزوم ہے اور اعادۂ خیال یہود لازم مقدم پایا گیا تالی بھی پائی گئی۔ مگر یہ تو فرمائیے کہ یہان کونسا ملازمہ ہے؟ عقلیہ یا عادیہ؟ یا کوئی جدید ملازمہ ہے اے جناب ہزار ہا بار آپنے بھی اپنے کلام مین عام لوگون کا ذکر کرکے پھر تخصیص کی ہوگی پھر کیا آپ نے بھی یہود کے خیال کا اعادہ کیا تھا؟ اب ذرا گوش ہوش سے سنیے عام کے بعد خاص لوگون کا ذکر کرنا اُنکے شرف اور فضیلت کے لیے فصحاء کے کلام مین اکثر وارد ہوتا ہے وہان یہود کا خیال بھی نہین ہوتا اعادۂ خیال چہ معنی دارد؟ مگر آپکے دلمین یہود ایسے بسے ہین کہ جدھر دیکھیے یہود ہی دکھائی دیتے ہین۔ قران مجید مین جس قدر انبیاء علیہم السلام کے معجزات اور غیر مرئی چیزونکا ذکر جبریل ومیکائیل ملائکہ اور شیطان اور جن اور جنت دوزخ کی کیفیت ثواب وعذاب بلکہ آسمان اور وجود آدم علیہ السلام جو کچھ مذکور ہے آپکے زعم مین یہود کے خیالات کا اعادہ ہے۔ اور

سلہ الحاصل جبریل وحی دلمین ڈالنے اور پہنچانیوالا قرار دیکر پھر اُسکو وحی کہنا (یعنی کلام منزل) عاقل کی شان سے بعید ہے اور پھر جبریل کو ملکہ نبوت کہدینا ان دونون معنی کے خلاف ہے جبریل کے آپ نے تین معنی بیان کیے نمبر ۱ وحی نمبر ۲ وحی کا پہنچانیوالا نمبر ۳ ملکہ نبوت حضرت سلامت کسی بات پر قرار بھی رہے ۱۲ منہ

ـــہ اِس آیت مین آپکو قلب پر ڈالنے کے لفظ سے مغالطہ ہوگیا اور آپ یہ سمجھ بیٹھے کہ فرشتے یا جن کو قلب تک رسائی نہین حالانکہ یہ بڑی غلطی ہے لطیف چیزونکی ہرجگہ رسائی ہے تسلیم جن کی صورت مین جاہل لوگون کو عالمانہ باتین کرتے دیکھا ہے ۱۲ منہ

Marfat.com

اسیطرح جو کچھ قرآن کی تفاسیر مین مذکور ہے وہ بقول منشی چراغ علی[۱۵۱] صاحب یہود کے لئے اصل قصے ہین العیاذ باللہ گویا قرآن اور اُسکی تفاسیر اور بے اصل قصون کی پوٹ ہین - سچے ایماندار کی شان سے ایسے خیالات فاسدہ نہایت بعید ہین **قولہ** پس ان دونون کے نام قرآن مین آنے سے یہ بات ثابت نہین ہوتی کہ درحقیقت اِس نام کے دو فرشتے مع تشخصہا علاحدہ علاحدہ ایسے ہی مخلوق ہین جیسے کہ زید و عمرو **اقول** یہ پس تو آپکا جب صحیح ہوتا کہ پیشتر کچھ ثابت کر چکتے ورنہ اس پس سے جبرئیل و میکائیل جملہ ملائکہ کے وجود کی نفی نہین ثابت ہوتی ہان آپکا منکر ملائکہ و منکر جبرئیل و میکائیل ہونا ثابت ہوگیا **قولہ صفحہ ۱۵۲** پس درحقیقت یہودی جسکو جبرئیل کہتے تھے اور جسکا نام حکایتاً خدا نے بیان کیا ہے وہ ملکۂ نبوت خود آنحضرت مین تھا جو وحی کا باعث تھا **اقول** اگر آپکا یہ قول سچ ہے تو اس سے پہلا یہ قول **قولہ** ان آیتون مین جنکی تفسیر ہم لکھتے ہین کلام مقصود صرف اس قدر ہے کہ جو شخص روح کا عدو ہو الخ بالکل غلط ہے کیونکہ جب اس کلام من کان الخ مین آپنے جبرئیل سے وحی مراد لی تو ملکہ نبوت جو بقول آپکے باعث وحی ہے مراد لینا صاف غلط ہوا کیا وحی کجا ملکہ نبوت باعث وحی ایک سبب دوسرا مُسَبَّب یا ایک علت دوسرا معلول دونو مین تغائر ذاتی - یہ پس بھی آپکا پہلے پس کا بھائی ہے **قولہ** ان وجوہات سے یہ بات (کہ جبرئیل درحقیقت کسی فرشتے کا نام ہے) ثابت نہین ہوتی **اقول** وہ کونسے وجوہات ہین ذرا بیان تو کیجیے ورنہ آپ ہی پس پس کرنیسے کچھ حاصل نہین **قولہ** کیا یہ تعجب کی بات نہین کہ باوجودیکہ خدا کے پاس اِن دو فرشتون کے سوا اور بھی بہت سے فرشتے ہین مگر بجز دو فرشتون کے اور سب کے نام ہین کیونکہ اور کسی کا نام قرآن مین نہین الخ ان سب باتون سے صاف پایا جاتا ہے کہ فرشتون کے نام یہودیون کے مقرر کیے ہوئے ہین جو مختلف قوا کی تعبیر کرنیکو اُنہون نے رکھ لیئے تھے **اقول** یہ آپکی چھٹی دلیل ہے یہ سب سے زیادہ غلط ہے (**اول**) یہ کہ قرآن مین علاوہ اُنکے دو فرشتون کے بھی نام ہین جیسا کہ زبانیہ اور مالک (**دوم**) قرآن مین اگر ملائکہ کے نام کی فہرست ہوتی تو آپکا یہ اعتراض کہ اس فہرست مین کیون نام نہین کچھ وقعت رکھتا بلکہ یہ چند اسماء بھی اِس وجہ سے مذکور ہوئے کہ اُنکے ذکر کا موقع آگیا تھا یا یہ لوگون مین متعارف و مشہور تھے اور اگر کل کا نام ذکر کرتے تو (علاوہ اسبات کے کہ قرآن کی صدہا جلد ہوجاتین اور قرآن سے جو مقصود اصلی ہے فوت ہوجاتا) لوگون کو نئے نئے نام سنکر عجب وحشت ہوتی (**سوم**) کسی چیز کے نام مذکور نہونیسے اُسکے وجود کی نفی لازم نہین آتی فوجی دفتر مین آپکا نام مرقوم نہین کیا اِس سے آپکے وجود مین کچھ خلل آگیا؟ (**چہارم**) اگر آپکا نتیجہ اور تعجب بھی صحیح تسلیم کیا جاوے تو یہ لازم آوے کہ جبرئیل و میکائیل یہودی لوگون کی زبان کے نام ہین (یعنی عبرانی کے) لیکن یہ نہین لازم آتا کہ اِن اسماء کے مسمیات کا وجود اصلی یہود کے نام رکھنے سے پیشتر نہ تھا بلکہ یہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ قدیم[۱۵۲] چیزون کے نام ہر زمانے اور ہر قوم مین بدلتے رہتے ہین دیکھیے پرانے شہرون اور پہاڑون کے نام کس طرح بدلتے جاتے ہین (دہلی کا نام قدیم اندرپت تھا پھر دہلی ہوا پھر شاہجہان آباد مشہور رہا - اسیطرح الہ آباد کو پہلے زمانے مین

[۱۵۱] منشی چراغ علی صاحب لکھنوی خلیفہ سید صاحب تہذیب الاخلاق مطبوعہ یکم ربیع الاول ۱۲۹۳ھ ہجری جلد ہفتم نمبر ۳ صفحہ ۲۶ و ۲۷ وغیرہا مین فرماتے ہین وہ (مفسرین) کبھی تاریخانہ تحقیقات پر متوجہ نہین ہوتے دہ جو شام کی کسی لڑائی مین ایک بار شتر یہود کے قصہ کہانیون کا ملگیا تھا وہی انکا مایۂ بساط تھا انتہی حضرت عمر کچھ اوراق توراۃ کے لائے تھے اُنکا پڑھنا تو اسلامیون کو گوارا ہی نہوا چہ جائیکہ اُس بار شتر کو مایۂ دین بنادین ولو سلم پھر آپ کو یہ کیونکر معلوم ہوگیا کہ اُس مین سراسر بے اصل قصے تھے کیا یہ ممکن نہین کہ اصل نسخے توراۃ و اناجیل و نامہ حواریون کے وہی ہون کہ جنکی وجہ سے آج تک اہل کتاب کو توراۃ و انجیل کا ہزار برس کا لکھا ہوا نسخہ بھی نہین دستیاب ہوا پس اس بنا پر تو مفسرین صحابہ بڑے محققین تھے نہ کہ آپ کہ جنکے عہد مین کوئی صحیح نسخہ بھی بیبل کا نہین ۱۲ منہ

[۱۵۲] قدیم سے مراد یہان قدیم عرفی ہے نہ قدیم ذاتی نہ قدیم زمانی ۱۲

Marfat.com

پراگ ور بنارس کو کاشی کہتے تھے اور اسیطرح آگ و پانی وغیرہ عناصر کے ہر زبان مین جدے جدے نام ہین۔ پس اسیطرح ممکن ہے
کہ جملہ ملائکہ اور جبرئیل ومیکائیل کا ملاءِ اعلے مین کچھ اور نام ہو اور یہود سے پہلے آدم اور ابراہیم اور نوح کے زمانے مین کچھ اور ہو لیکن
عیسیٰ وموسیٰ اور ہمارے نبی کے عہد مین بھی جبرئیل ومیکائیل شہرت پا گیا ہو پھر اس سے یہ نہین لازم آتا کہ یہود سے پیشتر انکا وجود ہی نہ تھا
(پنجم) یہ بیان آپکا کہ فرشتون کے نام یہودیون نے مختلف قوا کی تعبیر کرنیکو رکھ لیے) مخالف ہے آپکے اس قول کے **قولہ ص ۴۱** بہرحال ہمکو
اس مین کچھ شبہہ نہین کہ جو الفاظ صفات باری پر مستعمل ہوئے تھے آخر کو انہین الفاظ کو فرشتون کا نام سمجھنے لگے تھے اب ان دونون مین سے
ایک قول کو ضرور غلط ماننا پڑا معلوم نہین کہ کونسی تحقیق آپکی درست ہے (**ششم**) اگر یہ دونو مخالف قول آپکے تسلیم علی سبیل فرض محال
کر لیئے جاوین تو آپ کی یہی دلیل آپکے مدعا کی نفی کیواسطے کافی ہے یعنی ہم آپکے کلام سے آپ پر یون معارضہ کرتے ہین۔ اگر ان
الفاظ سے خدا کی صفات کو یا قوی مدبرِ عالم کو تعبیر کیا ہے تو کیا یہ تعجب کی بات نہین ہے کہ باوجودیکہ خدا کی بے نہایت صفات اور عالم
کے بے نہایت قوی ہین۔ مگر بجز دو صفات یا دو قوی کے اور سب کے نام ہین کیونکہ کسی اور کا نام قرآن مین نہین آیا ان باتون سے صاف پایا
جاتا ہے کہ یہ نام ملائکہ کے ہین کتب مقدسہ مین انکو حسب موقع ذکر کیا ہے اب ہر یے لوگ ناحق انکار کرتے ہین۔ اب ہم صفحہ (۴۶) وغیرہا
مین جو کچھ آپنے قصہ آدم کی نسبت ارشاد فرمایا ہے اسکو میزانِ صحت مین تولتے ہین **قولہ ص ۴۶** واذ قال ربک) اس آیت سے وہ ذکر شروع
ہوا ہے جو آدم کا قصہ کہلاتا ہے تمام مفسرین اسکو ایک واقعی جھگڑا یا مباحثہ سمجھتے ہین جو خدا اور فرشتون مین ہوا ہے الخ **اقول** آپکا بہتان
صریح ہے اہل اسلام مین سے کوئی مفسر ذی علم تو کیا ادنیٰ مسلمان بھی یہ نہین سمجھتا کہ فرشتون نے خدا سے مباحثہ یا جھگڑا کیا تھا کیونکہ خدا تعالےٰ
فرشتون کی نسبت فرماتا ہے لَا یَعْصُوْنَ اللّٰہَ مَآ اَمَرَھُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ کیا فرشتون کا استفہام کرنا جھگڑا ہے؟ آپ
ایسی ایسی بے بنیاد باتون سے جملہ علماء اہل اسلام کو بے اعتبار بنایا چاہتے ہین **قولہ ص ۴۷** یہی حال فرشتون کی نسبت ہوا ہے انکو نوری سمجھکر
گورا گورا اسفید برف کا رنگ نوری شمع کی مانند باہین بلور کیسی پنڈلیان ہیرے کیسی پاؤن ایک خوبصورت انسان کی شکل نہ مرد نہ عورت
تصور کیا ہے الخ حاصل کلام یہ کہ فرشتون کو نادیدہ جسمانی چیز و نیز خیال کر لیا ہے اور وہ خیال نسل در نسل چلا آیا ہے درحقیقت فرشتے کوئی وجود
نہین رکھتے۔ **اقول** یہ تمام گفتگو آپکی ایک شاعرانہ تک بندی ہے نہ کوئی مسلمان انکو بلور کی مانند نہ ہیرے کی مانند سمجھتا ہے ہان آپنے
ابتدا عمر مین سمجھا ہو تو سمجھا ہو **قولہ** آسمان انکے رہنے کی جگہ قرار دی آسمان سے زمین پر آنے اور زمین سے آسمان پر جانیکے لئے انکے پر لگائے
ہین الخ کسیکو صور پھونکتا خیال کیا ہے الخ **اقول** یہ خیال کسی نے از خود نہین کیا بلکہ انکے پیدا کرنیوالے نے انکا حال اسطرح
بیان کر کے مسلمانون کو خیال دلایا ہے اب یہ اعتراض آپکا خدا پاک پر ہے کہ جسنے انکو اُولِیْ اَجْنِحَۃٍ مَّثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ط
فرمایا ہے **قولہ** بعض اقوام نے جو زیادہ غور و فکر کی ہے تو انکی لیے نہ جسم مانا ہے اور نہ انکا متحیز ہونا تسلیم کیا ہے الخ **اقول** البتہ بعض
فلاسفہ بے دین اس بات کے قائل ہوئے ہین جیسا کہ اسکا ذکر آتا ہے لیکن اہل اسلام بلکہ اہل کتاب مین سے یہ کسیکا عقیدہ نہین اسلامیون مین سے
انکی تقلید اول آپ ہی نے کی ہے ؎ قتل عاشق کسی معشوق سے کچھ دور نہ تھا ✤ پر ترے عہد سے آگے تو یہ دستور نہ تھا ✤ **قولہ ص ۴۸**
عام مسلمانون کا بھی یہی عقیدہ ہے جو عرب کے بت پرستون کا تھا **اقول** اگرچہ یہ تشبیہ آپکی اسمقام پر بغرض اہانت عقیدۂ اہل اسلام ہے

کہ یہ قول آپکے اُس مقولے کے رد کے لئے کافی ہے جو آپنے صفحہ ۱۵۱ مین فرمایا ہے اب ہمکو اس بات کی تلاش کرنی ہے کہ قدیم مشرکین عرب
الخ فرشتونکی نسبت کیا خیال تھا الخ جہان تک کہ ہمنے تفتیش کی ہے قدیم عربون کا لفظ ملک ور ملائک کی نسبت ایسا خیال جیسا
یہودیون کا ہے ثابت نہین ہوا الخ اور صفحہ ۱۴۲ مین آپ اہل اسلام اور یہود کا عقیدہ فرشتون کی بابت یکسان فرماتے ہین قولہ قرآن مجید
مین بھی اُنکا استعمال اسی طرح پر ہوا ہے جسطرح کہ یہودی خیال کرتے تھے الخ پس جب اہل اسلام اور یہود کا ملائکہ کی نسبت یکسان اعتقاد ہوا اور
مسلمانون کا اعتقاد عرب کے بت پرستون کی مانند ہوا تو تینون گروہون کے اعتقاد یکسان ہوئے پھر آپ کس دلیل سے فرماتے ہین کہ جہانتک ہمنے
تفتیش کیا عرب کے مشرکین کے اعتقاد کو یہود کی مانند نہ پایا۔ وہ اور کونسا لفظ مشرکین عرب کی زبان مین بجز لفظ ملک کے مروج تھا کہ جس سے
وہ اپنے عقیدہ کو ملائکہ کے بارہ مین اہل اسلام کے عقیدہ کی مانند تعبیر کرتے تھے؟ الغرض ہمکو تو آپکی اب کسی تحقیق کا اعتبار نہ رہا کبھی آپ
کچھ کہتے ہین کبھی اُسکے برخلاف فرماتے ہین آپکے تیرھوین صدی کے بڑے محقق ہونیکے لئے یہی دلیل کامل ہے دوم یہ قول آپکا
(مشرکین کے اعتقاد کی مانند اہل اسلام کا اعتقاد فرشتون کی نسبت ہے) قرآن مجید کے برخلاف ہے قال اللہ تعالے وَجَعَلُوا الْمَلٰٓئِكَةَ الَّذِيْنَ
هُمْ عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا دیکھیے مشرکین ملائکہ کو اُناث کہتے ہین اہل اسلام نہین کہتے یہ کس قدر مخالفت ہے قولہ صفحہ ۴۹ قرآن مجید سے فرشتون
کا ایسا وجود جیسا کہ مسلمانون نے اعتقاد کر رکھا ہے ثابت نہین الخ اقول یہ قول آپکا دو گونہ مردود ہے (اول) تو قرآن مجید کی
وہ بیشمار آیات کہ جنکو ہمنے صدر فصل مین نقل کیا مسلمانون کے عقائد پر بعبارت النص دال ہین (دوم) آپ خود فرماتے ہین کہ قرآن مجید
مین ملائکہ کا استعمال اُسی طرح پر ہوا ہے کہ جسطرح یہودی خیال کرتے تھے اور ہمارے ہان کے علماء نے یہودیون کی تقلید کی اب
معلوم نہین کہ آپکے دونون قولون مین کونسا غلط ہے قولہ ایضًا بلکہ برخلاف اُسکے پایا جاتا ہے خدا فرماتا ہے وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ
عَلَيْهِ مَلَكٌ ۭ وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِيَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا يُنْظَرُوْنَ ۝ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ یعنی کافرون نے کہا
کیون نہین بھیجا پیغمبرون کے ساتھ فرشتہ اور اگر ہم فرشتہ بھیجتے تو بات پوری ہوجاتی ا[illegible] مین نہ ڈالی جاتی اور اگر ہم فرشتہ ہی
پیغمبر کرتے تو ہمکو آدمی ہی بناتے اور بلاشبہ اُنکو ایسے ہی شبہ مین ڈالتے جیسے کہ اب شبہ مین پڑے ہین اس آیت سے پایا جاتا ہے
کہ فرشتے نہ کوئی جسم رکھتے ہین اور نہ دکھائی دے سکتے ہین اُنکا ظہور بلاشمول مخلوق موجود کے ہو نہین سکتا الخ اقول ۵ ترسم
نرسی بکعبہ اے اعرابی کاین رہ کہ تو میروی بترکستانست جناب عالی اس آیت سے تو بچند وجوہ ملائکہ کا مجسم ہوکر ظاہر ہونا ثابت ہوتا ہے
(اول) یہ کہ کفار کا یہ درخواست کرنا کہ پیغمبر کے پاس فرشتے وحی لاتے ہوئے دکھائی کیون نہین دیتے پھر خدا پاک کا یہ سبب بیان کرنا
(کہ فرشتے کا دکھائی دے جانا تمہارے حق مین بہتر نہین) صاف دلالت کرتا ہے کہ فرشتے مجسم ہو کے دکھائی دے سکتے تھے اور
اگر ممکن نہوتا تو آسان جواب یہی تھا کہ ارے او احمقو فرشتہ بھی کوئی دکھائی دینے کی چیز ہے! (دوم) یہ قضیہ شرطیہ لو جعلناہ ملکا
لجعلناہ رجلا بہت اچھی طرح پر دلالت کرتا ہے کہ فرشتہ آدمی کی صورت مین ظاہر ہوا کرتا ہے چنانچہ خود آپ فرماتے ہین کہ ظہور بلاشمول
مخلوق نہین ہوسکتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ بشمول مخلوق تو ظہور ہوسکتا ہے۔ آپنے کہانسے یہ بات اس آیت سے ثابت کرلی کہ فرشتہ
کوئی جسم نہین رکھتا یا دکھائی نہین دے سکتا ذرا اُس ثبوت کی تشریح تو فرما دیجیے۔ قولہ جن فرشتون کا قرآن مین ذکر ہے اُنکا کوئی اصلی

Marfat.com

وجود نہین ہوسکتا جب یہ خدا کی بے نہایت قدرتون کے ظہور کو اور ان قوا کو جو خدا نے مخلوق مین رکھی ہے ملک یا ملائکہ کہتے ہین قول
بیان اور معنی آپنے بیان فرمائے ظہور قدرت اور قدرت مین بڑا فرق ہے ظہور قدرت کو صفات باری نہین کہتے - آپکے نزدیک ملائکہ
صفات باری نہین جو صفات کہنا اجتماع نقیضین ہے - آپنے روز لگاکے قرآن سے یہ آیت نفی وجود ملائکہ کے لئے نکالی تھی اُلٹی
یہی دلیل آپکے برخلاف نکلی ه دل و دیدہ ہے جو یار ہمین بحر غم مین ڈبا گئے ٭ ہمین جن سے چشم امید تھی وہی آنکھ ہم سے چرا گئے
آپ صوفیہ علیہم الرحمۃ کے کلام سے مدعا ثابت کیجیے کیونکہ اُنکے کلام مین تاویل کو بڑی گنجایش ہوتی ہے **قولہ** بعض اکابر اہل اسلام کا
بھی یہی مذہب ہے جو مین کہتا ہون اور امام محی الدین ابن العربی نے فصوص الحکم مین بھی یہی مسلک اختیار کیا ہے الخ **اقول** حاشا وکلا
کسی اکابر اہل اسلام کا ایسا عقیدہ نہین نہ حضرت شیخ محی الدین نے یہ مسلک اختیار کیا ہے نہ کسی اور نے - حضرت شیخ نے
فصوص الحکم اور دیگر تصانیف مین ملائکہ کا وہی وجود تسلیم کیا ہے جسطرح کہ جمہور اہل اسلام نے تسلیم کیا - بالفعل میرے سامنے فتوحات
مکیہ حضرت شیخ کی تصنیف رکھی ہے اسمین بیشمار مواقع مین شیخ نے ہمارے موافق بیان کیا ہے چنانچہ جلد سوم باب ۳۶۹ صفحہ ۴۸۲ و
۴۸۳ مین یون فرماتے ہین - ان اللہ لما خلق الارواح الناریۃ والنوریۃ اعنی الملائکۃ والجان شرک بینہما فی امر وہو الاستتار عن اعین الناس
مع حضورہم معہم فی مجالسہم وحیث کانوا وقد جعل اللہ بینہما وبین اعین الناس حجابا مستورا فلا نراہم الا اذا شاؤا ان یظہروا لنا الخ
والملائکۃ رسل من اللہ الی الانسان موکلون بہ کاتبون افعالنا والشیاطین مسلطون علی الانسان بامر اللہ الخ ولا یطلق علی الارواح
اسم جن الا لاستتارہم فالجنۃ من الملائکۃ ہم الذین یلازمون الانسان ویتعاقبون فینا باللیل والنہار ولا نراہم عادۃً فاذا اراد اللہ
عز وجل ان یراہم من یراہم من الانس من غیر ارادۃ منہم لذلک رفع اللہ الحجاب عن اعین الذی یرید اللہ ان یدرکہم فیدرکہم وقد
یامر اللہ الملک والجن بالظہور لنا فیتجسدون لنا نراہم او یرفع اللہ الغطاء عنا فنراہم رأی العین وقد نراہم اجسادا علی صور قد نراہم
الا علی صورۃ بشریۃ بل نراہم علی صورہم فی انفسہم کما یدرک کل احد منہم نفسہ وہو صورتہ التی ہو علیہا فان الملائکۃ اصل اجسامہا نور والجان
نار مارج والانس ماء وتراب لکن کما استحال الانس عن اصل ما خلق منہ کذلک الملک والجان عن اصل ما خلق منہ الی ما ہما علیہ من الصور
وفی صفحہ ۵۰۶ - اعلم ان اللہ ما جعل للارواح اجنحۃ الا للملائکۃ منہم لانہم السفراء من حضرۃ الامر الی خلقہ فلا بد لہم من اسباب یکون لہم
بہا النزول والعروج فان موضع الحکمۃ یعطی ہذا فجعل لہم اجنحۃ علی قدر مراتبہم فی الذی یسیرون بہ من حضرۃ الامر ویعرجون الیہ من حضرۃ
الخلق فہم بین الخلق والامر یترددون ولذلک قالوا وما نتنزل الا بامر ربک انتہی ترجمہ خدا نے جب ارواح ناریہ اور نوریہ اعنی جن اور ملائکہ
کو پیدا کیا تو دونون کو پوشیدہ ہونیمین شریک کردیا کہ وہ باوجودیکہ لوگونکی مجالس مین آتے اور اُنکے ساتھ ہر وقت حاضر رہتے ہین مگر دکھائی
نہین دیتے اور خدا نے اُنمین اور لوگون کی نظرونمین پردہ ڈالدیا ہے پس اُنکو ہم دیکھ نہین سکتے مگر جب کہ وہ خود دکھانا چاہین الخ
اور ملائکہ خدا کی طرف سے بندون کے لئے پیغامبر اور محافظ ہین کہ ہمارے اعمال لکھتے ہین اور شیاطین بھی انسان پر بحکم الہی مسلط ہین الخ
ارواح پر لفظ جن اطلاق نہین ہوتا مگر پوشیدہ رہنے کی وجہ سے پس ملائکہ مین سے وہ جن ہین کہ جو آدمی کے ساتھ ہر وقت رہتے اور
رات دن مین یکے بعد دیگر اُسکے پاس آتے جاتے ہین اور ہم اُنکو عادتًا دیکھتے نہین - پس جب خدا کسی آدمی کو دکھانا چاہتا ہے تو

Marfat.com

عجائب دکھا دیتا ہے پس وہ شخص اُنکو دیکھ لیتا ہے اور کبھی ملائکہ اور جن کو حکم دیتا ہے تو وہ ہمکو مجسم ہوکر عیاناً دکھائی دیتے ہیں
اور کبھی ہم اُنکو انسان کی صورت مین دیکھتے ہین اور کبھی اُنکی اصلی صورت مین جسطرح کہ وہ ا۔ آپ کو اپنی اصلی صورت مین دیکھ
ہین کیونکہ ملائکہ کا اصل جسم نورانی اور جن کا آتشی ہے اور آدمی کا خاک و پانی ہے لیکن جسطرح آدمی اپنی اصل سے مستحیل ہوکر اس
صورت مین آگیا اسیطرح جن اور فرشتہ اپنے اصلی مادے سے مستحیل ہوکر اس صورت پر آگیا۔ واضح ہو کہ بعض ملائکہ کے لئے خدا نے بازو
بنائے ہین کیونکہ حضرت امر سے حضرت خلق کیطرف سفیر ہین تو اُنکے وہ اسباب ضرور ہونے چاہئین کہ جنسے چڑھ اور اُتر سکین کیونکہ حکمت کا
یہی مقتضی ہے پس اُنکے لئے بازو اُنکے مراتب کے موافق بنا دیئے کہ جنکی وجہ سے چڑھتے اور اُترتے اور آتے جاتے ہین اور اسی لئے
کہتے ہین کہ ہم خدا کے حکم بغیر نہین اُترتے۔ اب آپنے جس قول سے سند پکڑی ہے چلئے اُسی مین ہمارا آپکا فیصلہ ہے دیکھیے وہ کیا
فرماتے ہین اُنکا قول آپ نقل کیجئے **قولہ** صف قال الشیخ رضی اللہ عنہ فی فصوص الحکم وکانت الملائکۃ من بعض قوی تلک الصورۃ التی
ہی صورۃ العالم المعبر عنہ فی اصطلاح القوم بالانسان الکبیر انتہے **اقول** حضرت شیخ کا یہ قول آپکی سند ہے آپ غور فرمایئے کہ یہ سند آپکے
مدعا کو ثابت کرتی ہے یا مٹاتی ہے؟ اسکا مطلب تو یہ ہے کہ وہ صورت عالم کہ جسکو صوفیہ کرام کی اصطلاح مین انسان کبیر کہتے ہین اُسکے لیئے
ملائکہ مجموعہ قوی مین داخل ہین۔ یعنی عالم کے تمام کاروبار وبغیر ملائکہ کے نہین ہو سکتے جسطرح کہ انسان کے کاروبار اُسکے قوی بغیر نہین انجام
پاتے پس ملائکہ عالم کے لیے بمنزلہ قوی کے ہین چنانچہ اِس قول مین اسکی تصریح ہے **قولہ** قال الشیخ رضی اللہ فکانت الملائکۃ لہ کالقوی
الروحانیۃ والحسیۃ التی فی نشاءت الانسان الخ یعنی شیخ رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ ملائکہ عالم کبیر کے لئے ایسے ہین کہ جسطرح قوی
روحانیہ وحسیہ ہین انسان کے لئے۔ جسطرح انسان کے لیئے قوی روحانیہ وحسیہ مدبر ومتصرف ہین اسیطرح ملائکہ عالم کے لیے ہا جس قدر
قول حضرت شیخ کا اس بارہ مین آپنے مفید مدعا جانکر نقل کیا وہ یہی دو جملے ہین باقی تو انسان کے قوی کی تشریح ہے۔ ان دونون جملون کا مطلب
آپنے جو لکھا ہے اُسمین آپنے تصرف لے بھی کیا مگر پھر بھی آپکا مدعا ثابت نہ ہوا کیونکہ کا [illegible] (جسکا ترجمہ آپنے بھی یون لکھا ہے **قولہ**
صفحہ ۱۵ شیخ رحمہ اللہ ارقام فرماتے ہین کہ وہ قوی جنکو ملائکہ کہتے ہین انسان کبیر یعنی عالم کے لیے ایسے ہین جیسے انسان کے لیے قوی ہین
انتہے) صاف کہ رہا ہے کہ ملائکہ عالم کے لئے بمنزلہ قوی کے ہین نہ یہ کہ در اصل ملائکہ کا کوئی وجود جُداگانہ نہین خود عالم کے قوی جاذبہ و
نامیہ وغیرہا ہی ملائکہ ہین سید بہادر یہ قول شیخ رض کا اُس دلیل ثبوت ملائکہ کیطرف اشارہ ہے کہ جسکا ہمنے شروع فصل مین ذکر کیا تھا
یعنی اس عالم کو مبدء فیاض سے بتوسط ملائکہ فیضان ہوتا ہے اور ہر جزء عالم پر ایک فرشتہ موکل ہے کہ جسکو رب النوع کہتے ہین جو کچھ
عالم مین تصرفات ہوتے ہین وہ سب ملائکہ کی معرفت ہوتے ہین اسی وجہ سے حضرت شیخ ملائکہ کو انسان کبیر یعنی عالم کے لیے بمنزلہ
ارواح کے کہتے ہین اب اس سے ملائکہ کا ثبوت پایا گیا نہ کہ نفی آپنے شیخ کے کونسے جملہ سے یہ سمجھ لیا کہ ملائکہ کے لئے وجود جداگانہ نہین؟
اب کان کھول کر سنیئے یہ کلام ہمارے مدعا کو مفید ہے چند وجہ سے (**اول**) یہ کہ حضرت شیخ انسان کبیر یعنی عالم کو انسان کے ساتھ تشبیہ دیتے ہین

لے وہ تصرف بیجا یہ ہے کہ شیخ نے یون فرمایا کہ فکانت الملائکۃ لہ کالقوی الروحانیۃ والحسیۃ آپنے یہ جملہ اپنی طرف سے شیخ کے کلام کو اپنے موافق کرنیکے لیئے بڑھا دیا یعنی
یہ قولہ وہ قوی جنکو ملائکہ کہتے ہین انتہے حالانکہ شیخ کے کسی جملہ کا یہ مطلب نہین کہ وہ قوی جنکو ملائکہ کہتے ہین علاوہ اسکے شیخ ملائکہ کو قوی سے تشبیہ دیتے ہین پھر
اگر وہ ملائکہ کو قوی کہدین تو مشبہ اور مشبہ بہ کا ایک ہونا لازم آجاوے جو بدیہی البطلان ہے ۱۲ منہ

اور جسطرح اسمین قوی ہین اسیطرح ملائکہ کو عالم کے لیے بمنزلہ قوی کے کہتے ہین (دوم) اگر ملائکہ سے مراد قوی ہون تو مشبہ اور مشبہ بہ کا اتحاد لازم آوے جو بدیہی البطلان ہے اور یہ قول حضرت شیخ کا فالملائکۃ کالقوی درست نہوے (سوم) اگر یہ تشبیہ بھی نہ لحاظ کیجاوے تو تب بھی یہ کوئی قرینہ صارفہ ایسا نہین ہوسکتا کہ جس سے اُن آیات کو (کہ جن مین ملائکہ کا وجود جداگانہ اور اُنکے افعال مذکور ہین) مجاز پر محمول کیا جاوے اور تمام کتب سماویہ اور احادیث نبویہ کو تحریف کیا جاوے (چہارم) صوفیہ کرام بعد تسلیم کرنے معانی ظاہرہ قرآن مجید کے اُسمین سے اشارۃً حقائق و معارف پیدا کرتے ہین اُنسے کوئی یہ نہین کہہ سکتا کہ قرآن کے معانی ظاہرہ مراد نہین کیا حضرت یعقوب یوسف کے قصہ کو روح و نفس پر محمول کرنیسے حضرت یعقوب یوسف کے وجود کی نفی ہوسکتی ہے؟ حاشا وکلا اور اگر یہی ہو تو پھر قرآن و احادیث کا کچھ بھی اعتبار نرہے شریعت کا کوئی مسئلہ ثابت نہوسکے (پنجم) اگر ہم سید صاحب کے فہم رسا کے موافق حضرت شیخ کے کلام کا یہی مطلب تسلیم کرلیوین تو پھر سید صاحب کے حق مین اچھا نہووے کیونکہ بڑے زور شور سے سید صاحب ملائکہ کو صفات باری کہہ چکے ہین اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کو کبھی وحی اور کبھی ملکۂ نبوت باعث وحی بنا چکے ہین پھر اب اُنکو قوی عالم کہنا (جو صفات باری[1] سے مغایر ہین) اجتماع الضدین کا قائل ہونا ہے

[قولہ] صفحہ ۱۵ پس شیخ اور اُنکے متبع بھی ملائکہ کا اطلاق صرف قواے عالم پر کرتے ہین الخ **اقول** سید صاحب ابھی ایسی بات منہ سے نکالنا بڑی شرم کی بات ہے ضد کرنا اہل انصاف کی شان سے بعید ہے **قولہ** صفحہ ۱۵ شیطان کی نسبت تو قیصری شرح فصوص مین نہایت صاف صاف وہی بات لکھی ہے جو ہمنے کہی ہے اُسمین لکھا ہے کہ بعض نے یہ بات کہی ہے کہ انسان کبیر یعنی عالم مین جو قوت وہمیہ کلیہ ہے وہی ابلیس ہے۔ اور ہر ایک انسان مین جو قوت وہمیہ ہے وہی ابلیس کے ذریات ہین **اقول** اسکا وہی جواب ہے جو اب بیان ہوا اُسکو غور سے پڑھیے **قولہ** خدا نے فرمایا ہے کہ جو وسوسے دلمین آتے ہین ہم اُنکو جانتے ہین **اقول** اس سے شیطان معہود کی نفی کیونکر سمجھی گئی **قولہ** اور فرمایا ہے کہ نفس ہی برائی کرنیکو کہتا ہے **اقول** یہ لفظ ہی جو نفس کے بعد آپنے زیادہ کیا وہ بے اصل ہے۔ اِس سے بھی نفی شیطان کی نہین ہوتی **قولہ** آنحضرت صلعم نے یہی فرمایا ہے کہ سب دشمنون سے زیادہ دشمن بڑا نفس ہے جو تیرے پہلو مین ہے اور آنحضرت صلعم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ شیطان انسان مین خون کی طرح چلتا ہے **اقول** ان احادیث سے بھی کسی طرح نفی نہین پائی جاتی علاوہ پہلے جواب کے بیان ایک اور [illegible] ملاحظہ فرمائیے۔ کیا ان احادیث و آیات[2] کلام قیصری کا دوسرا محمل صحیح نہین نکل سکتا کیا اُنسے مراد قوت وہمیہ نہین ہوسکتی؟ [illegible] قوت وہمیہ کو شیطان اور ابلیس اور ہر شخص کی قوت وہمیہ کو ذریات ابلیس استعارہ کے طور پر نہین کہہ سکتے؟ کیا اِس استعارہ کیلئے وصف جامع اضلال و اغوا نہین پایا جاتا یا قرینہ صارفہ آیات مذکورہ بالا نہین ہوسکتین؟ اگر اِس علاقہ تشبیہ سے قوت وہمیہ کو شیطان کہنے سے آپ حقیقی شیطان یعنی شخص معہود سمجھ بیٹھے تو آپکو لازم ہے کہ ہم جب زید کو شیر کہین تو آپ حقیقی شیر کے وجود کی نفی کرین اور

[1] [illegible] صفات باری اور قوی عالم کبھی ایک چیز نہین ہوسکتی مثلاً منجملہ قوی عالم کے نباتات مین ایک قوت غاذیہ یا مولدہ پائی جاتی ہے کہ جس سے ہر درخت اپنی غذا حاصل کرتا اور اپنا [illegible] پیدا کرتا ہے اب کوئی ذی شعور اس قوت غاذیہ اور مولدہ کو صفات باری نہ کہیگا ورنہ لازم آوے کہ خدا تعالی غذا کھاتا اور بچے جنتا ہے تعالی اللہ عن ذلک

[2] [illegible] شاید یا دراسا سے مغالطہ پڑگیا کہ شیطان اور جبرئیل کی نسبت تلبیس القا کرنا اور خون کی مانند بدن مین سرایت کرنا اور ملائکہ کی نسبت تدبیر عالم کرنا مذکور ہے اور یہ باتین آپنے [illegible] قوی کے خواص مختصہ مین سے شمار کیے گئے ہین اِسلیے آپکو شبہ ہوا کہ شیطان اور جبرئیل اور ملائکہ قوی ہی کا نام ہے پھر اس خیال کو آپنے یہانتک بڑھایا [illegible] آیات مین ان چیزونکا بصراحت ذکر ہے اُنکو آپنے یہود کی تقلید سمجھا۔ حالانکہ آپکا خواص مختصہ سمجھنا غلط ہے کیونکہ مجردات یا لطیف الجسم چیزونسے یہ سب باتین ممکن ہین [illegible] کے حواریون پر کس طرح روح القدس کا ظہور ہوتا تھا کہ وہ غیر زبانون مین کلام کرنے لگتے تھے ۱۲ منہ

رنبدہی کو حقیقی شریر قرار دیوین **قولہ** صد۵۲ غرضکہ تمام محققین اِسبات کے قائل ہین کہ اُنہین قوی کو جو انسانمین ہین جن کو نفس اماّرہ
قوی بہیمیہ سے تعبیر کرتے ہین یہی شیطان ہے **اقول** تمام محققین سے آپکی مراد حقہ پینے والے ہونگے ورنہ اہل تحقیق تو کیا ذراسی عقل والے بھی ایسی
بے اصل بات نہ کہینگے پھر ایسی ہی بے بنیاد بات پر یہ غل تھا کہ تہذیب الاخلاق کے پرچے کے پرچے اسبار و مین سیاہ کر دیے اور تفسیر القران
کو انہین مضامین سے بھر دیا۔ جناب عالی یہ تو آپکا پُرانہ خیال راسخ ہے آپ اس غلطی سے کا ہیکو باز آئینگے **قولہ** صد۵۲ اصل یہ ہے کہ ان آیتون

مین خدا تعالی انسان کی فطرت کو اور اُسکے صدمات کو بتلاتا ہے اور جو قوی بہیمیہ اُسمین ہین اُنکی بُرائی یا اُنکی دشمنی سے اُسکو آگاہ کرتا
ہے مگر یہ ایک نہایت دقیق راز تھا جو عام لوگون کی اور اونٹ چرانے والون کی فہم سے بہت دور تھا الخ - آپ ان چیزون کے منکر اور ماول
ہو کر دلمین خوش ہوگئے کہ یہ خیالات پیدا کرنا میرا ہی حصہ ہے کسی اہل سلام کو یہ باتین کبھی نصیب نہوئی ہونگی۔ اور آپکے متعقد بھی
یہی خیال کرکے آپکے خیالات کو واجب الایمان سمجھتے ہین ؎ خواجہ پندارد کہ دارد حاصلے ٭ خواجہ را حاصل بجز پندار نیست ہمہ
تحقیقات جناب کا یہ حال ہے کہ وہ ملحدون اور دہریون اور بعض حکماء یونان کے پُرانے خیالات ہین کہ جو اُنکی کتابون میں ابتک موجود ہین
اور کچھ اسوقت کے پادریون اور لامذہبون کے اعتراضات ہین مگر آپنے اُنکو ذرا بدلکر لکھا ہے اور اُنکے ثبوت مین یہ کمال ضرور کیا ہے کہ قران
و احادیث وکلام قدماء کو محرف کرکے کم علم لوگونکو شک مین ڈالدیا ہے حالانکہ یہ الحاد اور بے دینی کی باتین آپسے صدہا سال پیشتر
مشہور ہوچکی ہین - علماء اسلام نے اُنکے جواب شافی دیئے ہین - اور اس زمانے مین جو کچھ دہریون کے خیالات انگریزی اور فرانسیسی
اور جرمنی اور عربی زبان مین بذریعہ کتب و اخبارات جو کچھ یورپ میں مشتہر ہوئے اور ہورہے ہین اُنسے بھی اہل سلام غافل نہین ہین اور اُنکے شکن
جواب جو اسلامیون نے دیے ہین اُنکا عشر عشیر بھی حضور کے کان تک نہین پہنچا کچھ تنہا آپ ہی نے یورپ کی سیر نہین کی ہے اور آپ تو
اچھی طرح نہ عربی قدیم جانتے ہین نہ جدید نہ یونانی نہ عبرانی نہ یورپ کی اور زبانون مین دستگاہ رکھتے ہین پھر جو کچھ آپکا مایۂ تحقیقات ہے فقط وہ
خود پسندی اور عجب ہے۔ اسوقت آپ جن جن چیزونکا انکار کررہے ہین اُنکا ... اول مین نشان بتائے دیتا ہون آپکو یہان
ان چند چیزون کا انکار ہے (۱) وجود ملائکہ کا عموماً جبرئیل و میکائیل کا خصوصاً اور اُنکے افعال اور مسخر ہونے وغیرہ باتونکا انکار (۲)
شیطان کا انکار (۳) حضرت آدم علیہ السلام کا انکار (آپ آدم سے مراد نوع انسانی رکھتے ہین (۴) حضرت آدم کو ملائکہ کے سجدہ کرنے اور شیطان
کے تکبر کرنیکا انکار بلکہ اس قصہ کو آپ انسان کے قوی کے جذبات اور قوت بہیمیہ کے تمرد پر محمول کرتے ہین (۵) حضرت آدم علیہ السلام
جنت مین رہنے پھر بسبب گناہ کے وہانسے نکالے جانیکا انکار (۶) جنت اور اُسکے نعماء کا انکار علاوہ انکے اور خاص خاص چیزونکا بھی آپنے
انکار کیا ہے جیساکہ کل انبیاء کے معجزات اور اُنکے خرق عادات چنانچہ ان باتون کا ہم اپنی تفسیر مین ہر موقع پر ذکر کرکے جواب
باصواب دینگے (اول) تو یہ یاد رکھیے کہ صدہا برس سے اہل سلام مین یہودی اور مجوسی اور دیگر مذاہب کے لوگ بلباس سلام جبہ
رہتے ہین اور پیرایۂ اسلام مین ہزارون بدعتین ایجاد کرتے آئے اور قرآن و حدیث کے عمدہ مطالب کا انکار تاویلات کے پیرایہ مین کرتے ہین اور
اسیطرح بہت سے ملحد لوگ فلسفی تقریرون مین مسلمان کہلاکر اصول اسلام کے قلع و قمع مین دریغ نہین کرتے اور ہمارے اس دعوی کے
دو شاہد عدل ہین (اول) یہ کہ جب سے ایسے لوگ اسلام مین آئے تب ہی سے مسلمانونمین اختلاف واقع ہوا اور مذاہب مختلفہ پیدا

Marfat.com

ہوگئے اب ہر ایک فریق غالی کے اعتقادات کو دیکھ لیجیے کہ اُنمین ہنوز الحاد اور مجوسیت اور یہودیت اور نصرانیت اور فلسفے کی بو آتی ہے
کہ جس سے یہ بات صاف معلوم ہوتی ہے کہ ان مذاہب کے موجد برائے نام مسلمان تھے (دوم) بعض کتب سے بھی یہ بات ثابت ہوتی ہے چنانچہ
دبستان المذاہب کے صفحہ (۳۰۸) مین آخشون کی نسبت یون لکھا ہے کہ صاحبان این مذہب ہمہ با اہل اسلام آمیختہ اند و بکسوت ایشان جلوہ گر اند
نام مسلمانان ہم دارند و نام دیگر بر کیش خویش اور اسیطرح مزدکیون کی نسبت صفحہ ۱۳۴ مین لکھا ہے کہ اکنون مزدکیان در لباس گبری
نیستند در میان اہل اسلام پنہان شدہ رہ سپر کیش خویش اند اور کتاب ساتیر کے چودہوین نامہ مین اسبات کی پیشین گوئی کی ہے کہ مسلمانون
مین جب باہم خصومت پیدا ہوگی تو ایرانی لوگ مذہب اسلام مین داخل ہوکر اپنے قدیم مذہب کی باتونکو یہانتک رواج دینگے کہ اصل اسلام
برائے نام باقی رہجاویگا - یہ بات تو ہمنے بھی اپنی آنکھ سے دیکھ لی - جب آپکو یہ بات معلوم ہوگئی تو مین انجناب صاحب کے عقائد مذکورہ کا
حوالہ دیتا ہون دبستان المذاہب کی تعلیم اول قواعد زردشتیون کے بیان مین لکھا ہے کہ ملائکہ سے مراد صفات حمیدہ مین صفحہ (۱۲۶) اور اسیطرح اعمال تشرعہ
سنود کے بیان مین لکھا ہے کہ جہنم کے طبقات اور جنت کے درجات اور اعمال کی جزاء و سزا محض خیالی باتین ہین صفحہ (۱۴۷) دبستان المذاہب کے صفحہ (۳۴۳) نظر اول مین عقائد حکماء
مین یون لکھا ہے کہ سپیلن روح بہ بدن راندن آدم ہست از بہشت تمیل بدن فرمان بردن حوا و کردار نکوہیدہ خوردن شجرہ منہیہ تا خشم و طاؤس شہوت است
و گفتہ اند ابلیس عبارت از قوت وہمی کہ پیرو محسوسات است و عالم معقولات را منکر است و با قوت عقلی در ستیزد - وآنچہ در شرع آمدہ کہ ہمہ
فرشتگان آدم را سجدہ کردند مگر ابلیس اشارت است باین معنی کہ ہمہ قوائے جسمانی کہ فرشتگان ارضی اند مطیع روح آدم اند مگر قوت وہمی کہ
سرکش است انتہی یعنی آدم کا جنت سے نکالا جانا رمز ہے اسبات کیطرف کہ اُنکی روح بدن مین ڈالی گئی یعنی آدم کی روح کا اُنکے بدن مین پہونچنا
جنت سے نکالا جانا ہے اور مراد حوا کی فرمانبرداری سے بدن کیطرف میلان کرنا ہے شجرہ منہیہ کھانے سے مراد بد خصلتین ہین اور سانپ سے
مراد غصہ اور مور سے مراد شہوت ہے - اور شیطان سے مراد قوت وہمیہ ہے کہ جو عالم معقولات کی منکر اور محسوسات کی پیرو اور عقل سے معارضہ
کرنیوالی ہے اور یہ جو شرع مین آیا ہے کہ فرشتون نے آدم کو سجدہ کیا اور ابلیس نے نکیا تو اس سے یہ مراد ہے کہ قوائے جسمانی جو زمین کے فرشتے ہین
آدم کی روح کے مسخر ہوگئین اور قوت وہمیہ نے سرکشی کی اسی طرح فرقہ صادقیہ جو مسیلمہ کذاب کا پیرو ہے اُنکے حالات دبستان المذاہب کے صفحہ ۲۹۹
مین یون لکھے ہین کہ مسیلمہ کذاب جس کتاب کو آسمانی کہتا تھا اُسکی دو جلد ہین پہلی کا نام فاروق اول دوسری کا نام فاروق دوم ہے اُسمین
لکھا ہے کہ کوئی شیطان نہین ہے اور نہ خدا کسیکو غیر اللہ کے لئے سجدہ کرنیکا حکم دیسکتا ہے انتہی - کتاب الملل والنحل محمد بن عبد الکریم شہرستانی[۵۱]
مطبوعہ مصر کی جلد دوم صفحہ (۸۶) مین عقائد حکماء مشائین کے بیان مین یون لکھا ہے - کہ جن لوگونکو قوت قدسیہ نصیب ہوتی ہے (یعنی
انبیاء) اُنکی قوت خیالیہ اس درجہ کی قوی ہوجاتی ہے کہ وہ اپنے ادراکات کو بصورت جمیلہ دیکھتے اور اُنکا عمدہ کلام سنتے ہین یعنی در اصل
نہ کوئی فرشتہ ہوتا ہے نہ کوئی آواز یا کلام اُنکو سنائی دیتا ہے بلکہ محض اُنکے وہ معلومات (جو اُنکو مبدء فیاض سے عطا ہوئے ہین) کسی عمدہ
شکل مین نظر آتے اور نہایت عمدہ دلچسپ کلام کرتے ہین - پس وہ فرشتہ جو نبی (علیہ السلام) کو دکھلائی دیتا تھا وہ یہی تھا اور وہ وحی
اور الہام یہی آواز تھی سید صاحب نے اسی بات کو کس بُرے عنوان سے بیان کیا ہے اور انبیاء کو مجنونون سے تشبیہ دیکر کس گستاخی کے مرتکب ہوئے
ہین ؟ اسیطرح کتاب الملل والنحل کی جلد دوم صفحہ (۶۷) مین بعض حکماء کا جنت کی نسبت یون عقیدہ لکھا ہے کہ نبی لوگونکو آخرت کی ترغیب دیا کرتے

[۵۱] یہ شخص بڑا فاضل بلکہ حکماء اسلام مین شمار ہے اسکی وفات ۵۴۸ھ ہجری مین ہوئی ہے ۱۲ منہ

Marfat.com

ہین اور وہانکے ثواب عقاب لوگون لوگون کے اطمینان قلب کے لئے بتلاتے ہین اور درحقیقت وہ ایک امر مہمل ہے کہ نہ کسی آنکھ نے دیکھا
نہ کان نے سنا۔ اور اول جلد کے صفحہ ۴۰ مین بعض اہل ہوا کا یہ عقیدہ لکھا ہے کہ اُنکے نزدیک سوائے عالم محسوس کے اور کوئی عالم نہین اور انکا
اپنے ذہن صافی اور فطرت سلیمہ پر (جسکو سید صاحب نیچر کہتے ہین) اعتماد کلی ہے (نہ وہ جن کے قائل ہین نہ فرشتون کے نہ کسی امر خارق عادت کے)
اور اس گروہ کا نام طبیعہ دہریہ ہے۔ اور انمین جو بعض لوگ کسی قدر ترقی یافتہ ہین وہ یہ کہتے ہین کہ شریعت اور اُسکے احکام حرام وحلال مصلحت
عباد اور رفاہ بلاد کے لئے رفارمر لوگون نے اپنی طبیعت صافیہ سے مقرر کر دیے ہین۔ اور وہ جن روحانی چیزونکی خبر دیتے ہین جیساکہ لوح وقلم
وعرش وکرسی ملائکہ وغیرہا سو وہ درحقیقت اُنکے خیالات ہین کہ جنکو وہ جسمانی صورتون کے ساتھ تعبیر کرتے ہین اور اسیطرح آخرت کے احوال جنت
اور حور وقصور اور نہر ومیوجات جو وہ بیان کرتے ہین محض عوام کی طبیعتونکو رجوع کرنیکی باتین ہین اسیطرح دوزخ اور اُسکے عذاب طوق وغیرہ
بھی لوگونکو ڈرانیکے لئے بیان کرتے ہین کہ اُنسے ڈر کر اُن امور مصلحت پر کہ جنکو اُنہونے واجب وفرض بتایا ہے چلین اور جن نامناسب چیزون
سے کہ مصلحت وقت جانکر منع کیا اور حرام ومکروہ کہا بچین ورنہ عالم آخرت مین جو کہ علوی عالم ہے صور جسمانی اور اشکال جرمانی کہان
اور یہ تو عام حکماء مشائین کا عقیدہ ہے کہ عالم قدیم ہے اور اسمین جسقدر الواع ہین وہ بھی سب قدیم ہین چنانچہ نوع انسانی بھی قدیم
اُنکے نزدیک بات (کہ ابتداء نوع انسان کی حضرت آدم علیہ السلام سے ہے) محض غلط ہے چنانچہ اسی کتاب ملل ونحل کی اخیر جلد مین
اور اسکے سوائے اور کتب الٰہیات مین اسکی تصریح ہے اب رہے انبیاء علیہم السلام کے معجزات تو اُنکی تو صدہا آدمی منکر ہین ایسے لوگون کے
حالات سے یہی کتابین اور دبستان المذاہب وغیرہ بھری پڑی ہین۔ اور جلال الدین اکبر بادشاہ دہلی کے روبرو تو بڑے زور کے ساتھ ایک
بڑے دہریہ نے بمقابلہ اہل اسلام واہل کتاب حضرت موسیٰ کے معجزہ عبور قلزم کا انکار کیا تھا چنانچہ دبستان المذاہب مین اسکی خوب تصریح
ہے۔ اب فرمایئے سید صاحب آپنے وہ کونسی نئی بات ایجاد کی ہے ایسے ایسے خیالات کے لوگ ہر زمانہ مین کرتے آئے ہین اور یہ کی نسبت اعتراضات
کرتے آئے ہین اور اُنمین سے مہذب لوگون نے ان اعتراضات کو تاویلات کے پیرایہ مین ... ہے ہر طور رد عاد احد ہے۔ اب ہم آپ کے
اس قول کی شرح کرتے ہین **قولہ** اصل یہ کہ ان آیات مین الخ ٭ جناب عالی اگر آپکی یہ مراد ہے کہ قرآن مجید کی عبارت کے دو پہلو ہین ایک ظاہر
دوسرا باطن جیساکہ صحیح حدیث مین آیا ہے اور آپ باطنی پہلو اس امر کیطرف اشارہ کرتے ہین جیساکہ صوفیہ کرام قصہ یوسف زلیخا سے
اور اور نکات مراد لیا کرتے ہین چنانچہ حضرت شیخ محی الدین ابن العربی نے اپنی کتاب فتوحات مکیہ مین ایسے ایسے حقائق ودقائق نکالے ہین
تو آپکا یہ فرمانا کہ یہ ایک نہایت دقیق راز تھا جو عام لوگون کے اور اونٹ چرانے والے لوگون کے فہم سے بہت دور تھا الخ بجا ہے ہمارا بھی
اسپر صاد ہے۔ اور اگر یہ مقصود ہے کہ اس کلام سے محض یہی معنی ہین اور ظاہر عبارت قرآن سے جو کچھ مفہوم ہوتا ہے (کہ آدم کو خدا نے پیدا
کرکے طرح طرح کے علوم سے آراستہ کیا اور پھر فرشتونکو سجدہ تعظیم کا حکم دیا شیطان کے سوا سب نے سر تعظیم جھکایا اور آدم کو مع اُسکی زوجہ کے
جنت مین رہنے کا حکم دیا پھر وہ بسبب اغواء شیطان کے جنت سے نکالے گئے الخ) وہ مہمل باتین اور بیہودہ خیالات کا اعادہ ہے تو یہ کلام آپکا
سراسر غلط ہے بچند وجہ (۱) یون کہ آپ خود تفسیر سورۂ آل عمران کے صفحہ ۳ مین فرماتے ہین **قولہ** قرآن مجید تمام لوگون کی ہدایت کیلئے نازل
ہوا ہے اُسکا مقصود یہ ہے کہ جسطرح ذی علم دانشمند اُس سے ہدایت پاوین اسیطرح جاہل ونادان عوام بھیڑون اور بکریون اور اونٹون کے چرانیوالے

ف یعنی ناصحین و واعظین ۱۲ منہ

بھی ویسی ہی ہدایت پاوین الخ قولہ جن پر آیات تتشابہات کا اطلاق ہوتا ہے اگر اسکے ایک پہلو پر خیال کرو تو اُس سے وہ مطلب پایا

جاتا ہے جو عوام کے خیالات الخ کے مناسب ہوتا ہے الخ اب ذرا آپ ہی انصاف فرماوین کہ جب آپکے نزدیک آیات متشابہات مین بھی ظاہری معانی ہر ایک کی سمجھ کے موافق ہونے ضرور ہین تو آیات محکمات کو بالخصوص اُن مضامین کو کہ جن کو بیشمار مواضع مین نئی نئی عبارت سے بیان کیا گیا ہے یہ امر از حد ضرور ہے کہ اُسکو عوام لوگ بھیڑ اور بکری اور اونٹ چرانیوالے سمجھین پھر جب وہ معما، جو آپنے قرار دیا ہے اُسکو سوائے آپکے کوئی بھی نہین سمجھتا نہ عالم نہ جاہل تو اُسکے غلط ہونے مین کیا شبہ باقی ہے؟ (۲) یہ معما، جو آپنے قرار دیا ہے اُسکو قرآن مین تخمیناً دس بارہ سورتون مین مختلف طور پر مختلف الفاظ سے بیان کیا ہے اور ایک آیت نہین رکوع رکوع کے اسی بیان مین ہین حالانکہ اُنمین کسی جگہ سے کوئی ایسا قرینہ لفظیہ یا معنویہ آپنے نہین بیان کیا کہ جو ان عبارات کے حقیقی معنی پر محمول کرنیسے مانع آوے پس جب ایسا کوئی قرینہ نہین تو حقیقی معنی کا انکار کرنا محض سینہ زوری بلکہ خدا پاک کے کلام کی تکذیب ہے (۳) اس قدر آیات مین خدا نے اُس قصہ کو طول دیا اور پہلی کتابون مین بھی پہلے انبیاء کی معرفت اسیطرح بیان کرتا گیا پھر کیا خدا کو وہ صاف مطلب (جو آپ کیسے انسان بے بنیان نے تھوڑی سی عبارت مین اسطرح بیان کر دیا کہ جسکو عالم و جاہل سب سمجھنے لگے) بیان کرنا نہ آیا؟ پھر آپ کس بنیاد پر قرآن کو فصیح بلیغ کہتے ہین؟ اُسکے مصنف سے تو معاذاللہ آپ ہی زیادہ فصیح و بلیغ ہین کہ جسنے ہزارہا سال کے ایک ایسے معما کو جو خدا سے کبھی بیان نہ کیا گیا تیرھوین صدی مین بیان کر دیا تعالی عن ذلک علواً کبیراً (۴) اس بات کو ہر ذی عقل تسلیم کرتا ہے کہ ہر کلام کو کما ینبغی اُسکا متکلم سمجھتا ہے کیونکہ اُسنے کلام مین صراحۃً یا اشارۃً جو کچھ اُسنے مراد رکھی ہے اُسکو وہی خوب جانتا ہے اور یہ بات اور ہے کہ اُسکے مقصود اصلی کے علاوہ کوئی طباع آدمی اور نئے نئے احتمالات اپنی طرف سے پیدا کر دے۔ بعد اُسکے وہ خوب سمجھتا ہے کہ جو اُس کلام کا مخاطب ہے بشرطیکہ اُسکو فہم سلیم ہو اور زبان دان بھی ہو پھر اُسکے ہمزبان و ہمزمان خصوصاً وہ لوگ کہ جو کلام کے خارجی احوال پر بھی واقف ہون اور متکلم کی عادات و خو بو و طرز سخن سے ماہر ہون اُسکے بعد عام اہل زبان سمجھتے ہین۔ اب ہم جناب خانصاحب بہادر سے پوچھتے ہین کہ قرآن مجید کلام خدائے پاک ہے اور مخاطب بالذات حضرت پیغمبر علیہ السلام اور ہم زبان و ہمزمان صحابہ کبار اور اہل زبان عرب العربا ہین۔ آپ انصاف کی نظر سے فرمایئے کہ یہ تاویلین جو ہین کہ رہا ہون صحیح ہین یا نہین؟ پس جب صحیح ہین تو آپ کو بعد دعوی کرنے اس معما کے یہ ضرور تھا کہ ان مطالب کا ثبوت جنکے آپ قائل ہین یا تو خود خدا پاک کے کلام سے بصراحت ثابت کرتے یا اُسکے مخاطب بالذات پیغمبر علیہ السلام سے بروایت صحیحہ ثابت کر دیتے کہ آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے ان آیات کے یہ معنی بیان فرمائے ہین ادنی درجہ کہ ساری عمر مین کبھی بھی آنحضرت نے کسی شخص کو اس معما کی خبر دی ہو یا آپ کسی صحابی کی تفسیر سے یہ معنی ثابت کر دیتے ورنہ خیر کسی محقق زبان دان عرب العربا مفسر ہی کے قول سے ثبوت پہنچا دیتے۔ جب یہ نہین تو زید و عمرو کی تاویلات کی نصوص قرآنیہ کے مقابلہ مین کیا وقعت ہے؟ قولہ صہ۸۲ تا کہ ہر کوئی خواہ کنگ

فطرت کا راز سمجھے خواہ فرشتون اور خدا کا مباحثہ خواہ شیطان و خدا کا جھگڑا اصلی مقصد حاصل کرنیسے محروم نہ رہے الخ یہان تو آپ صاف اقرار کرتے ہین کہ جو اس آیت کے ظاہری معنی سمجھے گا اُسکا بھی مقصد حاصل ہو جاویگا پس جب آپنے ظاہری اور حقیقی معنی کو مقصد قرآن کہا تو پھر یہ کہنا قولہ اذ قال ربک للملائکۃ کو بھی اُنہون نے ویسا ہی سمجھا اور آدم و شیطان کا قصہ بنا لیا الخ اقرار کرکے

انکار کرنا ہے مگر اس خود پسندی کا کیا ٹھکانا ہے تمام عالم کا خلاف بلا دلیل کرنا اور پھر اُسکو حق الیقین سمجھنا آپ ہی کا کام ہے قولہ ۹۵
آدم کے لفظ سے وہ ذات خاص مراد نہین ہے جسکو عوام الناس ور مسجد کے ملا باوا آدم کہتے ہین بلکہ اُس سے نوع انسانی مراد ہے
تفسیر کشف الاسرار وہتک الاستار مین لکھا ہے وما المقصود بآدم آدم وحدہ الخ **قول** یہان سے یہ تو معلوم ہوا کہ آپکی عادت مین داخل بات
ہے کہ جہان آپکے خیالات کی تائید مین کوئی قول بھی کسی شخص کا آپکو ملتا ہے خواہ وہ کیسا ہی کیون نہو اور خواہ آپکے مدعا کے لئے
بنظر غور مخالف ہی کیون ہو مگر ذرا سا لگاؤ ہونا چاہئے آپ بے سمجھے بوجھے اُسکو نقل کر دیتے ہین اور جہان آپکو کوئی قول بھی نہین ملتا
تو آپ وہان تنہا رہجاتے ہین اور اگر آپکے برخلاف اُسی قائل کا قول بلکہ صریح آیت و احادیث بھی ہون تو نہین مانتے۔ یہ بات انصاف
سے نہایت بعید ہے۔ جناب عالی آپنے جو یہان وجود آدم علیہ السلام کا انکار کیا کس دلیل سے کیا مگر دلیل کہان محض بنا خیال۔ اور اِس قول
کا یہ جواب ہے کہ اول تو یہ بات خوب معلوم نہین کہ صاحب کشف الاسرار کس مرتبے کے شخص ہین آیا ایسے بھی ہین کہ اُنکے قول سے قرآن کی
آیت متروک ہوسکتی ہے؟ دوم صاحب کشف الاسرار حاشا وکلا یہ نہین کہتے جو تم سمجھے ہو یہ انکار آدم اہل اسلام مین بتقلید فلاسفہ آپکی
ایجاد ہے بلکہ وہ یہ کہتے ہین کہ ما المقصود بآدم آدم وحدہ کہ اس جگہ لفظ آدم سے صرف آدم نہ مراد لینا چاہیے بلکہ اُسکی ذریت بھی اب
یہان سے آدم کی نفی کیونکر سمجھی گئی؟ آپ کو کوئی یون کہے کہ آپ اکیلے مراد نہین بلاشک آپ اِس کلام سے یہ سمجھین گے کہ آپ بھی اور
آپکے ساتھ اور بھی مراد ہین نہ یہ کہ آپ مراد ہی نہین۔ آپ وجود آدم کا کہان تک انکار کرینگے قرآن مجید مین بہت آیات سے حضرت آدم کا
وجود جداگانہ پایا جاتا ہے منجملہ اُنکے یہ آیت ہے (۱) وَبَدَءَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ
اسمین صاف تصریح ہے کہ آدم کو مٹی سے بنایا اور اُسکی اولاد کو منی سے بنایا اگر حضرت آدم کوئی شخص خاص نہین تو پھر یہ نوع انسانی
کیونکر صادق آسکتا ہے کہ نوع انسانی کو مٹی سے اور اُسکی نسل کو نطفہ سے پیدا کیا اس لیئے کہ تمام نوع اسبات مین برابر ہے اور پھر نوع کی
نسل کیا معنی رکھتی ہے؟ (۲) يٰۤاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا [illegible] وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ الاٰیۃ اگر آدم سے مراد
نوع انسانی ہے تو اسمین مرد و عورت دونون شریک ہین لفظ آدم اِس تقدیر پر دونون کو شامل ہے پھر اُس نوع انسانی کی زوجہ کیا ہے
کہ جسکو انسان کے برابر خطاب مین ملحوظ رکھکر ہر جگہ تثنیہ کا صیغہ بولا ہے (۳) اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ اِس
آیت مین بھی تصریح ہے کہ جسطرح حضرت عیسٰی بے باپکے پیدا ہوئے ہین حضرت آدم بھی تھے اب سب سے زیادہ اِس بارہ مین آپکے مقابلہ
مین خود آپکا قول (جو تفسیر سورۂ ال عمران کے صفحہ ۲ مین ہے) کافی ہے **قولہ** کیونکہ حضرت آدم مٹی سے یا پانی سے پیدا ہوئے تھے اور نہ وہ
نو مہینے کسی عورت کے پیٹ مین رہے مثل ایسے انسانون کے جو نطفہ سے پیدا ہوتے ہین الخ (**سوال**) اگر آپ یہ فرماوین کہ حضرت آدم کے
وجود کا ہمکو انکار نہین البتہ اس قصہ مین تنہا آدم مراد نہین (**جواب**) یہ کہ پھر وہ کونسی وجہ ہے کہ جس سے آپ نے حضرت آدم کا مقصود ہونا
اِس قصہ مین رد کیا؟ پس اب آپ اِس قصہ مین کسی طرح آدم علیہ السلام کا انکار نہین کر سکتے اب آگئے آپ اِس قصہ کی نسبت فرمائیے
کیا فرماتے ہین؟ **قولہ** صفحہ ۵۷ مگر میرے نزدیک ہُم کی ضمیر انسانون کی طرف راجع ہے الخ گویا خدا تعالی نے تمام چیزون کے جاننے کی قوت
انسان مین اور اُسکی ذریت مین ودیعت رکھکر فرشتون سے کہا کہ تم سے بتاؤ تو کیا بتاؤگے انسان ہی ہین جو کچھ ودیعت کیا گیا ہے اُسے بتلا

جب آپکے نزدیک فرشتے سے قوی ملکوتیہ مراد ہین تو پھر آپنے سوال کرنا فضول ہے ۱۲ منہ

بتلادو جب وہ عاجز آئے تو خدا نے انسان سے کہا کہ تو ان حقائق و معارف کو جو فرشتوں مین ہین بتادے الخ۔ یہان چند غلطیان آپ سے سرزد ہوئین (۱) یہ کہ اگر ہم کا مرجع آدم ہین باعتبار نوعیت کے تو کیا ضمیر مفرد مناسب تھی؟ پس عرضہم کہنا تطویل بلا فائدہ تھی بجائے اسکے لفظ عرضہ نہایت مناسب تھا۔ اگر آپ یون کہین کہ معنی کی رعایت بلحاظ افراد نوع ضروری تھی تو آپ یا آدم اسکن انت مین کیا جواب دینگے پھر وہان کیون ان انواع کی رعایت کرکے اسکنوا نہ فرمایا؟ اور بالفرض اگر افراد کا لحاظ تھا تو کیا آدم کے ساتھ ایک فرد انکی زوجہ ہی تھی جو لفظ تثنیہ بولا گیا جس سے صاف معلوم ہوا کہ جنس یا نوع قطعاً مراد نہین ہو سکتی (۲) اسمار سے مراد آپکے نزدیک قوی ہین قولہ ان قوی کو جو اسمار کے لفظ سے تعبیر کیا الخ اور قوی کی آپکے نزدیک دو قسم ہین ایک قوی ملکوتیہ جنکو آپ فرشتے کہتے ہین دوسرے قوی بہیمیہ جنکو آپ شیطان کہتے ہین اور انسان سے مراد ان قوی کا مجموعہ لیتے ہین تو اس تقدیر پر ثم عرضہم علی الملائکۃ کے یہ معنی ہوئے کہ مجموعہ قوی ملکوتیہ اور بہیمیہ کو قوی ملکوتیہ کے سامنے کیا جس سے یہ لازم آیا کہ قوی ملکوتیہ کو قوی ملکوتیہ کے سامنے کرکے مباحثہ کرایا و فسادہ مما لا یخفی (۳) یا آدم انبئہم باسمائہم کے یہ معنی ہوئے کہ اے مجموعہ قوی ملکوتیہ و بہیمیہ تو انکو یعنی قوی ملکوتیہ کو قوی ملکوتیہ بتلادے کیونکہ آپ فرما چکے ہین کہ انبئہم اور اسمائہم مین جو ہم ضمیر ہے وہ فرشتونکی طرف راجع ہے الخ اب اس کلام کے مہمل ہونے مین کیا شک باقی رہگیا؟ (۴) انبئونی باسمار ہولار کے یہ معنی ہوئے کہ اے قوی ملکوتیہ تم مجھکو قوی ملکوتیہ ان چیزونکی بتلادو۔ اب ہولار جو اسمار کا مضاف الیہ وہ کیا چیز ہین؟ (۵) جب آدم مجموعہ قوی ہے تو اسکو اسکے قوی کے سکھلانیکے کیا معنی ہین؟ پھر یہ قول و علم آدم الاسمار کلہا محض بے معنی ہے (۶) جب فرشتے جزر آدم ٹھیرے اور اسکے قوی مین شمار کیے گئے تو پھر آپکا یہ فرمانا کہ فرشتون سے کہا گیا الخ محض بے معنی کلام ہے کیونکہ قوی کا امتحان کرنا اور پھر ان قوی کا حال انہین سے دریافت کرنا اور انکا اپنی ذات کے علم سے عاجز آجانا جو علم حضوری ہے کہ جس سے کوئی ذی عقل محروم نہین اور پھر آدم سے اسکے قوی کا حال دریافت کرکے پھر اسکے قوی کو ملامت کرنا اور الم اقل لکم انی اعلم کہنا اور ان قوی کا نحن نسبح بحمدک و نقدس لک کہنا ایک مجذوبون کی بڑ ہے کہ جسکو کوئی ذی عقل پسند نہین کرتا (۷) یہ آیت وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِكُ الدِّمَآءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ قَالَ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ باواز بلند کہہ رہی ہے کہ ملائکہ آدم کے وجود سے پیشتر تھے کیونکہ جب خداے پاک نے یہ فرمایا کہ ہم زمین مین اپنا خلیفہ پیدا کرنا چاہتے ہین ملائکہ نے بوجہ اسبات کے کہ وہ سرشت آدم سے واقف تھے یہ کہا کہ حضور ایسے شخص کو کہ جسکی سرشت مین فساد ہے اسکو خلیفہ بنانا چاہتے ہین اور ہم جو حضور کی تسبیح و تقدیس کرتے ہین ہمکو نہین بناتے اسمین کیا مصلحت ہے؟ پھر خدا نے آدم کو پیدا کیا اور اسکو ہر طرح کے علوم سے مشرف کرکے ملائکہ کے مقابلہ مین پیش کیا ملائکہ عاجز آکر اپنے قصور فہم کے معترف ہوئے۔ اس عنوان کلام سے جسکو ادنے سلیقہ عبارت فہمی کا ہوگا صاف جان جاویگا کہ ملائکہ آدم کی قوی نہین کیونکہ قوی کسی شخص کے اسکے وجود سے پیشتر نہین ہو سکتے دوم قوی خواہ زبان حال یا کلام فطرت سے یہ نہین کہہ سکتے کہ ہم مین خیر ہے ہمکو خلیفہ بنائیے اور جسکا ہم جزر ہین وہ مفسد ہے اسکو نہ بنائیے کیونکہ آدم کا مفسد ہونا اسکے قوی کا مفسد ہونا ہے اور آدم کو خلیفہ بنانا اسکے قوی ملکوتیہ کا بنانا ہے سوم وہ قوی ملکوتیہ کہ جسکی وجہ سے آدم کو شرف ہے اور جو اسکی خلافت کا باعث اعظم ہے جب وہ آدم سے بحیثیت غیریت علوم مین زائد نہو سکین اور کچھ بھی نہ بتا سکین تو پھر زبان حال سے کیا خاک قوی ملکوتیہ نے استحقاق خلافت جتلایا

۵۵ آدم کے جب مقابل ہرگز نہو سکی تو ۝ اے عقل بے حقیقت دیکھا کمال تیرا ۝ اسیطرح اگلی آیات ہمارے بیان کے لئے شاہد عدل ہیں

قولہ صلا اس قصہ مین چار فریق بیان ہوئے ہین ایک خدا دوسرے فرشتے (یعنی قوی ملکوتی) تیسرے ابلیس یا شیطان یعنی قوی بہیمی چوتھے

آدم یعنی انسان جو مجموعہ اُن قوی کا ہے اور جس مین عورت و مرد دونون شامل ہین الخ ۔ ان چارون باتون کا خیال ہے قولہ صلا الضا مقصود

قصہ کا انسانی فطرت کے زبان حال سے انسان کی فطرت کا بیان کرنا ہے الخ یعنی فطرت انسانی زبان حال سے اپنا دکھڑا رو رہی ہے

یہان ایک بات اور آپسے رہ گئی شاید دوبارہ جب آپکی تفسیر چھپے (خدانخواستہ) آپ اسکی صلاح کردین یا آپکے بعد کوئی آپکا سجادہ نشین اسکو

پورا کردے وہ یہ بات ہے کہ آپنے یہان چار فریق بتائے خدا ۔ آدم ۔ ملائکہ ۔ شیطان ۔ آدم ۔ اور ملائکہ اور شیطان کی تو آپنے تاویل کردی

اور کچھ کا کچھ مراد لے لیا ہے مگر چوتھے فریق خدا مین آپنے کیون تاویل نکی؟ یہان بھی دہریا پر اکرتی کہدیتے سارا جھگڑا ہی مٹ جاتا ۝

رموز مملکت خویش خسروان دانند کوئی مصلحت ضرور ہے کہ جس سے تاویل نکی اچھا آگے چلئے قولہ خدا جو سب کا پیدا کرنے والا ہے

گویا (یہ گویا اب کیا ہے) قوی ملکوتی کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ مین ایک مخلوق یعنی انسان کثیف مادہ سے پیدا کرنیکو ہون جو میرا نائب ہونیکے

قابل ہے جب مین اسکو پیدا کرچکون تم سب اسکو سجدہ کرنا الخ یہان آپکی توجیہ سے بھی یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ آدم کے پیشتر وہ قوی ملکوتی

موجود تھین کہ جن سے خدا نے کلام کیا اور آدم کے پیشتر اُنسے یہ فرمایا کہ جب مین اسکو پیدا کرچکون تو اُسکو سجدہ کرنا ۔ آپ انصاف فرمایئے کہ وہ

قوی ملکوتی آدم کا جز کیونکر ہوسکتی ہین آدم کے جملہ قوی خواہ ملکوتی یا بہیمی اُسکے پیدا ہونیکے بعد یا ساتھ اُسمین ودیعت کیگئی ہونگی

پیدائش پیں آپ کا چوتھا فریق کہ ملائکہ سے مراد قوی ملکوتی ہین شیخ چلی کے گھر کی مانند بن بنا کر بگڑ گیا یا نہین؟ قولہ اس مقام پر مخاطبین کو

اس بات کا کہ اُس مخلوق مین قوی بہیمی ہونگے عالم قرار دیا گیا ہے دکیا اُن مخاطبین کو یہ علم نہ تھا کہ اس مخلوق مین قوی ملکوتی بھی ہونگی اور جب

مخاطبین کون لوگ ہین؟ آدم تو بجمیع اجزائہ و قوائہ ہنوز پیدا ہی نہوا تھا قولہ اور بمقتضی فطرت اُن قوامی کے انہون نے کہا کہ کیا تو ایسے

خلیفہ کریگا جو زمین پر فساد مچاوے اور خون بہاوے اور قوی ملکوتی نے اپنی فطرت سے ... کہ ہم تو تیری ہی تعریف کرتے ہین اور تجھ پاک کو

یاد کرتے ہین الخ مگر جس تقدیر پر کہ یہ قوی ملکوتی آدم کا جز ہین تو کیا یہ جملہ وصفات جو قوی ملکوتی کے ہین حضرت آدم کے اوصاف نہین

ہوسکتے پھر یہ کہنا کہ ہم ایسے اور آدم ایسا اور ناحق کا تفوق ظاہر کرنا اُن قوی ملکوتی کی حماقت کی صریح دلیل ہے ۔ آپ قوی ملکوتی

کی تسبیح و تہلیل کے یہ معنی کرتے ہین قولہ جو قوی جس کام کے لیئے ہین وہی کام کرتے ہین کہ وہی اُنکی تسبیح اور تقدیس ہے قوت نامیہ

انما اور قوت ناطقہ نطق الخ کے سوا ، اور کچھ نہین کرسکتی الخ جب تسبیح و تقدیس کے یہی معنی ہین تو قوت بہیمی کہ جسکو آپ شیطان

کہتے ہین وہ کیا تسبیح و تقدیس نہین کرتی کیا قوی بہیمی غضبیہ و شہویہ غضب و شہوت کے سوا ، اور کچھ کرسکتی ہین؟ اس صورت مین ان

فرضی ملائکہ کی تسبیح و تقدیس مین خصوصیت دعوی بلا دلیل ہے اور اُنکا یہ قول نحن الخ کہ ہم ہی تیری تسبیح و تقدیس کرتے ہین جھوٹا دعوی ہے

قولہ انسان کی فطرت کا مخاطبین پر فطرتی تفوق ظاہر کرنیکو تمام کمالات نفسانی و روحانی و حقائق و معارف کو انسان کی فطرت

مین ودیعت کر کے (ان تمام کمالات نفسانی و روحانی مین قوی ملکوتی بھی ضرور شامل ہین کیونکہ بقول آپکے یہ مجموعہ مین داخل اور ایک جز

ہین) جسکو تعلیم اسماء سے تعبیر کیا ہے انسان کو مخاطبین کے سامنے کیا قوی ملکوتی تو اسوقت انسان مین جملہ کمالات کی ودیعت رکھنے کی

Marfat.com

وجہ سے داخل ہین پھر وہ مخاطبین کون لوگ ہین؟ اب تو کہئے وہ فرشتے ہین ورنہ فرمایئے اور کیا چیز ہے؟ **قولہ** کہ جو حقائق و معارف انہین ہین انکو
بتلاؤ قوی بسیطہ کی فطرت مین (قوی بسیطہ سے مراد اگر قوی ملکوتی ہین تو آپنے وہ لفظ کیون بدلا؟ دوم یہ کہنا اُسکا علم نہ تھا غلط ہے کیونکہ
اگر قوی ملکوتیہ کی فطرت مین انسان کی اندرونی چیزونکا علم نہین تو پھر وہ کونسے قوی ہین کہ جنسے علم و دانش حاصل ہوتا ہے؟
اور اگر کوئی اور چیز مراد ہے تو یہان کلام چوتھے فریق ملائکہ مین نہ رہا یہ پانچوان فریق کہان سے آگیا؟ قصہ مین اسکا نشان کسی آیت سے کیون
نہ دیا؟ **قولہ** پس گویا وہ بولے کہ ہم تو اُن کمالات کو نہین جانتے وہ کمالات تو یہی قوی ملکوتی ہین کہ جنکو آپ ملائکہ کہتے ہین پھر کیا وہ اپنے
آپ کو بھی نہین جانتے تھے؟ جب انکو علم حضوری اپنی ذات و صفات کا نہ تھا تو ایسے جہلاء کو مخاطب بنانا اور اُنسے اسماء کلہا کا سوال کرنا
اور حقائق الاشیاء دریافت کرنا خدا تعالی کی شان سے نہایت بعید ہے **قولہ** ہم تو اتنا ہی جانتے ہین جتنا تو نے بنایا ہے یعنی جو مجموعہ
فطرت پر پیدا کیا ہے اُسکے سوا کچھ نہین کر سکتے آخر آپ کو تنگ آکر جاننے کے معنی کرنا بیان کرنا پڑا۔ مگر یہ معنی آج تک کسی سے نہ سُنے تھے
قولہ مگر انسان کی زبان حال نے جسکی فطرت مین ادراک کلیات و جزئیات تھا مخاطبین کی حقیقت کو بتلا دیا بڑا کمال کیا جو اپنے
کمالات کو بتلا دیا وہ مخاطبین تو بقول آپکے قوی ملکوتی ہین سو وہ آدم مین حاصل تھین کیا اس بات سے آدم خلافت کا مستحق ہوگیا؟ آپ تو
صفحہ ۵۶ مین یہ فرما چکے ہین۔ ان قوی کو جو اسماء کے لفظ سے تعبیر کیا ہے اسمین بڑا دقیقہ یہ ہے کہ انسان کسی چیز کی حقیقت و ماہیت
کو نہین جانتا جو کچھ وہ جانتا ہے وہ صرف اسماء ہی اسماء ہین الخ مگر آپنے کیا سمجھکر لکھدیا کہ انسان نے مخاطبین کی حقیقت کو بتلا دیا
اب معلوم نہین کہ آپکی دونون باتونمین سے کونسی غلط ہے **قولہ** صفحہ ۶۶ اسکے بعد خدا تعالی نے ان قوی متضادہ کو جنسے انسان مرکب ہے اسی
طرح پر فطرت بنای ہے (یہ لفظ فطرت آپکو خوب روان ہے) کہ قوی ملکوتی اطاعت پذیر و فرمانبردار ہونے کی قابلیت رکھتے ہین الا
قوی بہیمیہ نہایت سرکش اور نافرمانبردار ہین الخ انکے سرکش ہونیکو بھی تو ان لفظون سے بیان کیا ہے کہ ابلیس نے سجدہ نہین کیا کہین
یون فرماتا ہے کہ اُس کا فرنے غرور کیا الخ آپنے ابھی تو یہ فرمایا تھا کہ خدا نے قوی ملکوتی کو مخاطب کرکے فرمایا جب مین اُسکو پیدا کر چکون
تو تم سب اُسکو سجدہ کرنا اب یہ قابلیت رکھنا چہ معنی دارد؟ بلکہ صاف یون فرمایئے کہ قوی ملکوتی نے اطاعت کی اور بہیمیہ نے نکی علاوہ
اسکے قرآن مجید خود کہہ رہا ہے فسجد الملائکۃ کلہم اجمعون الا ابلیس؛ میدان سخن چھوڑکر گریز کیون کرتے جاتے ہو قرآن کے الفاظ کے موجب
تاویل کیجیے۔ شیطان کا آگ سے پیدا ہونا چونکہ قرآن مجید مین مذکور تھا اور وہ معنی قوی بہیمیہ پر صادق نہین آسکتے تھے لہذا آپکو اسکی تاویل کی
بھی ضرورت پڑی پس فرماتے ہین **قولہ** صفحہ ۶۶ قوی بہیمیہ کو جنکا مبدء حرارت عزیزی و حرارت خارجی ہے آگ سے مخلوق ہونا بیان کر ٹھیک
ٹھیک انکی فطرت کا بتلانا ہے اچھی فطرت بتلائی کیا قوی ملکوتی کا مبدء حرارت عزیزی نہین اور یہ بات ہماری سمجھ مین نہ آئی کہ حرارت
خارجی جیسا کہ دھوپ اور آگ اور حرکت کو لازم ہے وہ انسان کی قوی بہیمیہ کا کیونکر مبدء ہے؟ اب فرق بتلایئے کہ جس صورت مین قوی
ملکوتیہ و قوی بہیمیہ دونون کا مبدء انسان کی حرارت عزیزی ہے پھر قوت بہیمیہ کا یہ کہنا کہ خلقتنی من نار و خلقتہ من طین کن معنی پر
محمول ہو سکتا ہے؟ اور جبکہ قوت بہیمیہ یہ تفاخر آدم کی نسبت کرتی ہے تب تو اُسکا یہ کہنا سراسر غلط ہے کیونکہ وہ جزء آدم ہے اگر وہ
آگ سے پیدا ہوئی ہے خواہ وہ کیسی ہی آگ ہو تو وہ کل جسکا نام انسان ہے وہ بھی آگ سے پیدا ہوا ہے کیونکہ جزء کل کی حقیقت مین داخل ہے

البتہ یہ تفاخر اگر ملائکہ پر کرتی (حالانکہ یہ بھی صحیح نہین کمامر) تو کرتی **قولہ** پھر جو فطرتی تضاد ان دونون قسم کی قوی مین ہے اُسکے اظہار
کے لیے قوی بہیمیہ کو بطور ایک سخت دشمن کے قرار دیا ہے اور اُسکی زبان حال سے اُسکی فطرت بیان کی ہے کہ مین ہمیشہ جبتک انسان
زندہ ہے یا قیامت تک یعنی جب تک اُسکی اولاد رہیگی (اس یعنی سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت بھی آپکے نزدیک مسلم نہین) اُسکو بہکاتا رہونگا
الخ پھر خدا تعالی نیک آدمیونکی فطرت کو اور اُسکے دشمن کے فریب مین نہ آنیوالون کے فطری نتیجہ کو تبلاتا ہے الخ مگر نیک آدمیون پر تیرا کچھ قابو نہوگا
پھر وہ کونسے نیک ہین کہ جن پر شیطان کا قابو نہ چلا اور وہ جنت سے نہ نکالے گئے حالانکہ آپکی تاویل کے موجب جنس انسان پر اُسکا قابو
چلا کیونکہ آدم سے مراد آپکے نزدیک جنس ہے سو اُسکو تو شیطان نے بہکایا اور پھر وہ اِس گناہ سے جنت سے (خواہ جنت کے
کوئی معنی آپ لیجیے) نکالا گیا اور آپکے اِس بیان کے موجب نیک لوگ اُس سے آزاد رہنے چاہیین **قولہ** ص۶۶ اور دونوں کا قدرتی نتیجہ یہ ہے
کہ پہلے بہشت مین چین کرین گے اور دوسرے دوزخ مین بھرے جاوینگے ؛ دونون سے مراد قوی بہیمیہ و ملکیہ کے تابع لینا اور جہنم مین خاص قوی
بہیمیہ کے تابع لوگون کا داخل کرنا اور شیطان کو چھوڑ دینا قرآن کے لفظ کے بالکل خلاف ہے قرآن مجید مین تصریح ہے لاملئن جہنم منک وممن
تبعک الایہ کہ شیطان اور اُسکے متبعین جہنم مین داخل ہونگے۔ پس جب شیطان سے مراد آپنے قوت بہیمیہ مراد لی اور ہر انسان کا جزء
اسکو قرار دیا تو لازم آیا کہ ہر انسان جہنم مین جاویگا کیونکہ تنہا اُسکا ایک جزء قوت بہیمیہ جو عرض قائم بالغیر ہے بے محل کے جہنم مین جا ہی
نہین سکتا حالانکہ نہ اسکے آپ قائل ہین نہ کوئی اور کہ ہر انسان جہنم مین رہیگا - یہان جب آپ سے کوئی تاویل ہی نہوسکی تو اسکو چھوڑ کر
چلدیئے تھے مگر ہم کب جانے دیتے ہین - علاوہ اسکے شیطان کے لیے فاخرج منہا فرمایا ہے کہ جنت سے نکل جا اسکی کیا تاویل کیجیگا؟
اب فرمایئے قوی بہیمیہ کہانسے نکالی گئی ہین ؟ جب آپ اس قصہ سے فارغ ہوئے تو حضرت آدم کا اور شیطان کا جو جنت سے نکالا جانا مذکور ہے
اُسکی تاویل کے درپے ہوئے مگر ذرا سوچ سمجھکر تاویل کرنا ۵ سمجھ کے رکھیو قدم دشت خار پہ مجنون ؎ کہ اِس نواح مین سودا برہنہ پا بھی ہے
قولہ ص۶۶ اِسکے بعد خدا تعالی نے انسان کی زندگی کے دونون حصون کو بتایا ہے پہلا یعنی جبکہ انسان غیر مکلف اور تمام قیود سے
مبرا ہوتا ہے بہشت مین رہنے اور چین کرنے اور میوون کے کھاتے رہنے سے تعبیر کیا ہے ؛ یہان سے معلوم ہوا کہ آپکے نزدیک جنت اسی کا
نام ہے اور جنت آلہی آپکے نزدیک اہل اسلام کے خیالات ہین - مگر ہمکو یہ معلوم نہین ہوا کہ تمام قیود سے مبرا رہنے کے کیا معنی ہین؟ اگر
مراد ہے کہ زمانہ بیعقلی اور نابالغی تو اہل عقل و ادراک کے نزدیک نہایت پستی کا زمانہ ہے کہ اسوقت مین نفس کمالات علمیہ و عملیہ سے
خالی بلکہ عقل ہیولانی کے مرتبہ مین ہوتا ہے - اِس زمانہ کو جنت کہنا سیدھے لوگون کا کام ہے - اور اگر یہ مراد ہے کہ بالغ ہونیکے بعد بے قید
ہوکر چین کرنا اور دل کھول کر شہوت رانی کرنا جنت ہے کہ جسکو شعرا جنت باندھتے ہین تو یہ ناپاک لوگون کی جنت ہے انہین کو مبارک
رہے اور تیسرے معنی غیر مکلف اور تمام قیود سے مبرا رہنے کی بحکم المعنی فی بطن الشاعر آپکے ہی ذہن مین ہون تو ہون **قولہ** اور جب دوسرا
حصہ اُسکی زندگی کا شروع ہونیوالا ہے - تو اُسکے قدیم دشمن کو پھر بلایا ہے جس نے اُسکو بہکا کر درخت ممنوعہ (بلکہ ممنوع) کو کھلایا ہے
یہ نہ فرمایا کہ وہ درخت ممنوعہ کیا چیز ہے ؟ اور نہ دشمن قدیم کے پھر آنیکے معنی معلوم ہوئے - دشمن قدیم تو شیطان ہے اور وہ آپکے نزدیک
قوی بہیمیہ ہین اب اسکے پھر آنیکے کیا معنی کیا وقت ولادت قوت بہیمیہ تھی اور درمیانی عرصہ مین کہین چلی گئی تھی رشد اور عقل کے

Marfat.com

زمانہ مین پھر آگئی؟ وفسادہ محالا یخفے؟ علاوہ اسکے دوسرا حصہ زندگی کا (کہ جسکو اپنے ذہن مین آپنے دوزخ ٹھیرایا ہے) آپکے نزدیک
یہ ہے **قولہ** یہ وہ حصہ انسان کی زندگی کا ہے جبکہ رشد ہوتا ہے اور عقل وتمیز کے درخت کا پھل کھاکر مکلّف اور اپنے تمام اقوال و
افعال وحرکات کا ذمہ دار ہوتا ہے) پس اس حصہ مین کہ عقل وتمیز کا حصہ ہے دشمن قدیم کے آنیکی کیا طاقت ہے حکماء کا قول ہے کہ عقل اور
شہوت وغضب باہم ایک دوسرے کی ضد ہے اور اگر آپکی یہی مراد تسلیم کیجاوے کہ وقت بلوغ مراد ہے کہ جسمین شہوت زور کرتی ہے اور
قوی بہیمیہ غالب ہوجایا کرتی ہین تو پھر آنیکے کیا معنی! یہ زمانہ پہلے کہان تھا جو دوبارہ آنا کہا جاوے؟ معلوم ہوا کہ درخت ممنوع آپکے نزدیک
عقل وتمیز ورشد کا درخت ہے اس تقدیر پر یہ مشکل پیش آئیگی کہ یہ ممنوع نہین ہوسکتا بلکہ عقل وتمیز ورشد انسان کیلئے مقصود اصلی ہے
اور اسی کو آپ فطرت اور نیچر کہتے ہین یہ ممنوع کیا بلکہ ماموربہ ہے پھر یہ بھی ہی مگر اس درخت کو شیطان (قوی بہیمیہ) نے کیونکر بہکاکر
کھلوایا بلکہ یہ تو خدا تعالی نے اپنی عنایت خاص سے مرحمت فرمایا علاوہ اسکے اس درخت کے کھانیسے پیشتر تو شیطان قوی بہیمیہ کا وجود بھی
نہ تھا بلکہ اُسکے بعد پھر شیطان کیونکر کھلوا سکتا ہے؟ ع بات وہ مُنہ سے کہی ہے کہ بنائے نہ بنے + بوجھ وہ سر پہ لیا ہے کہ اُٹھائے نہ بنے
قولہ اخیر کو نہایت عمدگی سے اُسکا خاتمہ بیان کیا ہے کہ تم سب نکل جاؤ (یہ تو کہو کہانسے) اور جاکر زمین پر رہو) یہان تو آپنے صاف
اقرار کرلیا کہ آدم جنت سے نکالے گئے ورنہ آپ زمین اور جنت کی بھی کچھ تاویل کرتے **قولہ ص۶۹** تمہاری بدیون کا علاج بھی وہین ہے
وہ بدی انسان نے بجز درخت عقل کے پھل کھانیکے کیا کی تھی؟ جس سے وہ توبہ کرین خدا سے پکا اقرار کرنا کہ پھر نہ کرینگے اور پھر سے کرنا الخ
حضرت سلامت وہ گناہ تو آپکے نزدیک عقل کے درخت کا پھل کھانا ہے پھر اس سے توبہ کے یہ معنی کہ آیندہ عقل کی بات نکرینگے
ہمیشہ بے قید ہوکر چین کرینگے - کیا عمدہ تاویل اس قصہ کی فرمائی ہے کہ جسکو اصل قصہ سے ذرا بھی لگاؤ نہین - تھوڑی دیر انصاف سے
غور کرکے دیکھیے انشاء اللہ آپ اپنی تاویل پر نادم ہوجاوینگے آپکا یہ قول (**قولہ ص۵۵** تین لفظ اس قصہ مین اور ہین جنت شجر ہبوط آپنے تو
انکی کچھ بھی تاویل نکی مقطع کلام کو دہم سے زمین پر دے مارا) علماء اسلام نے اسکے بیان مین عجیب باتین کہین ہین جو لوگ کہ صرف
لفظون ہی پر چلتے ہین اُنہون نے تو جنت کو ایک خیالی بہشت عالم بالا پر مان لیا (آپکے نزدیک تو جنت بے قید ہوکر چین کرنا ہے) اور درخت سے
بھی سچ مچ کا کوئی درخت گیہون کا یا انگور کا یا انجیر کا مان لیا اور ہبوط سے عالم بالا سے زمین پر گرنا (آپنے بھی تو آخرالامر یہی مانا) توریت
مین بھی ہے الخ -) آپکی ہٹ دھرمی پر دلالت کرتا ہے یا نہین؟ **قولہ ص۵۵** بہت سے علماء اسلام نے جنکو اس قسم کے قصص مین یہودیون
کی پیروی کرنیکی عادت پڑگئی اُنکی پیروی کرکے اُنہون نے کہا کہ یہ جنت زمین پر تھی الخ جناب وہ بہت سے علماء اسلام کیا خاک تھے دین
بیش معتزلہ تھے انکو بقول آپکے یہود کی پیروی کرنیکی عادت تھی جسطرح کہ آپکو یورپ کے لامذہبون اور دہریون کی پیروی کرنیکی عادت
ہے پس جسطرح کہ اُنہون نے خلاف اہل سنت یہود کی تقلید سے جنت کو دنیا مین پھر کبھی رجما بالغیب کہان کبھی فسلطین مین قرار دیا آپنے
دہریون کی تقلید مین اکثر سرے سے جنت ہی کا انکار کردیا جسطرح یورپ مین بعض دہریون نے توراۃ وانجیل کی تفسیر لکھکر اپنے الحاد کو زور
دیا ہے اسیطرح ہمارے ملک مین ہون ہار سید احمد خانصاحب بہادر سی ایس آئی نے قرآن کی تفسیر لکھکر اپنے خیالات آزادانہ کو ظاہر کیا ہے
طابق النعل بالنعل (**فصل**) یہ بات بھی فطری الیقین ہے کہ ہر چیز پر بالخصوص انسان کے ہر ایک فعل اور رائے پر ایک اثر خاص مرتب ہوتا ہے

فصل

Marfat.com

کہ جسکو جزا کہتے ہین آگ کی صورت نوعیہ کا مقتضے گرمی اور پانی کی صورت کا اثر خنکی ہے - جو شخص سنکھیا کھا ویگا ضرور کہ ہلاک
و یبوست با فراط عارض ہوگی - نمک کھانیکے بعد زبان پر نمکینی اور مٹھاس کے بعد شیرینی ضرور پیدا ہوگی - اسیطرح انسان کے عمل کا اثر
ہے ہر نیک یا بد کام کرنیکے بعد اُسکا رنگ[۵۱] انسان کی روح پر جمتا ہے اور عالم مثال ہین[۵۲] وہ اپنی مناسب کسی صورت مین متشکل ہوتا اور دنیا
تک اور بعد اُسکے جو کچھ صورتین بنا کے وہ عمل ظاہر ہوگا وہ سب باتین اُس عمل مین بالقوہ اسوقت موجود ہوتی ہین جسطرح کہ درخت کے تخم
مین پھول و پھل پتے شاخین تمام بالقوہ موجود ہوتی ہین اور آناً فاناً وہ سب ظاہر ہوتی ہین جسطرح کہ درخت کے وہ حالات جو کہ اُس تخم سے
بر آمد ہونے مین خیالی نہین اسیطرح اعمال کا اپنی مناسب صورتون مین ظاہر ہونا بھی خیالی باتین نہین بلکہ اصل بات یہ ہے کہ اول ہر چیز کی
اصل عالم مثال مین پیدا ہوجاتی ہے پھر اِس عالم حس مین جو کچھ ظاہر ہوتا ہے اُسیکا ظل اور اُسیکے مطابق ظاہر ہوتا ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ مؤثر
اور متاثر مین مناسبت ہونی چاہیے پس باری تعالیٰ کا اثر اولی سلسلہ موجودات عالم مثال ہے کہ جنکو مثل افلاطونیہ[۵۳] کہتے ہین اور اِسی جگہہ سے
اہل تحقیق نے تنزلات ستہ قرار دیئے ہین کہ اول مرتبہ ذات بحث پھر مرتبہ صفات الی ان ینتہی الی المحسوسات + الغرض یہ محسوس چیزین
وہین کے اظلال و آثار ہین اور اسی لئے جو بات کہ عالم ظہور مین آنیوالی ہوتی ہے کبھی ظاہر ہونیسے پہلے خواب مین یا کبھی صحاب نفوس
قدسیہ کو حالت بیداری مین اصلی[۵۴] صورت پر دکھائی دیجاتی ہے - اور کبھی عالم بیہوشی یا غشی یا نزع روح کے وقت جبکہ روح کی توجہ
جسم سے کم ہوجاتی ہے اور عالم بالا کی طرف رجوع کرتی ہے وہان کی چیزین اسکے آئینۂ دل پر منعکس ہوجاتی ہین - عمل مسمریزم اور
مراقبہ اہل تصوف مین بھی اسی لیئے انکشاف مغیبات ہوجاتا ہے **حاصل** کلام یہ ہے کہ بعض آیات اور بہت سی احادیث صحیحہ اسبات پر
دلالت کرتی ہین کہ اس عالم عنصری کے سوائے ایک اور عالم (عالم مثال) ہے کہ جسمین اعمال و اقوال غیر ہا اشیاء اپنی مناسب ایک صورت
خاص مین متشکل ہوتے ہین اور اُس عالم مین پیشتر اشیاء موجود ہو چکتی ہین تب اِس عالم عنصری مین اُسکے مطابق ظاہر ہوتی ہین اور بہت سی
چیزین اس عالم مین یہان سے نقل کرجاتی ہین چنانچہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ قیامت کے روز سورہ بقرہ اور آل عمران بادل
کی صورت مین ظاہر ہوکر اپنے قاری کے حق مین شفاعت کرینگی - اور فرمایا کہ قیامت کے روز اعمال حاضر کیئے جاوینگے نماز پھر زکوٰۃ پھر روزہ
آوینگے - اور فرمایا کہ قیامت کے دن دنیا کو بڑھیا عورت کی شکل مین لاوینگے - اور فرمایا کہ شب معراج مین مجکو چار نہرین نظر آئین دو ظاہرین

---

۵۱ چنانچہ اس حدیث مین (کہ جب انسان بدی کرتا ہے تو ایک نقطہ اُسکے دل پر ہوجاتا ہے پھر وہ تمام دل کو گھیر لیتا ہے الحدیث) اسیطرف اشارہ ہے ۱۲ منہ ۵۲ چنانچہ اس حدیث
مین اسیطرف اشارہ ہے - کہ جب کوئی صدقہ دیتا ہے تو اُسکو خدا اسطرح پالتا ہے کہ جسطرح کوئی اونٹ یا گھوڑے کے بچے کو پالتا ہے پھر قیامت کو احد پہاڑ کی مانند بنا کر لاویگا
رواہ البخاری ۱۲ منہ اور مال غیر مزکی کا قیامت مین سانپ بنکر انا کنزک انا مالک کہنا کما فی صحیح البخاری اسیطرف اشارہ کرتا ہے ۱۲ منہ ۵۳ حکماء مین جو نکہ افلاطون
اولاً اس بات کا قائل ہوا لہذا اُن صور مثالیہ کو صور افلاطونیہ یا مُثل افلاطونیہ کہتے ہین ۱۲ منہ ۵۴ وہ جو حدیث مین آیا ہے (کہ خدا نے لوح اور قلم کو پیدا کر کے حکم دیا کہ
لکھ اُسنے عرض کیا کہ کیا لکھون ارشاد ہوا کہ جو کچھ ہونیوالا ہے وہ سب لکھ) اُس سے اسیطرف اشارہ ہے کہ اس عالم کی کل چیزین یہان ظاہر ہونیسے پیشتر جو کچھ کہ کائن ہین یوم القیامۃ
سب کو ہستی مین لایا پھر اُسیکے مطابق یہان ہو رہا ہے اور جو کچھ ہوچکتا ہے پھر اُسی عالم مین جاکر قرار پاتا ہے اور وہ عالم کہین آسمان و زمین پر کسی خاص جگہہ
نہین بلکہ اس عالم حس کا دوسرا پہلو وہ ہے اور آپ لوح کو کوئی تختی اور قلم کو یہی قلم واسطی نہ سمجھیے گا اور اسی جگہ سے تقدیر پر ایمان لانا ضروری ہوا کہ جو کچھ ظاہر ہونیوالا ہے
وہ ہوچکا اُسی کے مطابق ظاہر ہوکر رہیگا بندہ محض کاسب یا سبب ہے کہ جسکی وجہ سے ثواب و عقاب مدح و ذم کا مستحق ہوتا ہے ۱۲ منہ -

Marfat.com

اور دو باطن مین جاری تھین۔ پس مین نے جبرئیل سے پوچھا تو بتلایا کہ یہ باطن کی دو نہر جنت مین بہتی ہین اور یہ ظاہری دو نہر نیل اور فرات ہین۔ اور حدیث صلوۃ کسوف مین ہے کہ آپنے فرمایا کہ دوزخ اور جنت مجھکو دکھائی گئی اور ایک حدیث مین یون ہے کہ مصلّی اور محراب کے درمیان جنت دکھائی دی اور آپنے ہاتھ بڑھایا کہ اُسکا ایک خوشہ لیوین۔ اور فرمایا کہ قیامت کے روز موت کو مینڈھے کی شکل مین لاکر لوگون کے روبرو ذبح کردیا جاویگا۔ اور اسیطرح اللہ تعالی فرماتا ہے فَاَرْسَلْنَآ اِلَیْھَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَھَا بَشَرًا سَوِیًّا کہ جبرئیل حضرت مریم کو آدمی کی صورت مین نظر آئے۔ اور حدیث مین ہے کہ جبرئیل حضرت نبی علیہ الصلوۃ والسلام کو دکھائی دیتے تھے اور آپسے کلام کرتے تھے مگر اور کسیکو دکھائی نہ دیتے تھے۔ اور فرمایا کہ موت کے وقت ہر شخص کو ملائکہ نظر آتے ہین اُنکے ہاتھ مین حریر یا ٹاٹ ہوتا ہے۔ اور قبر مین میت کو ملائکہ بُری شکل مین دکھائی دیتے اور سوال کرتے ہین۔ اور انسان کے اعمال متشکل ہوکر سامنے آتے ہین۔ علاوہ انکے اور بیشمار صحیح آحادیث اس بارہ مین وارد ہین۔ چنانچہ کتب صحاح ستہ وغیرہا ان امور کے ذکر سے مالامال ہین۔ پس جب یہ ثابت ہوچکا تو انسانکی جزا و سزاء اُخروی کی یہ صورت ہے کہ جب انسان لباس جسمانی اُتارتا ہے تو اسکے اعمال اچھی یا بُری صورتون مین اگر دکھائی دیتے ہین پھر جب جسم کو چھوڑ دیتا ہے تو حظیرۂ قدس مین روح اعظم کی طرف اسطرح کھینچکر جاتا ہے کہ جیسا لوہا مقناطیس کیطرف کھینچا جاتا ہے اور اس خطیرہ قدس کو علیّین بھی کہتے ہین پس وہان اُسکو ملائکہ مقربین اور ارواح طیبین سے ملاقات ہوتی ہے اور اسکی جسمانی باتین مٹ جاتی ہین اور اسکے اعمال وادراکات واخلاص نہایت عمدہ صورتون مین اسکو دکھائے جاتے ہین جنت کی ہوائین اور خوشبوئین اُسکو آتی ہین اور اُسکی خواہش کے موافق نعماء الہی اُسکے لئے متشکل ہوجاتی ہین اور جو بد شخص ہے تو اُسکے اعمال منکر ونکیر کی نہایت بُری شکل مین اُسکو عذاب کرتے ہین اسکا بخل اور شہوت اور دیگر اخلاق رذیلہ سانپ بچھو کی صورت مین ظاہر ہوکر ڈستے ہین اُسپر گرز پڑتے ہین اور طبقہ ظلمانی مین کہ جسکو سجّین کہتے ہین اُسکو محبوس کیا جاتا ہے اور یہ وہان اپنی نازیبا باتون سے نہایت رنج اُٹھاتا رہتا ہے اور اس سجین اور علیین کو عالم قبر کہتے ہین۔ اگر آپکو قبر کے ثواب وعذاب کا سر اچھی طرح معلوم نہوا تو آپکے لئے مین اس عالم مین خواب کی نظیر پیش کرتا ہون صفراوی المزاج خواب مین گرمی اور آگ دیکھتا ہے اور گویا آگ اُسکو جلاتی ہے اور وہ اُس عالم مین بڑی تکلیف پاتا ہے بلکہ بعض کی چیخ نکل جاتی ہے اور رونے کا اثر انکھون مین آنسو پاتا ہے اور بیداری مین بھی بدن کانپتا رہتا ہے اور اسیطرح بلغمی المزاج دریا اور ہواء سرد دیکھتا اور اُس سے تکلیف پاتا ہے اور درندہ سیرت خواب مین درندے کو دیکھتا ہے المختصر اُسکی کیفیات متشکل ہوکر خواب مین دکھائی دیتی ہین اور اس عالم خواب مین وہ چیزین اصلی طور پر اثر پہنچاتی ہین۔ ہان اُنکو خیالی باتین جو ہم کہتے ہین تو اس حالت بیداری مین کہتے ہین اگر عالم بیداری نہوتا تو یہ راز نہ کھلتا نہ کبھی اُنکو خیالی باتین کہا جاتا پس اسیطرح عالم مثال ہے کہ یہ کیفیات وہان متمثل ہوتی ہین وہ بھی گویا ایک عالم خواب ہے صرف یہ فرق ہے کہ اُس سے حشر تک بیداری نہین ہوتی دوم وہان اسقدر جسمانی تعلق باقی نہین رہتا گو کسیقدر جسم کا اثر کچھ مدت باقی رہتا ہے۔ اس عالم برزخ مین لوگون کے مختلف حال ہین اکثر اُن لوگونکو (کہ جنکا جسم سے نہایت تعلق ہے اور وہ جسم اور روح کو ایک ہی سمجھتے ہین جسم کا کوئی عضو کٹنا اپنا عضو کٹنا سمجھتے ہین) تو یہی صورت پیش آتی ہے۔ اور بعض لوگ کہ جنکی قوت بہیمیہ اور ملکیہ دونو ضعیف ہین لیکن ملکیہ مین بہیمیہ کا اثر نہین پہنچا اور اُنمین ملائکہ سافلہ سے ملجانیکی بڑی قابلیت ہوتی ہے

Marfat.com

تو وہ بعد مرنے کے ملائکہ سافلہ میں جا ملتے اور اُنہیں کے سے کام کرتے ہیں اور ایک نوع سے دوسری نوع میں منتقل ہوجانا اس عالم حس میں مشاہد ہے پانی کے کیڑوں کا چھلکا اُتار کر مچھر بن جانا بہت بار تجربہ سے معلوم ہوا ہے - اور بعض لوگ کہ جنکے قوی بہیمیہ مغلوب اور قوت ملکیہ نہایت علو پر ہوتی ہے - وہ ملائکہ عالیہ میں جا ملتے ہیں اور یہ حدیث کہ جسمیں آنحضرت علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے جعفر کو جنت میں ملائکہ کے ساتھ اڑتے دیکھا اسیطرف اشارہ کرتی ہے - یہ لوگ کبھی خدا کی جماعت کو مدد اور اُسکے اعدا کو ہزیمت بھی پہنچاتے ہیں بعض اہل بصیرت کا پیغمبر علیہ الصلوة والسلام وصحابہ کرام کو بعض مواقع میں تشریف لاتے دیکھنا بھی اسی سے مطلع کرتا ہے - اور جنکے روح ہوائی (جو روح حقیقی کا مرکب ہے) نہایت قوی ہوتی ہے تو وہ لوگ مرنیکے بعد مقتضی صورت نوعیہ کے موجب طعام لذیذہ اور بعض لذات وشہوات کی خواہش بھی کرتے ہیں تو اُنکی خواہش پوری کیجاتی ہے چنانچہ اس آیت میں اسیطرف اشارہ ہے وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ ۔ اور بعض لوگ کہ جنکی نورانیت نہایت غالب ہوتی ہے اُنکا اس عالم سے نہایت تعلق رہتا ہے جیسا کہ انبیا علیہم السلام بلکہ وہ نورانیت اُنکے جسم اطہر پر سرایت کرجاتی ہے اسلیے وہ گلنا سڑنا نہیں اور اس حدیث میں اسیطرف اشارہ ہے کہ میں نے موسیٰ کو نماز پڑھتے اور یونس کو لبیک کہتے دیکھا - اسی لحاظ سے انبیا کیلیے بعد موت کے حیات ثابت کیجاتی ہے اور حیات النبی مشہور بین الجمہور ہے - اور بعض لوگ کہ جنکی قوت بہیمیہ نہایت غالب ہے اور اُنکی ملکیہ بالکل مستور ومقہور ہے تو وہ بعد موت کے اپنی قابلیت اصلیہ کے سبب سے شیاطین میں جا ملتے ہیں - الغرض یہانتک عالم برزخ میں چیزیں متشکل ہو کر نظر آتی ہیں اور ہر شخص کا ایک خاص حال ہوتا ہے لیکن جب یہ تمام عالم حسی فنا ہوجائیگا یعنی کثافت کی چادر اُتار کر لطیف ونورانی ہوجائیگا کہ جسکو عالم حشر یا روز قیامت کہتے ہیں تب ان متشکل چیزوں کے دیکھنے میں سب مساوی ہونگے - اور یہ بھی خیال رہے کہ حشر اجساد نئی زندگانی نہیں ورنہ پھر کوئی شخص اپنے اعمال سابقہ کی جزا وسزا نپاوے بلکہ یہ پہلی زندگانی کا تکملہ اور تتمہ ہے لیکن نفوس مبعوث ہونگے تو اُنکا بخل اور تکبر کسی بری شکل میں ظاہر ہو کے اُنکی پشت پر سوار ہوگا اور نامہ اعمال دیا جاویگا - اور حساب یسیر یا عسیر لیا جاویگا - اور شریعت پل صراط کی شکل میں ظاہر ہوگی اور جو لوگ سیر دنیا میں جسطرح چلتے تھے اسیطرح وہاں اسپر چلینگے پس عمل کرنیوالے خلوص والے برق کیطرح پار ہو جاوینگے اور پھر درجہ بدرجہ - اور شرع میں قصور کرنیوالے اور فطرت کے برخلاف چلنے والے اُسپر نچل سکینگے کٹ کر گر پڑینگے - اور خلوص قلب وہاں نور بنکر ظاہر ہوگا اور اعمال صالحہ سواری بنجاوینگے چنانچہ حدیث میں اسیطرف اشارہ ہے قال النبی علیہ السلام سمنوا ضحایاکم فانہا علی الصراط مطایاکم - کہ اپنی قربانیوں کو فربہ کرو کس لیے کہ وہ پلصراط پر تمہاری سواریاں ہونگی - اور اسیطرح آنحضرت علیہ الصلوة والسلام کی نبوت عامہ حوض کوثر کی صورت میں ظاہر ہوگی جس نے یہاں اس سے کچھ فیض اُٹھایا وہ وہاں بھی اُس سے سیرابی حاصل کریگا - اور فطرت وشریعت پر استقامت ترازو عمل ہوجاویگی - اور اسیطرح قرآن اور رمضان وغیرہ اشیا اپنی اپنی مناسب صورتوں میں ظاہر ہونگی - اور ملائکہ بھی عالم حشر اور برزخ میں عذاب وثواب موکل کیے

ف بعض نہفتہ کور مغز کرسٹانوں نے اسپر طعن کیا ہے اور اسکو اسلام کے حق میں دھبہ سمجھا ہے مگر انکو نہ اُن اسرار سمجھنے کی لیاقت ہی جو یہاں اور دیگر مواقع میں بیان ہوئے ہیں نہ قرآن مجید کی اُن آیات کا علم ہے کہ جہاں انار اور انگور اور حور وقصور سیکڑوں جسمانی نعما ملنا کا وعدہ ہے نہ انجیل متی کے اُس فقرہ پر دھیان ہے کہ جہاں اس عالم میں انگور کا شیرہ پینا آیا ہے آنکھ بند کرکے اعتراض کردینا اپنی مشیخت سمجھتے ہیں اپنے جہل سے مجبور ہیں ۱۲ حکیم غلام حسن ؛

Marfat.com

جادین گے اور وہان ہرشخص کو دکھائی دیوین گے - اور اسیطرح رحمت الہی اور نعمت غیر متناہی جنت کی شکل مین ظہور کریگی بلکہ اب بھی متشکل ہے - حورعین اور عمدہ عمدہ مکانات اور انار اور انگور اور غلمان اور نہایت عمدہ ظروف کہ جنکو چاندی سونیکا اور کبھی یاقوت وموتی کا شرع نے بتایا ہے اور قرآن واحادیث مین انکو بندون کے محاورے کے موافق اس عالم کی عمدہ چیزون کے ساتھ تشبیہ دیکر متعدد جگہ طرح طرح کے عنوانون سے بیان فرمایا ہے وہ[1] سب نعمائے الہی اور بندونکی خواہش متمثل ہین - بلکہ ہرشخص کی خواہش کبھی حور اور کبھی انار اور کبھی یاقوت وزمرد کے مکانات کیصورت مین ظہور کریگی بہت سی احادیث اسبات پر دلالت کرتی ہین چنانچہ حضرت نے فرمایا ہے کہ مین نے ایک حور گندم گون سرخ لب دیکھی جبرئیل سے پوچھا کہ یہ کون ہے کہا جعفر بن ابیطالب کی ایسی عورت سے نہایت رغبت خدا نے دیکھی تو اسکو اس شکل مین ظاہر کردیا - اسیطرح ہر روز ہر ایک نعمت الہی نئی صورت مین ظہور کریگی - اور وہان کے آفتاب وماہتاب بھی یہ آفتاب وماہتاب نہونگے یہ زمین وہان کی زمین ہوگی نہ یہ آسمان وہانکا آسمان ہوگا کما قال تعالیٰ لَا يَرَوْنَ فِيهَا شَمْسًا وَلَا زَمْهَرِيرًا کہ نہ وہان آفتاب کی گرمی دیکھینگے نہ سخت سردی، وقال يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ کہ آسمان زمین اسیروز بدل جاوینگے - اسلیے کہ یہ عالم جسمانی کہ جسکے قوی محدود ہین ہمیشہ کے لئے باقی نہین رہ سکتا پس ایک روز یہ تمام عالم جسمانی زمین وآسمان پہاڑ ودریا چاند وسورج فنا ہوجاوینگے اور یہ سب کے سب اس عالم مین جاکر اپنی موافق صورتونمین ظہور کرین گے کیونکہ اس عالم سے یہان یہ چیزین آتی ہین اور پھر وہین چلی جاتی ہین جسطرح کوئی مچھلی دریا مین ظاہر ہوکر غوطہ لگا جاوے شاید جو لوگ بروز اور کمون کے قائل ہین اسی لیے قائل ہوئے ہین قال تعالیٰ كُلٌّ إِلَيْنَا رَاجِعُونَ یعنی ہر چیز ہمارے پاس لوٹ آتی ہے - رجوع میں یہ بات ضرور ہے کہ جہان سے ابتدا ہوا اسی کیطرف انتہا ہو - پس جسطرح یہ عالم حرکت تدریجیہ کی ساتھ اس سے ظہور کرتا ہے کہ اول مرتبہ ذات بحت پھر تفصیل بحالت تجرد پھر ظہور عالم حسی اسیطرح عالم حسی سے لوٹ کر ہر چیز پھر عالم ملکوت کیطرف رجوع کرتے کرتے اسکے پاس جا پہنچتی ہے - اس نکتہ کے بیان کی یہان زیادہ گنجایش نہین - المختصر یہ تمام عالم اس عالم کیطرف رجوع کریگا کہ جسکو قیامت کہتے ہین چنانچہ اس فناء عالم کی تفصیل قرآن واحادیث مین کثرت سے موجود ہے - جنت مین اعلیٰ اور سب سے زیادہ نعمت تجلی دیدار الٰہی ہوگی کہ جسکی کیفیت سے عقل آگاہ نہین ہوسکتی بلکہ ہر روز غیر متناہی چیزین جو جنت مین پیش آئین گی سوائے خدا کے انکی کوئی نہ کنہ حقیقت جانتا ہے نہ اور طرح سے انکا کسیکو علم ہے کما قال تعالیٰ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ بعض لوگ جو اس نکتہ سے ناآشنا ہین اور جنت ودوزخ اور عالم برزخ کے اسرار سے بیخبر ہین جنت کی ان نعماء کا اس آیت کو سند بناکر انکار کرتے ہین اور ان نعماء کو عالم حسی کی چیزون پر قیاس کرکے جنت کو دنیا کی خرابات سے تشبیہ دیتے ہین اور طرح طرح سے زبان طعن وطنز کشادہ کرتے ہین اور بعض پادریون نے تو بے سمجھے قرآن واحادیث کے ان پاکیزہ مضامین پر جو اسرار الٰہیات بتلاتے ہین بڑا طعن کیا ہے - اور جسطرح

[1] یہان بھی اسی کرسنان نے یہ اعتراض کیا ہے کہ اس سے جنت دوزخ کا انکار لازم آتا ہے کیونکہ آدم جس جنت مین رہتے تھے وہ کسکے اعمال تھے الخ حالانکہ یہ اسکی غلط فہمی ہے یہ کہ مصنف علامہ نے جنت کی بابت کہدیا کہ اب بھی رحمت الہی اور نعمت غیر متناہی جنت کی صورت مین متشکل ہے پر بندونکے اعمال سو وہ جزئیات مثوبات کی شکل مین ظہور پذیر ہونگی کیونکہ وہ رحمت الہی کا مظہر ہے نہ آج سے بلکہ ازل سے پھر اگر اسمین آدم رہے ہون تو کیا اشکال لازم آتا ہے؟ اسیطرح جسمانی نعماء کو حقیر جانکر اس جاہل نے اس حدیث حور گندم گون پر بھی اعتراض کیا کہ جسکو شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے بھی حجۃ اللہ البالغہ مین اسی موقعہ پر ذکر کیا ہے ۱۲ حکیم غلام حسن -

اون لوگون نے ان اسرار کی ناواقفیت سے انکار و اعتراض کیا ہے اسیطرح ہنود کے اکابر اسی نافہمی سے ارواح کی نسبت تناسخ کے قائل
ہوگئے ہین کہ دوبارہ پھر اسی جسم عنصری مین روح لوٹ آتی ہے اور یہی طریق جزا و سزا کا ہے۔ اس عقیدہ کے ابطال یا ورد کی
کچھ ضرورت نہین جو اس سر سے واقف ہے وہ کبھی تناسخ کا قائل نہوگا۔ جسطرح رضاء الٰہی و نعماء نامتناہی جنت کی صورت مین ظہور کرتی ہے
اسیطرح وہ اعمال جو خلاف فطرت عمل مین آئے ہین عقوبات جہنم کی صورت مین پیش آتے ہین یہی چیزین نار تَطَّلِعُ عَلَى الْأَفْئِدَةِ
بنجاتی ہین اور یہی اعمال اپنی صورت طوق و زنجیر و زقوم اور گرم پانی کے بناکے ایذا پہنچاتے ہین انسان کی شقاوت قلبی جہنم کی اندھیری بنجاتی
ہے اور قہر الٰہی جہنم کی صورت مین متشکل ہوچکا ہے جہنم سے نجات پانیکی مختلف صورتین ہین کبھی شفاعت انبیا کبھی محض رحمت کبریا کبھی صور اعمالیہ کے وجود کی
انتہا۔ قرآن مجید اور احادیث صحیحہ مین یہ باتین اس کثرت سے مذکور ہین کہ جسکا عشر عشیر بھی نہ کسی کتاب الہامی مین پایا جاتا ہے نہ اُسکا سون حصہ
آجتک کسی اشراقی یا مشائی حکیم پر منکشف ہوا ہے یہ راز سربستہ خدا نے اپنی پچھلی کتاب مین آخیر نبی کی زبان سے نہایت وضاحت سے بیان کر دیا۔ اس علم کے
جو دقیق مسائل افلاطون الٰہی کو نصیب نہوے تھے آج وہ اُس فیض نبوت کی طفیل مجھ سے بیعقل و بے حقیقت کو اسطرح معلوم ہوگئے کہ افلاطون و ارسطو
اگر اس بیان کو سنتے تو ہاتھ چوم لیتے۔ اب مین دیکھتا ہون کہ سید احمد خانصاحب بہادر اس سر کو کیا سمجھے **قولہ** صـ۳۶ جنت یا بہشت کی

ماہیت جو خدا تعالی نے بتلائی ہے وہ تو یہ ہے فلا تعلم نفسٌ ما اخفی لہم من قرۃ اعین جزاءً بما کانوا یعملون۔ یعنی کوئی نہین جانتا
کہ کیا اُنکے لیے آنکھون کی ٹھنڈک (یعنی راحت) چھپا رکھی ہے اُسکے بدلے مین جو وہ کرتے تھے پیغمبر علیہ السلام نے جو حقیقت بہشت کی
فرمائی جیسکہ بخاری و مسلم نے ابوہریرہ کی سند پر بیان کیا ہے وہ یہ ہے کہ قال اللہ تعالی اعددت لعبادی الصالحین ما لاعین رأت ولا
اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر الخ **اقول** آپکا حاصل کلام یہ ہے کہ بہشت قرۃ اعین یعنی راحت کا نام ہے اور اُسکا بیان کرنا جو حال
قولہ صـ۳۷ پس بہشت کی کیفیت بالذات کا جسکو قرۃ اعین کے ساتھ تعبیر کیا ہے بیان کرنا گو کہ خدا ہی اُسکا بیان کرنا چاہے محال ہے بھی بر عکس
محال ہے اور اس محال ہونیکی دلیل آپ نے یہ بیان فرمائی **قولہ** انسان مطابق اپنی فطرت کے انہین چیزونکو سمجھ سکتا ہے اور انہین کا خیال اسکے
دلمین آسکتا ہے جو اُسنے دیکھی یا چھوئی یا چکھی یا سونگھی یا قوت سامعہ سے محسوس کی ہون اور بہشت کی جو قرۃ اعین یعنی راحت بالذات ہے
اُسکو نہ انسان نے دیکھا نہ چھوا ہے نہ سونگھا ہے نہ قوت سامعہ نے اُسکا حس کیا ہے پس فطرت انسانیکے مطابق انسان کو اُسکا بتلانا ناممکن ہے
اول تو یہ دلیل آپکی محض بے بنیاد ہے کیونکہ کوئی عاقل یہ نہین کہ سکتا کہ انسان کو انہین چیزونکا علم ہے جو حواس خمسہ سے محسوس ہین کسلیے کہ
ہزارہا ایسی چیزین ہین کہ جنکو ہم قطعی طور پر جانتے ہین لیکن وہ چیزین حواس خمسہ مین سے کیسکے ساتھ بھی محسوس نہین ہو سکتین مجردات اور معانی جزئیہ
اور کلیات فرمائے کونسے حس سے محسوس ہین؟ عداوت۔ محبت۔ کسی شئی کا قدم۔ یا حدوث۔ اسیطرح انسان۔ حیوان وغیرہما کلیات اور ملائکہ
اور خدا تعالی کی ذات۔ اسیطرح اپنی روح کا موجود ہونا بلکہ اپنا درد اور رنج اور خوشی نہ آنکھ سے نہ کان سے نہ قوت ذائقہ سے نہ سامعہ
نہ لامسہ سے محسوس ہوتی ہے باوجود اسکے ہمکو ان چیزونکا علم ہے۔ شاید اسی بناء پر آپ ملائکہ اور شیاطین اور جن وغیرہ غیر محسوس چیزونکا

سلہ اس عربی فقرے کو اسی انداز سے معترض نے آیت سمجھ لیا پھر اسمین لفظ الموقدۃ التی نہونے سے مفسر علامہ کے سہو آیات پر محمول کرکے طعن کر دیا ۱۲ حکیم +
سلہ چونکہ مفسر نے فیض نبوت کا اثر ہاتھ چوم لینا بیان کیا ہے جو درحقیقت آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کی مدح ہے کیونکہ جب اُسکے ادنی غلام حضرت کی برکت سے ان مسائل کو
اسقدر خوبی سے جانتے ہین تو آنحضرت علیہ السلام کی تو اور یہی جناب عالی ہے مگر اس حقیقت کو رسنان کو حضرت کی مدح پر رشک آیا اسلیے اسکے غلام مفسر پر طعن اس امر مین کر دیا ۱۲ حکیم غلام حسن

Marfat.com

انکار کرتے ہین سید صاحب ان وسواس کے ماننے والون کا زمانہ گیا اب تو ایسے لاادریہ اور سوفسطایہ کو عقلاء حقارت کی نظر سے دیکھتے ہین آپکی اس دلیل کو تسلیم بھی کیا جاوے تو آپکا اس سے صرف یہ مقصود ہوگا کہ کیفیات (جیسا کہ قند کی شیرینی یا حنظل کی تلخی) یا اور وجدانیات حیز بیان سے باہر ہین انسان انکو تعبیر نہین کر سکتا سو یہ مسلم مگر اس سے جنت کی ان نعمار کی کہ جن کا ذکر قرآن مین ہے (حور و قصور و میوجات) نفی یا انکار کسیطرح نہین لازم آتا غایۃ الامر یہ بات لازم آویگی کہ جنت کی جس قدر کیفیات ہونگی انکی حقیقت کوئی نہین جانتا نہ یہ کہ ان اشیاء جنت کی حقیقت کسیکو معلوم نہین سوم غایۃ مافی الباب سکے بیان سے انسان کا عجز ثابت ہوگا۔ نہ کہ خدا تعالی کا۔ طرفہ یہ کہ آپ خود اقرار کرتے ہین کہ اس قرۃ اعین کو حضرت موسی نے اولاد پیدا ہونیمیہ برسانے رزق کے فراغ ہونے دشمنون پر غلبہ پانے اور اس کلفت کو اولاد کے مرنے قحط پڑنے و با پھیلنے شکست کھانیکی کیفیت کی تشبیہ مین بیان کیا تھا صـ۳۵ اور آپ اسی صفحہ مین یہ بھی اقرار کرتے ہین کہ محمد مصطفے نے اسکو ایسی تشبیہو نمین بیان کیا ہے کہ تمام انسانون کی طبیعتون پر حاوی ہین اور کل انسانون کی خلقت اور جبلت کی نہایت ہی مناسب ہین الخ پھر تعجب کی بات ہے کہ اس قرۃ اعین یعنی راحت بالذات کو حضرت موسی اور محمد مصطفے علیہما السلام تو تشبیہات مرغوبہ نہایت عمدہ طور پر بیان کر جائین اور آپکے خدا صاحب اس سے ایسے عاجز ہو جاوین کہ انکو اسکا بیان کرنا محال کیا بلکہ محال سے بھی بڑھکر ہو جاوے تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا اگر آپ یہ فرمائین کہ اس قرۃ اعین کی کہنہ حقیقت کے علم کو ہم محال کہتے ہین اور باقی ان تشبیہات سے اسکا علم بالوجہ حاصل ہو سکتا ہے سو اسمین ہمارا کلام نہین تو مین اسکے جواب مین یہ عرض کرتا ہون کہ اگر تسلیم بھی کر لیا جاوے تو غایۃ مافی الباب ان چیزونکا علم بالکنہ مشکل اور متعذر ہوگا نہ محال اور اگر یہ بھی تسلیم کیا جاوے تو یہ تشبیہات جو قرآن مین مذکور ہین (کہ وہان حورین اور نہرین اور باغ اور عمدہ عمدہ محل اور نہر اور سایہ دار درخت اور طرح طرح کے میوے ہین) غلط نہین ہو سکتین پھر آپکا ان چیزون سے انکار کرنا اور یہ آیت فلا تعلم نفس ما اخفی لہم من قرۃ اعین جزاء بما کانوا یعملون۔ اور حدیث ابوہریرہ پیش کرنا بیفائدہ ہے کیونکہ اس تقریر پر آیت اور حدیث کے یہ معنی ہوئے کہ ان چیزونکی کوئی حقیقت کماہی نہین جانتا نہ یہ کہ جس چیز کو باغ سے تشبیہ دی ہے اور جسکو حور عین کہا ہے اور جسکو سایہ دار درخت کے ساتھ تشبیہ دی ہے علی ہذا القیاس انکا در اصل اس تشبیہ کے موافق وجود نہین۔ حاشا و کلا اگر یہ ہو تو پھر یہ تشبیہ لغو ہو جاوے جب ہم زید کو شیر کہین اور اسکے ساتھ تشبیہ دیوین تو گو زید ہو بہو شیر نہین مگر یہ تو ضرور ہوگا کہ کسی وصف خاص مین شیر کا ہم پلہ نہین تو مماثل اور مشابہ تو ضرور ہوگا ورنہ یہ تشبیہ لغو اور کذب اس تقریر پر یہ بات ہم بھی تسلیم کرتے ہین کہ جنت مین عنصری درخت نہین نہ وہان یہ عنصری سونا نہ اسکے مکانات نہ یہان کی شراب یہان کے اجسام عنصریہ سے مرکب خوبصورت عورتین نہ یہان کی نہرین یہان کے میوے جیسا کہ ہمنے پہلے بیان کیا ہے بلکہ انکی حقیقت اور یہان کی چیزونکی حقیقت غیر ہے۔ محض ہمارے سمجھانیکے لیے یہ الفاظ کسی مناسبت سے بولے گئے ہین پس اس آیت اور حدیث سے ان چیزون کے وجود کی نفی نہین سمجھی جاتی بلکہ اس آیت کے یہ معنی ہین کہ جو چیزین ہمنے اپنے بندون کے لیے مخفی رکھی ہین انکو کوئی نہین جانتا پس جو کہ اسنے مخفی نہین رکھین بلکہ بذریعہ وحی کے بتلاوین انکو ہم جان سکتے ہین اور حدیث تو

۹۱ آپکی اس تقریر سے یہ بات پائی گئی کہ جنت محض راحت دنیاوی کا نام ہے حضرت موسی نے اسکو مینہ برسانے رزق کے فراغ ہونے پر محمول کیا ہے نہ خدا نے بلکہ آنحضرت سلعم نے تمام دنیا کے ترغیب دینے کو باغ اور حور وغیرہ چیزونکو بتایا ہے۔ اس سے عالم اخروی جنت کا بالکل انکار ہو گیا نہ صرف یہ بات کہ آپ وہان کی نعمار کا ایسا وجود نہین مانتے جیسا کہ دنیا کی نعمار کا وجود ہے کیونکہ یہ بات تو تمام اہل اسلام بھی مانتے ہین پھر آپکا نزاع ہی کیا ہے؟ بلکہ بالکل انکار کرتے ہین ۱۲ منہ

اسی آیت کی تفسیر مین واقع ہے پس بیان نعماء کے جانتے اور اِس آیت مین منافات باقی نرہی۔ اب اِس آیت سے یہ سمجھا کہ جو چیزیں صد۱
قرآینہ مین مذکور ہین وہ محض بے اصل ہین محض وسوسہ شیطانی ہے **قولہ** صد۳۸ یہ سمجھنا کہ جنت مثل ایک باغ کے پیدا ہوئی ہے اس مین
کے اور موتی کے جڑاؤ محل ہین باغ مین شاداب سرسبز درخت ہین دودھ و شراب کی نہرین بہ رہی ہین ہر قسم کا میوہ کھانیکو موجود ہے
وساقنین نہایت خوبصورت چاندی کے کنگن پہنے ہوئے جو ہمارے ہان کی گھوسنین پہنتی ہین شراب پلا رہی ہین ایک جنتی ایک حور کے گلے مین
ہاتھ ڈالے پڑا ہے ایک نے ران پر سر دھرا ہے ایک چھاتی سے لپٹا رہا ہے ایک نے لب جان بخش کا بوسہ لیا ہے کوئی کسی کونے مین کچھ
کر رہا ہے کوئی کسی نہ مین کچھ بیہودہ پن ہے جس پر تعجب ہوتا ہے اگر بہشت یہی ہے تو بے مبالغہ ہماری خرابات اُس سے ہزار درجہ بہتر ہین انتہے
آپ کو اس سفید ریش پر بے تہذیب باتین زیبا نہین جنت کی نعماء کو کوئی شخص دنیا کی چیزین بعینہ نہین سمجھا ؟ چہ نسبت خاک را با عالم پاک
آپ ایسی باتین کر کے اپنے بیچارے معتقدون کا ایمان کیون خراب کرتے ہین ؟ آپ سے پہلے ہزارون شاعر بیہودہ گو کلام الٰہی پر پھکڑ بازی
کر چکے ہین ان باتون کا جواب پھکڑ بازی کے ساتھ ہمکو بھی آتا ہے مگر ہم اپنی اوقات عزیز کو ضائع نہین کرتے ؎ گفتگو آئین درویشی نبود
ورنہ با تو ماجراہا داشتیم ؛ **قولہ** صد۳۹ علماء اسلام نے بسبب اپنی رقت قلبی الخ کے یہ طریقہ اختیار کیا تھا کہ جو امر الفاظ سے مستفاد ہوتا ہے اُسکو
تسلیم کرلین (بخلاف آپکے کہ آپ تسلیم نہین کرتے) اور اُسکی حقیقت اور اُسکے مقصد کو خدا کے علم پر چھوڑ دین اسواسطے وہ بزرگ تمام اُن
باتون کو تسلیم کرتے ہین جنکو کوئی بھی نہین مان سکتا اور وے باتین جیسے کہ عقل اور اصلی مقصد بانے مذہب کے برخلاف ہین ایسی ہی مذہب
کی سچائی اور بزرگی اور تقدس کے مخالف ہین **اقول** آپ وہ عقل کے برخلاف باتین تو پیش کیجیے۔ شاید ملائکہ اور شیطان اور جن
اور نعماء جنت اور معجزات اور خرق عادات کو آپ ایسی باتین قرار دیتے ہین کہ جنکو اسوقت کے دہریہ خلاف عقل کہتے ہین ان بیچارون کا
حصہ مین عقل سلیم ہی نہین انکو عقل سے کام ہی کیا پڑتا ہے یہ تو صرف محسوسات ہی پر ایمان رکھتے ہین جو چیز انکو حواس خمسہ سے معلوم
نہو انکے نزدیک تو وہی خلاف عقل ہے ایسی اندھی عقل کا کیا ٹھکانا ہے ؟ جب علماء اسلام رحمہم اللہ ہی آپ کے نزدیک خلاف عقل کے
پیرو اور غیر محقق ہین تو کیا عیسائی اور یہودی علماء کہ جنکا اصول مذہب تثلیث و الوہیت مسیح و کفارہ و تشبیہ وغیرہ لغو باتین ہین محقق ہین
یا ہندوؤن کے پنڈت کہ جن کا اصول دین مخلوق پرستی ہے ؟ **قولہ** صد۴۰ اس امر کے ثبوت کے لئے کہ بانی مذہب کا ان چیزون کے بیان کرنے سے
صرف اعلیٰ درجہ کی راحت کا بقدر فہم انسانی خیال پیدا کرنا مقصود تھا نہ واقعی ان چیزونکا دوزخ و بہشت مین موجود ہونا ایک حدیث
ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہون جو ترمذی نے بریدہ سے روایت کی ہے ایک شخص نے حضرت سے پوچھا کہ بہشت مین گھوڑا ہوگا آپنے فرمایا کہ تو
یاقوت کے سرخ گھوڑے پر سوار ہوکر جہان چاہیگا اڑتا پھریگا پھر ایک شخص نے پوچھا کہ حضرت وہان اونٹ بھی ہوگا آپنے فرمایا وہان
جو کچھ چاہوگے سب ہوگا پس اس جواب سے مقصود یہ نہین ہے کہ درحقیقت بہشت مین گھوڑے اور اونٹ ہونگے بلکہ صرف ان لوگون کے
خیال مین اعلیٰ درجہ کی راحت کا خیال پیدا کرنا ہے **اقول** اِس حدیث فہمی کے قربان جائیے کہ جس سے اُلٹا مطلب سمجھ مین آیا
اے حضرت جب آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پہلے شخص کے جواب مین گھوڑا یاقوت سرخ کا بیان فرمایا اور دوسرے کو یون کہا کہ جو چاہوگے
سب ہوگا تو صاف اسبات کا بتلا دینا ہے کہ وہان تمہاری خواہشین صورتون مین ظاہر ہوکر تمہارے روبرو آئین گی جیسا کہ ہمنے پہلے بیان

Marfat.com

کیا نہ یہ کہ وہان یہ چیزین نہونگی چنانچہ یہ آیت بھی اس مدعا پر دلیل ہے وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْأَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْأَعْيُنُ یعنی تمکو وہان جو چیز
چاہو گے اور جس سے تمہاری آنکھین خوش ہونگی ملیگی - مگر آپ چونکہ اس سر سے واقف نہ تھے اُسکو اُلٹا سمجھ گئے **قولہ** منہ حکمار الٰہی
اور انبیار دونون ایکسا کام کرتے ہین الخ **اقول** حکما بیچارے انبیار کی برابری کیا کرینگے ۵ نور ذرہ کجا روے آفتاب کجا
ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا + آپ چونکہ نور حقیقت نبوت سے واقف نہین اسلیئے دونون کو برابر سمجھتے ہین - آپکا اس کلام سے
مقصود یہ ہے کہ انبیار کو چونکہ جہلار کا سمجھانا مقصود تھا اسلیے اُنہون نے یہ نعمار جنت ذکر کردین اور حکمار کو جہلار سے کام نہ تھا وہ فقط
روحانی جنت کے قائل رہے **قولہ** تربیت یافتہ دماغ ان چیزون سے محض راحت سمجھتا ہے نہ یہ کہ وہان ایسی چیزین بھی موجود ہین اور
کوڑ مغز ملا یا شہرت پرست زاہد یہ سمجھتا ہے کہ درحقیقت بہشت مین حورین ملین گی اور میوے کھاوینگے اور شرابین پیوینگے الخ اگر
ان سب کا تو یہ جواب یہ ہے کہ آپ محض نافہمی سے[1] وہ اعتراضات جو پادری فنڈر نے کیے تھے پھکڑ بازی کے ساتھ اعادہ کرتے
ہین - پورا تربیت یافتہ دماغ تو آپکا جب ہوگا کہ جب غیر محسوس خدا کا بھی انکار کرینگے - آپ کی یہ بے دلیل باتین عقلار کے نزدیک
فضول ہین مگر اور بہت سے کم علم لوگون کے دلوں مین شک ڈالنے کے لئے اور انکو ایمان سے ڈگانیکے واسطے کسی قدر کافی ہین لیکن جنکے
دل فیض نبوت سے منور ہین وہ ایسی باتون کیطرف کان بھی نہین لگاتے اور یہ سمجھ لیتے ہین کہ جسطرح اکبر کے عہد مین صدہا ملحد پیدا ہوکر
نیست ہو گئے اور میر محمد حسین موحد مذہب بیکوک وغیرہ صفحہ عالم سے مٹ گئے اور دین الٰہی اسیطرح قائم رہا اور تا قیامت رہیگا یہ تیرہوین
صدی کا الحاد بھی خواب و خیال ہو جائیگا ۵ نہ گور سکندر نہ ہے قبر دارا مٹے نامیون کے نشان کیسے کیسے كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا
فَانٍ وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ **باب دوم (فصل اول)** لفظ الہام اور وحی باعتبار معنی لغوی کے قریب المعنی
ہین - گو بعض مواقع استعمال مین کسی قدر ایک دوسرے سے الگ ہون مگر اکثر جگہ دونون لفظون سے ایک ہی معنی مراد ہوتے ہین یعنی دل مین
القار کرنا - وحی کا اطلاق کتابت اور اشارت اور رسالت اور کلام خفی پر بھی ہوتا ہے - اور عرف شرع مین وحی سے ساتھ انبیار مخصوص ہین
الہام مین سب شریک ہیں علاوہ لفظی فرق کے باعتبار عرف شرع کے دونون کے معنے مین بھی کسی قدر تفاوت ہو گیا کیونکہ وحی مین ایک
خاصیات ہوتی ہے جو الہام مین نہین ہوتی اسلیئے شرعی معنی کے لحاظ سے غیر انبیار کو صاحب وحی نہین کہتے ہان لغوی معنی کے لحاظ سے
غیر انبیار پر بھی اسکا اطلاق ہوا ہے جیسا کہ اَوْحَىٰ رَبُّكَ إِلَى النَّحْلِ وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ أُمِّ مُوسَىٰ وَأَوْحَىٰ فِي كُلِّ سَمَاءٍ أَمْرَهَا وَإِذْ أَوْحَيْتُ إِلَى الْحَوَارِيِّينَ وَ
لَيُوحُونَ إِلَىٰ أَوْلِيَائِهِمْ ؛ یہ تحقیق لفظی تھے اب ہم اسکی حقیقت اور اُسکے معنی سے بحث کرتے ہین - وحی یا الہام خدا تعالیٰ اور اسکی مخلوقات
کے درمیان ایک پیغام یا ایسی تار برقی ہے کہ جسکے ذریعہ سے وہ اپنے خالق سے ہمراز اور ہم کلام ہوتی ہے - گو اس مخلوقات کو اُس
خالق سے کچھ بھی مماثلت اور مشاکلت نہین مگر تاہم ایک ایسا رابطہ ہے کہ گویا وہ اُسکے پاس ہر دم موجود ہے ۵ اتصالی بے تکیف
بے قیاس ؛ ہست رب الناس را با جان ناس ؛ ۵ سب سے ربط آشنائی ہے تجھے ؛ دل مین ہر ایک کے رسائی ہے تجھے ؛ انس مرین انسان
حیوان حجر و شجر زمین و آسمان سب شریک ہین ہر دم وہان سے ہر ایک چیز کیطرف تار برقی جاری ہے اور ہر نوع کی طرف اُسکی وحی
ہوتی ہے اور اسی لئے ہر نوع کی ایک شریعت جدا ہے کہ اُسپر اُسکی مخالفت حرام کر دی گئی ہے - معدنیات کیطرف یہ الہام ہو رہا ہے

[1] اس لیئے کہ حقیقت جنت کو اور اُسکے نعمار کو نہ سمجھے اور اُسکا دنیا کی چیزون پر قیاس کرکے اُسکو خرابات کہنے لگے ۱۲ منہ

کہ اپنی صلابت اور رخوت اور حرارت یا برودت کو محفوظ رکھے انکی صورت نوعیہ ہمیشہ ان اوامر الٰہی کے بجا لانے میں کمر بستہ دست بستہ
کھڑی رہتی ہے کہ کبھی آگ سے حرارت دور ہونے پاوے اور پانی سے رطوبت اور برودت بجاوے۔ اور نباتات کیطرف ... دم بدم پہنچا
پہنچتے ہین کہ وہ خاک کو پانی کے ذریعہ سے چوس کر شاخ و برگ و گل بنا دے اور اتنی مدت مین پھل آوین اور اتنی مین پھول آوین
اور پتون کی یہ رنگت اور یہ صورت رہے اُسمین اسیطرح کی لکیرین اور ایسے ریشے ہووین اور پھول پنکھڑیان اور اتنی رنگت اور ایسی خوشبو رہے
ہر دم اُنکی صورت نوعیہ ان فرائض کو ادا کئے چلی جاتی ہے۔ بیری کے پتے پر حرام ہے کہ وہ پیپل کے پتے کی صورت مین آ دے
اور آنب کو حرام ہے کہ وہ بیر بن جاوے۔ حیوانات پر یہ وحی آتی ہے اور یہ باتین فرض ہین کہ ہر نوع ہمیشہ اپنی صورت نوعیہ پر قائم رہے
پرندونکو یہ الہام ہوا کہ نر و مادا باہم اسطرح سے میل جول کرین گرمی کے موسم مین ہنا گھونسلا اونچے درختونکی شاخونمین بنا دین
انڈونکو سطرح سیئین بچے اسطرح نکالین دانا پانی وہان سے لائین بچونکو اسطرح سے کھلائین بڑے ہوکر اسطرح سے اُڑین دشمن سے جو انکے
اپنے مقابل سے کہ جب اُنکی ضروریات مین مخل ہو اسطرح جنگ کرین اپنے بنی نوع کے ساتھ رہا کرین۔ اسیطرح گائے بھینس انسان گھوڑے گدھے
ہر ایک نوع کو بذریعہ الہام اور وحی وہ علوم سکھائے جاتے ہین کہ جو اُنکے نوع کو کار آمد اور ضروری ہین اور اُن چیزون سے
اُنکی صورت نوعیہ کو منع کیا جاتا ہے جو اُنکے حق مین ضار اور خلل انداز ہین گائے بھینس پر حرام ہے کہ وہ گوشت کھائین اگر اس حرام کا
ارتکاب کرین تو اسکی سزا اُنکو وہین ملے شیر پر گھانس کھانی حرام اور گوشت کھانا فرض ہے اس حکم کو عدول کرے تو سخت مضرت
اُٹھائے نقصان کے جہنم مین جائے شہد کی مکھیون پر یہ فرض کر دیا کہ درختون کے پتے اور پھول اور پھل دیکھکر کھائین پھر اپنے بنی نوع
کے لیئے ایک گھر بنائین اور وہان شہد اسطرح سے بھرین اور اپنے سر ایعسوب کی اطاعت کرین الغرض اور بہت سے حالات ہین کہ جنکے ذکر کی
یہان گنجائش نہین۔ الغرض اس وحی مین ہر ایک چیز شریک ہے اور ہر نوع کی شریعت جداگانہ ہے اور ہر نوع اُس شریعت کی
مجبوراً پابند ہے چنانچہ ان آیات مین اسیطرف اشارہ ہے وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وقال وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ
لَّهَا ذٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ۝ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُونِ الْقَدِيمِ ۝ لَا الشَّمْسُ يَنْبَغِي لَهَا أَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ
وَلَا اللَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ وَكُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ ۝ علاوہ انکے اور بہت سی آیات ہین۔ قران مجید کی خوبیون مین سے ایک بڑی خوبی یہ بھی ہے
کہ اُسمین ہر ایک قسم کی حکمت اور ہر چیز کے سر کیطرف اشارہ ہے کلام الٰہی مین یہ خوبی ضرور ہونی چاہیے اور انہین وجوہ سے اسکا مثل
بنانا محالات سے ہے۔ مطلب کیطرف رجوع کرتا ہون۔ حاصل کلام اس وحی اور الہام مین ہر چیز شریک ہے اور ہر ایک اُسکی اطاعت پر مجبور
ہے اور یہی اطاعت اُنکا ذکر اور یہی اُنکی تسبیح و تقدیس کہ جس سے کوئی جزء عالم خالی نہین ۝ بذکرش ہرچہ بینی در خروش است ؛

ملہ ان مضامین کیطرف اس آیت مین اشارہ ہے وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ يَطِيرُ بِجَنَاحَيْهِ إِلَّآ أُمَمٌ أَمْثَالُكُمْ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ کہ زمین پر ہر جاندار
حرکت کرنیوالے اور ہر پرندے دو بازؤن سے اُڑنیوالے تمہاری مانند گروہ ہین۔ ہمنے قرآن مین کوئی بات باقی نہین چھوڑی ۱۲ منہ ملہ اور اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہین (یعنی فرمانبرداری)
آسمان والے اور زمین والے ۱۲ منہ ملہ اور آفتاب اپنے ٹھکانے پر چلتا ہے یہ اندازہ ہے زبردست خبردار کا ۱۲ یعنی خدا نے جو اندازہ کر دیا اُسکے موافق چلتا ہے اور چاند کے
لیئے ہمنے منزلین مقرر کر دین (کہ ہر ایک منزل کو ایک دن مین طے کرتا ہے) یہان تک کہ پھر اُسیطرح پرانی شاخ کی مانند ہلال نظر آتا ہے آفتاب کو یہ درست نہین کہ وہ چاند کو
جا پکڑے اور نہ رات دن سے پہلے آسکتی ہے اور ہر ایک ستارہ آسمان مین تیرتا پھرتا ہے ۱۲ ملہ چنانچہ اس آیت مین اسکا بیان ہے وَأَوْحٰى رَبُّكَ إِلَى النَّحْلِ أَنِ اتَّخِذِي
مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا وَمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُونَ ۝ ثُمَّ كُلِي مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِي سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا يَخْرُجُ مِنْ بُطُونِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ أَلْوٰنُهُ فِيهِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ إِنَّ فِي ذٰلِكَ
لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُونَ ۝ ترجمہ تیرے خدا نے شہد کی مکھیون کو حکم کیا کہ پہاڑون اور درختون اور چھتون مین گھر بنائے اور ہر طرح کے پھل کھائے اور سوراخون
میں سمٹ کر چلے نکلتا ہے اُن کے پیٹ سے شہد مختلف رنگتون کا کہ جس مین لوگون کی شفا اور نشانی ہے اُنکے لئے جو فکر کرتے ہین ۱۲ منہ

Marfat.com

دلی واند درین معنی کہ گوش ہست ٭ نہ بلبل بر گلش تسبیح خوانیست ٭ کہ ہر خارے بتسبیحش زبانیست ٭ **لیکن** اس وحی اور اس الہام کی جدا زبان ہے جس زبان سے ہر چیز اُس سے بات کرتی اور اپنے درد دل کو ظاہر کرتی ہے وہ اور زبان ہے۔ باغ مین سرو دست بستہ کھڑا ہو کے جس زبان سے عرض حال کر رہا ہے وہ اور ہے۔ دریا اور پہاڑ اور ہیبت ناک جنگل بلکہ انسان کا ہر ہر عضو بلکہ عالم کا ہر جز جس زبان سے کلام کر رہا ہے وہ اور زبان ہے یہ زبان کہ جس سے ہم باہم بولتے چالتے ہین اور زبان ہے اُس زبان مین بے آواز اور بے حرف اور بغیر الفاظ کے وحی آتی ہے چنانچہ اس آیت مین اسیطرف اشارہ ہے وَاَوْحٰی رَبُّکَ اِلَی النَّحْلِ[51] وقال وَاَوْحٰی فِیْ کُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا[52] وقال فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا اس قسم وحی کے علاوہ ایک دوسری **قسم وحی** اور الہام کی اور بھی ہے کہ جسکے ساتھ حضرت انسان (یا کوئی اور نوع ذی العقل) مخصوص ہے۔ چونکہ جمادات مین سے اعلیٰ درجہ کی جمادات نباتات ہوجاتے اور جسم نامی کہلاتے ہین اور اور جسم نامی جو اور زیادہ ترقی کرتا ہے تو حیوانیت کے درجہ مین پہنچتا ہے پھر اعلےٰ کمال حاصل کرتا ہے تو انسان ہوجاتا ہے پس انسان ان جمادات نباتات حیوانات مین چونکہ اعلےٰ اور مخصوص ہے تو اُسکے لئے وحی اور الہام بھی بہ نسبت اور چیزون کے مخصوص ہے۔ اسکا دل گذرگاہ خداوند تعالیٰ ہے اسکا رابطہ خدا کے ساتھ سب سے نرالا ہے ٭ ارض و سما کہان تری وسعت کو پا سکے ٭ میرا ہی دل ہے وہ کہ جہان تو سما سکے ٭ انسان کے دل پر جو کچھ واردات غیبی ظہور کرتی ہین سب وہین سے آتی ہین اور ہر وقت ملہم غیبی اسکو وہانکی باتین تلقین کرتا رہتا ہے۔ مگر اسکا خمیر ایسے متضاد الطبائع سے ہوا ہے کہ جسکی صورت نوعیہ کا مقتضی طبعی تاریکی اور اضلال ہے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ انسان کی روح (کہ جسکو حکما نفس ناطقہ کہتے ہین اور جوہر سماوی اور نور الہی کے لقب سے ملقب کرتے ہین) گرچہ حادث ذاتی بلکہ حادث زمانی ہے لیکن اس جسم کے مرکب ہونیسے ہزارہا سال پہلے پیدا ہو چکی ہے[53] اور **حظیرہ قدس** مین کہ جسکو اسکا اصلی وطن کہتے ہین رہی ہے ٭ تو ای ان دست پرور مرغ گستاخ ٭ کہ بودت آشیان بیرون ازین کاخ ٭ چرا زان آشیان بیگانہ گشتی ٭ چو دونان چغد این ویرانہ گشتی ٭ بیفشان بال و پر ز آمیزش خاک ٭ بپر تا کنگرہ ایوان افلاک ٭ پھر اس جسم کے پتلے[54] سے اسکو وابستہ کر دیا۔ اور اس بات کا بار گران (کہ اس جسمانی آلے کے ذریعہ سے اپنے لئے اور کمالات زائد حاصل کرے نہ کہ اپنی اصلی استعداد اور ذاتی نورانیت

---

[51] اور تیرے رب نے مکھی کو یہ وحی بھیجی کہ تو پہاڑون مین گھر بنا۔ اور ہر طرح کے میوے کھا کے شہد بنا ۱۲ [52] اور خدا نے ہر آسمان مین وحی بھیجی ۱۲ منہ [53] چنانچہ یہ آیت اس دعوے کی دلیل ہے واذ اخذ ربک من بنی آدم الآیہ یعنی خدا نے بنی آدم کی ذریات کو اُنکی پشت سے روز میثاق نکالا امام احمد نے روایت کیا ہے کہ خدا نے آدم کی پشت کو مسح کیا اُسکی تمام ذریت جو کہ قیامت تک ہونیوالی تھی چیونٹیون کیطرح نکل پڑی سب سے خدا نے خطاب کر کے پوچھا الست بربکم کہ کیا مین تمہارا رب نہین ہون قالوا بلیٰ سب نے کہا ہان کہا تیرے اقرار لیا اور انکو انکے لئے گواہ بنالیا اب مین دنیا مین تمکو بھیجتا ہون اور تمہارے پاس تمہارے لئے ہادی یعنی رسول آوینگے اُسوقت ہر ایک کو اُسکی تعلیم قبول کرنی پڑیگی وہ لوگ اس وقت اقرار کرتے ہین کوئی انکا کہا نہ مانیگا اور نور فطرت کو چھوڑ کر اندھیرے مین پڑیگا تو قیامت کو اُسکا عذر قبول نہوگا کہ یہ برائیان شرک کفر تو ہمارے بڑون نے کی تھین اور ہم تو انکے تابع تھے خدا کیون مواخذہ کرتا ہے کیونکہ یہ عذر بعد اسکے کہ وہ خود عہد کر چکے ہین مسموع نہوگا انتہے ملخصا) ۱۲ منہ [54] جسطرح آئینہ کو مٹی ملتے اور اُسپر راکھ لتھیڑتے ہین تاکہ صاف ہو جائے اور بعد کے خوب چمک جاوے اسیطرح انسان کی روح کہ جو آئینہ سماوی ہے کہ جسمین تمام غیب کی صورتین بشرط صفائی ہونیکے نظر آتی ہین جسم خاکی سے تعلق دیا اور اس سے مفارقت کے بعد کہ جسکو موت کہتے ہین اسکے خوب کمالات اور اسکا جوہر چمک دے اور جمال جہان آرا کے نور منقش ہوجانیکے قابل ہوجاوے پس جسنے اسکو سنوار لیا اُسنے فلاح پائی اور جسنے اصلی جوہر کو بگاڑ دیا اُسنے خرابی اٹھائی ۱۲ منہ

Marfat.com

تو اسکی صحبت مین زائل کرے) اِس ناعاقبت اندیش کے سر پر دھر دیا اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ کَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ۝ آسمان بار امانت نتوانست کشید ؛ قرعهٔ فال بنام من دیوانه زدند ؛ پس انسان کی روح کا مقتضا قوت ملکیہ ہے اور اس جسم ظلمانی اور صورت ہیولانی کا اثر قوت بہیمیہ ہے ۝ آدمی زادہ طرفہ معجونیست ؛ از فرشتہ سرشتہ وار حیوان ؛ گر کند میل این بود بہ ازین ؛ گر کند میل آن بود بدتر ازان ؛ اور کبھی یہ دونون قوتین باہم مصالحت کر لیتی ہین کہین ہمیشہ کشمکشی اور تخالف کے صدمے سہتی ہین پھر کبھی یہ غالب اور یہ مغلوب اور کبھی برعکس مغلوب اِن قوی ملکیہ وبہیمیہ کے اجتماع سے باعتبار کم زیادہ ہونیکے بیشمار مراتب پیدا ہوتے ہین مگر زیادہ قابل لحاظ یہ آٹھ قسم ہین چار قسم اُس صورت مین پیدا ہوتی ہین کہ جب ملکیہ اور بہیمیہ دونو مصالحت پیدا کرکے ایک مزاج خاص حاصل کر لیوین (اول) یہ کہ ملکیہ نہایت علو مین ہو اور بہیمیہ بھی شدید ہو مگر ملکیہ کے تابع ہو یہ وہ لوگ ہین کہ جو ریاست دنیا و دین پر حاوی ہین اور انتظام ملت و مذہب تہذیب نفس و اصلاح اخلاق مین ممتاز ہین دنیا اور دین دونون کے کمالات انکو حاصل ہوتے ہین پس جسطرح کہ عالم ملکوت کے اسرار انکے دلون پر منکشف ہوتے ہین اور وہان کی چیزین انکو عیانا دکھائی دیتی ہین ملائکہ اپنی اصلی حالت پر بھی انسے نظر آکر کلام کرتے ہین اسیطرح دنیاوی اصلاحات اور انتظامات اور تدابیر جزئیہ مین بھی کامل ہوتے ہین یہ وہ لوگ ہین کہ جنکو انبیاء اولوالعزم کہتے ہین (دوم) وہ کہ قوی ملکوتیہ اُنکے علو پر اور قوی بہیمیہ ضعف پر ہون یہ لوگ انتظام و مصالح دنیاویہ مین اُنسے کم ہین لیکن وہ بھی انبیاء ہین (سوم) وہ لوگ ہین کہ اُنکے قوی بہیمیہ اور ملکیہ دونون ضعیف ہین یہ لوگ دینی بھلے کامون سے خواہ دینی ہون یا دنیاوی بوجہ سستی کنارہ کش رہتے ہین یہ لوگ کمالات سے حصہ نہین پاتے (چہارم) وہ ہین کہ جنکے بہیمیہ نہایت غالب اور ملکیہ نہایت پست یہ وہ لوگ ہین کہ جو اکثر شہوات نفسانی مین سرشار اور تاریکی ہیولانی مین گرفتار رہتے ہین اور یہی چار قسم اُس دوسری صورت مین پیدا ہوتی ہین کہ جہان قوت ملکیہ اور بہیمیہ مین باہم مصالحت نہین بلکہ تجاذب و تخالف ہے - اور ان اقسام مین قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جسکی قوت بہیمیہ نہایت تیز ہوگی وہ مجاہدات اور ریاضات کا زیادہ محتاج ہوگا الغرض صاحب تجاذب پس جب اُسکی قوت ملکیہ زور کریگی تو معارف مین زیادہ مصروف ہوگا اور بسبب غلبہ بہیمیہ کے اعمال کی چندان پروا نکریگا اور جب اُسکی ملکیہ مغلوب ہوگی تو ہمہ تن دنیا ہی مین مصروف ہو جاویگا اسکا ایکسان حال کبھی نرہیگا ؛ اِس اصول سے تمام اہل اللہ صدیقین شہداء کے مراتب اچھی طرح معلوم ہو سکتے ہین اور اشرار کے درجات بھی بخوبی سمجھ مین آسکتے ہین - المختصر اِس الہام اور وحی سے ہر فرد بشر فیضیاب ہے لیکن باعتبار شدت و ضعف قوی ملکوتیہ و بہیمیہ کے علی حسب المراتب حصہ ملتاہے پس جبکسی قدر قوت ملکیہ اُسطرف متوجہ ہوتی اور بہیمیہ کے نیچے سے

سلہ اسی لئے جسطرح ہمارے نبی علیہ السلام نے دینی اور روحانی تعلیم مین کوئی بات نہین چھوڑی اسیطرح جسمانی اور دنیاوی اصلاح اور انتظام کی باتین بیع و شراء غسل و طہارت کی بھی اعلے سے لیکر ادنے تک اجمالا یا تفصیلا سب بیان فرما دین حتے کہ استنجا کرنا اور بیچانے مین ڈھیلا لینا بھی تعلیم کر دیا رات کو چراغ گل کرکے دروازہ بند کرکے برتنون کا منہ بند کرکے سونا بھی بتا دیا وقس علیہ اور اسیلئے جیساکہ آپ اس لطافت کو پہنچے تھے کہ جسم اطہر روح کیطرح شب معراج آسمانون پر پہنچا اسیطرح قوی بہیمیہ کی باتون عورتون کی رغبت رکھنے اور نو بیویون کے پاس ایک شب مین دورا کرنے اور شجاعت اور طاقت مین کمال رکھتے تھے ۝ اودھر اللہ سے واصل اِدھر مخلوق کے شامل باخواص و عوام مین تعلق شد وکا ؛ ادھر آپ باعتبار قوت جسمانی کے دنیاوی کامون مین بات چیت مین مصروف رہتے مگر اسی حالمین بسبب قوت ملکیہ کے ذات پاک مین مستغرق رہتے تھے جو بعض نادان اس نکتہ سے واقف نہین وہ آنحضرت علیہ السلام کی بکثرت نکاح کرنے وغیرہ باذن اور جزوی تعلیم پر طعن کرتے ہین اور اِس زمانہ کے متعصب پادریان اور بعض ہنود جیساکہ پادری فنڈر اور عماد الدین اور لالہ اندرمن وغیرہم ہین دفتر کے دفتر اسی بارہ مین سیاہ کر دیے اور بندگان خدا کو گمراہی مین ڈالا ۱۲ منہ

نجات دیتی ہے تو اُسپر وہاں نکی باتین القا ہوتی ہین اور اچھے خیالات پیدا ہوتے ہین اور جب قوت بہیمیہ کی ہوا چلتی ہے تو وہ اُسکے مقتضے کے موافق شہوانی باتین سوجھتی ہین چنانچہ اس حدیث مین کہ "ہر بشر کے دل پر ایک نیکی کا فرشتہ الہام کرتا ہے اور بدی کی طرف شیطان بلاتا ہے" اسیطرف اشارہ ہے پس انسان کی سعادت اور شقاوت کی باتین (کہ جنکو **شریعت** کہتے ہین اور جنکا الہام ہونا رحمت الہی کے نزدیک نہایت ضروری تھا) اس قابل نہ تھین کہ ہر کس وناکس کے الہام اور وحی پر چھوڑ دیجاتین بلکہ اُنکے لئے ایسے شخصون کا الہام ضروری ہے کہ جو قوت بہیمیہ کی تشویشات اور شوائب بشریہ سے معصوم ہون اور اُنکا الہام بھی نہایت اعلی طور پر ہو کہ جسکو وحی بواسطۂ **جبرئیل** کہتے ہین پس یہ لوگ **انبیا** ہین۔ اور یہان سے آپ کو ضرورت **نبوت** بھی خوب معلوم ہوگئی اور یہ بھی معلوم ہوگیا کہ تمام افراد نوع مین **انبیاء** کے سب سے زیادہ نفوس کاملہ ہوتے ہین اور یہ بھی کہ انہین کے وسیلے سے عالم قدس کے فیوضات انسان کو نصیب ہوتے ہین جسنے اُنکے حکم سے سرتابی کی وہ اپنے کمالات سے اسطرح محروم رہا کہ جسطرح نفس نباتیہ کی نافرمانیسے شاخ اور پھول وپھل محروم ہوکر سوکھ جاتے اور بگڑ جاتے ہین اس آیت مین اسیطرف اشارہ ہے **اِسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ لِمَا یُحْیِیْکُمْ** کرے تو آپکو خوب معلوم ہوگیا کہ الہام مین سب شریک ہین ہر مصنف کو اور ہر شاعر کو اور ہر واعظ کو بلکہ ہر ایک کام کے کاریگر کو بھی الہام ہوتا ہے لہار بڑھئی کو اپنے کام مین الہام ہوتا ہے کہ جس سے وہ طرح طرح کی صنعتین اختراع کرتا ہے پھر اسمین بھی متفاوت درجے ہین جو لوگ کہ ہمہ تن ہمین مستغرق رہتے ہین اُنکی قوت متخیلہ یہان تک غلبہ کرتی ہے کہ وہ خیالات اُنکو مجسم دکھائی دیتے اور کبھی آوازین سُنائی دیتی ہین۔ لیکن یہ آوازین ہاتف غیب کیطرف سے نہین ہوتی ہین بلکہ درحقیقت وہان سوائے اُنکے خیالات کے اور کچھ نہین ہوتا جیسا کہ مجنون آدمی خیالی صورتون سے باتین کرتا اور اُنکو دیکھتا ہے یا بیمار آدمی غلبۂ مرض مین کچھ کچھ دیکھتا سنتا ہے بعض کو بخار آتا ہوا معلوم ہوتا ہے **لیکن** یہ سب حالات اُن لوگون کے ہین کہ جنکے قوی بہیمیہ اور صفات بشریہ غالب ہین کہ جنکا عوام الناس لقب ہے اور جنکے قوی ملکیہ غالب ہوتی ہے وہ ان خیالات سے بالکل پاک ہین پھر اُنکی دو قسم ہین کیونکہ یا تو اُنکی قوت ملکیہ نہایت علو پر ہے یا ذرا کم **قسم اول انبیاء** علیہم السلام ہین کہ جنکو باعتبار اختلاف حالات کے مختلف طور پر الہام ہوتا ہے کبھی تو خواب مین (جبکہ اس جسم سے توجہ کم ہوتی ہے اور اُس عالم کا پردہ اُن سے اُٹھ جاتا ہے) ملائکہ کے ذریعہ سے اور کبھی دو بدو خدائے پاک سے ہم کلام ہوکر مستفید ہوتے ہین اور کبھی غیبات عالم مثالی مین متشکل ہوکر دکھائی دیجاتے ہین اور کبھی حالت بیداری مین کہ جب ملکیہ کا نہایت غلبہ ہوتا ہے تو یہ تینون صورتین پیش آتی ہین **اول** یہ کہ وہ فرشتہ کہ جسکو ناموس اکبر یا جبرئیل کہتے ہین پیغام الہی پہنچاتا ہے پھر اُسکے بھی کئی طور ہین اول یہ کہ جبرئیل کسی شکل مین ظاہر ہوکے مطلع کرجاوے چنانچہ جنگ احزاب کے بعد جبرئیل آدمی کی شکل مین غبار آلودہ ظاہر ہوئے اور یہ کہ گئے کہ آپ اے نبی اللہ جنگ سے فارغ ہوگئے لیکن ہم نہین ہوئے چلئے بنی قریظہ کا محاصرہ کیجیے چنانچہ اس حدیث کو صحاح ستہ مین روایت کیا ہے اور اکثر تو دحیہ کلبی کی صورت مین دکھائی دیتے تھے اور کبھی اجنبی شکل مین اسطرح ظاہر ہوتے تھے کہ جسکو حضار مجلس بھی دیکھ لیتے تھے چنانچہ بخاری ومسلم وغیرہما محدثین نے بسند صحیح روایت کیا ہے کہ حضرت جبرئیل مسافرانہ صورت مین نہایت سفید لباس مین ظاہر ہوکر آنحضرت علیہ السلام کے زانو سے زانو ملاکر ایمان اور اسلام کے معنی پوچھنے لگے اور آپکے جواب کے بعد خود ہی تصدیق کرتے جاتے تھے پھر حضرت عمر فرماتے ہین کہ ہمکو اُسکے اس سوال وتصدیق سے نہایت تعجب ہوا پس جب

علم الٰہی ... سول کا جب تک وہ ان باتون کیلئے بلائین جو تمہین زندگی بخشتی ہین ۱۲

Marfat.com

وہ چلے گئے تو آنحضرت علیہ السلام نے بتلایا کہ یہ جبرئیل علیہ السلام تھے تمکو ایمان و اسلام کی معنی سکھانے آئی تھی اور اسیطرح [illegible]
نماز پڑھانا کہ ایک روز اول وقت اور دوسرے روز آخیر وقت امام مالک وغیرہ محدثین نے روایت کیا ہے اسکی [illegible]
کیا ہوگا اور صحیح بخاری مین بھی ہے کہ احیانا یتمثل لی الملک رجلا فیکلمنی فاعی ما یقول کہ کبھی فرشتہ آدمی کی صورت مین آکے مجھسے کلام کرتا
تو مین اسکی بات سمجھ لیتا ہون - دوم یہ کہ جبرئیل ملکوتی صورت مین خاص آپکو ہی دکھائی دیوین اور کلام الہی یا حکام الہی کبھی مع الفاظ اور
کبھی محض مطلب دلمین القا کرجاوین اور کسیکو نہ انکی صورت دکھائی دیوے نہ انکی آواز سنائی دیوے چنانچہ اکثر وحی قرآن
مین یہی بات پیش آتی تھی اور کبھی جبرئیل کے وحی لاتے وقت آنحضرت علیہ السلام کو ایک آواز جرس کی مانند سنائی دیتی تھی جیسا کہ
صحیح بخاری اور مسند احمد بن حنبل مین ہے اور یہ حالت آپ پر نہایت شاق گزرتی تھی - اس آواز جرس کی اصل حقیقت نبی علیہ السلام سے
منقول نہین لیکن علماء نے اپنی رائے سے اسکی چند وجہ بیان کی ہین بعض کہتے ہین کہ ملائکہ کے پرون کی آواز تھی بعض کہتے ہین کہ تنبہ کرنیکے
لیے پیشتر آواز آتی تھی واللہ اعلم عند اللہ **دوسری** بیداری کی یہ حالت ہے کہ تجلی ذاتی ہوکر خود بخود خدا تعالی سے ہم کلام ہوجاوین جیسا کہ
کوہ طور پر موسی کو یہ معاملہ پیش آیا وکلم اللہ موسی تکلیما اور شب معراج مین بات آنحضرت علیہ السلام کو پیش آئی **تیسری** یہ صورت کہ حالت
بیداری مین عالم ملکوت کا مشاہدہ اور تجلی ہوکر اسرار غیب پر مطلع ہوجاوین چنانچہ نماز کسوف مین یہ بات آپکو پیش آئی ہو تھی ایک اور
صورت بھی ہے اور وہ یہ کہ فرشتہ غائبانہ آواز سنا کر بتاوے کہ جسکو ہاتف غیب کہتے ہین **اس مقام** پر ایک بات قابل بحث ہے وہ
یہ کہ اور جس قدر وحی یا الہام انبیاء کی قسمین بیان ہوئین سب ٹھیک ہین مگر جبرئیل کے ذریعہ سے الہام ہونا یا وحی آنا اور جبرئیل کا
مطالب کو کبھی بالفاظ اور کبھی محض معانی دل مین القا کرنا کیون ہے کیا اپنی قوت ملکیہ سے خود بخود پیغمبر علیہ السلام خدا سے ہمکلام نہین ہوسکتے تھے
اسکا جواب یہ ہے کہ نقل سے تو جبرئیل علیہ السلام کا الہام اور وحی مین واسطہ ہونا بخوبی ثابت ہے چنانچہ وہ احادیث صحیحہ جو اس بارہ مین وارد ہین
انکا تو کوئی شمار ہی نہین مگر آیات قرآنیہ بھی اس امر مین بیشمار وارد ہین منجملہ انکے یہ ہے قل من کان عدوا لجبریل فانہ نزلہ علی
قلبک باذن اللہ یعنی کہہ جو کوئی جبرئیل کا دشمن ہو سو ہوا کرے مگر اسنے تو یہ قرآن تیرے دل پر خدا کی اذن سے اتارا ہے ازانجملہ یہ ہے یلقی الروح
من امرہ علی من یشاء کہ خدا جبرئیل کو جسکے پاس چاہتا ہی بھیجتا ہے ازانجملہ یہ ہے انہ لقول رسول کریم ذی قوۃ
عند ذی العرش مکین مطاع ثم امین وما صاحبکم بمجنون ولقد راہ بالافق المبین وما ہو علی الغیب بضنین
وما ہو بقول شیطن رجیم فاین تذہبون یہ قرآن اس رسول کریم کا سخن ہے کہ جو قوت والا اور خدا کے نزدیک معزز اور امین ہے یعنی جبرئیل اور
تمہارا نبی (محمد علیہ السلام) کچھ دیوانہ نہین (کہ اپنے خیالات کو مجنون کیطرح جبرئیل اور وحی سمجھ جاوے) اور اسنے جبرئیل کو (اسکی صورت اصلیہ پر)

ف یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وحی کیوقت ملکیہ کا زور اور بہیمیہ کا تنزل ہوتا ہے جسمین باہم ایک منازعت سی پیدا ہونیسے جسم مین ایک انقلاب عظیم پیدا ہوتا ہے جس سے یہ جھنجناہٹ
کیسی آواز بھی کان مین آتی ہے اور پسینا بھی آجاتا ہے یا بظاہر بیہوشی کیسی حالت بھی ہوجاتی اور کبھی خراٹا بھی لگ جاتا ہے بلاتشبیہ جیسے آمد بخار کا وقت اور دورہ سرع
ہوتا ہے تو حالت صحت و مرض مین خلاف عظیم پیدا ہونیسے اصوات تنبیہ وغیرہا باتین محسوس ہونے لگتی ہین حالانکہ ان دونون حالتون مین جو مرض و وحی کیوقت پیدا
ہوتی ہین زمین و آسمان کا فرق ہے - پس وہ جو روایات مین ہے کہ آنحضرت کو بوقت وحی پسینا آتا اور بیہوشی سی ہوجاتی تھی یا کبھی خراٹے کی آواز بھی آنحضرت علیہ السلام
والسلام سے محسوس ہوتی تھی غالبا وہ اسی سبب تھا جسکو سیل صاحب وغیرہ لال بجھکر دوبے کہین صرع کا دورہ کہین کچھ تجویز کرکے آنحضرت علیہ السلام کو نادانی سے مورد طعن بنا یا [illegible]

Marfat.com

کنارۂ آسمان پر دیکھا ہے اور وہ غیب کی باتوں میں بخیل نہیں اور یہ قرآن شیطان کا قول نہیں (کہ کوئی یہ گمان کرے کہ شاید شیطان جبرئیل کی صورت میں آتا ہو) پس تمہارا خیال کدھر جاتا ہے (کہ جو ایسی ایسی بدگمانیاں کرتے ہو) قُلْ نَزَّلَهُ رُوحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ تو کہہ کہ اس قرآن کو تیرے رب کیطرف سے سچائی کے ساتھ روح القدس نے اُتارا ہے یعنی جبرئیل نے۔ اور سِر اسکا یہ ہے کہ جنکو انبیاء کہتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں کہ جنکے نفوس انکا ہر طرح کی لوث بشری سے پاک صاف ہوتے ہیں اور جنکو ملاء اعلیٰ میں لوگوں کی رہنمائی اور اصلاح دارین کے لیے ممتاز بنایا جاتا ہے قال تعالی وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَّشَآءُ انکی اطاعت کا قرنوں تک لوگوں کے دلوں میں میلان اور شوق ڈالا جاتا ہے انکے موافق پر رحمت اور مخالف پر لعنت اُترتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ آجتک ہزار ہا برس سے تخمیناً تمام عالم کہ جن میں طرح طرح کے لوگ ہیں انبیاء علیہم السلام کے تابع چلا آتا ہے آخر کچھ تو بات ہے کہ یورپ کے بڑے بڑے فلاسفر اور حکما، و عقلا حضرت مسیح علیہ السلام کو مانتے چلے آئے ہیں۔ اور تخمیناً تہائی دنیا نے تیرہ سو برس سے ایک شخص یتیم خشک پہاڑوں کے رہنے والے یعنی حضرت خاتم الانبیاء پر جان فدا کر رکھی ہے انکا نام دلوں کو مقناطیس[۵۱] کیطرح کھینچتا ہے۔ اگر یہ ملاء اعلیٰ کیطرف کی مقبولیت نہیں تو پھر کیا ہے؟ تمام یورپ اور امریکہ اور ایشیاء اور افریقہ میں ان چند شخصوں[۵۲] کی مانند کوئی ریفارمر یا واعظ یا اپنی قوم کا ترقی خواہ یا کوئی حکیم و فلاسفر یا کوئی ریاضیات کا امام یا کلوں کا ایجاد کرنیوالا ایسا مقبول انام اور پیشوائے خاص و عام کیوں نہو گیا؟ کیا کسیکو اسبات کی آرزو نہوئی ہوگی کیوں نہیں بلکہ ہزاروں اس حرص میں ایڑیاں رگڑ کر مر گئے۔ المختصر اسکی معرفت نوع کی صلاح کے وہ علوم ظاہر ہوتے ہیں کہ جنکے حاصل کرنے سے عقول عاجز ہیں اسکا اتباع ہر فرد نوع پر ایسا لازم اور ضروری ہوتا ہے جیسے کہ درخت یا حیوانات کی صورت نوعیہ کا اُسکے افراد یا یعسوب کا نحل پر پس جسطرح درخت کے ہر پتے اور ہر پھول اور ہر شاخ کی بہبودگی اور اصلاح نفس نباتیہ کے ذریعہ سے ہوتی ہے اگر وہ اُسکی مخالفت کریں تو اپنے کمالات نوعیہ سے محروم رہجائیں نہ پتا بڑھ سکے نہ پھول کھل سکے نہ پھل پک سکے۔ اور جسطرح کہ نفس حیوانیہ شیر کو گھاس کھانی حرام اور گائے اور بھینس پر فرض و واجب کرتا ہے اسیطرح نبی علیہ السلام کی اطاعت فرض ہے وہ بھی ہر شخص کیلئے اُسکی مضر چیزوں کو حرام اور ضروری باتوں کو فرض تمام کہتا ہے چنانچہ ان آیات میں اسیطرف اشارہ ہے هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ (خدا وہ ہے کہ جسنے ان جاہل لوگوں میں انہیں میں سے وہ رسول بھیجا جو انکو اُسکی آیتیں پڑھ سناتا اور انکو پاک کرتا اور کتاب و حکمت سکھاتا ہے اور بلا شک اس سے پہلے وہ صریح گمراہی میں تھے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ کہ اے مومنو کہا مانو اللہ اور رسول کا جب کہ وہ تمکو ایسی بات کیطرف بلائے کہ جو تمہیں حیات (ابدی) بخشے وقال يُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ کہ رسول لوگوں کے لیے پاک چیزیں حلال اور گندی چیزوں حرام کرتا ہے پس تمام نوع انسان میں جب ان علوم کیلئے انبیاء مخصوص ہونے ضرور تھے اور ان ضروری چیزوں کے لئے الہام بھی وہ ہونا چاہیے تھا جو سب صورتوں میں اعلیٰ

[۵۱] اصل اسکی یہ ہے کہ تمام اشیاء کا مرکز صلی اور مرجع ذات باری ہے اور اسکا یہ اثر عالم کی ہر چیز میں پایا جاتا ہے مقناطیس کے اندر جو جذب ہے وہ اسیکا پرتو ہے پھول جو بلبل کا دل کھینچتا ہے اُسمیں اسیکا یہ نور ہے پس کامل پر تو اسکا انبیاء علیہم السلام پھر اولیاء کرام ہیں اسی لئے انکی طرف تمام عالم کے دل زخود کھینچے چلے جاتے ہیں اس حدیث میں اسیطرف اشارہ ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ جب خدا کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبرئیل کو حکم کرتا ہے کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں تم بھی کرو پھر ملاء اعلے کی لوگ اُس سے محبت کرتے ہیں پھر منادی کر دی جاتی ہے پس وہ محبت زمین پر بھی پھیلتی جاتی ہے یہانتک کہ اہل زمین بھی اُس سے محبت کرتے ہیں اور جس سے خدا کو نفرت ہوتی ہے اُسکی نفرت اسیطرح پھیلتی ہے ۱۲ منہ [۵۲] یعنی حضرت موسیٰ و عیسیٰ و محمد علیہم السلام ۱۲ منہ۔

اور بعید عن الخطا ہو لیکن الہام کی چھ صورتوں مین سے تین جو خواب مین پیش آتی ہین استقابل نہین کیونکہ اکثر خواب مین قوت ... اور ادراکات عقل صرف کو معارض ہو کر خلط ملط کر دیتی ہے اسلئے مدرکات اپنی مناسب صورتون مین دکھائی دیتے ہین لہذا تعبیر دینے کی ضرورت پڑتی ہے باقی رہین بیداری کی تین صورتین تو انمین سے یہ صورت کہ عالم ملکوت منکشف ہو جاوے سو اسکا آل کار اسی بات پر آرہتا ہے کہ وہ خدا سے خود ہم کلام ہو جاوے پس ایک تو اور دوسری یہ صورت کہ فرشتہ پیغام لاوے قابل اطمینان ہین اور قرآن مجید انہین دو صورتون مین نازل ہوا ہے لیکن انسان کے حالات گو وہ نبی ہی کیون نہو ہر دم یکسان نہین رہتے اسلئے یہ حالت ہم کلامی قلیل الوقوع ہے اسلئے اس صورت مین بہت ہی کم قرآن مجید نازل ہوا ہے فقط سورۂ بقرہ کا اخیر شب معراج مین اسطرح سے نازل ہوا (کما فی الاتقان) پس زیادہ کار برآری کی یہی صورت رہی کہ ناموس اکبر یعنی جبرئیل علیہ السلام آنحضرت کو اپنی صورت ملکیہ مین نظر آدین اور بالفاظ کلام پہنچا دین کہ جسکو **وحی متلو** اور قرآن بھی کہتے ہین اور اسکے علاوہ اور جس قدر صورتین ہین سب کو **وحی غیر متلو** اور **سنت** اور کبھی **حدیث قدسی** بھی کہتے ہین رہی یہ **بات** کہ جبرئیل وہ کلام کہان سے لاتے تھے کسی تختے پر لکھا ہوا دیکھکر یاد کر آتے تھے یا پس پردہ خدا سے سن لیتے تھے جیسا کہ عوام مین مشہور ہے جس بنا پر سید احمد خانصاحب نے اعتراض کیا ہے تو اسکی تحقیق یہ ہے کہ ہم بیشتر فصل ملائکہ مین آفرشتے کی حقیقت سے واقف ہو چکے ہین کہ یہ نورانی لوگ ہین کہ جنکو علی حسب مراتب جناب باری سے تقرب ہوتا ہے اور جبکہ جبرئیل نہایت درجہ کے ملائکہ مقربین مین سے ہین انکو خدا پاک سے ہم کلام ہونا ہر وقت آسان ہے۔ لیکن خدا اور فرشتون کا باہم کلام ہر آواز اور ان حروف سے نہین کیونکہ یہ چیزین تو اس عالم مین ہمارے مضامین دلی کے ادا کرنیکے واسطے آلات ہین اور کبھی ہم بھی بغیر ان حروف اور صوت اور تلفظ کی باہم کلام کر لیتے ہین خیر اعلے لوگ تو قوت روحانیہ سے بات چیت صدہا کوس کے فاصلہ سے کر سکتے ہین مگر تار برقی وغیرہ آلات سے ہم بھی چپ ہو کر لب بند کر کے کلام[۵۱] کر سکتے ہین۔ پس جبرئیل علیہ السلام علم الہی سے کہ جسکو **قلم**[۵۲] اور **لوح محفوظ** کہتے ہین مطلع ہو کر اور الفاظ بھی وہین سے تلقین پا کر آنحضرت علیہ السلام کو حسب حاجت پہنچا جاتے تھے۔ اور اس قرآن کی بابت ... بھی ایک صورت خاص ہے کہ جسکو بیت المعمور مین یکبارگی نازل کرنیکے ساتھ تعبیر کرتے ہین اسکے ساتھ تمام نازل شدہ قرآن کو مطابق کر کے آنحضرت کو خوب یاد کرا دیتے اور آیات کی ترتیب باعتبار تقدیم و تاخیر کے بھی اُسی کے مطابق مقرر کر دیتے تھے گو نازل ہونے مین اس ترتیب کا لحاظ نہوتا تھا پہلے کا پیچھے اور پیچھے کا پہلے حسب حاجت نازل ہو جاتا تھا **خلاصہ** یہ کہ پیغمبر علیہ السلام ان الفاظ اور معانی کو جبرئیل سے حاصل کرتے تھے اور پھر حفاظ کو یاد کرا دیتے اور کاتبین وحی سے لکھوا دیتے تھے اور خود بھی بخوبی حفظ رکھتے تھے۔ اب اس مقام پر یہ **شبہ** کرنا کہ خدا کے کلام مین تو حروف اور آواز نہین ہے پھر جبرئیل نے وہ کیونکر سُنا ہو گا صـ۲۶ جیسا کہ سید احمد خانصاحب امام رازی علیہ الرحمہ سے نقل کرتے ہین محض لغو ہے پھر اسکا یہ جواب دینا کہ ممکن ہے کہ خدا نے جبرئیل مین ایسی سماعت پیدا کی ہو کہ خدا کا کلام سن لیتا ہو الخ بیفائدہ ہے مگر یہ جواب دینا یا یہ ہوا ہو کہ اللہ تعالی نے کسی چیز جسم دار مین سے خاص طرح کی آوازین ٹھیر ٹھیر کر نکالی ہون اور جبرئیل نے

---

۵۱ بالفعل غیب کی آواز کا اس بارہ مین کچھ شمار نہین ۱۲ منہ ۵۲ خواب مین بے زبان کے بولتے اور بے آنکھ ظاہری کے دیکھتے ہین کیونکہ خواب مین تو بند ہوتی ہے الغرض بغیر حواس خمسہ کے کاروبار کرتے ہین اُسوقت اور ہی حواس ہوتے ہین ۱۲ منہ ۵۳ یہ خیال کرنا کہ لوح محفوظ کوئی تختی ہے کہ جسپر قرآن خط نسخ مین لکھا ہوا تھا یا پردے کے پیچھے سے آواز آتی تھی کہ پھر اُسکے مطابق آنحضرت علیہ السلام کو پہونچاتے تھے۔ غلط خیال ہے ۱۲ منہ

Marfat.com

بھی اسی کے ساتھ آواز ملائی ہو پھر اللہ تعالیٰ نے جبرئیل کو بتلا دیا ہو کہ یہ وہی عبارت ہے کہ جو ہمارے کلام قدیم کو پورا پورا ادا کرتی تھی محض لغو ہے حضرت امام فخر رازی کی شان سے یہ بالکل بعید ہے چونکہ سید صاحب نے کسی مقام کا حوالہ نہیں دیا لہذا ہم یہ گمان کرتے ہیں کہ یہ تقریر کسی کی امام نے علی سبیل قیل نقل کی ہو گی پھر اسپر سید صاحب کا یہ اعتراض ان کمول کرکے کرنا یہ تقریرین ہمارے علماء قدیم کی

اسی قسم کی تقریرین ہین جن پر آج لوگ ہنستے ہین اور قرآن مجید اور مذہب اسلام کو مثل اس تقریر کے لغو سمجھتے ہین الخ مضمون بناء الفاسد علی الفاسد کا مضمون ہے ایسی بے بنیاد تقریرون پر نظر کرکے شاید سید صاحب جبرئیل اور وحی کے منکر ہو گئے ہین افسوس آپکو اس بارہ مین تحقیق کا کلام دستیاب نہوا قسم دوم انبیاء سے کمتر درجہ کے لوگون کا الہام ہے ان لوگونکا الہام غالباً پہلی تین صورتون پر مبنی ہوتا ہے اور حالت بیداری مین خدا سے کلام کرنا اور بواسطہ ناموس اکبر الہام کا ہونا یہ خاصہ انبیاء علیہم السلام ہے اسی جگہ سے یہ بات ٹھہر گئی کہ غیر انبیاء کا الہام ظنی ہے گو انکو اسپر پورا اعتماد ہو جاوے مگر بغیر قرائن خارجیہ کے وہ نفس الہام ظنیت کے مرتبہ سے نہین نکلتا اسی لئے اسکا نام الہام اور اسکا وحی اس فرق کیلئے اصطلاح مین مقرر ہوا۔ اس جگہ اگر کوئی شبہ کرے کہ تمنے اول مین خدا سے ہم کلام ہونا ہر چیز کا ثابت کر دیا تھا اور یہان خاص حصہ انبیاء ٹھہرایا تو اسکا جواب یہ ہے کہ وہان کلام سے مراد ہماری ایک ارتباط خاص ہے اور یہان ایک مواجہہ اور کیفیت مخصوصہ۔ اس تحقیق سے آپ کو یہ بھی معلوم ہو گیا کہ صورت متخیلہ کا متشکل ہو کر نظر آنا اور اسکے ساتھ ہم کلام ہونا ان عامی لوگونکی شان ہے کہ جنکا مزاج بیوست دماغ سے مجنون کے قریب قریب ہے چہ جائیکہ صحیح الحواس پھر اولیاء اور مخلص لوگون کا تو کیا ذکر ہے بالخصوص انبیاء علیہم السلام تو اس مرض سوداوی سے بالکل بری اور محفوظ بلکہ معصوم ہین پھر سید احمد خانصاحب کا ان لوگون کے حال پر انبیاء علیہم السلام کے حال کو قیاس کرنا بڑی غلطی ہے۔ اس شبہہ سے سید صاحب کو اور چند مشکلین پیش آئین (۱) یہ کہ جب آپنے الہام اور وحی اس سوداوی مرض کو فرض کر لیا تو بہت سے لوگون کو نبی کہنا پڑا[1] اور نبوت کے معنی محض شاعری اور واعظ گوئی رہ گئی (۲) یہ کہ جب ایسے سوداوی اشکال جبرئیل ٹھہرے تو اصل جبرئیل اور انکے ساتھ کل ملائکہ اور انکے ذیل مین شیطان اور جن بلکہ کل غیر محسوس چیزونکا منکر محض بننا پڑا اور جن آیات مین کہ ان چیزون کے ذکر ہین انکی توجیہات بعیدہ کرنی پڑین اور کہین توجیہ نہ بن آئے تو انکار محض (۳) جب یون نبوت کا دروازہ کھلا اور ہر واعظ اور ریفارمر بالخصوص ریفارمر جنٹلمین واعظ بھی نبی مانا گیا اور ہر ملک اور ہر قوم اور ہر زمانہ مین قوم کے ترقی خواہ کو نبی کہنا پڑا اور وہان معجزات سے اسکو بالکل خالی دیکھکر اسکی نبوت باطل ہوتی دیکھی تو سرے سے معجزات بلکہ کل خرق عادات ہی کا انکار کر دیا اور جن آیات مین کہ معجزات انبیاء اور خرق عادات مذکور ہین انکی بے بنیاد تاویلات اور کہین انکار کیا

---

[1] چنانچہ تہذیب الاخلاق مین بابو کیشب چندر اور دیانند سرستی وغیرہم کو بھی نبی کہا ہے ۱۲ اسف بعض لوگ چلہ کشی یا کسی اور ریاضت کی وجہ سے یا لو در حقیقت ایسے ہو جاتے ہین کہ انپر بذریعہ خواب یا بیداری مین کچھ القا ہوتا ہے یا محض یبوست دماغ سے اپنے خیالات مین مستغرق ہو کر انکی صورتین دیکھنے اور آوازین سننے مین پھر انکو وحی یا الہام قطعی کہتے ہین اور اسپر بڑی بڑی لن ترانیان کرتے ہین اور قرآن کے ان آیات کو جو خاص انبیاء کی شان مین وارد ہین کچھ الفاظ کم زیادہ کرکے اپنے اوپر منطبق کرتے ہین یہ سب لغو اور بے اصل باتین ہین اور یون اپنے الہام یا مکاشفہ کو قطعی کہنے کے لئے کیا چاہیے ہر شخص مفتریانہ نبوت یا جبرئیل کے آنیکا دعوی کرکے احکام الٰہی اور قرآن مین تغیر و تبدیل کرنے کا مدعی ہو سکتا ہے اور صدہا جہلاء اسکے تابع بھی ہو سکتے ہین ۱۲ منہ۔

Marfat.com

(۴) یہ کہ جب نبوت ایسی ہلکی چیز ٹھیری تو جملہ عبادات ساقط عبادت کیا مسلمانوں کیلئے دنیا حاصل کرنیکی وسائل کی تعلیم رہ گئی
(۵) جب عبادت و ریاضت ندارد تو پھر جنت کی نعماء اور دوزخ کی تکالیف کا بھی انکار محض قرآن آیات کی تاویلات کیا اور اس
انکار سے ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہے کہ جب عقبیٰ کا ڈر اور امید جیسا کہ چاہیے کچھ بھی نرہا تو پھر جائز ناجائز حلال و حرام طور سے مال حاصل کرنیکا
پورا موقع ہاتھ آویگا۔ شاید اسی عتماد پر خانصاحب بہادر اپنے مدرسہ کی تعلیم اور اپنے اقتدار کو دنیا کی بہبودی کیلئے بڑے زور و سلیہ تبلا اور
کافۂ انام کو اسطرف رغبت دلاتے ہیں۔ اب معلوم نہین کہ یہ خیالات سید صاحب کی بیباکانہ طبیعت کا نتیجہ ہین یا یورپ کے بعض ملحدین
کی صحبت کا اثر ہر چہ باشد مگر انجام برا ہے خدا تعالیٰ انکو اور انکے متبعین کو اس تاریکی سے نجات دیوے آمین ف جب آنحضرت علیہ السلام پر
وحی آتی تھی تو آپکو ایک کیفیت ستغراقیہ پیدا ہوجاتی تھی اور ایک حالت نئی پیش آتی تھی ظاہرًا اسکا یہ سبب ہے کہ روح القدس کے نازل
ہوتے وقت کیفیت فزع یا فرح کی پیدا ہوتی تھی جیسا کہ حضرت عیسیٰ کے حواریوں پر روح القدس نازل ہونیکے وقت ایسی کیفیت پیدا ہوئی
تھی کہ جسکو بعض لوگ نشے کی حالت گمان کرتے تھے مگر اسمین کچھ شک نہین کہ ایک عجیب حالت پیدا ہوتی تھی چنانچہ کتاب اعمال باب ۲ مین
آتشین زبانین پیدا ہونا اور ہیبت ناک آواز آنا وغیرہ عجائب باتین مذکور ہین ف جب جبرئیل وحی لاتے تو آنحضرت جلد جلد ساتھ ساتھ
اسلیئے پڑھتے کہ کچھ بھول نجائین تو اللہ تعالیٰ نے اس تکلیف کو دور کردیا اور فرمایا لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ
الآیہ کہ آپ جلدی نکیجیے ہمنے ذمہ لیلیا ہے کہ قرآن کو تمام و کمال جمع کرا کے پڑھوا دینگے شبہ وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رَّسُولٍ
وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَمَنَّىٰ أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ فَيَنسَخُ اللَّهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللَّهُ آيَاتِهِ الآیہ کہ ہر نبی کی آرزو مین شیطان کچھ ملا دیتا ہے
خدا آمیزش شیطان کو دور کرکے اپنی آیات کو ثابت رکھتا ہے۔ اور اسی آیت کی تفسیر مین بعض مفسرین نے ایک روایت نقل کی ہے کہ جس سے
شیطان کی آمیزش وحی اور کلام انبیاء مین اچھی طرح سے ثابت ہوتی اور وہ یہ کہ آنحضرت علیہ السلام ایکبار سورۂ نجم کی یہ آیات مجمع عام مین
جہان بت پرست بھی موجود تھے پڑھ رہے تھے وَمَنَاةَ الثَّالِثَةَ الْأُخْرَىٰ الآیہ تو آپکی زبان سے ... شیطان نے بت پرستوں کے خوش کرنیکو
یہ کلمہ نکلوا دیا تِلْكَ الْغَرَانِيقُ الْعُلَىٰ وَإِنَّ شَفَاعَتَهُنَّ لَتُرْتَجَىٰ یعنی یہ بڑے بڑے قدآور بت ہین انکی شفاعت مقبول ہے۔ اور بقول بعض
مفسرین یہ کلمہ شیطان نے آپکی آواز مین آواز ملا کر پڑھ دیا بہرطور وحی مین شیطان کی آمیزش ضرور معلوم ہوئی اور اس قصہ کو بیضاوی
اور صاحب معالم وغیرہما نے نقل کیا ہے اور یہان سے ایک اور بات بھی پیدا ہوئی کہ ممکن ہے کہ جبرئیل کی شکل مین شیطان آکر کچھ آیات بنا کے
سناجاتا ہو جواب اسکا یہ ہے کہ یہ قصہ بالکل جھوٹھ اور ملحدونکی بناوٹ ہے گو بعض سادہ لوح مفسرین نے بے تحقیق اسکو لکھ کر اپنی کتاب کا
اعتبار کھویا ہے مگر محققین نے جیسا کہ بیضاوی اور صاحب مدارک اور امام رازی بلکہ جمہور نے دلائل عقلیہ نقلیہ سے اسکو رد کیا ہے دلائل نقلیہ
مین سے یہ آیات ہین لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِن بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ یہ کہ قرآن مجید مین کسی طرف سے غلطی نہین ملسکتی نہ باطل کا اسمین گذر
ہوسکتا ہے منجملہ انکے یہ آیت ہے وَبِالْحَقِّ أَنزَلْنَاهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ الآیہ کہ قرآن کو حق کے ساتھ ہمنے نازل کیا اور یہ حق کے ساتھ نازل ہوا
منجملہ انکے یہ آیت ہے إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ یعنی قرآن کو ہمین نے نازل کیا اور ہمین اسکے نگہبان ہین۔ پھر ان آیات کے
مقابلہ مین اس بے اصل قصہ کا کہ جسکو کسی محقق محدث نے کسی سند سے بھی روایت نہین کیا کیا اعتبار ہے اور اس آیت وَمَا يَنطِقُ الآیہ مین

اس بات کا کچھ بھی ذکر نہین پھر اس سے استدلال کرنا فضول ہے۔ آیت مذکورہ سے صرف اسقدر بات ثابت ہے کہ ہر نبی گو کیسا ہی اولوالعزم نبی کیون نہو مقتضاے بشریت سے خالی نہین اُسکے بعض خیالات مین قوت بہیمیہ کی وجہ سے خطرات نفسانیہ کی ذرا بو آجاتی ہے لیکن خدا اُس نبی کو نور نبوت پر ثابت اور قائم رکھتا ہے اور اُن خطرات شیطانی کو دفع کردیتا ہے اور اسی لحاظ سے انبیاء علیہم السلام کا معصوم ہونا ضروری مانا گیا ہے۔ لیکن بعض مفسرین کو لفظ تمنّی کے معنی قرأ لیکر اور آیات سے آیات قرآنیہ سمجھکر اور نسخ سے معنی مصطلح خیال کرکے یہ مغالطہ ہوگیا ہے اسلیے اسکا شان نزول وہی جھوٹا قصہ قرار دینا پڑا اور بہت سی واقعی باتین جو اسکا محمل ہوسکتین ہین خیال سے دور کردین منجملہ اُنکے یہ بات بھی ہے کہ مشرکین مکہ نے (جو اپنی دنیاداری کی وجہ سے نہایت متکبر تھے اُنکو غریب اور مفلس مسلمانون کے ساتھ ملکر آنحضرت علیہ السلام کی مجلس وعظ مین بیٹھنا نہایت شاق گزرتا تھا) آپسے عرض کیا کہ اگر ہمارے لیے کوئی خاص وقت معین فرماوین تو ہم حاضر ہوسکتے ہین آپکو چونکہ ہدایت خلق اللہ مقصود تھی اسلیئے یہ خیال آیا کہ اگر اُنکے لئے جدا وقت مقرر ہوجائے تو کیا مضائقہ ہے لیکن یہ بات خدا کو ناپسند معلوم ہوئی کسلیے کہ خدا کے روبرو اُسکے مخلصین کو دنیا مردار کے لئے ذلیل سمجھکر متکبرانہ حاضر ہونا اُنکے لئے مفید نہوگا اور عام مسلمانون کے دلون مین دنیا کی وقعت ہوجاویگی سو یہ شیطانی القا اور یہ آپکی تمنّی اور یہ خدا کا اُسکو منسوخ فرمانا تھا نہ کہ وہ بات۔ اور اگر بطور الزام کلام کیا جاوے تو اس آیت سے اگر کچھ بات آمیزش شیطانی کی ثابت ہوسکے تو پہلے انبیاء مین ثابت ہوگی نہ کہ آپ مین کیونکہ اسمین صریح ہے کہ تجھسے قبل جسقدر پہلے انبیاء ہین اُنکا یہ حال ہے نہ کہ آپ ختم المرسلین کا۔ یہ بات مشہور ہے کہ المعترض کالاعمی وہ حق و ناحق کچھ نہین دیکھتا اُسکو اعتراض کرنیکے واسطے ذرا سہارا ملنا چاہیے اسلام کے وہ مخالف لوگ (کہ جنکی آنکھون پر تعصب کی پٹی بندھی ہے اور اُنہون نے حق و ناحق اسلام کی توہین کا بیڑا اُٹھا رکھا ہے بلکہ اسی بات کی تنخواہ بھی پاتے اور خداترسی کو عمل مین نہین لاتے ہین) ایسی ایسی بے سند باتون سے اسلام پر بڑا اعتراضات کرتے ہین چنانچہ پادری فنڈر صاحب اور پادری عمادالدین صاحب پانی پتی اور پادری صفدر صاحب اکبرآبادی اور ماسٹر رام چندر صاحب دہلوی نے تو کوئی دقیقہ ہی باقی نہین رکھا۔ اپنے ہم مذہبون کے خوش کرنیکو بڑے بڑے ضخیم رسالے بناکر مشہور کردیے کہ جنکا جواب ناچار اہل اسلام کو دینا پڑا۔ ماسٹر رام چندر صاحب نے تحریف القرآن نام پندرہ سولہ جزء کا رسالہ اسی بیان مین لکھا ہے فقیر نے اُسکے جواب مین تعریف القرآن لکھکر پادری صاحبونکی ناحق کی زبان درازی بتلائی ہے واللہ یہدی من یشاء الی دارالسلام۔ رہا اس بات کا جواب کہ شیطان جبرئیل کی صورت مین ممکن ہے کہ آیا ہو کہ اس وسوسہ کی بنیاد اس بات پر ہے کہ نبوت کے اصلی مرتبے کو تسلیم نکیا جاوے اور جب کوئی نبوت کی ضرورت اور اُسکی حقیقت پر مطلع ہوجاوے تب یہ وسوسہ کا اُسکے دلمین کبھی گزر بھی نہو اسلیئے کہ جب اس عالم حسی کے انتظامات ایسے ہین کہ یہان یہ بات ناممکن ہے (کبھی کوئی عیاش گورنر کی صورت مین آکے امور سلطنت مین خلل انداز نہین ہوسکتا) تو اُس عالم ملکوت مین یہ بدانتظامی کیونکر ہوسکتی ہے! جب ہماری حس بصر جو صدہا جگہ غلطی کرتی ہے کھرے کھوٹے کو پرکھتی ہے پیتل اور سونے بلور اور ہیرے مین فرق صحیح کرتی ہے تو پھر نبی کی چشم حقیقت بین جسکے آگے (کہ بسبب عالم ملکوت کے اسرار اور اشیاء کے حقائق منکشف ہین) حقیقت جبرئیلیہ (جو آفتاب جہانتاب ہے) اور حقیقت شیطانیہ جو ظلمت آمیز ہے کیونکر مشتبہ ہوسکتی ہے؟ اور اسی حکمت کے لیے جبرئیل قوی امین کو اس امانت کیلئے واسطہ بنایا گیا پس جو یہ کہے (کہ خدا کو جبرئیل کو واسطہ بنانیکی کیا ضرورت تھی کیون جسطرح جبرئیل کو تلقین کیا نبی کو نہ کردیا؟) وہ اس سے ناواقف یہ بھی کہے کہ خدا کو نبوت کی کیا ضرورت

Marfat.com

تھی جو احکام و علوم اصلاح خلق کے نبی کو تلقین کیئے وہ خود خلق کو کیون تعلیم کردئے؟ **فصل ۲** ؛ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی حیات مین تمام قرآن کو لکھوا کر ایک جلد مین جمع نہ کیا تھا بلکہ متفرق اجزاء مین اس طور سے تھا کہ کوئی سورت کاغذ پر کوئی رکوع اونٹ کی ہڈیان پر کوئی کھجور کے پٹھون پر لکھا ہوا تھا اسلیئے کہ زیادہ دار و مدار حفظ پر تھا اور لکھنے کا رواج بھی کم تھا گو لکھے پڑھے لوگ بالخصوص قرآن کے لکھنے والے صحابہ زید بن ثابت انصاری و عبداللہ بن مسعود وغیرہما بھی موجود تھے اور آپ ہر آیت کو ترتیب اصلی بھی لکھوا دیتے اور حفظ کرا دیتے تھے لیکن نہ تو آپکی حیات مین قرآن کے کم ہونیکا خوف تھا نہ مشاغل دینیہ سے فرصت تھی کہ سب کو ایک جگہ جمع کرکے لکھواتے **الغرض** اُن وجوہ سے من اولالی آخرہ قرآن مجید کو ایک جگہ لکھکر جمع کرنیکا اتفاق آپکے عہد مین نہوا تھا البتہ متفرق اجزاء مین لکھا ہوا اور صدہا حفاظ کو زبانی اس ترتیب سے جو آج تک چلی آتی ہے خوب یاد تھا اور چونکہ نماز مین پڑھنا اسکا فرض و واجب ہو چکا تھا اور اسکی تلاوت کے فضائل صحابہ مین حد سے زیادہ مشہور و ذہن نشین تھے تو قرآن مجید کے لفظ لفظ پر صحابہ ایسے حاوی تھے کہ جسطرح اِس زمانہ کے حفاظ بلکہ اس سے بھی زیادہ دو وجہ سے ایک تو یہ کہ اُنکی قوت حافظہ حد سے زیادہ تھی دوم یہ کہ علاوہ تبرک سمجھنے کے وہ لوگ اہل زبان قرآن کے نہایت فصیح و بلیغ عبارت سے خوب آشنا تھے اور اپنی بول چال کی باتون پر برابر قادر تھے۔ اور ان کلمون فقرات سے خوب مزہ لیتے تھے پس جسطرح آپکی حیات مین قرآن مجید مرتب معین ہو چکا تھا اسیطرح بلا کم و کاست آپکے بعد صحابہ کے نوک زبان تھا۔ آپکے بعد تخمیناً دوسرے سال مین ملک یمامہ مین ابومسیلمہ کذاب مدعی نبوت سے صحابہ کی لڑائی ہوئی جسمین بہت سے لوگ شہید ہوئے ستر کے قریب حافظ قرآن بھی شہید ہوئے۔ حضرت عمر و ابوبکر و زید بن ثابت کی رائے سے سب صحابہ اس بات پر متفق ہوئے کہ تنہا فقط بر مدار قرآن نہ رہنا چاہیئے بلکہ اسکو ایک جگہ لکھوا کر جمع بھی کردینا چاہیے کیونکہ اگر اسیطرح دو ایک لڑائیون مین اور حفاظ بھی شہید ہوگئے تو پھر قرآن کے کم ہو جانیکا خوف ہے۔ زید بن ثابت جو کاتب وحی تھے اِس کام کے مہتمم قرار پائے انہون نے حفاظ کو جمع کیا اور جن جن پاس جسقدر لکھا ہوا تھا وہ منگایا اور سب کے بعد تحقیق و تنقیح ایک جلد مین نقل کرکے جمع کیا پھر وہ نسخہ ابوبکر کے پاس رہا اُنکے بعد حضرت عمرؓ کے پاس اُنکے بعد حضرت حفصہؓ ام المومنین کے پاس پھر حضرت عثمانؓ کی خلافت مین بوجہ اسبات کے کہ تنہا وہ ایک نسخہ کافی نہ تھا اور ہر شخص حافظ نہ تھا) لوگون کو بھولے بھٹکے مین دقت پیش آنے لگی اور اختلاف کی نوبت پہنچنے لگی تو حذیفہ بن الیمان رضی نے حضرت عثمانؓ کو اُس سے نقل کرکے شہرت دینے کی ترغیب دی۔ حضرت عثمان نے پھر زید بن ثابت کو فرمایا اور اُنکی مدد کے لیئے عبداللہ بن زبیر اور سعید بن عاص اور **عبدالرحمن** بن حارث بن ہشام کو (کہ جو قریش کے محاورات سے بڑے ماہر اور قرآن پر بڑے حاوی تھے) متعین فرمایا اور انہون نے اُس نسخے سے جو حفصہؓ کے پاس تھا اُسی تحقیق و مقابلہ حفاظ سے کہ جسطرح پہلے کی گئی تھی سات یا چھ نسخے نقل کراکے عراق اور شام اور مصر وغیرہ دیار اسلام مین بھجوادیئے اور اصل نسخہ حضرت حفصہؓ کو دیدیا - اور جن لوگون نے اپنے نسخون مین بطور تفسیر کے وہ جملے جو آنحضرت سے سنے تھے درج کر رکھے تھے اور جن کو بعض لوگ آیت منسوخ التلاوۃ سمجھتے تھے) اُنکے مصاحف منگا کے رفع اختلاف کی نیت سے جلوادیئے کہ مبادا ان جملون کو پچھلے قرنون مین کوئی قرآن کی آیات نہ سمجھنے لگے۔ منجملہ اُنکے عبداللہ بن مسعود کا مصحف بھی جلایا گیا ابتک بلا کم و کاست انہین نسخون کے مطابق اہل اسلام مین قرآن ہے والحمد للہ علیٰ ذالک ؛ اس مقام پر بعض متعصب دو اعتراض کرتے ہین (۱) یہ کہ حضرت عثمان نے لوگون کے مصاحف کو کیون جلایا؟ اِسکا جواب یہ ہے کہ رفع اختلاف کے لیئے نیک نیتی سے جلانا کچھ بے ادبی نہین (۲)

یہ کہ تفسیر اتقان وغیرہ کتب مین مذکور ہے کہ زید بن ثابت کہتے ہین کہ یہ آیت لقد جاءکم رسول من انفسکم الآیہ مینے تمام جگہ تلاش کی کہین نہ ملی مگر ابی خزیمہ انصاری کے پاس لکھی ہوئی ملی - اور اسیطرح حضرت عائشہ سے منقول ہے کہ ایک آیت لکھی ہوئی ہمارے ہان پلنگ کے نیچے پڑی تھی بکری کھا گئی - پس اسیطرح اور اور روایات بھی ہین کہ جنسے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ممکن ہے کہ اسیطرح قرآن کی بہت آیات رہگئی ہون یا حضرت عثمان اور ابو بکر اور عمر نے وہ آیات کہ جنمین اہل بیت کی مدح تھی درج نکی ہون چنانچہ شیعہ کہتے ہین کہ ان لوگون نے دس پارہ قرآن مجید کے گم کردیئے اور بعض شیعہ سورہ حسنین اور سورہ علی اور سورہ فاطمہ پڑھا کرتے ہین مگر قرآن مین انکا کہین پتا نہین معلوم ہوا کہ یہ سورتین نکالڈالین - اس شبہ بے اصل کو بعض پادریون نے اتنا پھیلایا کہ اسمین رسالے لکھ ڈالے چنانچہ عبد المسیح اور ماسٹر رام چندر اور عماد الدین صاحبان نے اسمین بڑا ہی زور مار کر قران مجید مین **تحریف** ثابت کی ہے **لیکن** اسکا جواب بہت سہل ہے اور وہ یہ کہ اگر ایسی ایسی دو چار کیا سو دو سو روایات بھی ہماری کتب معتبرہ صحیح بخاری مسلم وغیرہ سے نقل کیجاوین اور سب کو علی سبیل فرض محال تسلیم بھی کیا جاوے بلکہ اس سے بڑھکر ہماری طرف سے اتنی بات اور بڑھائی جاوے کہ ایک آیت کیا بلکہ دس بیس آیتین زید بن ثابت کو کسیکے مصحف مین بھی نہ ملین تھین اور سو دو سو آیات حضرت عائشہؓ کی بکری بلکہ پورا یا نصف قرآن بھی کھا گئی تھی تب بھی قرآن مین باعتبار اصل منزل کے ایک حرف کی بھی کمی ممکن نہ تھی ہان اگر عیسائیون کی اناجیل اور یہود کی تورات کی طرح قرآن کا دارمدار ایک دو نسخے پر ہوتا تو احتمال تھا کہ ایک دو ورق جانیسے کچھ قرآن جاتا رہا مگر یہان تو حفظ پر دارمدار تھا اور اول ہی قرن مین بیشمار ایسے ایسے حافظ موجود تھے کہ جنمین ایک ایک قراءت کے لفظ لفظ پر حاوی تھا خیر آپ اس اہل زبان کے زمانہ کو تو جانے دیجیئے ذرا اس ضعف اسلام کے زمانے کو ہی دیکھ لیجئے - اگر اسوقت روئے زمین پر ایک نسخہ بھی قران کا نہ رہے (خدا نکند) تو ایک اونے گاؤن کے لوگ اپنی یاد سے اُسکو حرف بحرف[۵۷] لکھوا سکتے ہین پس انجیل و تورات پر قیاس کر کے یہ گمان کرنا محض بیہودہ خیال ہے - رہا شیعہ کا وہ خیال سو وہ جہلا کی گپ ہے آج تک سلف سے لیکر خلف تک کوئی محقق شیعہ بلکہ کوئی اہل اسلام بھی یہ عقیدہ نہین رکھتا چنانچہ علماء شیعہ اس خیال کی برات اپنی کتابونمین بڑی مد و شد سے کرتے ہین شیخ صدوق ابو جعفر محمد بن علی بابویہ اپنے رسالہ عقائدیہ مین کہتے ہین کہ "جو قرآن کہ اللہ نے حضرت کو دیا تھا وہی ہے کہ جو لوگون کے پاس موجود ہے نہ اسمین کچھ کم ہوا ہے نہ زیادہ" تفسیر مجمع البیان مین کہ جو شیعہ کے نزدیک معتبر تفسیر ہے سید مرتضے سے کہتے ہین "جو قرآن عہد پیغمبر علیہ السلام مین تھا وہی اب بھی ہے بلا تفاوت" - قاضی نور اللہ شوشتری اپنی کتاب مصائب النواصب مین لکھتے ہین کہ "یہ بات جو شیعہ کیطرف منسوب کیجاتی ہے کہ وہ قرآن مین تغیر و تبدل کے قائل ہین محض غلط ہے محققین شیعہ مین سے کوئی بھی اسکا قائل نہین اور جو کوئی کہے تو اُسکا کیا اعتبار ہے" ملا صادق شرح کلینی مین

۵۷ اس مقام پر مجھکو ایک بزرگ کی حکایت یاد آئی وہ کہتے ہین کہ جب ابتداء عملداری انگریزی مین یہان پادری لوگ آئے تو انہون نے بخیال خام یہ بات کہ یہان مطابع تو ہین نہین قلمی نسخے (مدارس) مسلمانون سے قرآن مجید گران گران قیمت کو خریدنے شروع کیے - اور سالہا یہ معاملہ رہا چنانچہ میرٹھ اور دہلی کے نواح کے بہت لوگ معمر اسکی شہادت دیتے ہین بزرگ کہتے ہین کہ ایک پادری میرے دوست تھے مینے اُنسے پوچھا کہ سچ کہو یہ اسقدر نسخے تم کیون خریدتے ہو بالآخر بڑے اصرار سے اُنھنے یہ راز بتلایا کہ یہان کے مشن کی یہ رائے ہے کہ ان لوگون سے نسخے خریدے جاوین پھر جب یہ نایاب ہوجاوین تو لندن سے مختلف نسخے قرآن مجید کے طبع کر کے یہان مسلمانون کے ہاتھ فروخت کیے جاوین پس مسلمانونمین بڑا اختلاف قرآن مین پڑجائیگا اور دین میسی کا خوب زور ہوگا وہ کہتے ہین کہ مینے کہا کہ یہ خبط ہے اس سے کچھ بھی نہوگا ناحق روپیہ صرف کرتے ہو چنانچہ اُسکی سمجھ مین یہ بات آگئی اور خریدنا موقوف کیا واللہ اعلم عند اللہ ۱۲ منہ

لکھتے ہین "یہ قرآن اسی طرح امام مہدی تک سالم رہیگا" محمد بن حسن عاملی کہتے ہین کہ جو روایات پر ذرا بھی نظر کریگا یقینی طور پر جان جاویگا کہ قرآن مین بچند وجوہات کمی زیادتی ناممکن ہے" اور بالفرض کوئی صاحب عقیدہ بھی رکھے تو ہم اُسکو دو وجہ قائل کرتے ہین (۱) یہ کہ اہل بیت اور آل ہاشم بالخصوص آل علیؑ اور خود حضرت علیؑ اور بنی فاطمہؑ نے کیون آپ مصاحف کو محفوظ نرکھا یا تا شیعہ ہی مین قرآن مروج اور مستعمل ہوتا۔ اور خیر اگر ظاہر اُسکو نرکھتے چھپا ہی کے رکھتے ورنہ حفظ ہی کے طور سے متوارث رکھتے بلکہ اصل حمیت اسلام تو یہ تھی کہ اس خیانت قرآن کے بارہ مین مخالفین کو علی رؤس الاشہاد فضیحت کرتے اول تو جسطرح کچھ نکچھ لوگ ہر زمانے مین اُنکے ساتھ ہوتے رہے ہین اس وقت بھی ہوتے ورنہ بنی ہاشم تو ضرور ساتھ دیتے اور اگر کوئی ندیتا خدا تو ساتھ ضرور ہی دیتا کہ جس نے قریش کے مقابلہ مین ایک یتیم بیکس یعنی زبدۃ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدد کی اور روئے زمین پر اُسکا مذہب پھیلا دیا ورنہ خیر جسطرح امامت اور ریاست کے بارہ مین نوبت بشہادت پہنچی اُس خاص دینی کام مین پہنچتی تو کیا تھا زہے نصیب۔ اب پادری صاحب فرمائے وہ کونسا بے حمیت شیعہ ہے جو آپ اکابر علیہم السلام کی نسبت یہ بدگمانیان جائز رکھکر پرائے شگن کے لیئے اپنی ناک کٹائیگا اصحاب ثلثہ کی ضد مین اپنے بزرگون کو برا کہکے قرآن کی تحریف کا قائل ہوجائیگا (۲) اُن آیات کا کیا جواب ہے کہ جنمین خدا پاک نہایت تاکید کے ساتھ اُسکی حفاظت کا ذمہ لیتا ہے قال تعالی اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ **تنبیہ** ماسٹر رام چندر صاحب نے اپنی کتاب تحریف القرآن اور پادری عماد الدین صاحب نے اپنی کتاب ہدایت المسلمین مین اور دیگر پادریون نے اپنی اپنی تصانیف مین اس الزام کے دفعیہ مین (کہ توراۃ و انجیل مین متقدمین اہل کتاب کی بددیانتی یا غفلت سے بیشمار تحریف لفظی و معنوی ہوئین جسکے محققین اہل کتاب بھی مقر ہین چنانچہ **ہارن** صاحب اور **ہنری و سکاٹ** صاحب اپنی تفاسیر مین پادری فنڈر صاحب اختتام مباحثہ دینی مطبوعہ اکبر آباد مین صدہا بلکہ ہزار ہا دریوس ریڈنگ یعنی غلطی کاتب کے قائل ہین اور بہت سی آیات اناجیل اور بعض ابواب کتب بیبل کو الحاقی مانتے ہین) چند وہ روایات ہماری کتب تفاسیر اتقان وغیرہ سے نقل کی ہین کہ جن سے بعض آیات قرانیہ کا منسوخ التلاوۃ ہونا معلوم ہوتا ہے اور اُنکو بڑے بسط کے ساتھ لکھکر یہ دعوی کیا ہے کہ قرآن مین بھی تحریف ہے۔ ان بے اصل باتون کا جواب بضمن جواب تحریف القرآن رسالہ **تعریف** القرآن مین فقیر دے چکا ہے مگر کسی قدر مختصر یہان بھی بیان کرنا ضرور ہے ہوئیدا تحریف لفظی یا معنوی خواہ بزیادت خواہ بنقصان کسی کتاب مین جب ثابت ہوتی ہے کہ جب صاحب کتاب کے بعد مین یا اُسکی غیبت مین اُسکی مرضی بغیر کیجاوے اور جب وہ خود کمی زیادتی اپنی کتاب مین کرے تو اُسکو کوئی دانشمند تحریف نہ کہے گا **پس** جب یہ قرار پاچکا تو اس اعتراض کا جواب دو طور پر ہے (۱) کہ یہ روایات اگر صحیح تسلیم کیجاوین تو اُنسے غایتہ ما فی الباب یہ ثابت ہوگا کہ یہ آیات آنحضرت کے روبرو کسی امر خدائی کی وجہ سے منسوخ التلاوت ہوگئین اور اسکے اکثر اہل سلام قائل ہین البتہ تحریف جب لازم آئے کہ کسی روایت صحیحہ سے یہ ثابت کر دیا جاوے کہ جو قرآن آنحضرت بوقت آخیر دنیا مین چھوڑ گئے تھے اُسمین بعد آنحضرت کے کچھ کم یا زیادہ ہوگیا ہے (۲) یہ کہ قرآن وہ ہے کہ جو آنحضرت علیہ السلام سے بنقل متواتر بلاشبہ منقول ہے اور ان روایات مین بعض تو محض بے اصل ہین اور بعض جو صحیح ہین تو جز آحاد ہین اُنکے ذریعہ سے جو جملے منقول ہین اُنکو ہم قرآن کی آیات نہین کہہ سکتے **پس** جب وہ قرآن کے جملے ہی نہین تو اب اُنکے قرآن مین نہونے سے یہ نہین لازم آتا کہ قرآن مین کمی ہوگئی یا تحریف واقع ہوئی کیونکہ تحریف جب کہتے کہ جب اُنکا جز قرآن ہونا ثابت ہوجاتا اور پھر یہ قرآن موجود مین نہ پائے جاتے بلکہ **بعض** محققین تو

Marfat.com

یہ کہتے ہین کہ اگر یہ روایات تواتر کو بھی پہنچ جا دین تب بھی ان جملون کو ہم جزء یا آیت قرآن نہ کہین گے کیونکہ نسخ التلاوہ بے اصل بات ہے
پس وہ جو نص صحابہ سے منقول ہے (کہ ہم اِس آیت کو حضرت کے عہد مین قرآن مین پڑھتے تھے لو کان لابن آدم وادیان من الذہب لابتغیٰ ثالثاً ولایملاء
جوف ابن آدم الّا التراب ویتوب اللہ علیٰ من تاب یا اِسکو جزء قرآن سمجھتے تھے الشیخ والشیخۃ اذا زنیا فارجموہما نکالاً من اللہ واللہ عزیز حکیم
یا یہ جملہ آیت مین شامل تھا حافظوا علی الصلوٰۃ والصلوٰۃ الوسطیٰ العصر وغیر ذالک) تو اسکی یہ وجہ ہے کہ آنحضرت علیہ السلام والصلوٰۃ نے بطور
تفسیر کے کوئی جملہ جمل مذکورہ مین سے آیت کے ساتھ پڑھ دیا لوگون نے غلطی سے اُسکو بھی قرآن کی آیت سمجھا اور جب یہ جملے اصل قرآن مین نہ بلے
نہ آنحضرت نے اُنکے لکھنے کا کاتبون کو حکم دیا تو اُنکو منسوخ التلاوۃ سمجھ گئے **پس امر حق یہی ہے** کہ یہ قرآن بجنسہ وہی ہے کہ جسکو جبرئیل
آسمان سے لائے تھے اسمین ایک حرف بھی کم زیادہ نہین ہوا نہ آنحضرت علیہ السلام کے عہد مین نہ بعد مین کما قال اللہ تعالیٰ **اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا
الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ** **فصل ۲** آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ظاہر ہونیکی تمام انبیاء بشارت دیتے چلے آئے ہین گرچہ یہود و نصاریٰ
نے ضد کے مارے بہت سی بشارتین نکال ڈالین اور بہت تاویلات اور ترجمون کے ذریعہ سے بدل دیا مگر پھر بھی جسطرح ڈھئے پھوٹے مکانات کے
نشان باقی رہجاتے ہین اِس قدر باقی ہین کہ اتنی بشارات اور کسیکے لئے ثابت نہین توراۃ۔ و دیگر صحف انبیاء مثل کتاب دانیال وغیرہ۔ زبور انجیل
و مکاشفات یوحنا مین کہین بطور اجمال اور کہین نام پاک محمد یا احمد کے تصریح ہے (کہ جسکا ترجمہ فارقلیط پہر اُسکو بدل کر وکیل و معین پھر اُسکو چھوڑ کر
روح بنایا) بلکہ ہنود کی ویدا اور پارسیون کے دساتیر مین بھی حضرت کے دین پاک کے ظہور کا ذکر ہے چنانچہ اس بارہ مین بعض علماء نے نہایت
تفصیل سے کتابین لکھی ہین۔ اور کیون نہو تا آپ تمام انبیاء علیہم السلام کے سرتاج ہین۔ ہم عیسائیون کیطرح اور ہنود کی مانند اس قدر مبالغہ
نہین کرتے کہ خدا پاک محمد علیہ السلام کی صورت مین ظاہر ہوا تھا کیونکہ یہ کفر ہے مگر اسمین بھی شک نہین کہ آپ باعث ایجاد عالم ہین پس آپکے
انوار و برکات پشت در پشت ظاہر ہوتے چلے آتے تھے کما قال تعالیٰ **وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ** حتے کہ جس روز آپ پیدا ہوئے آتشکدہ فارس
کی آگ بجھ گئی کسریٰ کے محل کے کنگورے گر پڑے عرب مین بڑا قحط تھا دفعۃً ہو گیا حضرت آمنہ والدہ ماجدہ کی خدمت مین روحانی لوگ آئے
اور پھر لڑکپن سے لیکر چالیس برس کی عمر تک جس قدر خوارق عادات و معجزات لوگون نے دیکھے اُنکا کچھ شمار نہین۔ کفار قریش آپکی عزت اور
عظمت حد سے زیادہ کرتے تھے۔ آپ کی نیک چلنی اور بزرگی اور مکارم اخلاق کا جس قدر عرب مین شہرہ تھا اُسکے لئے وہ قصائد جو اُسوقت کے
لوگون نے لکھے تھے منونہ ہین اُنمین سے اسوقت مجکو ابو طالب کا ایک شعر یاد آیا وہ یہ ہے ؎ وابیض یستسقی الغمام بوجہہ ✤ ثمال الیتامیٰ
عصمۃ للارامل ✤ یعنی آپ ایسے متبرک و رگوری شکل کے ہین کہ خدا آپکے چہرہ پر انوار کی برکت سے بارش نازل کرتا ہے جب کہ اُسکے ذریعہ سے
بارش کے لوگ دعا کرتے ہین اور آپ یتیم بیکسون کی پناہ اور بیوہ اور مصیبت زدہ عورتون کے چارہ ساز ہین۔ اِس عمر مین گو آپ پر وحی نازل
نہوئی تھی مگر خلق خدا کی ہدایت اور خدا کی عبادت مین شب و روز مصروف رہتے تھے اصول فطرت مین سب انبیاء علیہم السلام ایک ہین ہان
بعض احکام شریعت جو ہر زمانے اور ہر قوم کی مصلحت کے موافق دیئے جاتے ہین اُنمین اختلاف ہوتا ہے پس جو طریقہ حضرت آدم کا تھا وہی نوح کا وہی
ابراہیم و عیسےٰ موسیٰ کا تھا علیہم السلام۔ پس جس طریقے پر یہ لوگ قبل نبوت عمل کرتے تھے اُسی فطرت آلہی پر آپکا بھی عمل درآمد تھا حضرت

فصل ۲ حالات نبی

۵۷ عیسائی کہتے ہین کہ حضرت عیسیٰ کی صورت مین خدا ظاہر ہوا تھا اسیطرح کچھ مچھہ سور وغیرہ اوتار و نین ہنود کے اعتقاد مین خدا نے ظہور کیا تعالیٰ اللہ عن ذالک علواً کبیرا

Marfat.com

ابراہیم چونکہ آپکے اور موسی وعیسی سب کے جدامجد بھی ہین اس لیئے کہہ سکتے ہین کہ آپ ملت ابراہیمیہ کے پابند بلکہ متمم اور مکمل تھے حضرت [illegible]
کہ آپ کے والد ماجد حضرت عبداللہ کا انتقال ہوا اور تخمیناً چھ برس کے تھے کہ والدہ ماجدہ انتقال کرگئین - آپ کے جد امجد عبدالمطلب
جو سردار قریش تھے آپکی کفالت اور ترتیب مین مصروف تھے جب سات برس کے ہوئے تو عبدالمطلب بھی مرگئے اور آپکے چچا ابو طالب کو
آپ کی کفالت سپرد کرگئے - بحکم الٰہی حضرت اسرافیل آپکی ملازمت مین رہتے تھے پس گیارہ برس تک ملازمت عالی مین رہا کئے بعد اسکے ۲۹ برس تک
جبرئیل علیہ السلام آپکے ساتھ رفاقت مین رہے لیکن دکھائی ندیتے تھے اور بعض روایات مین یہ بھی ہے کہ کئی بار ایکدو بات بھی آپ سے
کی تھین - اور وحی سے پندرہ برس پیشتر آپکو آواز غیب سنائی دیتی تھی مگر کوئی شخص دکھائی ندیتا تھا اور سات برس پہلے سے ایک عجیب نور
دکھائی دیتا تھا کہ جس سے ہروقت مسرور رہتے تھے پس جب ایام وحی نہایت قریب پہنچے تو حضور علیہ السلام کو خلوت ۵۱ کیطرف نہایت
رغبت ہوئی تو جبل حرا مین (جو کعبہ سے تخمیناً ڈھائی میل) ایک غار ہے کہ جسکا طول چار گز اور عرض سوا گز اور کہین سے کم وہان تنہا
ذکر الٰہی مین ہمہ وقت مستغرق رہتے تھے - حضرت کی بیوی خدیجہؓ دو چار روز کا کھانا پانی آپ کو دے آیا کرتی تھین اور کبھی کبھی آپ بھی
تشریف لاتے تھے - پس جب ہمہ تن نور ہوگئے اور ظلمات جسمانیہ دور ۵۲ ہوگئے تو عالم قدس کا انکشاف آپکے دل پر ہوگیا اور حجاب جسمانی کا
دور اثر ہوگیا پس جب حجر وشجر کے پاس سے گزرتے تھے بزبان فصیح السلام علیک یا رسول اللہ کہتا تھا اور جب آپ دائین بائین دیکھتے تھے تو
کوئی نظر نہین آتا تھا حالانکہ آپکو اسبات کا سان وگمان بھی نہ تھا کہ آواز خیالی کہی جاوے - پس ایک روز حرا پہاڑ پر کھڑے تھے کہ
ایک شخص ظاہر ہوکر یہ کہنے لگا کہ ابشر ۵۳ یا محمد انا جبرئیل وانت رسول اللہ لہذہ الامۃ اور ایک حریری کپڑا ساجو نہایت خوبصورت تھا آپکے
دست مبارک پر رکھکر فرمایا اسکو پڑھو آپ نے فرمایا کہ مین نہین پڑھ سکتا پھر آپکو اپنے سینے سے چمٹایا اور کہا لو اب پڑھ پھر آپنے یہی کہا
پھر چمٹایا الغرض تین بار یہ معاملہ ہوا آپ فرماتے ہین کہ تیسری بار نہایت زور سے بھینچا اور یہ کہا اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ خَلَقَ
الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ پھر آپ اور جبرئیل دونو پہاڑ سے نیچے اتر آئے

۵۱ خلوت کے چند اقسام ہین (۱) یہ کہ محض استغراق فی ذات الالہ کے لیئے نہ واسطے حاصل کرنے علوم کے بطریق نظر وفکر کے (۲) خلوت واسطے
صفائی فکر اور خیالات کے تاکہ مجہولات کو اچھی طرح حاصل کرین جیسا کہ حکماء اشراقین کی خلوت (۳) غیر جنس اور بیفائدہ چیزون سے وحشت
دفع کرنے کے لیئے ہوتی ہے (۴) طلب لذت کے لیئے کہ جو خلوت مین حاصل ہوتی ہے - لیکن آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خلوت اول قسم کی تھی کیونکہ
یہ آخیر خلوتین درحقیقت خلوتین نہین انکے خیالات انکے ہم جلسہ رہتے ہین البتہ پہلی خلوت خلوت ہے کہ جس مین سوائے ذات بحت حق سبحانہ کے اور
کچھ بھی نہین ہوتا نہ آپ نہ اپنے خیالات ؎ مکانے مختصر خواہم کہ دروے * ہمون جائے من وجائے تو باشد * پس بعض ناواقفون کا یہ کہنا (کہ اس
خلوت مین بسبب یبوست کے حضرت کو خیالات متشکل ہوکر نظر آنے لگے تھے کہ جکو وہ جبرئیل سمجھتے تھے اور دراصل کچھ نہ تھا) بڑی نادانی ہے کیونکہ وہان
خیالات کا تو گزر ہی نہ تھا خیالات دفع کرنے کے لیئے اہل حق خلوت اختیار کرتے ہین البتہ اہل دنیا خیالات بڑھانے کے لیئے کرتے ہین ۱۲ منہ
۵۲ جسطرح کہ پھول کی صحبت مین مٹی معطر اور آگ کی ملازمت سے لوہا انگر ہوجاتا ہے اسیطرح نفوس قدسیہ کہ جن کے اندر نہایت قابلیت ہوتی ہے یَكَادُ زَیْتُهَا
یُضِیْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ جب علائق کو چھوڑ حق سبحانہ کیطرف منہ موڑتے ہین تو انکے آئینہ دل پر اسقدر انوار حق فائض ہوتے ہین کہ ہمہ تن نور اور آفتاب عالمتاب
ہوجاتے ہین انکو تو کیا بلکہ انکے انوار مین آنیوالون کو بھی اس عالم ملکوت کی چیزین دکھائی دیتی ہین اور اسی لیئے انبیاء کو آفتاب یا چراغ سے تشبیہ دیجاتی ہے
کما قال تعالی وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا کہ ہمنے تمہارے پاس رسول بھیجا کہ جو چمکتا چراغ ۱۲ منہ ۵۳ مژدہ ہو تمکو اے محمد مین جبرئیل ہون اور آپ اس امت کے رسول اللہ ہین ۱۲

Marfat.com

اور ایک پتھر کے پاس آپ بیٹھ گئے اور وہان جبرئیل نے پاؤن مارا تو ایک پانی کا چشمہ بہنے لگا جبرئیل نے وضو کرکے تھوڑا سا پانی آپکے منہ پر چھڑکا اور کہا اسیطرح آپ بھی وضو کیجیے اور دو رکعت نماز نفل پڑھیے پس آپنے اقتدا کی الغرض وضو اور نماز اُسیروز سکھائے گئے اور سورۂ اقرأ نازل ہوئی؛ چونکہ یہ خاص طرز طہارت اور عبادت اور جمیع اسرار شریعت و طریقت بلکہ انکشاف عالم لاہوت و ملکوت آپکو اس وقت نصیب ہوا پہلے آپ جانتے تھے اسی لیئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى کہ آپ کو ان چیزونکا رستہ معلوم نہ تھا تو ہمنے راہ بتلائی وقال مَا كُنْتَ تَدْرِي مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ یعنی آپ کتاب و شرائع اسلام پہلے نہ جانتے تھے۔ بعض متعصبین نے (ان آیات کو اور انکو جنمین آپکو مغفرت اور استغفار سے مخاطب کیا ہے اپنے حال پر خیال کرکے گمراہی عرفی اور گناہ متعارف سمجھکر) آپکی جناب مین گستاخی کے کلمات کہکر جہنم مین ٹھکانا بنایا ہے چنانچہ اس بارہ مین پادری عمادالدین اور پادری فنڈر وغیرہ ہمانے اپنی ایمانداری کو خوب ظاہر کیا ہے الغرض آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام اس عجیب کیفیت سے مطلع ہوکر گھر مین خدیجہؓ کے پاس آئے اور اُنکو مطلع کیا۔ وہ آنحضرت علیہ السلام کو ورقہ بن نوفل کے پاس لیگئین جو کتب سماویہ سے واقف تھے اُنہون نے کہا یہ ناموس اکبر ہے آپ نبی ہین آپکے پاس آئی ہین اور انبیاء ہی کے پاس آتی ہین۔ پس اسکے بعد چھ مہینے تک وحی بندرہی کہ جس سے آپ کو رنج رہتا تھا؎ ذوق الطاف تو اے کاش نے یافت دلم۔ باد ہر لحظہ تو کنون سبب صد الم است ✦ پھر ایک روز حضرت کو جبرئیل اپنی صورت پر نظر آئے اور سورۂ مدثر نازل ہوئی پھر سورہ مزمل اور پھر سورۂ نون اور پھر سورۂ فاتحہ اور پھر تبّت اور پھر حسب حاجت قرآن نازل ہوتا رہا بعد نبوت کے تیرہ برس حضرت مکہ مین رہے اور لوگ ایمان لاتے رہے جو لوگون مین سب سے اول ابوبکر لڑکون مین علی عورتون مین خدیجہ ایمان لائین پس جب بہت لوگ اسلام مین داخل ہونے چلے تو مشرکین مکہ کو اور زیادہ کینہ پیدا ہوا۔ طرح طرح کی تکلیفات دینا شروع کیا تب حضرت جعفر طیار و عمر بن الخطاب وغیرہما قریب ستر آدمیون نے ہجرت کرکے ملک حبشہ مین چلے گئے وہان کا بادشاہ نجاشی نام نصرانی تھا توراۃ و انجیل سے خوب ماہر اول کتابون مین حضرت کی بشارت دیکھکر ظاہر ہونیکا منتظر تھا جب ان لوگون سے حال دریافت ہوا اور قرآن سنا تو خود مع اپنے ارکان دولت کے ایمان لایا اور ان لوگون کی بڑی خاطر تواضع کی چند روز کے بعد آنحضرتؐ اور ابوبکرؓ بھی مدینہ کو روانہ ہوئے۔ وہان کے لوگ پہلے سے حضرت پر ایمان رکھتے تھے یہ خبر سنکر تشریف آوری کے منتظر رہا کرتے تھے جب آپ تشریف لائے تو خوشی کے نعرے مارتے ہوئے آپکو استقبال کرکے مدینہ مین لیگئے پچیس روز آپ قبا مین ٹھیرے جو مدینہ سے تین میل ہے پھر مدینہ مین آئے مدینہ مین بھی حسب حاجت قرآن نازل ہوتا رہا۔ اول بار بدر کی لڑائی کفار مکہ سے پیش آئی پھر احد کی اور پھر مکہ فتح ہوگیا الغرض یمن و نجد و عراق و بحرین سب مطیع اسلام ہوگئے دسوین سال آپ ربیع الاول کی بارھوین تاریخ پیر کے روز دنیا سے تشریف لیگئے[۱] مدینہ مین سورۂ بقرہ و آل عمران و مائدہ وغیرہا سورتین نازل ہوئین سب سے پچھلی سورت

[۱] آپ کے بعد صحابہ نے روم و شام مصر و ایران وغیرہ ملک فتح کرلیے روئے زمین پر اسلام چمکا دیا پھر تابعین کے عہد مین ہندوستان مین سندھ کے ملک مین عملداری قائم ہوگئی۔ آپ کے بعد ابوبکر پھر عمر پھر عثمان پھر علی پھر حسن رضی اللہ عنہم تیس برس کے اندر اندر یکے بعد دیگر حضرت کے جانشین ہوئے پھر سلطنت کا طور ہوگیا پھر بادشاہت معاویہؓ کے قبضہ مین آئی پھر اُسکے بیٹے یزید کے پھر اُسکے بیٹے معاویہ کے پھر مروان بن الحکم کے پھر اُنکی اولاد مین مدت تک رہی بعد اُنکے حضرت عباس کی اولاد مین آئی تخمیناً چار سو برس انہین کے قبضہ مین رہی ہارون رشید مامون رشید وغیرہ سلاطین انہین کے لوگ ہین پھر ترک لوگ کہ جو اسوقت کفار تھے بغداد پر چڑھ آئے اور مسلمانون کے ہاتھ سے سلطنت جاتی رہی پھر مصر کے سلاطین نے ترکون کو نکالا چند روز کے بعد وہ ترک مسلمان ہوگئے جنکی ایک شاخ عثمان وغیرہ بلاد روم و عرب پر غالب آکر وہان کے بادشاہ ہوگئے ابتک انہی کی نسل مین سلطان عبدالمجید خان خلد اللہ ملکہ ہین اور ایک شاخ تیمور وغیرہ ہندوستان مین آئے جنکی سلطنت کئی سو برس تک رہی تھوڑے دن ہوئے کہ مٹ گئی ۱۲ منہ

؎ یعنی اطراف ایشیا کو چک

بعض کے نزدیک سورہ برارت ہے بعض کہتے ہین سورہ نصر۔ کل قرآن تئیس برس مین تدریجاً لوگون کی سہولت[٥١] کیلئے نازل ہوا اپنی حیات
آپ بھی ایکبار قافلہ کے ساتھ نبوت سے پہلے بقصد تجارت شام کو تشریف لیگئے تھے سو بعض راہبون نے آپکو بسبب علامات اور کرامات کے پہچان
لیا پس مصلحت یہ ہوئی کہ آپ واپس جاوین تب آپ واپس تشریف لائے اب مین پادریون کی ایمانداری اور انصاف کو دیکھتا ہون کہ وہ اس امر
مین کیا کہتے ہین پادری عمادالدین نے اپنی کتاب ہدایت المسلمین کے باب ہفتم فصل اول مین صفحہ ۲۵۱ سے لیکر صفحہ ۲۶۱ تک جو آنحضرت
علیہ السلام کا حال خلاف واقع بیان کیا ہے اُسکے رد کرنیکے لیے چند عیسای محققین کے قول کافی ہین اب مین بیشتر عمادالدین کی عبارت
ملخص کرکے لکھتا ہون تاکہ انکی ایمانداری اور انصاف کا حال معلوم ہوجاوے **قولہ** عرب مین ایک شہر مکہ ہے کہ جسمین ایک مندر یعنی بتخانہ تھا جسکا
نام کعبہ ہے وہان ہر سال میلہ لگا کرتا تھا محمد صاحب کے باپ دادا وہان کے پجاری تھے جب محمد صاحب پیدا ہوئے اور جوان ہوگئے جب روزگار اور کمائی
کی فکر مین کئی جگہ کا سفر اختیار کیا (بالکل جھوٹ) آخرکار خدیجہ کے نوکر ہوکر شام مین گماشتے کے طور تجارت کے لئے گئے چونکہ محمد صاحب نے
کئی جگہ کے عیسائیون کی گفتگو سنی تھی اور بت پرستی کے عیوب اُنپر ظاہر ہوگئے تھے کیونکہ ذرا غور سے بت پرستی کے عیوب ظاہر ہوسکتے ہین
(افسوس اُسوقت کے عیسائی تو بقول آپکے بت پرست ہی تھے مگر آپکے عیسائیون پر بھی بت پرستی کے عیوب بڑے غور سے ظاہر ہوئے
بندے کو خدا بناکے پوجنا اس سے زیادہ کیا بت پرستی ہوگی) پس محمد صاحب نے کار تجارت اختیار کیا اور یہودیون اور رومن کیتھولک عیسائیون
اور پارسیون سے اور شہریون اور بریون اور بحریون سے ملاقات کی اور اُنکے ساتھ معاملہ کیا اسلیئے طبیعت کی وہ تاریکی جو بت پرستی کا سبب
دور ہوگئی اسلئے محمد صاحب دین حق کے متلاشی[٥٢] ہوئے چنانچہ سورہ والضحیٰ مین لکھا ہے ووجدک ضالاً فہدیٰ اے محمد تو گمراہ تھا اب تجھے
ہدایت دی (یہ بالکل جھوٹ اول تو آپنے یہودیون اور مصریون اور پارسیون سے ملاقات نہین کی البتہ بقول یہود حضرت عیسیٰ تو مصر گئے

٥١ علاوہ سہولت کے تدریجاً نازل ہونے مین یہ چند حکمتین اور ہین (١) یہ کہ ایکبارگی نازل ہونمین مخالفون کے لئے قرآن کے مثل بنانیمین کچھ عذر ہوتا کہ ہم اتنی بڑی کتاب
کے برابر کیونکر بناوین جب تئیس برس مین جلے جلے ہوکر نازل ہوا تو اس عرصہ مین بڑی مہلت انکو دی گئی ... پر نہ بن سکا تو دعوی تحدی پورا ہوا (۲) قرآن نازل ہونے
خدا سے نہایت قریب ہم کلامی حاصل ہوتی تھی پس خدا نے اپنے پیارے نبی کو ابتدا نبوت سے لیکر آخیر عمر تک حق کی سرفراز رکھا بخلاف حضرت موسیٰ و عیسیٰ کے کہ انکو ساری عمر مین ایکبار
یہ دولت ملی ماود عکت یک ماقلی کے وعدہ کو خوب سچا کیا (۳) آپکو باربار جبرئیل علیہ السلام سے ملاقات نصیب ہوتی تھی کہ جس سے قوت ملکیہ کی جلا ہوتی رہتی تھی اور صدہا کمالات وانوار
حاصل ہوتے تھے (۴) چونکہ آپکا دین الی یوم القیامہ باقی رکھنا منظور تھا اسلیئے ضرور ہوا کہ تئیس برس کے عرصہ مین جسقدر مختلف حالات جو بندونکو احکام الہی کی نسبت پیش آسکتے ہین
انکی رعایت کرکے شریعت ابدی قائم کیجاے چونکہ موسیٰ و عیسیٰ کو ایک دن یہ بات نصیب ہوئی اور آپکو تئیس ۲۳ برس بعد آپکے دین کے قیام کو انکی شریعت کے قیام پر قیاس کرلینا چاہیے (۵) یکبارگی
نازل ہونمین عرب کے ان پڑھ لوگون سے نہ تو قرآن اچھی طرح سے یاد ہوتا نہ لکھا جاتا اور اُس زمانے مین چونکہ لکھنے کے سامان کم تھی غالباً ایک نسخہ بمشکل لکھا جاتا پھر ... حسکے
حوادث مین اُس نسخے کے تلف ہوجانے یا اوراق کم زیادہ ہوجانیسے کتاب الہی مین فتور آجاتا (٦) تھوڑا تھوڑا یاد کرنا اور سمجھنا آسان ہے قال تعالی وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ
لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ اور اسی بات کی طرف خود اشارہ فرماتا ہے قال تعالی وَقَالُوا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ جُمْلَةً وَاحِدَةً كَذَلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهِ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنَاهُ تَرْتِيلًا
٥٢ لفظ متلاشی جو تلاش سے اسم فاعل بنایا گیا ہے پادری کی لیاقت علمیہ کی کامل دلیل ہے سچ تو یون ہے ایسے ایسے کور مغز کرسٹان ہوکر بیباک ہوجاتے ہین پھر کوئی اہلیت کا دعوی
کرنے لگتا ہے کوئی اسلیاقت کا مدعی ہوتا ہے کہ قرآن مجید کی عربیت پر اعتراض کرنا اپنا منصب سمجھتا ہے کیا زمانہ آگیا ہے ؎ آدمیان گم شدند ملک خدا خر گرفت کا وقت آگیا ہے ۔۔۔ حکیم غلام حسن

سیکھنے گئے تھے العیاذ باللہ دوم بقول آپکے یہ لوگ تو خود شرک مین گرفتار تھے چنانچہ تواریخ بھی اسکی شاہد عدل ہین پھر انکی صحبت سے
کیونکر بت پرستی سے نفرت ہوئی؟ سوم بمقتضائے نور فطرت آپکو ابتدا سے نفرت تھی اگر ان لوگون کی صحبت سے ہوتی تو انکی صحبت سے پیشتر
ضرور بت پرستی کرتے حالانکہ اسکا کوئی مخالف بھی قائل نہین پھر اسپر اس آیت کو اس معنی پر محمول کرنا گمراہی نہین تو اور کیا ہے الغرض دین حق کی
تلاش مین آپنے سب کی ملاقاتین کین مگر کسیکو پسند نکیا کیونکہ یہودی تو لایق قبولیت کے کسیطرح بھی نہین ہین عیسائی بھی وہان کے روم کے لوگ
تھے وہ طرح طرح کی بت پرستیان کرتے ہین (سچ ہے دروغ گورا حافظہ نباشد) علاوہ اسکے عیسائیون اور یہودیون مین سخت اختلاف تھا
جسکی وجہ سے انکو اور بھی نفرت ہوئی ان سبھون سے بیزار ہوکر ایک قسم کی فقیری صوفیہ کے طور پر انہون نے کی چنانچہ غار حرا مین بیٹھنے لگے
کچھ تعجب کی بات نہین کہ محمد صاحب نے ایسا کیا (درحقیقت تعجب کی بات نہین کیونکہ اہل اللہ اور انبیاء کو ہمیشہ جاذبہ آلہی خلوت کی طرف
کھینچتا ہے مگر جب تمھارے نزدیک نبی اور موید من اللہ نہ تھے تو جسطرح اور صدہا لوگ بت پرستی کرتے کرتے مرگئے اسیطرح آپ بھی ہوتے اپنے ایسے
تاریک زمانے مین کہ تمام عالم اسوقت بت پرستی یا گناہ مین گرفتار تھا اسطرح انوار آلہی سے منور ہونا اگر داعیہ نبوت سے نہ تھا تو بڑے تعجب کی بات ہے)
آپ محمد صاحب جو غار حرا مین سادہ اور عابد بن کر بیٹھے وہان بیٹھے بیٹھے خیالات متنوعہ بھی ضرور ہے کہ اُنکے دلمین گذرتے ہون جیسے اکثر
گوشہ نشین خصوصاً جاہل بیکار عابدونکو گزرا کرتے ہین چنانچہ بعض مغرچلے غوثیت اور قطبیت اور ولایت کے دعوی کر اُٹھتے ہین اسیطرح انہون نے
بھی نبوت کا دعوا کیا (یہ ایسی بیہودہ گوئی اور جہالت ہے جیسا کہ حضرت عیسے علیہ السلام کی جناب مین یہود جہالت اور تعصب سے بدگمانی کرتے
ہین کہ وہ چونکہ ویسے پیدا ہوئے تھے طبیعت مین شوخی تھی مصر جاکر کچھ شعبدے سیکھ آئے معرچلی باتین کرنے لگے خدا کا بیٹا بن بیٹھے شریعت
انبیاء کی اور خود انبیاء کی اہانت کرنے لگے آخر کو اپنے کیے کی سزا کو پہنچے والعیاذ باللہ) اور اس خیال سے کہ یہودی کہ جو کسی مسیح کے منتظر تھے
میرے مرید ہوجاوینگے اسلیے یروشلم کیطرف عرب کے برخلاف نماز کرنا شروع کیا (اے متعصب مکہ مین یہود کہان تھے اگر آپ کو مرید کرنیکا شوق
ہوتا تو مقتضے وقت تو یہی تھا کہ عرب کو اول مرید کرتے اور اُنکے برخلاف نکرتے پس جب عرب کی پروا نہ کی اور طرح طرح کی اذیتین اُنکے
ہاتھ سے اُٹھائین تو یہ قطعی دلیل آپ کے برحق ہونیکی ہے مگر آپکی آنکھون پر کولھو کے بیل کیطرح تعصب کی پٹی بندھی ہوئی ہے) چونکہ
کوئی بھی نبوت کی نشانی اُنمین نہ تھی نہ معجزہ کرسکتے تھے اور نہ پیش گوئی کرسکتے تھے اور نہ اچھی تعلیم کرسکتے تھے (یہود بھی بعینہ یہی تقریر حضرت
مسیح علیہ السلام کی نسبت کرتے ہین بلکہ مسیح ہونیکا دعوی کرنا بالخصوص انہین پر زیادہ صادق آتا ہے) **قولہ** کیونکہ جاہل آدمی تھے اور
چال وچلن اُنکا خراب تھا عورتون کا بہت شوق تھا مال کی طمع پر لوٹ مار کرکے لوگون کو دُکھ دیتے تھے اور بہت سے کام بے رحمی کے
اُنسے سرزد ہوتے تھے اس لیے یہود نے ہرگز قبول نکیا لاچار پھر عرب کے مندر یعنی کعبہ کیطرف متوجہ ہوئے (یہ بالکل جھوٹ اور صریح کفر ہے
اگر خدا کی راہ مین جہاد کرنا اور نکاح کرنا ہی چال وچلن خراب کرنا ہے تو پھر آپکے نزدیک حضرت موسی بڑے اور بدچلن ہین جنہون نے متعدد
مقامات مین جہاد کیا (۱) رفیدیم مین قوم عمالقہ سے سفر خروج باب (۲) اموریون کے بادشاہ سیحون شہر حسبون کے رہنے والیکو تہ تیغ کرکے
اُسکا ملک اور مال لیا (۳) بسن کے بادشاہ عوج سے بمقام اورداعی جنگ کرکے اُسکو معہ اہل وعیال قتل کیا سفر عدد باب ۲۱ وسفر استثنا باب ۲
بلکہ یہان ایسی بیرحمی کی گئی کہ اُنکے مرد اور عورت اور لڑکے بالے سب کو بلا دعوت دین الہی قتل کیا اور اُنکا مال واسباب اپنے لیے لوٹ لیا

ورس ۵-۱۶(۴۹) سفر استثنا، باب ۱۳ مین حضرت موسی کو صاف حکم ہے کہ بت پرستون کو اپنی تلوار کی دھار سے ضرور قتل کریگا۔ ۱ ۱۵
خورد و کلان باشندون اور بیگناہ مواشی کو بھی قتل کرے بلکہ بقول آپکے حضرت یشوع بن نون کہ جو حضرت موسیٰ کے خلیفہ تھے اور
بنی اسرائیل کے پیغمبر نہایت خراب چال وچلن کے تھے کہ جنہون نے شہر کے شہرون کو غارت کردیا اور مال لوٹا اور زن و مرد کسیکو زندہ
نچھوڑا دیکھو شہر یریحو کی بابت کتاب یشوع باب ۶ مین یہ ہے۔ اور ایسا ہوا کہ جب لوگون نے نرسنگے کی آواز سنی اور جماعت نے زور سے للکارا تو
دیوار سراسر گر پڑی یہان تک کہ سب آدمی شہر مین گھس آئے اور شہر کو لیلیا (۲۱) اور انہون نے ان سب کو جو شہر مین تھے کیا مرد کیا عورت
کیا جوان کیا بوڑھا کیا بیل کیا بھیڑ اور گدھا سب کو تہ تیغ کرکے حرم کیا انتہے اور کیا اس سے بھی کوئی اور زیادہ بے رحمی حضرت نے کی تھی
جو یشوع علیہ السلام نے عکن سے کی کہ جس نے کسی قدر غنیمت کا مال چھپا لیا تھا جسپر (۲۴) یشوع نے زارج کے بیٹے عکن کو اور روپے
اور لبادے اور سونے کی اینٹ اور اُسکے بیٹون اور اُسکی بیٹیون اور اُسکے بیلون اور اُسکے گدھون اور اُسکی بھیڑون اور اُسکے خیمے اور
اُسکے سارے اسباب کو لیا اور وادی عکور مین لائے۔ تب سارے اسرائیل نے اُسپر پتھراؤ کیا اور انہین سنگسار کرکے آگ مین جلا دیا پھر انہون
نے اسپر پتھرون کا بڑا تودہ کیا، کتاب یشوع ۷ اور اسی کتاب کے ۸ باب مین عی کی نسبت یہ لکھا ہے۔ کہ سو اُنہون نے انہین یہان تک
مارا کہ اُنمین سے کسیکو باقی نہ چھوڑا اور نہ کسیکو بھاگنے دیا۔ اور وہ جو اُس دن مارے گئے مرد و عورت بارہ ہزار تھے کیونکہ یشوع نے اپنا ہاتھ جس سے
بھالا اُٹھایا جب تک کہ عی کے سارے رہنے والون کو حرم نکر دیا نہ اُٹھایا ۲۸ اسرائیل نے اُس شہر کی فقط مواشی اور اسباب کو اپنے لیے لوٹا
خداوند کے حکم کے مطابق جو اُسنے یشوع کو فرمایا۔ انتہے اگر اسپر بھی دل شرمندہ نہو تو کہو اور جہادات انبیا بنی اسرائیل کے جو بیبل مقدس
مین مذکور ہین نقل کر دون۔ بلکہ ہمارے پیغمبر علیہ السلام کے جہاد کو اس قتل چنگیز خانی سے کچھ نسبت ہی نہین آنحضرت کا جہاد محض مفسد اور
شریرون کا فساد دفع کرنیکے لیئے ہوتا تھا کہ جسکو ہر گورمنٹ عادل پسند کرتی ہے اسی لیئے اُنکو فہمایش کیجاتی تھی اگر وہ لوگ باز آتے
تھے تب اُنکو معاف کیا جاتا تھا ورنہ مقابلہ ہوتا تھا مگر یہ بھی جب کہ وہ لوگ امن کے خواہان ... ہے اور کسی شرط پر اطاعت قبول نکرتے
تھے اور اُس جنگ مین یہ تاکید ہوتی تھی کہ عورتون اور بچون کو نہ مارو درخت نہ جلاؤ مواشی کو قتل نکرو بلکہ بعد غلبہ کے بھی وہ لوگ راہ پر
آجانے سے آزاد کیئے جاتے اور مال واپس دیا جاتا تھا اور عورتون کی رغبت پر جس زنخے کو اعتراض ہو تو وہ پہلے حضرت یعقوب علیہ السلام پر
اعتراض کرے کہ جو خدا سے بنی اسرائیل کے پہلوٹھے بیٹے تھے جنکے پاس چار بیویان تھین جنمین دو حقیقی بہن تھین اور پھر حضرت لوط علیہ السلام پر
اعتراض کرے کہ جسنے شراب پیکر اپنی دونون بیٹیون سے زنا کیا جیسا کہ توراۃ مین موجود ہے اور پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام پر بھی طعن کرے
کہ جنکی دو بیویان تھین اور ایک کے کہنے سے ایک کو مع اُسکے معصوم بچے کے تکلے کے بیابان مین چھوڑا اور پھر حضرت داؤد پر اعتراض کرے
کہ جو عیسائیون کے خدا کے جد امجد ہین کہ جسنے باوجود متعدد بیویون اور لونڈیون کی بیچارے اوریا کی بیوی سے زنا کیا اور اُسکے خاوند کو فریب سے
مروا ڈالا اور پھر حضرت سلیمان کو بھی برا کہے کہ جسکے پاس بہت سی عورتین تھین۔ عماد الدین اور فنڈر صاحب یہ باتین اپنے بیبل مقدس مین

۵۱ دیکھو یہان تصریح ہے کہ یہ معاملہ خداوند کے حکم سے کیا تھا اسپر پادری لوگ جو کہا کرتے ہین "کہ جنگ انبیا بنی اسرائیل جہاد اور دینی بات نہ تھی بلکہ دنیاوی"
محض غلط تو جیہہ ہے کیونکہ جہاد اور عام جنگ مین یہی فرق ہے کہ اول خداوند کے حکم سے ہوتا ہے ثانی از خود پھر جب انبیا بنی اسرائیل نے بھی خدا کے حکم سے جنگ کی تو اب جہاد نہین اور کیا ہے ۱۲ منہ

لکھین مین پھر آپ انکو نبی جانتے ہین اور ہمارے حضرت پر چند نکاح کرنیسے کیا کیا منہ آتے ہین اور جھوٹی باتین نکاح زینب ؓ و ماریہ کی بابت کیا کیا بناتے ہین علاوہ اسکے یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت مسیح اور انکے حواری جوان* جوان عورتون کے ساتھ رہا کرتے تھے کہ جسپر یہود کو بدگمانی ہوئی تعجب ہے یہود سے تو آپکا دم بند ہوتا ہے اور مسیح کے دوستون کو بُرا کہتے ہو اور آپکا یہ کہنا کہ یہود نے حضرت کو قبول نکیا بالکل لغو ہے عبداللہ بن سلام اور ابی بن کعب و کعب احبار کیسے جلیل القدر علماء یہود مشرف باسلام ہوئے - علاوہ اُن شہادات علماء مسیحین کے جو حضرت کے مقدس ہونیکی بابت ہم نقل کرینگے یہ بات اہل انصاف کو کیا کم ہے - کہ اگر معاذ اللہ بقول پادری صاحب آپ ایسے بدچلن اور طامع اور شہوت پرست اور بیرحم تھے تو پھر باوجود اس غریبی کے کہ نہ آپکے پاس ملک تھا نہ فوج تھی نہ خزانہ بلکہ رہنے کے لیے پورا مکان بھی نہ تھا کسطرح ہزارہا مقدس لوگون کے سردار ہوگئے؟ اور عرب نے اپنی جہالت اور سفاکی اور بت پرستی اور شہوت رانی کس معلم کی تعلیم سے چھوڑی؟ اور اگر آپ کی تعلیم اچھی نتھی نہ کوئی معجزہ آپکے پاس تھا تو وہ وحشی لوگ کہ جلنے و مرنے سے بھی نہ شرماتے تھے کسطرح سے آپ کے مطیع ہوئے اور زن و فرزند گھر بار دین آبائی چھوڑکر فدوی خاص بن گئے اور پھر اُن عرب مین کہ اُسوقت تمام عالم کی آنکھون مین حقیر تھے کسکی برکت سے وہ جوش و وہ صلاحیت پیدا ہوئی کہ جسکی وجہ سے تیئس۲۳ برس کے عرصے مین روم ۵ و مصر و ایران وغیرہ بلاد پر شرقاً غرباً قادر و مسلط ہوگئے کہ جسکا نظیر عہد آدم سے ابتک کہین نہین پایا جاتا اور پھر آجتک ہند و یورپ و دیگر بلاد مین باوجود اس ضعف کے جو اس زمانے مین ہے ہزارہا جلیل القدر لوگ مشرف باسلام ہوتے چلے جاتے ہین کہ جنکی فہرست لکھنے کی یہان گنجایش نہین - آپ تو چال چلن کے بھی اچھے ہین اور سچے عیسائی بھی ہین اور سچے عیسائیون مین بقول حضرت مسیح علیہ السلام یہ علامتین ہین (کہ وہ میرے نام سے دیوون کو نکالینگے اور نئی زبانین بولینگے سانپون کو اٹھالینگے زہر اُنپر اثر نکریگا بیمار اُنکے ہاتھ لگاتے تندرست ہوجائیگا) انجیل لوقا + اور اسپر آپکی قوم کی حکومت بھی ترقی پر ہے اور اُولوالعزمی بھی ہے کہ جسکی وجہ سے کروڑہا روپیہ بطور چندہ کے جمع ہوکر پادری لوگون کے مشنون مین تقسیم ہوتا ہے کہ جسپر پادری صاحب گھوڑون اور بگھیون پر چڑھے پھرتے ہین اور جسکا روح القدس بنکر عمادالدین کو ایسی ایسی ناپاک و گندی باتین انبیاء علیہم السلام کی نسبت کہلاتا ہے - اسپر بھی سچا عیسائی کوئی نہین دکھائی دیتا اور جھوٹے بنے عیسائی بھی باوجود اس کوشش کے دس بیس چمار و حلال خور یا بعض مسلمان و ہنود مین جو دنیا کی تنگی سے عاجز آگئے نا اتفاقانہ عیسائیون مین جا ملتے ہین عمادالدین کو دو مہینے تنخواہ نہ ملے تو دیکھیے پھر کیا کرتے ہین؟ اس مالداری پر مسیحی کی یہ ترقی ہے کہ اتوار کے دن کے سوائے گرجا خالی پڑے رہتے ہین اور اُس عبادت کے روز بھی بیچارے عمادالدین کے ویسی کرسٹین

ے پادری صاحب عرب کی جہالت کی تو بقول آپکے ایک بدچلن آدمی نے اصلاح کردی کہ جنکا جبر زناری کابلیون سے اور ترکون سے کہین زیادہ ہے آپ سچے مسیحی نیک چلن کرامات ہین تو عرب یا کابل مین ایک بد دیا کابلی بھی درست نہوا ذرا جاکر وہان منادی تو کیجیے - بلکہ عیسائی ملک پادریون کے ہاتھ سے یوماً فیوماً آزاد ہوتے چلے جاتے ہین ... بس ہوئے کہ پوپ کو القط کردیا - اور اب لندن اور فرانس و جرمن کے عالی دماغ لوگ تثلیث و کفارہ والوہیت مسیح سے جو اصول مذہب عیسوی ہین ... نہین بلکہ کرد ہا نفرت کرگئے اور کرتے چلے جاتے ہین - اور علاوہ اسکے الحاد اور فلسفہ کو وہ ترقی ہے کہ تخمیناً دو ثلث لوگ سرے سے ان باتون کے معتقد نہین اور اسپر طرہ یہ کہ زنا اور شراب خواری کی وہ کثرت کہ جس کا کچھ ٹھکانا ہی نہین آپ لوگون کی سچی تعلیم نے اس بارہ مین کچھ بھی اثر نکیا اور حضرت کی تعلیم کا ابتک وہ اثر باقی ہے کہ اسلامی سلطنتون مین یہ باتین سوان حصہ بھی نہین یہ تو اس ضعف اسلام کا حال ہے اور اس سے پہلے تو وہ بالدانش صفحہ عالم پر جلوہ گر تھی کہ جس کا اثر ہمارے ہمسایہ غیر قومون پر بھی تھا ۱۲ منہ ۵ ایشیائے کوچک کو اہل اسلام روم کہا کرتے ہین جو ابتک ... مین بھی سلطنت کا محاصرہ کرنا مسلم اہل تاریخ ہے

جب تک کہ انگریزی لوگ گرجا مین رہتے ہین جانے نہین پاتے۔ یہ آنحضرت علیہ السلام کی نبوت ہی کا فیض [۵۱] تو ہے کہ ہر مسلمان اپنی بالغ ... بنا
اور ہر عالم بے فیس و بے تنخواہ دینی امور درس و تدریس مین بامید عقبےٰ مصروف ہے۔ کاش ہمارے زمانے کے امرا کو بھی اپنے بزرگون کی
غیرت اور حمیت دین مین پیدا ہو جاوے اور اپنے اس خواب خرگوش سے بیدار ہو جاوین تو پھر ترقی اسلام جو پہلی صدیون مین ہو رہی تھی نظر
آوے۔ اور اگر علما بھی اپنا باہمی اختلاف و نزاع چھوڑ دیوین اور اسوقت کے وہ نئے رفارمر جو عیسائیون کی صحبت سے مسلمانون کو نصیحت
کرتے کرتے فضیحت کرنے لگے ہین اپنے اسلاف کی طرز کو اختیار کر کے اپنی ہمدردی اسلام کی اشاعت مین صرف کرین تو پھر رنگ کرگون
ہو جائے۔ ہمارے علما، ہمارے فقرا، ہمارے امرا نے جو جو جانفشانیان شیوع اسلام مین کی ہین اور جس قدر انکا اثر خلق پر ظاہر ہوا اسکا بھی
نظیر کہین پایا نہین جاتا۔ صحابہ کو دنیا و مافیہا سے کچھ غرض نہ تھی مال و زر کو حقارت کی نظرون سے دیکھتے تھے آپکے روبرو اور بعد ہین جہان
کہین پسینا گرانا چاہیے تھا وہان اپنا خون بہایا جان و مال کو راہ مولی مین صرف کرنا سعادت دارین سمجھا۔ بادشاہون کے روبرو بھی جب
نہ دبے اگر یہ نبوت کا اثر نہین تو پھر کونسی شراب کا نشا ہے؟ حضرت مسیح کے بارہ حواریون کو جو آپکے نزدیک موسیٰ وغیرہ انبیا سے
ہزار درجہ بڑھکر ہین حضرت کے صحابہ کیا بلکہ تابعین بلکہ بعد کے جان نثارون سے ہی مقابلہ کر کے دیکھیے میان یہودا صاحب نے تو خود حضرت
مسیح کو تیس روپے لیکر یہود کے ہاتھ گرفتار کرایا اور اعظم الحواریین شمعون پطرس نے (کہ جنکو حسب مفاد ورس ۱۹ باب ۱۶ متی آسمانی کنجیان اور اختیارات
دیے گئے تھے) ایک عورت کے پوچھتے ہی اپنی رفاقت تو کیا بلکہ شناسائی کا بلفظ لعنت بڑے زور سے انکار کر دیا۔ اور وہ صدہا آدمی
جو حضرت مسیح پر ایمان لا چکے تھے سب تر بتر ہو گئے کسی نے چون بھی نکی کسی کی نکسیر بھی نہ پھوٹی حالانکہ حضرت مسیح علیہ السلام نے بار ہا
مین تاکید بھی فرمائی تھی کہ دنیاوی تکالیف پر جو برداشت کریگا وہی نجات پائے گا اور جو میرا انکار کریگا باپ کے روبرو مین بھی اسکا
انکار کرونگا۔ اور اسی لیئے حضرت مسیح نے آسمان پر چڑھتے وقت سب کو بے ایمانی [۵۲] کا لقب عطا کیا چنانچہ انجیل مرقس کے باب ۱۶ مین موجود
ہے۔ ولیم میور صاحب تاریخ کلیسا کے اول باب مین لکھتے ہین مسیح کے حواریون اور شاگردون نے ابتک یعنی تا وقت عروج اسکی
تعلیم کی حقیقت اور مطلب بالکل نہین سمجھا تھا اور انکا سست ایمان دنیوی نعمتون اور فائدونکی امید مین لگا ہوا تھا اسکے گرفتار ہوتے
ہی وے سب بھاگ گئے اور پطرس نے جو عدالت مین گیا وہان اپنے خداوند کا انکار کیا پھر مسیح کے مصلوب ہونیکے بعد سب بالکل مایوس اور نا امید

[۵۱] باایں ہمہ اس زمانہ مین بھی اسلام کی قدرتی سچائی اور فطرتی نورانیت سے جو کچھ ترقی ہے اسکا کہین نظیر نہین پایا جاتا ہے مسٹر ایزک ٹیلر نے جو انگلستان مین ۱۸۸۷ء مین
اسی بارہ مین سیکڑون ممبرون کی روبرو سپیچ کہی ہے اور جو منشور محمدی وغیرہ اخبارون مین لندن کے اخبارات سے نقل کی گئی ہے شاہد عدل ہے وہ کہتا ہے کہ ہندوستان مین جہان پادری
لوگ خاص کرسٹان بنانیکے لئے کروڑہا روپیہ صرف کرتے ہین ہر سال تخمیناً چھ لاکھ مسلمان بڑہتے جاتے ہین جو دیگر مذاہب چھوڑ کر اسلام مین آتے ہین اور افریقہ کے ملکون مین باوجودیکہ پادری منادی
وہان بڑی کوشش کر رہے ہین لاکھون غیر مذہب کے لوگ اسلام کو قبول کرتے جاتے ہین اور یورپ کے ملکون مین بھی عموماً بمقابلہ مذہب عیسوی کے فیوماً اسلام کیطرف رجحان ہوتا جاتا ہے حالانکہ کوئی مسلمان
واعظ بھی نہین ۱۲ منہ [۵۲] دہلی مین ایک مخفی کرسٹان اس لقب بے ایمانی کی یہ تاویل کرتا ہے کہ یہ لفظ حضرت مسیح نے انکو یون کہا تھا کہ وہ لوگ آپکو دوبارہ زندہ ہونے پر ایمان لائے تھے
سبحان اللہ یہ کیا ہوا پھر دوبارہ ایمان نہ لانا اور اسکے معاوضہ مین یہ لقب پانا تو ثابت ہے خواہ کسی وجہ سے ہو۔ پھر جانے پادریون کو خوش کرنیکو محمد صادق اور محمد صالح فرضی سون
بضمن رد تفسیر حقانی اپنے چہرہ پر کیون خاک فشانی کر رہا ہے کہ کم کہاں ابو المنصور اہل کتاب کیطرف کا امام فن مناظرہ ہنوز ظاہر کر کے کیون میدان مین نہین آتا۔ راحکیم غلام حسن

ہو گئے اندھے ۔ اور حضرت موسیٰ کی تعلیم نے تو بنی اسرائیل پر باوجود صدہا معجزات دکھانیکے سوان حصہ بھی آپکی تعلیم سے اثر نکیا بت پرستی اور گوسالہ پرستی سے باز نہ آئے آخر حضرت موسیٰ بھی انکی نحوست کی وجہ سے ارض مقدسہ مین داخل ہونیسے محروم رہے اور راستے ہی مین کام آئے ۔ اب فرمائیے دنیا مین جس قدر انبیاء آئے ہین انمین سب سے زیادہ کسکی تعلیم کا اثر ہوا **ع** ستمگر دلمین شرمایا تو ہوتا

قولہ پس محمد صاحب نے عرب کو ترغیب دینی شروع کی اور مدینہ والون کی مدد سے فوج کشی کرکے مکہ پر حملہ کیا اور بڑی خونریزی کرکے قبضہ کیا اور عرب کو طرح طرح کی ترغیبین دینی شروع کین اول لوٹ کے مال کا لالچ جسمین پانچوان حصہ آپ لیتے اور باقی انکو بانٹ دیتے الخ

ج ۔ اگر خدا کے حکم سے زمین کو فساد سے پاک کرنا اور شریرون کا دفع کرنا ہی ظلم اور بُری بات ہے تو حضرت یوشع بن نون وغیرہ انبیاء بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی آپکے نزدیک بُرے ٹھیرے ۔ اور اگر کہو وہ بھی بُرے تھے تو آپ عقل سلیم کے بھی مخالف ہین کیونکہ فساد کو دفع کرنا اور گندہ گوشت کاٹ کر زخم کو اچھا کرنا اور بیفائدہ شاخون کو چھانٹنا ہر ذی عقل کے نزدیک محمود ہے اسی لیئے تمام سلاطین عادل باغیون اور مفسدون کے قتل اور تخریب مین کوئی دقیقہ باقی نہین رکھتے اور اگر انکا مال ضبط کرنا بُرا ہے تو یہ بھی بیجا ہے کیا یوشع بن نون نے کیا اور کیا سلاطین عادل نہین کرتے ؟

قولہ دوسرا عورتون کا لالچ محمد صاحب نے خاص و عام سب لوگونکو یہ لالچ دیا اگر میرے ساتھ جاؤگے عورتین مُفت لُوٹ مین ہاتھ آوینگی تم اُنسے صحبت کرنا خدا کا بھی اسمین گناہ نہین الخ

ج اول تو آنحضرت علیہ السلام نے کبھی کسی لڑائی مین کسیکو یہ لالچ نہین دیا اگر سچے ہو تو ثابت کرو ۔ دوم یون کسیکے لالچ دینے سے کون کسیکے ساتھ جان دینے کو آمادہ ہوجاتا ہے ۔ آپ اشیر دن کو کسیکی جورو اور مال لینے سے کون مانع ہے اگر یہی لالچ موثر ہے تو گورنمنٹ کا ہیکو کروڑہا روپیہ دیکر فوج مقابلہ مین لیجاتی ہے ایسا لالچ کیون نہین دیتی اور آپ کیسے لالچی کہ جسنے ساٹھ روپے کی تنخواہ پر کفر اختیار کر لیا کیون ایک ٹکڑا ہندوستان کا نہین دبا بیٹھے ۔ سوم ہر لڑائی مین یہ کسکو یقین ہوتا ہے کہ ہم ہی فتحیاب ہونگے ہان اگر انکو مدد آسمانی کا سہارا ہو تو انپر حکم سماوی مین عیب کیا ہے ؟ چہارم اسلام مین لڑائی سے مقصود اس قوم کا ایمان لانا ہوتا ہے اگر وہ قوم ایمان لاوے یا مطیع اسلام ہوجاوے تو ہم انکو کوئی کچھ نہین کہہ سکتا معاذ اللہ اگر آپ لالچی ہوتے تو خواہ کوئی چین کرے یا نہین کبھی کسیکو نہ چھوڑتے جیسا کہ بائبل مقدس کے انبیاء نے کیا حالانکہ یہ کبھی نہین ہوا

قولہ تیسرا لالچ جسمانی بہشت کا جسمین شراب کباب اور اچھی عورتین اور فرش لونڈے خوبصورت وغیرہ اور بہت سی غلط اور گندی باتین جنسے نادان بہلائے جاتے ہین محمدؐ نے عرب کو سنائین وے بے علم ناواقف بت پرست شہوت کے بندے خوش ہوکر قبول کر بیٹھے ہین بہشت کو علماء محمدیہ کلام آلہی سے ثابت کرین ورنہ توبہ کرین

ج یہی اعتراض ہمارے سید صاحب نے بھی قران اور اسلام پر کیا ہے اور بڑے پادری فنڈر وغیرہ اسکو پیش کیے چلے جاتے ہین مگر یہ آپ لوگون کی کم فہمی ہے کیونکہ ان اشیاء سے جو قران مجید مین مذکور ہین بعینہ یہی دنیا کی عنصری چیزین مراد نہین بلکہ انکی طرح کی اور اور لطیف چیزین اور اسبات کو قرآن نے بھی بتلا دیا ہے[سلہ] ۔ دوم جنت کی کسی قدر نعماء مکاشفات[ملہ] یوحنا مین بھی موجود ہین کہ جسکو تم کلام الہی سمجھتے ہو پھر انکار محض جہالت ہے سوم اگر تمہاری کتابین جنت اور

[سلہ] قولہ فلا تعلم نفس ما اخفی لہم من قرۃ اعین الآیہ ۱۲ منہ [ملہ] چنانچہ مکاشفات یوحنا باب ۲ آیت ۹ ۔ وایضاً باب ۲۱ و باب ۲۲ مین خوب بیان ہے انجیل متی باب ۲۵ مین بالخصوص انجیل متی باب ۲۶ آیت ۲۹ مین تصریح ہے کہ جنت مین انگور کا شیرہ پیا جاویگا پس جب کھانا پینا ثابت ہوا تو یہ پادریون کو اختیار رہے کہ وہ فقط انگور کا شیرہ ہی پی کر بس کیا کرین اور اہل اسلام ہر چیز کھائین پیئین اب اپنی قسمت پر اعتراض کرین نہ کہ جنت کی نعماء پر ۱۲ منہ

Marfat.com

دوزخ کے بیان سے خالی ہین تو بھی وجہ حضرت کے نبی ہونیکی کافی ہوسکتی ہے کیونکہ جزا و سزا روز آخرت مین انسان کے لیے عقلاً و نقلاً ثابت ہے اور اُسکے بیان کی ضرورت ہے پس جس چیز ضروری کے بیان سے تمام کتب سابقہ خالی ہین جسنے اُسکو بیان کیا وہ شخص قطعی نبی ہے **قولہ** چوتھا لالچ مسلمانون کی طرفداری الخ **ج** غلط کیونکہ سب اہل تاریخ آپکی عدالت اور انصاف کے مقر ہین ان باتونین اہل اسلام ضرب المثل ہین یہ عیسائی دین نہین کہ جسمین کالے گورے کا فرق کیا جاوے اور آپنے یہ آیت اشداء علی الکفار جو لکھی اُسکو طرفداری سے کیا علاقہ کفار پر اُنکے دفع فساد کے لیئے شدت کرنا اور چیز ہے اور اہل معاملہ سے بانصاف پیش آنا اور بات ہے **قولہ** پانچوان باعث جھوٹھی دہشت دینا یعنی محمد صاحب نے دوزخ اور بہشت اور عذاب قبر کی بابت ایسے ایسے مضمون صریح البطلان جو ہرگز عقل و نقل قبول نہین کرتی اُس جاہل ملک کو سنا کر ڈرایا **ج** ہمارے مشفق سید صاحب بھی آپ لوگونکی بولی بولتے ہین مگر افسوس کہ آپ عذاب قبر کو سمجھے نہ دوزخ کو نہ بہشت کو ہماری اس کتاب کو دیکھتے تو کبھی یہ بات مُنہ پر نہ لاتے **بھلا** پادری صاحب یہ فرمایئے کہ جب انسان کے لئے بعد مردن نہ عذاب قبر ہے نہ دوزخ نہ جنت تو پھر نیک و بد کام کا نتیجہ کیا ہے؟ شاید یہی دنیا رفانی اسی لیئے پولوس مقدس نے شریعت پر عمل کرنیوالیکو بے ایمان فرمایا ہے اور عیسائیون کو ہر چیز کا فتوی دیکر سانڈ بنایا ہے معاذ اللہ اگر یہی الہام ہے اور یہی نبوت ہے تو سخن فہمی عالم بالا معلوم شد بس **شیطان** صاحب کو اب کچھ تکلیف اُٹھانیکی ضرورت نہ رہی عیسائیون کی کتابین اور اُنکے پادری کافی ہین علاوہ اسکے مکاشفات یوحنا مین بھی تو ایسی جھوٹھی دہشت مذکور ہے اور اکثر انبیاء علیہم السلام کے کلام مین مسطور لیکن آپکو بیبل پر نظر نہین جس لئے یہ جھوٹھا غرور ہے **قولہ** غرض کہ ایسی ایسی ترغیبات سے عرب کے عوام اُنکے معتقد ہوگئے الخ پس جب ابو بکر و عمر وغیرہ چند رئیس یعنی بستی کے چودھری ایمان لائے پھر تو کیا کہنا تھا تھوڑے ہی عرصہ مین اقتدار حاصل ہوگیا افسوس محمدی یہ خیال نہین کرتے کہ عمر نے اپنی بیٹی حفصہ کس طمع پر دی تھی اور ابو بکر نے الخ **ج** جس طمع پر کہ آپکے جد فاسد نے آپکے باوا آدم کو جورو آپکی والدہ دی تھی- ہمارا کلام بیہودہ گوئی نہین مگر چونکہ آپنے سوال کیا ہمکو جواب دینا پڑا **قولہ** جب محمد صاحب مرگئے تو یہ سب لوگ اُنکا گاڑنا دابنا بھی بھول گئے اور وراثت کی تقسیم مین ایسے مبتلا ہوئے کہ مار پٹائی ہونے لگی محمد صاحب کا باغ فدک جو انہون نے اپنی بیٹی کو بخشدیا تھا چھین لیا بلکہ محمد صاحب کی بیٹی فاطمہ کو بطمع دنیاوی لاتین ماریں اور کیا کیا واہیات کیا صرف محمد صاحب کے داماد علی نے انکو گور گڑھا دیا **ج** یہ ہذیان سر تا پا بے اصل رام بارڈن کی گپین ہین اگر آپ سچے ہین تو بسند صحیح ثابت کر دیجیے بلکہ اسکو عقل سلیم ہرگز تسلیم نہین کرتی دو وجہ سے (**اول**) آنحضرت علیہ السلام کی نبوت (کہ جسکو مخالف بھی رد نہین کر سکتے اور وہ تعلیم حمید اور وہ جوش دینی کہ جسکی وجہ سے صحابہ گھر بار چھوڑ چھاڑ حضرت کے آستانہ مبارک پر آپڑے تھے) کیا اس زمانہ کی پیری مریدی کا سا بھی اثر نہین رکھتی تھی؟ حاشا و کلا- بلکہ وہ اثر رکھتی تھی کہ جسکا اثر آج تک لوگون مین چلا آتا ہے اور بے دیکھے حضرت کے نام پاک پر جان و مال صرف کرنیکو بھی آمادہ رہتا ہے اور نام پاک سنتے ہی محبت جوش مارتی ہے **پس** کسی پیر جی کے مرید یا کسی عالم کے شاگرد یا کسی ریفارمر کے معتقد اُسکی لاش اور اُسکی اولاد کے ساتھ ایسا نہین کرتے بلکہ ہمنے بعض بزرگون کی لاشون کے ساتھ وہ ماتم اور اُنکے مریدون مین وہ جوش دیکھا ہے کہ جسکا بیان نہین پھر کیا ممکن ہے کہ آنحضرت کے ساتھ آپکے یارون اور مریدون نے ایسا کیا ہو توبہ توبہ (وجہ دوم

Marfat.com

بالفرض یہ بھی صحیح لیکن وہ مال اور ملک آنحضرت کے بعد کیا برآمد ہوا تھا کہ جسپر یہ نوبت پہنچی بلکہ ایک پیسہ بھی نہ چھوڑا تھا۔ اور اگر وہ لوگ مال کے بھوکے تھے تو مدینہ منورہ مین مال و اسباب چھوڑ کر کیون آئے تھے اور کیون عمر بھر فاقہ کشیان کین ور دولت سے نہ ہے اور خیر یہ بھی سہی مگر آنحضرت علیہ السلام کے بھائی بند بنی ہاشم اور خود علی مرتضے اور اُنکے ساتھ وہ انصار جان باز کیا کم تھے کہ جو حضرت عمر یا ابوبکر کو حضرت فاطمہ کو لات مارتے دیکھکر چپ کرتے وہ بیغیرت آئے اُوئی کرنیوالے زنخے نہ تھے نہ پانی پت کے تیلی جولاہے جو اس بے حمیتی کو روا رکھتے کسی کی کیا مجال تھی جو خاتون جنت کی طرف ٹیڑہی آنکھون سے بھی دیکھتا مگر ہمارے بھائی بند شیعہ کے غیر محقق لوگون نے ایک ذرا سی بات کو پہاڑ بنا دیا **اصل** نزاع مسئلہ امامت مین تھا شیعہ کے نزدیک استحقاق اس خدمت کا حضرت علی کو تھا۔ دوم علی سب صحابہ مین افضل ہین نہ یہ بات کہ اور صحابہ کرام کافر یا مرتد ہو گئے۔ اور باغ فدک حضرت فاطمہ کی ملک کر دینا چاہئے تھا۔ اہل سنت کہتے ہین کہ حضرت ابوبکر مستحق تھے۔ اور وہی سب صحابہ مین افضل تھے۔ اور باغ فدک آنحضرت علیہ السلام نے اپنی حیات مین نذر اللہ کر دیا تھا بلکہ اپنی جان اور مال سب کو وقف راہ مولی کر دیا اور نحن معشر الانبیا لا نرث ولا نورث ما ترکناہ صدقۃ فرمایا تھا پس جسطرح حضرت فاطمہ آپکی حیات مین جو اُسکی آمدنی باقی تھین بدستور جاری رکھی اور باغ مال خدائی ٹھیرایا گیا۔ کیونکہ جب مال ہی نہین تو تقسیم کا ہے مین جاری کرتے؟ **لیکن** بنی امیہ کے ظلم و زیادتی سے یہ قصہ نہایت طول پکڑ گیا۔ خود شیعہ کے اس مسئلہ امامت مین بہت سے فریق ہو گئے۔ اور غالی اور متعصب لوگون نے اپنی رونق مجالس اور لوگون کو مصائب اہل بیت پر رُلانیکے لئے ایسی ایسی باتین بھی گھڑ لین اور کتابون مین درج کر دین اور نوبت تبرا اور گالی گلوج صحابہ کی پہنچا دی اور برائے شگن کیلئے اپنی ناک اُڑا دی۔ اہانت پیغمبر علیہ السلام اور اہل بیت کرام کیطرف خیال نکیا۔ اسلئے محققین شیعہ ایسی باتونکو ہیچ و پوچ جانتے ہین۔ پادری صاحب اصل بات یہ ہے نہ وہ کہ جو تم کہتے ہو

قولہ بعد اُسکے ہمیشہ روپیہ اور ملک گیری کی خاطر لڑتے رہے یہانتک کہ محمد کے نواسے امام حسن و حسین بھی بادشاہت کی فکر مین مارے گئے **ج** بالکل جھوٹھ یہ عیسائیون کی لڑائیان نہین کہ محض دنیا کے لئے جھوٹھ اور فریب اور بے ایمانی اور دغا بازی کو عمل مین لاتے ہین اپنے سے غالب کو دیکر سلام کرتے ہین مغلوبون کو نہایت بیرحمی سے مارتے ہین۔ کیا اسپین کا قصہ اور بیت المقدس مین پچاس ہزار مسلمانون کے زن و فرزند کا باوجود امان کے قتل کرنا وغیرہ صفحہ عالم سے محو ہو گیا ہے؟ اور حضرت امام حسن حسین کی شہادت محض دین کیلئے تھی کہ جسکی تفصیل کی یہان گنجائش نہین۔ اگر دین کے لئے شہید ہونا عیب ہے تو خود حضرت مسیح اور اُنکے بعض حواری بھی مستثنے نہین ہو سکتے

قولہ غرض یہ سب دنیاوی طمع سے محمد پر ایمان لائے تھے اور اُنکے بعد بادشاہون نے طمع و ر جان کے خوف سے لوگونکو مسلمان کیا (جیسا کہ قسطنطنین بادشاہ روم نے ہزارہا بیکس لوگونکو ظلم سے ہلاک کر کے مذہب عیسائی کو رواج دیا تھا) یہانتک محمد صاحب کا مختصر حال سنایا انشاء اللہ اگر زمانے نے فرصت دی تو خاص محمدی تاریخ جدی لکھکر مفصل کیفیت سناؤنگا جو پردہ مین ہے **ج** تمتنے تاریخ محمدی مین حسب وعدہ اور پادری فنڈر صاحب نے اور مصنف نیاز نامہ نے اور ماسٹر رام چندر نے رسالہ مسیح الدجال و تحریف القرآن مین اور تمہارے مقلد لالہ اندرمن مراد آبادی نے وغیر ذلک بہت سے متعصب ناانصاف لوگون نے بہت کچھ کاغذ سیاہ کئے ہین اور جھوٹھے عیب ضعیف لغو موضوع روایات و اقوال اہل سیر سے اور کچھ اپنی طرف سے اُس آفتاب جہانتاب پر لگائے ہین اور آسمان کیطرف تھوکا ہے مگر وہ

اُڑ کر اُنہین کے مُنہ پر پڑا دیکھیے اب ہم آنحضرت کے فضائل پر اہل انصاف عیسائیون سے شہادت طلب کرتے ہین وہ کیا کہتے ہین؟
گاڈفری ہیگنس صاحب اپنی کتاب مین لکھتے ہین کہ گبن صاحب کہتے ہین چارون خلفاء کے اطوار یکسان صاف اور ضرب المثل تھے
انکی سرگرمی دلدہی اخلاص کے ساتھ تھی - اور ثروت اور اختیار پاکر بھی اپنی زندگیان ادائے فرائض اخلاقی اور مذہبی مین
بسر کی آدمی محمد کے اول جلسہ مین شامل تھے جو پیشتر اس سے کہ آپنے اقتدار حاصل کیا آپ کے جانبدار ہو گئے یعنی ایسے وقت مین کہ آپ ہدف
آزار ہوئے اور جان بچا کے اپنے ملک سے چلے گئے اُنکے اول ہی اول تبدیل مذہب کرنیسے اُنکے راستے ثابت ہوتے ہی اور دنیا کی
سلطنتون کو فتح کرنیسے اُنکی لیاقت کی فوقیت معلوم ہوتی ہے (۲۱۹) اس صورت مین کوئی یقین کر سکتا ہے کہ ایسے شخصون نے ایذا ئین
سہین اور اپنے ملک سے جلاوطنی گوارا کی اور اس سرگرمی سے اُسکے پابند ہوئے یہ سب ایک شخص کی خاطر ہون جسمین ہر طرح کی برائیان
ہون اور اس سلسلۂ فریب اور سخت عیاری کے لیئے ہون جو اُنکی تربیت کے بھی خلاف ہو اور اُنکی ابتدائی زندگی کے تعصبات کے بھی مخالف
ہو؟ اسپر یقین نہین ہو سکتا اور خارج از حیطۂ امکان ہے (۱۲۳) عیسائی اسکو یاد رکھین تو اچھا ہو کہ محمد کے مسائل نے اسدرجہ کا نشاء
دینی آپکے مریدون مین پیدا کیا جسکو عیسی کے ابتدائی پیرؤون مین تلاش کرنا بیفائدہ ہے اور آپکا مذہب اس تیزی کے ساتھ پھیلا اُسکی
نظیر دین عیسوی مین نہین چنانچہ نصف صدی سے کم مین اسلام بہت سی عالیشان اور سرسبز سلطنتون پر غالب آگیا - جب عیسی کو
سولی پر لے گئے تو اُنکے پیرو بھاگ گئے اُنکا نشاء دینی جاتا رہا اور اپنے مقتداء کو موت کے پنجہ مین گرفتار چھوڑ کر چلدیے اگر بالفرض آپکی
حفاظت کرنیکی اُنکو ممانعت تھی تو آپکی تشفی کے لیئے تو موجود رہتے اور صبر سے آپکے اور اپنے ایذا رسانون کو دھمکاتے - برعکس اُسکے
محمد کے پیرو اپنے مظلوم پیغمبر کے گرد آئے اور آپکے بچاؤ مین اپنی جانین خطرہ مین ڈالکر کل دشمنون پر آپکو غالب کیا انتہے پھر گوڈ فری ہیگنس
اپنی تاریخ مین لکھتے ہین - محمد کا مذہب شکوک و شبہات سے پاک ہے - مکہ کے پیغمبر نے بتون اور انسانون اور ستارون اور سیارون کی
پرستش کو اس معقول دلیل سے رد کیا الخ اُسنے اپنی سرگرمی سے کائنات کی بانی کا ایک ایسا وجود تسلیم کیا ہے کہ جسکی نہ ابتدا ہے
نہ انتہا نہ کسی شکل مین محدود نہ کسی مکان مین نہ کوئی اُسکا ثانی موجود ہے جس کی کوئی شبیہ دیکھ سکین الخ ان بڑے بڑے حقائق کو پیغمبر
نے مشہور کیا اور اُسکے پیروون نے انکو نہایت مستحکم طور سے قبول کیا اور قرآن کے مفسرون نے معقولات کے ذریعہ سے بہت درستی کے ساتھ
انکی تصریح اور تشریح کی ایک حکیم جو خدا یتعالی کے وجود اور اُسکی صفات پر اعتقاد رکھتا ہو مسلمانون کے عقائد مذکورہ کی نسبت یہ
کہہ سکتا ہے کہ وہ ایسا عقیدہ ہے جو ہمارے اوراک موجودہ اور قوی عقلی سے بہت بڑھکر ہے الخ وہ اصل الاصول جنکی بناء عقل اور وحی
پر ہے محمد کی شہادت سے استحکام کو پہنچے چنانچہ اُنکے معتقد ہندوستان سے لیکر مراکو تک مُوحّد کے لقب سے ممتاز ہین اور بتون کو
ممنوع سمجھنے سے بت پرستی کا خطرہ مٹا دیا گیا ہے انتہے اور ڈاکٹر اسپرنگر صاحب کہتے ہین "محمد کو نکلتے ہوئے آفتاب برستے پانی
اور اُگتی گھاس مین خدا ہی کا ید قدرت نظر آتا تھا اور غرش رعد اور آواز آب و طیور کے نغمہ مین حمد آلہی کی آواز سنائی دیتی تھی اور سنسان
جنگلون اور پرانے شہرون کی خرابات مین خدا ہی کے قہر کے آثار دکھائی دیتے تھے انتہے اور راڈویل صاحب دیباچۂ قرآن مین لکھتے ہین
محمد کے سب کام اِس نیک نیتی کی تحریک سے ہوتے تھے کہ اپنے ملک کے لوگون کو جہالت اور ذلت بت پرستی سے چھڑا دین اور یہ کہنا

Marfat.com

مرتبہ کی خواہش ایکی یہ تھی کہ سب سے بڑے امر حق یعنی توحید الٰہی کا جو اُنکی روح پر بدرجۂ غایت مستولی رہتی تھی اشتہار کرین۔ الخ اور مقتضائے
حوادث اور بتدریج قور مرام اس امر کا باعث ہوا کہ انہون نے اپنے آپکو خدا کا رسول مین یقین کامل کرلیا تاہم محمد کی سیرت ایک عجیب نمونہ
ہے اُس قوت اور حیات کا جو ایسے شخص مین ہوتی ہے کہ جسکو خدا اور قیامت پر اعتقاد کامل ہوتا ہے اُسمین سے کچھ نتیجے نکالے جادین۔
انکی **ذات کریم** اور سیرت صداقت مشحون سے ہمیشہ انکو اُن لوگومین تصور کیا جاوے جنکو ایمان اور اخلاق اور اپنے ابنائے جنس کے تمام
حیات دنیوی پر ایسا اختیار حاصل ہے جو حقیقت مین بجز کسی **اولوالعزم** کے اور کسیکو نہین ہوتا انتھے۔ اور **لارڈ ولیم میور صاحب**
اپنی کتاب سیرت محمدیہ مین لکھتے ہین۔ ایک زمانہ نامعلوم سے مکہ اور جزیرہ عرب کی روحانی کیفیت بالکل بےحس ہوگئی تھی گویا کہ
ضعیف اور ناپائیدار اثر یہودیت و نصرانیت یا فلسفہ کا عرب پر ہوا تھا جیسکہ ایک دریاچہ غیر رواں کے سطح کا ادھر اُدھر لہر کھانا اگر
تہ مین بےحس حرکت رہنا تمام عرب توہمات وظلم اور بدکاریون مین غرق ہورہے تھے۔ یہ عام رسم تھی کہ بڑا بیٹا اپنے باپ کی بیبیون کو
بیاہ لیتا تھا۔ اُنکے غرور اور افلاس سے رسم دختر کُشی بھی جاری ہوگئی تھی جیسے ہندوؤن مین۔ اُنکا مذہب حد کے درجہ کی بت پرستی تھا
انکا ایمان ایک مُسبب الاسباب مالک علی الاطلاق پر نہ تھا بلکہ غیر مرئی ارواح کے توہم باطل کیسی ہیئت کا انکا ایمان تھا۔ قیامت
اور جزا و سزا جو فعل یا ترک کا باعث ہو اُسکی اُنہین خبر نہ تھی (جیساکہ پادریان حال بالخصوص عمادالدین صاحب کو نہین ہے) ہجرت سے
تیرہ برس پیشتر (یعنی قبل نبوت) تو مکہ اسطرح سے ایسی ذلیل حالت مین بیجان پڑا ہوا تھا۔ مگران تیرہ برسون نے کیا ہی اثر عظیم پیدا کیا کہ سیکڑون
آدمیون کی جماعت نے بت پرستی چھوڑکر خدائے واحد کی پرستش اختیار کی (بخلاف پادریون کے کہ وہ اب بھی تین خدا کی پرستش کرتے ہین)
اور اپنے اعتقاد کے موافق وحی الٰہی کی ہدایت کے مطیع و منقاد ہوگئے۔ اُسی قادر مطلق سے بکثرت و شدت دعا مانگتے اُسکی رحمت پر
مغفرت کی امید رکھتے اور حسنات وخیرات و پرہیزگاری اور انصاف کرنیمین بڑی کوشش کرتے تھے۔ اب اُنہین شب و روز اُسی قادر مطلق
کی قدرت کا خیال ہے اور یہ کہ وہی رازق ہمارے ادنی ادنی حوائج کا خبرگیران ہے۔ ہر ایک قدرتی یا طبعی کیفیت مین ہر ایک امور
متعلقات زندگانی مین اور اپنی خلوت وجلوت کے ہر ایک حادثہ اور تغیرات مین وہ اُسکی ید قدرت کو دیکھتے تھے اور اسکے علاوہ
لوگ روحانی حالت کو جس مین وہ خوشحال و حمد کنان رہتے تھے خدا کے فضل خاص رحمت با اختصاص کی علامت سمجھتے تھے اور اپنے
ناواہل شہر کے کفر کو خدا کی تقدیر کے ہوئے خذلان کا نشان جانتے تھے محمد کو وہ اپنی حیات تازہ بخشنے والا سمجھتے تھے الخ اس
تھوڑے عرصہ مین مکہ اس عجیب تاثیر سے دو حصون مین منقسم ہوگیا مسلمانون نے مصیبتون کو تحمل و شکیبائی سے برداشت کیا الخ ایک سو
مرد و عورت نے اپنے ایمان عزیز سے انکار نکر کے اپنا گھر بار چھوڑ حبش کو ہجرت کرلی تھی۔ پھر اس سے زیادہ آدمی اور اُنمین نبی بھی
(دیکھو نبوت کا اقرار ہے) اپنے عزیز شہر کو اور مقدس کعبہ کو چھوڑکر مدینہ کو ہجرت کر آئے اور یہان بھی اس عجیب تاثیر نے دو یا تین برس کے عرصہ
مین ان لوگون کے واسطے ایک برادری جونئی اور مسلمانون کی حمایت مین جان دینے کو مستعد ہوگئے تیار کردی۔ اہل مدینہ کے کانون مین یہودی
حقانی باتین عرصہ سے گوش گزار ہو چکی تھین مگر وہ بھی اُسوقت خواب خرگوش سے نہ چونکے جب تک روح کو کپکپا دینے والی باتین نبی
عربی کی نہین سنین تب البتہ ایک نئی اور سرگرم زندگانی مین دم بھرنے لگے انتھے۔ ایک جگہ اسی کتاب مین لارڈ صاحب لکھتے ہین ہم

Marfat.com

بلا تامل اسبات کو تسلیم کرتے ہین کہ اسلام نے ہمیشہ کیواسطے اکثر توہمات باطلہ کو کالعدم کردیا۔ اسلام کی صدا ے جنگ کے روبرو بت
موقوف ہوگئی۔ اور خدا کی وحدانیت اور غیر محدود کمالات اور قدرت کاملہ کا مسئلہ حضرت محمد کے معتقدونکے دلون اور زبانون مین ایسا
زندہ اصول ہوگیا ہے جیسے کہ خاص حضرت محمد کے دلمین تھا۔ مذہب اسلام کی پہلی بات جو خاص اسلام کے معنی مین ہے یہ کہ خدا کی
مرضی پر توکل مطلق کرنا چاہیے۔ بلحاظ معاشرت کے بھی اسلام مین کچھ کم خوبیان نہین ہین چنانچہ مذہب اسلام مین یہ ہدایت ہے کہ سب
مسلمان آپسمین برادرانہ محبت رکھین یتیمون کے ساتھ نیک سلوک کرین غلامون کے ساتھ نہایت شفقت سے پیش آوین نشہ کی
چیزونکی ممانعت ہے۔ مذہب اسلام اسبات پر فخر کرسکتا ہے کہ اسمین پرہیزگاری کا ایک ایسا درجہ موجود ہے جو کسی اور مذہب مین نہین پایا جاتا
تھے۔ ہم بنظر اختصار انہین دوچار عیسائی محققون کے قول پر انحصار کرتے ہین اور ان محققین بالخصوص سر ڈولیم میور صاحب بہادر کا تہ دل سے
شکریہ ادا کرتے ہین کہ جنہون نے بنظر انصاف و ایمانداری مذہب اسلام اور نبی علیہ السلام اور صحابہ کرام کی واقعی واقعی خوبیان بیان کرنیمین کچھ
کمی نفرمائی اور منصب تاریخ گوی کو امانت سے ادا کردیا۔ اب اگر ہمارے بھائی پادری صاحبان بھی انصاف پر آئین اور سچے عیسائی
ہوجائین اور حضرت مسیح علیہ السلام کی صداقت اور رسالت کی شہادت دینے والے یہودیون کے جھوٹے الزامات سے بری کرنیوالے
فارقلیط۔شیلا۔ حضرت خاتم النبین محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت سے باز آئین اور جسطرح یہود حضرت مسیح علیہ السلام
کی گستاخی کرکے حیات ابدی سے محروم رہے نجات سے محروم نرہین اور جن کتابون مین آنحضرت علیہ السلام بیگناہ اور معصوم کو گالیان
دی ہین برا بھلا کہا ہے انکی نسبت عیب لگائے ہین انکو جلا دیوین تو کیا خوب ہے؟ دیکھو بھائیو خدا بالخصوص اللہ کے پاک اور مقدس رسول اور رہبر
لوگون سے بدہے تم اگر سچے عیسائی ہو تو برائے خدا ذرا تو تخلیہ مین بیٹھ کر سوچو کہ آنحضرت نے دین عیسوی کے حق مین کیا برائی
کی ہے بلکہ اُنہون نے تو انکی اور حضرت مریم کی اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی نہایت عظمت کی ہے۔ قرآن مین تمہارے اکابر کی
محامد اور تصدیق بکثرت ہے غایۃ مافی الباب تمہارے برخلاف مسئلہ تثلیث و کفارہ والوہیت مسیح کو (کہ جسکو نہ عقل سلیم تسلیم
کرتی ہے نہ کسی نبی نے نہ خود حضرت مسیح نے فرمایا ہے) نہین مانتے جیسا کہ خود عیسائیون کے محقق فرقے (جیسا کہ مارسیونی)
اَریُوس۔ اَبیُونی۔ یُونی ٹیرین۔ ارتمن۔ نکلاتی۔ نصاریٰ نجران۔ وغیرہم) ان فراط اور خیال باطل کو نہین مانتے
اسلام کا فریق عجیب فرمانبردار فریق ہے کہ جسکو کسی نبی اور کسی کتاب الہی سے انکار نہین خواہ کسی ملک اور کسی قوم کا ہو بشرطیکہ اسکی
نبوت ثابت ہوجاوے اور کتاب کا کلام الہی ہونا دریافت ہوجاوے تمکو البتہ یہود سے مخالفت اور تعصب ہو تو بجا ہے کیونکہ وہ لوگ حضرت
مسیح علیہ السلام کے بغیر باپ کے پیدا ہونیکو بری بات پر محمول کرتے ہین اور کہتے ہین کہ انکی کسی کتاب آسمانی مین نہ کوئی بشارت ہے نہ
کوئی خبر انکے مرید محض بے تک عہد عتیق کی آیات کو کھینچ کھانچ کر لاتے ہین تاہم تک نہین ملتی نہ انکے پاس کوئی معجزہ تھا نہ کوئی
کرامت گھر سے آوارگی مین بھاگ کر مصر چلے گئے وہان بعض حکماء سے چند ادویہ مجربہ اور چند نقوش و عمل دیو وجن کے مجرب سیکھ آئے تھے
اور ورشلیم مین آکر اپنے کرشمے دکھا کر نبی کیا بلکہ خدا بیٹا بن بیٹھے بہت سے احمق انکے شعبدون مین آگئے بہت کو سلطنت کا لالچ دیا
اور چال وچلن کے بھی اچھے نہ تھے چند عورتین ساتھ رہا کرتی تھین پہلے انبیاء کو چور اور بٹ مار کہتے تھے (یوحنا۔ ا باب) پس گرفتار کیے گئے

Marfat.com

اسوقت تک کوئی معجزہ بھی نہ دکھا سکے اور سب شعبدات بھول گئے اخرالامر چیخ چیخ کر بڑی ذلت سے جان دی چنانچہ اناجیل مین یہ مرقوم ہے کہ انکے ساتھ جو لالچی لوگ تھے سب تر بتر ہوگئے کچھ شعبدے حواریون نے سیکھ لیے تھے اُنکو دکھا کر لوگونکو بہکاتے پھر آخر قسطنطین بادشاہ روم جو بڑا ظالم تھا عیسائی ہوا اُسنے بزور شمشیر لوگونکو عیسائی کیا - چونکہ اس مذہب مین شریعت پر عمل کرنیوالے پر لعنت ہے اُنکے ہان سور و شراب کتا گدھا وغیرہ ہر چیز مباح ہے نہ عبادت ہے نہ قربانی نہ ختنہ سوا اس آزادی کی وجہ سے اکثر لوگ عیش پسند اس شہوت پرست مذہب مین داخل ہوتے گئے دنیا کی ترقی اور تجارت اور صنعت سے یہ لوگ وہ چل نکلے الخ **قول** پادریصاحب کیا یہ کفریات اُن کفر کی باتون سے کم مین جو آپنے سید المرسلین کی جناب مین بکے ہین؟ ہمارے نزدیک یہ جواب تھا ہے وہی تھا مگر آپکا یہان دم بند ہے **فصل چہارم** ÷ واضح ہو کہ اصل غرض دنیا مین نبیؐ کے بھیجنے اور اسپر کتاب نازل کرنیسے یہ ہوتی ہے کہ عالم مین جسقدر فساد واقع ہوئے ہون اور جو کچھ امور خلاف فطرت سلیمہ لوگونمین رواج پاگئے ہون اُنکو مٹایا اور ہر امر مین صلاح وفلاح کا لحاظ فرمایا جاوے - اس لحاظ سے کہ سکتے ہین کہ نبی ہر امر مین خدا کیطرف کا فطرت الیہ کے لئے سچا نمونہ ہے یا آسمانی کسوٹی ہے جو بات اُسکے موافق ہے تو کھری ورنہ کھوٹی ہے اسی لیئے ہر زمانہ مین یکے بعد دیگر انبیا آتے اور اصلاح فرماتے رہے ہین - حضرت آدم علیہ السلام نے اُس عہد کے موجب طریقے سکھائے - حضرت نوح نے اپنے زمانہ کے مناسب احکام جاری کیے - حضرت ابراہیم نے اپنے وقت کے مناسب نماز و روزہ کے احکام سکھائے توحید کو رواج دیا بت پرستی کی مذمت کی پھر حضرت موسیٰ وعیسیٰ علیہم السلام بھی اسیطرح دنیا مین خدائی قانون کو رواج دیتے رہے سب سے آخیر سب کے پیشوا جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ملک عرب مین تشریف لائے - اسوقت تمام عالم مین تاریکی جہالت محیط تھی - عرب کے لوگ گو اس بات کے مدعی تھے کہ ہم ملت ابراہیمیہ کے (کہ جسکو ملت حنیفیہ کہتے ہین) پابند اور حضرت اسمٰعیل بن ابراہیم علیہما السلام کی اولاد اور فرزند ارجمند ہین - مگر اسوجہ سے کہ صدہا سال تک انمین پھر کوئی نبی نہوا تھا نہایت گمراہی گئی تھی جسطرح کوئی قدیم عمارت بالخصوص شاہی دیوان خاص صدہا سال کی مرمت نکرنیسے جابجا ٹوٹ جائے اور کسی قدر در دیوار کے نشان باقی رہین اور اُس دیوان خاص کی کچھ اور ہی شکل ہوجائے اور اُسمین اور مکانات بنجائین یہی حال شریعت ابراہیمیہ کا عرب مین تھا - اول مرض اُنمین یہ پھیلا کہ خدا تعالیٰ وتقدس کو دنیا کے شہنشاہون پر قیاس کیا کہ جسطرح دنیاوی بادشاہون سے عرض ومعروض وحاجت برآری وکارگزاری بغیر وزیرون اور مشیرون اور عملہ کے نہین ہوسکتی اسیطرح سے خدا تعالیٰ نے اپنے بعض خاص بندونکو قدرت وکمال عطا کیا اور اپنی خدای کا ایک حصہ اُنکو دیا اُنکے بغیر نہ خدا کسی کی عبادت قبول کرتا ہے نہ

۵۷ اس آیت مین اسیطرف اشارہ ہے كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَّاحِدَةً فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيِّيْنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ الآیۃ اور اسی مضمون کی بہت سی آیات قرآن مین ہین کہ سب لوگ قوانین ملت اور اصول فطرت مین ایک تھے اُسکے بعد لوگون نے اختلاف کیا خلاف فطرت امور کو اختیار کیا اُنکی اصلاح کو انبیا بھیجے اسی لیئے نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین ما من مولود الا یولد علی الفطرۃ الحدیث اور اسی لئے یہ بھی ثابت ہوا کہ اصول دین مین تمام انبیا یکسان ہین صرف امور جزئیہ مین اختلاف ہے کہ کسی نبی کے لئے قوم اور ملک اور زمانہ کی رعایت سے کچھ احکام ملے دوسرے کو انہیں وجوہات سے اور احکام دیئے گئے جسطرح کہ طبیب ہر مرض اور ہر شہر اور ہر ملک اور ہر موسم اور ہر مریض کے لحاظ سے نسخے مین کمی زیادتی مصلحت دیکھکر کرتا ہے - نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کل انبیاء علاتی بھائی ہین ایک باپ اور مائین مختلف ÷ پس اس سے یہی مراد ہے کہ اصول شریعت متحد ہین فروع مین اختلاف ہے ۱۲ منہ

Marfat.com

حاجت روا فرماتا ہے - بلکہ بعض اقوام نے تو بعض اکابر کی نسبت یہ اعتقاد کیا کہ خدا تعالیٰ دنیا مین انکی شکل مین ہو کر حلول کیا ہے جیساکہ ہنود اپنے **اوتارون** کی نسبت اور عیسائی حضرت **مسیح** علیہ السلام کی نسبت یہی عقیدہ رکھتے ہیں تعالی اللہ عن ذٰلِكَ عُلُوًّا كَبِيْرًا - پس کسیکو رزق رسانی کا کسیکو بانی کا کسی کو تندرستی و بیماری کا کسی کو محفوظ و رزالی کا العرص سیلو کیکا اور کسیکو کسی اور چیز کا اپنے دلمین حاجت روا سمجھ لیا اور انکی عبادت اور قربانی و نذر و نیاز و نام لینے کو اپنے لئے تقرب الٰہی کا وسیلہ جانا اور انسے روگردانی کو باعث نقصانِ جان و مال مانا اس لیئے انکی پرستش ضرور سمجھی گئی اور وہ لوگ کہ جنکی نسبت انکا یہ گمان تھا انبیاء و اولیاء و ملائکہ ہین اور بعض لوگ اپنے ابا و اجداد اور جنون اور ارواح خبیثہ کو اور بعض عناصر آگ پانی ہوا خاک کو بھی اور بعض آفتاب ماہتاب ستارون اور دیگر عجائب مخلوقات کو بھی اسی مرتبہ مین سمجھتے تھے چنانچہ ان چیزونکی پرستش کرنیوالے ہنود اور مجوس ابتک موجود ہین ان چیزون مین سے کوئی بھی ہنود نے نچھوڑی - عناصر کی پرستش اور آفتاب ماہتاب و دیگر چیزونکی پرستش وید[۵۱] اور **دساتیر** مین ابتک مذکور ہے اس زمانے کے بعض جہال مسلمانون نے بھی برخلاف تعلیم قرآن اولیاء و انبیاء اور انکے مزارات کو اسی حد تک پہنچا دیا - اور انکی طرف دھیان دھرنے اور خیال جمانے کیلیئے انکے نام کی تصویرین پیتل اور پتھر وغیرہ چیزونکی بنا کے آگے رکھکر عبادت کرنے لگے لیکن ان تصویرون کو معبود نہ سمجھتے تھے بلکہ جہت[۵۲] قبلہ خیال کرتے تھے البتہ متاخرین نے خود ان تصاویر ہی کو معبود سمجھ لیا یہ پہلون سے بھی بڑھکر خرابی مین پڑے - عرب مین یہ بت پرستی **عمرو بن لحیّ** کی وجہ سے رواج پائی جو نبی ﷺ سے تخمیناً تین سو برس پیشتر تھا - پس جسطرح اہل ہند کے ہان کرشن وغیرہ اکابر کی تصاویر مندرون مین دھری گئین اور انکی پوجا شروع ہوئی اسیطرح سے عرب مین بنی **کلب** نے **وُدّ** کا بت بنایا اور **ہذیل** نے **سواع** کا اور **مذحج** نے **یغوث** کا اور ہمدان نے **یعوق** کا اور قوم **حمیر** نے سبا مین **نسر** کے نام کا بُت بناکے پوجا - اور یہی پانچون بت قوم نوح مین بھی تھے جیساکہ سورہ نوح مین مذکور ہے اور قریش نے خاص مسجد ابراہیمی یعنی خانہ کعبہ مین حضرت ابراہیم اور اسمعیل علیہما السلام کے نام کا اور اور لوگون کے نام کے چھوٹے بڑے بہت سے بُت رکھ چھوڑے تھے اور گرد کعبہ کے سب سے بڑا بت **ہُبل** کے نام سے رکھا تھا - اور عرب جن بتونکی پرستش کرتے تھے منجملہ انکے لات اور منات اور ذوالخلصہ اور ذوالکفین اور ذوالشریٰ اور بہم اور سعیر اور فلس وغیرہا تھے کہ جنکے ذکر کی یہان گنجائش نہین عرب کے لوگ عموماً معطلہ اور کچھ محصلہ تھے معطلہ مین سے ایک صنف تو یہی بت پرست تھے جنکے خیالات کا رد قرآن مجید مین جا بجا اور طرح طرح سے رد شرک کیا ہے اور آفتاب پرستی اور خیالات پرستی کو مٹایا ہے کہین یون فرمایا اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ الآیہ اور کہین یون کہا لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ الآیۃ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ الآیۃ

---

[۵۱] وید ہنود کے نزدیک کتاب سمانی ہے - اور دساتیر مجوس کے نزدیک کتاب سمانی ہے چنانچہ اسکی تفصیل آگے آتی ہے ۱۲ منہ [۵۲] بعض بت پرست جیساکہ لالہ اندرمن وغیرہ اپنی بت پرستی کی یہی توجیہ کیا کرتے ہین مگر اس سے الزام شرک سے بری نہین ہو سکتے کیونکہ ہمنے مانا کہ لالہ صاحب وغیرہ دانشمندون نے مہادیو اور بشن اور کرشن اور کالی بھوانی وغیرہ کی مورتون کو سجدہ نکیا بلکہ انکو جہت قبلہ اور اصل مسجود مہادیو وغیرہ کو جانا مگر مہادیو وغیرہ اُن چیزون کو کہ جنکی یہ تصویرین ہین معبود و مسجود سمجھنا بھی تو بڑی غلطی اور صریح شرک ہے ۱۲ منہ

Marfat.com

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُهُمْ وَلَا يَضُرُّهُمْ الآيہ وَقَالَ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ الآيۃ
قرآن کی کوئی ایسی سورۃ نہین کہ جسمین ان لوگون کے خیالات اور شرک کا رد نہو۔ اور ایک فریق عرب مین ایسا تھا کہ جو خالق کا اور مرکر دوبارہ
حساب کتاب جزا و سزا کے لیئے زندہ ہونیکا انکار کرتا تھا اور طبع کو زندہ کرنیوالا اور دہر کو فنا کرنیوالا جانتا تھا یعنی ترکیب اجسام کی
طبیعت سے آدمی اور دیگر حیوانات و نباتات خود بخود پیدا ہوجاتے ہین اور پھر تحلیل ہوتے ہوتے گردش دہر سے فنا ہوجاتے ہین نہ اسپر
بعد مرگ کوئی حساب ہے نہ کتاب نہ دوزخ نہ بہشت نہ کوئی خدا نہ کوئی رسول نہ فرشتہ اور ان لوگون کو دہریہ کہتے ہین چنانچہ آج کل بھی
بالخصوص انگلستان اور جرمن وغیرہ بلاد مین انکی ذریت ابتک موجود ہے۔ اس فریق کا بھی قرآن مین بہت جگہہ رد ہے قال تعالی وَقَالُوْا مَا هِيَ
اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَا اِلَّا الدَّهْرُ وَمَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ اِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ۝ پس خدا تعالی نے ضروریات فکریہ و آیات فطریہ
کے ساتھ چند آیات اور چند سورتون مین انکی اس بیہودہ اور غلط خیال کو رد کیا فقال اَوَلَمْ يَنْظُرُوْا فِيْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَ
الْاَرْضِ وَقَالَ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ وَقَالَ قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِيْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ۔ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ
وَهِيَ رَمِيْمٌ ۝ قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْ اَنْشَاَهَا اَوَّلَ مَرَّةٍ ط وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمٌ الآيۃ
وَقَالُوْا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ۝ الآيات
اس فریق کا بھی رد قرآن مجید کی اکثر آیات و اکثر سُوَر مین نئے نئے طور سے واقع ہوا ہے۔ اور ایک ایسا فریق تھا کہ جو خالق اور ابداء خلق کا
تو قائل تھا مگر بعث اور اعادہ کا منکر تھا اس فریق کے عقائد کو قرآن نے اکثر جگہ بڑی شد و مد سے رد کیا ہے چنانچہ یہ آیت
قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ الآیہ اور یہ آیت اَفَعَيِيْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ بَلْ هُمْ فِيْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ انہین کے رد مین وارد ہے۔ اور ایک فریق
ایسا تھا کہ جو خالق اور ابداء خلق اور کسی قدر اعادہ کا قائل تھا مگر رسولونکا منکر تھا اور اصنام کی عبادت کرتا تھا کہ یہ ہمارے لیئے
آخرت مین خدا کے پاس شفاعت کرینگے مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَا اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى انکے رد مین خدا تعالی فرماتا ہے مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗ
اِلَّا بِاِذْنِهٖ وغیرہا من الآیات۔ اور یہ لوگ بتون کے نام کی قربانی کرتے تھے اور جسطرح کہ ہنود ہر سال اپنے بتونکی زیارت کے لئے
میلہ کے طریق جاتے ہین اسیطرح یہ مشرکین انکے لیئے حج کرتے او رنتین مانتے اور بعض چیزین حلال اور بعض حرام کرتے تھے اور اپنی کھیتی وغیرہ
آمدنی مین سے انکے حصے مقرر کرتے تھے اور اسمین کسقدر خدا کے نام کا بھی معین کرتے تھے اور کبھی خدا کے نام کا بتون کے نام پر چڑھا دیتے تھے
اور جانورون مین سے کسی نر کو مردون کے لئے حلال اور عورتون پر حرام کر دیتے تھے چنانچہ سورہ انعام مین اسکا رد موجود ہے وَقَالُوْا هٰذِهٖ
اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ لَّا يَطْعَمُهَا اِلَّا مَنْ نَّشَاءُ بِزَعْمِهِمْ الآيۃ وَقَالُوْا مَا فِيْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ
خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰى اَزْوَاجِنَا وَاِنْ يَّكُنْ مَّيْتَةً فَهُمْ فِيْهِ شُرَكَاءُ الآيۃ ان کے رد مین
خدا تعالی فرماتا ہے قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ الآیہ وقال اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاءَ اِذْ وَصّٰكُمُ اللّٰهُ بِهٰذَا الآیہ۔ اور عموماً ان لوگون کے دو شبہ تھے اول حشر اجساد کا
کہ جسکی نسبت کہتے تھے ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ اَوَاٰبَاؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ وغیرہا من الآیات دوم رسولون کا آدمیونکی

سلہ اس امر مین ایک شاعر جاہلیت نے یہ اشعار کہے ہین ؎ حیاۃ ثم موت ثم نشر ✦ حدیث خرافۃ یا ام عمرو ✦ اور بعض نے مرثیہ مین یہ کہا ہے ؎ فماذا بالقلیب قلیب بدر ✦ من الشیزی تکلل بالسنام ✦ یخبرنا الرسول بان سنحیی ✦ وکیف حیاۃ اصداء وہام ۱۲ منہ

شکل مین آنا اور حوائج بشریہ مین شریک ہونا جسکی نسبت خدا تعالی خبر دیتا ہے وَقَالُوا مَالِ هٰذَا الرَّسُولِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِي فِي
الی قولہ اِنْ تَتَّبِعُونَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُورًا قال وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوا اِذْ جَاءَهُمُ الْهُدٰى اِلَّا اَنْ قَالُوا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُولًا
پس جو لوگ کہ فرشتون کے قائل تھے وہ کہتے تھے کہ فرشتے کیون رسول نہوئے وَقَالُوا لَوْلَا اُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ وغیرہا من الآیات اور جو
قائل نہ تھے وہ صرف اپنے بتونکو کافی اور وسیلہ سمجھتے تھے اول شبہ کا جواب قرآن مین کثرت سے دیا گیا اور ثانی شبہ کا جواب بھی اکثر جگہ ذکر
فرمایا کہ بشر تمہارے ہمجنس ہے فرشتہ نہین اور اگر فرشتے کو بھی رسول کرکے تمہارے پاس بھیجتے تو انسان ہی کی شکل مین بھیجتے پھر شبہ
کرنیوالے اسیطرح اسپر بھی شبہ کرتے وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا الآیہ اور جب اس ضرورت کے لیئے بشر کو رسول کرنا پڑا تو بشر
سے مقتضیات بشریہ ترک ہونین اسطرح ناممکن ہین کہ جسطرح آگ سے حرارت کا جدا ہونا ناممکن ہے پس اسی لیئے جسقدر دنیا مین پیشتر انبیا آئے
کھاتے پیتے تھے بیوی بچے بھی رکھتے تھے قال تعالی وَمَا اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَيَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ اور بعض
عرب تناسخ کے قائل تھے کہ انسان جب مرجاتا یا مارا جاتا ہے تو اسکے دماغ کا خون اور اجزاء صلیبہ مجتمع ہوکر ایک جانور ہوجاتا اور سو برس تک
اسکی قبر پر بولتا اور دشمن سے انتقام چاہتا ہے جیسا کہ آجکل صدہا عوام اور بالخصوص ہنود کے خیالات خام ہین کہ فلان شخص کی روح آتی ہے
اور فلان شخص جن بھوت بنکر لوگونکو ستاتا پھرتا ہے یا فلان جنگل یا فلان جگہ مین رات کو فلان مقتول بولتا اور پانی مانگتا ہے یا
بڑے بزرگ گھر پر وان پن کیلئے آتے ہین یا فلان عورت کی سوکن جو مرگئی ہے اسکو ستاتی ہے چنانچہ شیخ سدو اور زین خان اور مامون بھنگی
اور ہنومان کی چوکی وغیرہ بیہودہ خیالات انہین لوگونکی نشانی اور یادگاری ہے اس غلط خیال کو نبی علیہ السلام نے بڑی شدومد سے رد کیا
فقال لا ھامۃ ولا عدوی ولا صفر الحدیث بلکہ شگن اور مہورت اور فال وغیرہ خیال کی پرستش کو بھی منع کردیا اور بتادیا کہ خدا کی قضا
وقدر کو کوئی چیز روک نہین سکتی قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَا اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا الآیۃ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗ اِلَّا هُوَ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى
كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اور اسی مضمون کی بہت سی آیات ہین۔ اور بعض کا یہ اعتقاد تھا کہ فرشتے خدا کی بیٹیان ہین انکی عبادت اور انکے وسیلہ سے
حاجت براری ہوتی ہے اسکے رد مین خدا تعالی نے اکثر آیات نازل فرمائی ہین از انجملہ یہ آیت ہے اَلَا اِنَّهُمْ مِّنْ اِفْكِهِمْ لَيَقُوْلُوْنَ وَلَدَ اللّٰهُ
وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ اَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِيْنَ مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ اور بعض عرب جنون کی پرستش کرتے اور انکے نام کی دہائی دیتے تھے
انکے رد مین خدا تعالی یہ فرماتا ہے وَجَعَلُوْا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ اور اکثر لوگ ایسے بھی تھے کہ کچھ باتین جنون
دریافت کرکے اور اسمین دس جھوٹ ملاکے لوگون کے آگے بیان کیا کرتے تھے اور ان لوگونکو کاہن کہتے تھے جیسا کہ آجکل جہال جمعرات
کو جگہ لیپ کر گانا سنکر سر بکھیر گردن ہلانے لگتے ہین کہ ہمپر سید آتا ہے اور عوام انسے مغیبات کا سوال کرتے اور اسپر ایمان لاتے اور
اسکے قول پر عمل کرتے اور بعض چیزین کھانی پینی چھوڑ دیتے ہین وغیر ذلک من الخرافات اسکا رد بھی قرآن مین مذکور ہے کہ خدا کے
سوا کسیکو غیب کا حال معلوم نہین البتہ جس قدر وہ خود اپنے ملائکہ یا خاص بندون کو بتلا دیتا ہے بس اسیقدر جانتے ہین اور
جنون کو تو ملاء اعلے تک رسائی بھی نہین اور جو کوئی وہانکا قصد کرتا ہے تو اسپر کرہ نار سے انگارے برستے ہین سورہ جن مین اسکا ذکر
ہے اور پیغمبر علیہ السلام نے بھی بدلائل موثقہ اس خیال کو غلط ثابت کردیا ہے۔ اور بعض عرب ستارون کی تاثیر کے قائل تھے

Marfat.com

کہ جس قدر حوادث اس عالم سفلی مین واقع ہوتے ہین جیسا کہ مینہ برسنا اور قحط ہونا اور بیمار و تندرست ہونا اور غنی و فقیر ہونا جو کچھ ہوتا ہے سب تارونکی گردش سے ہوتا ہے یہانتک کہ خرید و فروخت و بیاہ و شادی سفر وغیرہ ستارون کے طلوع و غروب کے حساب سے کرتے تھے جسطرح ابتک اس ملک مین ہنود اسکے پابند ہین برہمنون کے خیالات خام و رد ساسول غیرہ کو دل و جان سے پسند کرتے ہین ان خیال فاسد کی غلطی بھی قرآن اور نبی آخر الزمان نے ظاہر کر دی چنانچہ بمقام حدیبیہ نبی صلعم نے فرمایا کہ آج شب کو جو بارش ہوئی ہے اسکی نسبت خدا تعالی یون فرماتا ہے کہ بعض بندون نے کفر اختیار کیا اور بعض مجھپر ایمان لائے پس جسنے یون کہا کہ مطرنا بنوء کذا اُسنے کفر اختیار کیا اور جسنے اس بارش کو خدا کیطرف سے سمجھا وہ مومن رہا الحدیث اور قرآن نے بھی یہ کہدیا کہ آفتاب و ماہتاب اور جمیع ستارے خدا کی مخلوق اور محکوم اور اُسکے حکم کے اپنی چال خاص مین مسخر ہین ہوا و پانی وغیرہ مخلوقات سے انکو اور کوئی زیادہ بات حاصل نہین قال تعالے وَلَهُ مَن فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ كُلٌّ لَّهُ قَانِتُونَ ۝ وغیرہا من الآیات (سوال) یہ خیال غلط نہین کیونکہ حکما بھی علویات کی تاثیر کے قائل ہین (جواب) اول تو حکما بھی بہت سی غلط باتون کے قائل ہین ازانجملہ یہ کہ خدا سے سوائے ایک چیز کے اور کوئی دوسری چیز صادر نہین ہوئی ازانجملہ یہ کہ اُسکو جزئیات مادیہ کا علی وجہ التفصیل علم نہین ازانجملہ یہ کہ اُسکو اپنی ذات کا علم نہین وغیر ذلک مما لا یخفی۔ دوم اگر تاثیر ثابت ہے تو اسقدر ثابت ہے کہ جسطرح آگ کی تاثیر حرارت اور پانی کی برودت پس اسیطرح آفتاب و ماہتاب اور دیگر ستارونکی تاثیر حرارت و برودت ہے کہ جس سے پھل پھول پکتے ہین نہ یہ کہ انسان کی سعادت و نحوست مین کچھ انکو دخل ہے اور یہ بات اور ہے کہ اتفاق سے اُس ستارے کے طلوع و غروب کے وقت کوئی کام ہوگیا مثلاً کسیکو ایسا اتفاق ہو کہ جب کسی کام کے لئے وہ کُتے کے بھونکنے کے وقت چلا تو وہ کام نہوا تو اس سے کوئی ملازمہ عقلیہ یا عادیہ کُتے کے بھونکنے اور کام کے نہونے مین نہین ہو سکتا البتہ توہمات کو بڑی گنجایش ہے اور بعض عرب یہود کی طرف میلان رکھتے تھے اور بعض عیسائی تھے یہود اور عیسائیون مین جو کچھ خرابیان اور گمراہیان اُسوقت مین تھین بلکہ ابتک باقی ہین بیان سے باہر ہین کسی قدر ہم ابھی بیان کرینگے۔ اور بعض عرب مجوسیونکی طرف میلان رکھتے تھے۔ کیونکہ ایک عرصے سے یمن اور عراق مین ایرانیون کی سلطنت تھی کہ جو مجوس اور آتش پرست تھے اور تبوک وغیرہا اطراف عرب مین بالخصوص مدینہ طیبہ سے شمالی اور مغربی حصہ مین اکثر عیسائی لوگ حاکم تھے ہرقل[۵۲] شاہ روم کے صوبجات شمار ہوتے تھے اور خاص مدینہ منورہ مین اور اُسکے اطراف خیبر وغیرہا مواضع مین یہود رہتے تھے باقی حجاز و نجد وغیرہ ملک خود مختار تھے۔ دوسرا فریق عرب کا (کہ جو حضرت ابراہیم و اسمعیل علیہما السلام کے طریق پر چلتا تھا) انکو صحابہ کہتے ہین یہ لوگ موحد تھے نبی کے منتظر تھے۔ لیکن یہ فریق بہت ہی کم تھا منجملہ اس فریق کے زید بن عمرو بن نفیل تھے جو کعبہ کے نزدیک اکثر توحید بیان کیا کرتے تھے اور شرک سے نفرت دلایا کرتے تھے اور حشر و نشر حساب و کتاب کے قائل تھے منجملہ انکے قیس بن ساعدہ ایادی ہین ... انکے یہ اشعار ہین کہ جو ثبوت حشر مین کہے ہین ۵ یا باکی الموت والاموات فی جدث ۰ علیہم من بقایا بزہم خرق دعہم فان لہم یوما یصاح بہم ۰ کما ینبہ من نوماتہ الصعق ۰ الخ منجملہ انکے عامر عدوانی ہین یہ شخص عرب کے حکما اور خطبا مین سے ہے اسکی ایک ہی وصیت ہے جسکے اخیر مین یہ کلمات ہین۔ کہ مینے ایسی کوئی چیز نہین دیکھی کہ جسنے اپنے تئین پیدا کیا ہو۔ اور جو آنیوالی ہے

---

[۵۱] ... ستارون سے اجتماع اور طلوع و غروب کو یعنی ہمکو ستارون کی وجہ سے بارش حاصل ہوئی ۱۲ منہ [۵۲] ہرقلیس ۱۲

Marfat.com

وہ جانیوالی ہے - اگر لوگون کو مرض سے موت ہوتی تو دوا سے زندگی بھی ہوجاتی - اس شخص نے زنا اور شراب کو اپنے نفس پر حرام کیا تھا اور شراب کی مذمت مین چند اشعار بھی کہے ہین منجملہ اُنکے قیس بن عاصم تمیمی اور صفوان بن امیہ بن محرث کنانی اور عفیف بن معدیکرب کندی ہین - قرآن مجید کو اُسوقت کے چار فریق کا رد اور دفع شبہات کرنا پڑا جو فطرت سلیمہ سے بخلاف راہ راست سے دور پڑے ہوئے تھے (اول) تو یہی عرب معطلہ کہ جنکے عقائد مذکور ہوچکے ہین اور اونکے رد مین اہل منطق اور اہل فلسفہ کے طرز کو اختیار نہین کیا کہ مقدمات یقینیہ سے قیاس بشرائط مرکب کرکے پیش کیا جاتا اور امور غامضہ پر مناظرہ کی بنیاد رکھی جاتی اور نہایت باریک باتون پر الزام دیا جاتا کیونکہ اُن عامیون ان پڑھون اور اونٹ اور بکری چرانیوالون سے اسطرح سے مناظرہ کرنا خلاف مقصود تھا وہ ایسی باتین کب سمجھ سکتے تھے اس لیئے مقدمات مشہورہ اور مسلمہ پر اکثر الزام دیا اور اُن مقدمات کا غلط ہونا ثابت کردیا جنپر یہ عقائد فاسدہ مبنی تھے چنانچہ ہر موقع پر ہم اسکی تشریح کرینگے اور تقدیم و تاخیر کا کچھ لحاظ نکیا اور کلام کے مکرر ہونیسے اور اکثر سورتون مین پھر پھر لانیسے اجتناب نکیا کیونکہ مقصود یہ تھا کہ اُنکے دلمین شرک کی بُرائی جم جاوے اور ان خیالات فاسدہ کی غلطی پیش نظر ہوجاوے کس لیئے کہ ذکی تو اشارون سے سمجھ سکتا ہے اور عامی بغیر تکرار اور تفصیل تام کے نہین سمجھ سکتے - جو مفسر اس نکتہ سے واقف نہین وہ آیات احکام اور آیات مخاصمہ مین باہم ربط دینے مین بڑا تکلف کرتے ہین اور انکے لئے کوئی قصہ شان نزول مین تلاش کرتے ہین اور ان لوگونمین عقائد باطلہ پایا جانا آیات عقائد کے لئے شان نزول ہے اور باہم جھگڑے اور ظلم و ستم کا پایا جانا آیات احکام کے لئے شان نزول ہے - اور جب ہمارے بعض مفسر ہی اس نکتہ کو نہ سمجھے اور انہین بے اصل قصون کو تفسیر آیات مین داخل کرنیکی ضرورت پڑی تو پادری و ہنود وغیرہم مخالفین (کہ جو علوم اسلامیہ سے اکثر ناآشنا ہین) کیا سمجھتے؟ پس پادری فنڈر صاحب و پادری عماد الدین صاحب نے جو قرآن پر اس بارہ مین بڑی شد و مد سے اعتراضات کیے ہین اور قرآن کی فصاحت و بلاغت مین نقص ثابت کیا ہے اور ناحق کی قابلیت جتلائی ہے درحقیقت اپنی ناواقفیت کا اظہار کیا ہے اس لیئے مین کہتا ہون کہ ان اعتراضات مین بیچارے پادریون کا مختفین اہل اسلام قہقہہ نہ اڑائین بلکہ اُنکو اُنکی بیعلمی کی وجہ سے معذور سمجھین - فریق (دوم) جس سے مناظرہ واقع ہوا ہے یہود ہین بیشمار خرابیان شایع ہوگئی تھین جنکی اصلاح بنی اسرائیل کے نبیون سے ممکن نہ تھی کیونکہ سب سے اخیر انبیاء بنی اسرائیل مین حضرت یحیی اور حضرت عیسے علیہما السلام ہین انہون نے جس قدر صلاح چاہی بیان سے باہر ہے مگر اس سخت قوم پر (کہ جسکے ہاتھ سے حضرت موسی علیہ السلام بھی عاجز آگئے حالانکہ دن بھر مین بہت سے خوارق و معجزات اُنسے دیکھتے تھے) چندان اثر نہوا آخر علم الہی کے بموجب ان دونون حضرات کو یہی ارشاد فرمانا پڑا کہ جلد راستی اختیار کرو ورنہ آسمانی سلطنت کا زمانہ بہت قریب آیا ہے وہ نبی[51] آنیوالا ہے کہ جسکے ہاتھ پر آتشین شریعت ہے سرکشون کو کامل سزا دیگا - اور جو کچھ خدا اور انبیاء بالخصوص حضرت مریم اور عیسے کی نسبت بہتان باندھ رکھے ہین انکو دور کریگا خرابیون سے ایک یہ تھی کہ خدا تعالی کی ذات[52] اور صفات مین تشبیہ کے قائل تھے یعنی اُسکو جسمانی جانکر اُسکے لیے حقیقۃً جسم اور مکان اور

---

[51] یعنی محمد علیہ السلام ۱۲ [52] چنانچہ توراۃ سفر خلیقہ مین ہے کہ خدا نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا - اور خداوند سے یعقوب کشتی لڑا - اور خدا تعالی تمام دنیا کو پیدا کرکے پچھتایا اور آسمان و زمین پیدا کرکے ہفتہ کے دن آرام لیا ۱۲ منہ دہلی کا ایک خفیہ کرسٹان ان مسئلون کو توراۃ موجودہ کو علیحدہ کرکے مسلمانونکو بضمن تفسیر حقانی تسلیم کرتا

Marfat.com

اعضا رثابت کرتے تھے اور اُسکے لیئے تناہی قدرت وطاقت مانتے تھے کہ وہ آسمان وزمین پیدا کرکے تھک گیا اور ہفتہ کے روز
اُسنے آرام لیا اسکا رد قرآن نے کیا فرمایا اَفَمَنْ یَّخْلُقُ کَمَنْ لَّا یَخْلُقُ الآیۃ لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ لَا تُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ وَھُوَ یُدْرِکُ الْاَبْصَارَ
وَھُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ اور فرمایا وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَھُمَا فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ وَّمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ ازانجملہ یہ کہ خدا تعالی نے
اپنے فرمانبردار بندونسے نہایت پیار کے الفاظ سے خطاب کیا تھا اور وہ لفظ پیار کا بیٹا تھا یہود اس سے یہی سمجھ گئے کہ ہم خدا کے
پیارے اور بیٹے ہین ہمکو کسی افعال پر عذاب نہوگا اور جو کچھ ہوا بھی تو بطور تہدید کے چندروز ہوگا اسبات کو خدا نے رد کیا کہ خدا کی
جب کوئی جورو ہی نہین تو بیٹا کہان؟ - باپ بیٹے مین مماثلت ومجانست ضرور ہے خدا کا نہ کوئی مثل ہے نہ ہمجنس فرمایا اَنّٰی یَکُوْنُ لَہٗ وَلَدٌ الآیہ
وَلَمْ تَکُنْ لَّہٗ صَاحِبَۃٌ الآیہ اور فرمایا کہ تمپر کیا منحصر ہے جو کوئی خداوند تعالی کی فرمانبرداری کرے اور اُسکے رسولونپر ایمان لائیگا وہ عذاب
سے نجات پاویگا اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ ھَادُوْا وَالنَّصٰرٰی وَالصّٰبِئِیْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ الآیہ اور فرمایا اگر
خاص تمہارے ہی لیے دار آخرت ہے تو ذرا موت کی آرزو کرو قُلْ اِنْ کَانَتْ لَکُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَۃُ الآیہ اور یہ کہ گناہ پر ہمکو چندروز عذاب ہیگا یہ
نہین تمہارے دلونکے منصوبے ہین تِلْکَ اَمَانِیُّھُمْ الآیہ بَلٰی مَنْ کَسَبَ سَیِّئَۃً الآیہ ازانجملہ یہ کہ شہوت پرستی اور بدمستی سے انبیاء علیہم السلام کی
نسبت بھی بڑی بدگمانیان کرتے تھے چنانچہ حضرت آدم کی نسبت پراگندہ خیال تھا اور حضرت لوط[۵۲] کو یہ کہتے تھے کہ انہون نے شراب پیکر
اپنی دونون بیٹیون سے زنا کیا اور وہ دونون اس سے حاملہ ہوئین اور ایک نے مواب دوسری نے بن عمی جنا چنانچہ سفر خلیقہ کے ۱۹ باب مین اب تک
مذکور ہے - اور حضرت سلیمان نے بت پرستی کی اور حضرت داؤد نے اُوریا کی جورو سے زنا کیا چنانچہ کتاب السلاطین مین اب تک موجود ہے
ان باتون کو خدا نے رد کیا کہ وہ ہادی اور خدا کے برگزیدہ بندے تھے خدانخواستہ اگر وہ بھی ایسا کرین تو پھر ہمت کا کیا ٹھکانا وَاِنَّھُمْ
عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَیْنَ الْاَخْیَارِ وغیرہا من الآیات - ازانجملہ یہ کہ بابل کی اسیری مین اصل نسخہ توراۃ اُنکے ہاتھ سے مفقود ہو گیا تھا پھر مدت
بعد اُنکے علماء نے اپنی یاد کے طور پر کچھ مرتب کیا اور عزیر علیہ السلام اسکے مہتمم ہوئے آخر شاہ انٹوکس کے حادثہ مین بھی اُنکے ہاتھ سے
جاتا رہا پھر اپنے طور پر جو کچھ چاہا لکھا اور اسکا نام توراۃ رکھا (چنانچہ اسکی تحقیق آتی ہے) چونکہ یہ نسخہ خدائی تو تھا ہی نہین انہین کی
تصنیف تھا اسلیئے اسپر بھی پورا پورا عمل نکرتے تھے بلکہ اُنکے مشائخ احبار ورہبان رشوت ستانی کے لئے کچھ کا کچھ اول بدل الٹ پلٹ
کر دیتے تھے یا اُسکی کوئی تاویل کردیتے تھے کہ جس سے خدا کے حکم پر عمل کرنیسے سدراہ ہوجاتے تھے قال تعالی یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِہٖ
وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُکِّرُوْا بِہٖ الآیہ بلکہ جو اُنکی مرضی کے موافق ہوتا تھا اُسکو باقی رکھتے تھے اور جو مخالف ہوتا اُسکو مٹاتے تھے اسلیئے جناب
نبی آخر الزمان علیہ السلام کی جو جو صریح خبرین اُنکی کتب مین چلی آتی تھین اُنکو اور دیگر احکام رجم وغیرہا کو اپنے امراء کی خوشامد مین چھپایا

[۵۱] ہنود کا عموماً یہی خیال ہے کہ رکھنے کے لیئے چار قوم پرمیشر نے بنائی ہین برہمن چھتری بیش سودر باقی اور تمام مخلوق الہی ملچھ یعنی بری اور نجات کے
لائق نہین اور اُسپر عجب یہ ہے کہ اور غیر قومین کسی کرم یعنی عمل سے نہ برہمن ہو سکتے ہین نہ چھتری نہ بیش نہ سودر پس پرمیشر نے ہندوستان کے
ہندوؤنکو ہی مکتی کے قابل بنایا باقی سب ہیچ ۱۲ [۵۲] آج کل ایک خفیہ کرستان ان باتون کو انبیاء علیہم السلام کی نسبت جائز رکھتا بلکہ اسکے انکار سے صراحۃً مفسر علاء
کو ضمناً تمام اہل اسلام کو کافر کہتا ہے اور لطف یہ کہ مسلمان اور امام کہلاتا ہے ۱۲ حکیم غلام حسن +

یہ تو اُنکے علماء کا طور تھا - عامیون مین یہ خرابی تھی کہ وہ اُن الچی اور بیدین علماء کے اسدرجہ معتقد تھے کہ اُسکے خلاف[۵۱] مین کوئی کہ
حق بات کیون نہ کہے اور انبیاء ہی اگر کیون نہ سمجھائین وہ اُسکو ہرگز نہ مانتے تھے بلکہ اُن حق گو لوگون کے قتل کے درپے
چنانچہ بہت سے انبیاء کو اسی بات پر شہید کر ڈالا از انجملہ یہ کہ تعلیم انبیاء علیہم السلام کے برخلاف منہیات مین بالکل مستغرق ہو گئے تھے
اور بجائے درس و تدریس کتاب الٰہی کے جادو و منتر وغیرہ بیہودہ خیالات مین ہمہ تن مصروف رہتے تھے اور جادو کو حضرت سلیمان
علیہ السلام کی تعلیم اور اُنکے عروج کا ذریعہ سمجھتے تھے از انجملہ یہ کہ حضرت مسیح علیہ السلام اور اُنکی والدہ حضرت مریم کی جناب مین جو کچھ
بدگمانی تھی اور جو کچھ بدسلوکی اُنسے کی تھی اور اُنکے پیرؤون کے ساتھ عداوت قلبی تھی بیان سے باہر ہے اُن ناشائستہ کلمات کا ذکر
کرنا بھی نامناسب ہے عیسائی لوگ اسکے خود مقر ہین بلکہ وہ حضرت مسیح علیہ السلام[۵۳] کو مسیح دجال کہتے تھے - اور یہ بھی کہتے تھے کہ بموجب بشارت
موسیٰ علیہ السلام اگر سچے نبی ہوتے تو قتل نہ کیے جاتے حالانکہ وہ قتل کیے گیے - اور جس قدر بشارات کتب سابقہ مین اُنکے لیے پائی جاتی ہین سبکی
تاویل کرتے ہین - اور نبی آخر الزمان کے منتظر تھے کہ جو انکی اعانت کرے پس خدا تعالیٰ نے قرآن مین اُنکے اس عقیدہ کو یون رد کیا کہ تمنے
عیسےٰ کو قتل ہی نہین کیا بلکہ تمکو خود اشتباہ ہے - اور اُسکی والدہ پاک دامن اور صدیقہ تھی - اور روح القدس کے مس کرنیسے خود بخود اُنکو
اپنی قدرت کاملہ سے بنی اسرائیل کی ہدایت کے لیئے پیدا کیا اور معجزات عطا کیئے از انجملہ یہ کہ حضرت کے معاصرین یہود کو آپسے سخت
عداوت اس وجہ سے پیدا ہوئی کہ آپنے اُنکی خرابیونکی صلاح فرمانی چاہی اور حضرت مسیح علیہ السلام کی تصدیق کی اور انجیل کو کتاب
الٰہی کہا پس اُنکو وہ جو کچھ ایک مدت سے امید تھی کہ عیسائیونکو ملزم ٹھیرائینگے اور عرب کے مقابلہ مین ہماری طرفداری کرینگے یک لخت جاتی رہی
اس لیے خود آپکی نبوت مین کلام کرنے لگے اور جب معجزات وغیرہا دلائل سے انکار کی جگہ باقی نہ رہی اور آپکو قطعی نبی جان گئے تو یہ حیلہ
کیا کہ آپ عرب یعنی امی لوگون کے رسول ہین ہمارے نہین ہو سکتے دو وجہ سے (۱) یہ کہ موسیٰ کی شریعت ابدی ہے اگر آپکو نبی مانا جاوے تو
اس سے شریعت موسویہ کا منسوخ اور غیر ابدی ہونا لازم آوے (۲) یہ کہ یہ استحقاق نبوت خاندان ... خاندان بنی اسرائیل کا ہے یہ نعمت بنی اسمعیل
مین حاصل ہونی ممکن نہین - اول شبہ تو محض لغو ہے کس لیئے کہ آپکے نبی ماننے سے موسیٰ کی شریعت کے ابدی ہونے مین کوئی فرق نہین لازم آتا
کیونکہ آپکی شریعت اور موسیٰ کی وہ شریعت کہ جو ابدی ہونیکے لائق ہے ایک ہے البتہ بعض جزئیات قوم اور زمانیکے لحاظ سے بدلتے رہتے
ہین خود توارت مین احکام کا بدلنا ثابت ہے جیساکہ ہم آگے بیان کرینگے دوم ابدی سے مراد زمانہ طویل ہے کما لا یخفی دوسرا شبہ تو محض
ایک جاہلانہ گفتگو ہے کیونکہ خدانے کہین وعدہ نہین کیا تھا کہ مین بنی اسمعیل مین نبی برپا نکرون گا بلکہ نبی برپا کرنیکا وعدہ کیا تھا چنانچہ
ابتک اس توارت مین بھی موجود ہے جسکی تصریح ہم کسی مقام پر کرینگے اور کسی قدر عقائد الاسلام مین کر چکے ہین - خدا کی رحمت کسی شخص خاص

---

۵۱ جیساکہ اسوقت جہان لوگ اپنے بزرگون اور اباء و اجداد کی تقلید مین نصوص قرآنی وسنت مصطفویہ کا انکار کرتے اور حیلہ وبہانہ کرکے ٹال دیتے ہین ۱۲

۵۲ جیساکہ آج کل دینیات کو چھوڑ فضول اور بیہودہ علوم کے سیکھنے مین لوگ مصروف ہین ۱۲ منہ ۵۳ عجب ہے کہ دہلی کے ایک کرسٹین ماسٹر رام چندر نے
ایک رسالہ لکھا ہے کہ جس کا نام رسالہ مسیح الدجال رکھا اُس مین علاوہ اور لغویات کے ایک طرفہ مضمون یہ تھا کہ اُن جملون کو (کہ جو یہودی حضرت مسیح علیہ السلام
پر منطبق کرتے اور اُنکو دجال بناتے ہین) بے تک جناب رسالتمآب سید الانبیاء محمد علیہ السلام کے نسبت لگایا اور عاقلون کو اپنا مجنون الحواس
ہونا ظاہر کر دکھایا ۱۲ منہ +-

Marfat.com

کا حصہ نہیں پس یہ انکار بھی اُنکا محض بے دلیل اور احبار و رہبان کی تقلید سے تھا لیکن اُنہیں سے صدہا منصف مزاج آسمانی شریعت
مین داخل ہوئے جیساکہ عبداللہ بن سلام وکعب احبار وغیرہما ؓ پس یہ عداوت روزمرہ بڑھتی گئی یہانتک کہ جنگ احزاب کے بعد یہود
بنی قریظہ و بنی نضیر و خیبر کو آتشی شریعت نے اپنا کامل اثر دکھایا۔ اور بعض علماء یہود آنحضرت کی مجالس مین حاضر ہوکر بہت سے امور
کی تصدیق کرتے اور آپکے لئے بشارات توراۃ کو ظاہر کرتے تھے مگر وہ بیچارے جب پھر اپنی قوم مین واپس جاتے تھے تو اُنپر بڑی
لے دے ہوتی تھی کہ تم کیون جا کر ایسی باتین اُنکو بتاتے ہو کہ جس سے وہ تمکو الزام دیوین۔ الغرض سطرح سے ہر روز نئی نئی باتین پیش
آتی تھین کہ جسکا رد خدا کی جانب سے ہوتا تھا کبھی وہ جبرئیل ؑ کی عداوت ظاہر کرتے تھے اور قران کے نہ ماننے مین یہ عذر پیش کرتے تھے۔
کبھی مدینہ کے منافقین کو ورغلاتے تھے اسی لیے سورہ بقرہ وغیرہا مین اکثر ایسے مضامین مذکور ہین (تیسرا فریق) کہ جس سے قران مین
مناظرہ واقع ہوا ہے نصاریٰ ہے یہود تو تھے ہی یہ اُنسے بھی گمراہی مین کئی نمبر بڑھے ہوئے تھے۔ حضرت مسیح کے زمانہ ہی سے
جو کچھ مصائب مسیحیون پر پڑنے شروع ہوئے اُنکے ذکر کے لئے ایک جُدا گانہ دفتر چاہیے۔ اُنہین حوادث مین انجیلؑ اُنکے ہاتھ سے جاتی رہی
اور کچھ یادداشت کے طور پر تعلیم وتلقین کا سلسلہ جاری رہا۔ کسی معتبر ذریعہ سے یہ بات نہین معلوم ہوتی کہ حواریون کے پاس جبکہ وہ روم وغیرہا
بلاد مین منادی کرتے پھرتے تھے کوئی حضرت مسیح کی تصنیف یا خود اُنکی تصنیف کتاب بھی ساتھ تھی؟۔ لیکن اُن حواریون نے دین
حق کی اشاعت مین بڑی ہی کوشش فرمائی اور لوگونکو اپنی کرامات اور نیک چلنی دکھا کر دینداری کیطرف متوجہ کیا۔ پھر تخمیناً دوسری
صدی مین صدہا ایسے جھوٹھے مسیحی پیدا ہوئے کہ جنھون نے روح القدس نازل ہونے اور الہام ہونیکا دعوی کیا اور بہت سے جھوٹھے عقائد اور
اوہام غلط کو حضرت مسیح اور اُنکے حواریون کیطرف منسوب کیا اور لوگونمین اُنکا رواج دینا شروع کیا چنانچہ ورس ۳ باب ۱۱ نامہ دوم
قرنتیون مین اسکی تشریح ہے۔ اور صدہا جھوٹھی انجیلین اور نامجات معروف ومشہور ہوگئے جیساکہ باب اول انجیل لوقا اور ابتدا نامہ
گلیتون اور باب دوم نامہ تسلنقیون مین اسکی تصریح ہے۔ اور اس طوفان بے تمیزی کا باعث نہ تھا طمع نفسانی اور تضلیل شیطانی
تھی بلکہ بہت سے سادہ لوح جھوٹھ بولکر دین کو ترقی دینا موجب ثواب جانتے تھے چنانچہ ولیم میور صاحب اپنی اردو تاریخ کلیسیا کے
باب سوم حصہ دوم دفعہ ۴ مین لکھتے ہین کہ دوسری صدی کے عیسائیون مین یہ گفتگو رہی کہ جب حکیمون سے بحث کا اتفاق ہو تو کونسے
طریقہ کو اختیار کرنا چاہیے؟ چنانچہ اُرجن کی رائے سے یہی بات قرار پائی اسسے بحث مین تیزی عقلی تو پیدا ہوئی مگر راستی اور صفائی مین
خلل پڑا اور جعلی تصنیفات پیدا ہونی شروع ہوئین کیونکہ فیلسوف جسکی پیروی کرتے تھے تو رواج دینے کے لیئے اُسکے نام سے تصنیف
کرکے مشتہر کردیتے تھے اُنکی تقلید سے یہی طریقہ عیسائیون نے اختیار کیا یہ بات بھی خلاف حق اور قابل الزام شدید کے تھی انتہے ملخصاً
اور یہی بات اُنکی پولوس مقدس کے اُس خط سے جو اُنہون نے رومیون کو لکھا ہے ظاہر ہوتی ہے وہ ورس ۷ باب سوم مین لکھتے

ہین پھر اگر میرے جھوٹھ کے سبب خدا کی سچائی اور اُسکے جلال کے لئے زیادہ ظاہر ہوئے تو مجھ کیون گنہگار کیطرح حکم ہوتا ہے اور
ہم کیون نہ برائی کرین تاکہ بھلائی ہو انتہے۔ الغرض سی پولوس ذات شریف نے اور بھی دین کو اُلٹ پلٹ کردیا اور بجائے صداقت
اور ایمانداری کے بجائے سیدھے سادھے ایماندارون کے دلون کو نجس خیالات اور کفر کے عقائد سے بھر دیا۔ یہ چارون اناجیل کو جنکا

Marfat.com

کے عیسائی اُدھار کھائے پھرتے ہین اسی پر آشوب زمانہ کی تصنیف ہین۔ یہ تثلیث۔ اور کفارہ اور الوہیت مسیح کہ جسکو عیسائی دین کا مدار جانتے ہین ایسے ہی جعلسازونکی گھڑت ہے گرچہ بعض بعض فرقہ عیسائیون کے اس کفر کے سخت منکر بھی تھے جیسا کہ فرقہ یونی ٹیرین وغیرہ مگر گمراہی زور پکڑتے پکڑتے آنحضرت صلعم کے عہد تک حد سے تجاوز کر گئی تھی از انجملہ سب سے بڑھکر یہ عقیدہ کہ حضرت عیسے علیہ السلام خدا تعالی ہے وہ حضرت مریم کے پیٹ مین رہکر نو مہینے خون حیض کھاکر دنیا مین باہر آیا اور انسانی جامہ پہنا اور تمام بنی آدم کے گناہ اپنے اوپر اُٹھاکر لیگیا (چنانچہ یہ مضمون عماد الدین کی ہدایت المسلمین کے صفحہ ۲ مین ہے) اور گناہ کے معافی کا سوا اس مشقت کشی کے اُسکو اور کوئی طریقہ نہ ملا آخر پھانسی چڑھا اور ملعون ہوا اور تین دن دوزخ مین رہا اور پھر جی اُٹھا اور حواریونکی بے ایمانی اور بے وفائی پر خفا ہوتا ہوا آسمان پر چڑھ گیا اور پھر دوبارہ آنیکا وعدہ کر گیا چنانچہ اس عقیدہ کو پادری فنڈر صاحب نے اپنی کتاب مفتاح الاسرار مین بڑے تفاخر سے بیان کیا بلکہ اسی پر نجات کا مدار ٹھہرایا ہے۔ اسکو یہ لوگ الوہیت مسیح کہتے ہین۔ انتہی۔ اس بیہودہ خیال کو خدا تعالی نے اُن دلائل سے قرآن مین رد کیا کہ جسکو ہر ذی عقل اور صاحب فطرت سلیمہ بہت جلد قبول کر سکتا ہے قال لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ قُلْ فَمَنْ يَمْلِكُ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا إِنْ أَرَادَ أَنْ يُهْلِكَ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اس آیت کی تفسیر مین آپکو آگے چلکر معلوم ہوگا کہ اس خیال باطل کو کس طرح سے مٹایا ہے؟ جہان تک ہمکو اسوقت تک پادریون کی تصنیفات دیکھنے کا اتفاق ہوا ہمین اس مسئلہ کی دلیل سوائے ان دو باتون کے اور کچھ نہ معلوم ہوئی (۱) یہ کہ بیٹے کا لفظ حضرت مسیح پر بولا گیا اسکو پادری فنڈر نے مفتاح الاسرار مین کئی ایک ورق مین بڑی فصاحت خرچ کر کے بیان کیا ہے اور بغیر سمجھے بوجھے صوفیہ کرام کے الفاظ احدیت اور وحدت کو بڑی تکلیف دی ہے مگر نتیجہ ندارد (۲) یہ کہ خدا کے افعال مختصہ کو انجیل مین مسیح نے اپنی طرف منسوب کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ درحقیقت مسیح خدا یا خدا کا بیٹا بلکہ اکلوتا بیٹا ہے۔ اول بات کا جواب بہت سہل ہے کہ یہ لفظ اور لوگون[۵۱] پر بھی بولا گیا ہے پس جب وہ بیٹے نہین تو مسیح مین کیا خصوصیت ہے؟ اگر بغیر باپ کے پیدا ہونا تو آدم بغیر باپ اور بغیر مان کے پیدا ہوئے ہین خدا قادر ہے جسطرح چاہے پیدا کرے[۵۲] إِنَّ مَثَلَ عِيسَى عِنْدَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ الآیہ دوم باپ بیٹے کی نسبت حقیقی مین مجاز تو ضرور ہے پس اگر عیسے خدا کے بیٹے اور خدائی مین شریک ہین تو وہ فصل کیا ہے؟ اور فصل ہے تو مرکب ہین اور مرکب حادث ہے اور اگر فصل نہین تو اتحاد محض ہے پھر باپ کون اور بیٹا کون؟ ایک چیز آپ ہی باپ ہو اور آپ ہی بیٹا ہو محال عقلی ہے پس کلمہ مجازاً اطلاق

[۵۱] انجیل متی باب ۵ ورس ۹ ایضاً باب ۵ ورس ۴۵ - لوقا باب ۶ ورس ۳۵ - یوحنا باب ۱۱ ورس ۵۲ - ان مقامات پر مسیح علیہ السلام کے علاوہ اور لوگون پر بھی خدا کا بیٹا اطلاق ہوا ہے ۱۲ منہ [۵۲] یہ تو ہمارے نزدیک ہے ورنہ یہود کے نزدیک بلکہ اکثر نو آموز انگریزون کے نزدیک اور اسوقت کی نئی روشنی والون کے نزدیک تو اُنکے باپ یوسف بڑھئی ہین اسلیئے وہ اپنے تئین ابن آدم کہتے تھی - علاوہ اسکے اگر خدا یا خدا کے بیٹے تھے تو عبادت کسکی کرتے تھے اور کیا ضرورت تھی اور پھر یہود کے ہاتھ سے صلیب پر ایلی ایلی کہکر کیون چلاکے جان دی - واہ اچھے گناہ بخشنے دنیا مین آئے تھے اور بھی لوگونکو گناہگار کر گئے کیا خدا کو اپنی جان دینی آسان تھی اور گناہ بخشنا محال تھا پھر جب اُنکے گناہ اپنے سر پر اُٹھائے اور جہنم مین گئے تو اُنکے لیئے کون شفیع ہوا ۱۲ منہ

ہوا ہے - دوسری بات کا جواب اس سے بھی زیادہ سہل ہے کہ اول تو یہ کتابین کہ جنمین یہ انتساب ہے الحاق اور تحریف سے مبرا نہین
پھر کیا اعتبار کیا جاوے دوم یہ انتساب مجازاً ہے آپنے دیکھا ہوگا کہ غلام اور خاص نوکر اپنے آقا کے مال کو اپنا مال کہدیا کرتا ہے
کمالا یخفی پھر کیا اس سے غلام یا نوکر خود آقا ہو سکتا ہے؟ صحل اس بیہودہ خیال کی محض جہالت اور فرط محبت ہے اپر کیا موقوف ہے
صدہا جہلاء جب اپنے بزرگون کے فضائل بیان کرنے پر آتے ہین اُنکو خدا ہی بنا دیتے ہین کیا ہنود کچھ سود وغیرہ کو اوتار نہین کہتے
کہ اُنمین خدا اُترا تھا اور اُنکی شکل مین ہوکے ظاہر ہوا تھا تعالی اللہ عن ذلک علواً کبیراً - ازانجملہ یہ کہ روح القدس یعنی جبرئیل ایک
اقنوم[۵۳] ہے باپ یعنی خدا ایک اقنوم ابن یعنی بیٹا حضرت عیسیٰ ایک اقنوم ہر ایک اقنوم خدا پھر تینون ملکر ایک خدا نہ تین خدا - یہ پہلے
خیال سے بھی زیادہ لغو اور کفر صریح اور محال عقلی ہے - اسکے ابطال مین علماء نے بہت سے دلائل عقلیہ قائم کیئے ہین کہ جنکا جواب
آج تک پادریون سے نہوا نہ ہوگا - اور میرے نزدیک تو اس بدیہی البطلان بات پر دلیل کی بھی کچھ حاجت نہین کیونکہ ہر انسان اپنی فطرت
کی وجہ سے یہ جان سکتا ہے کہ یہ تینون چیزین اپنے وجود اور تشخص اور خدائی مین مستقل ہین یا نہین؟ اگر ہین تو تین خدا ہونے کیا محبت ہے
پھر ایک کہنا چہ معنی دارد؟ اور اگر نہین پھر ہر ایک کو خدا کہنا اور ازلی سمجھنا محض لغو ہے - دوم ان اجزاء غیر مستقلہ سے جو مرکب ہے
اُسکا کیا نام ہے وہ خدا ہے یا نہین؟ اگر ہے تو دو خدا مستقل پھر بھی ماننے پڑے ایک تو یہ کہ جو مجموعہ مرکب ہے دوسرا باپ جو اس مجموعہ کا
جز سو ہی ہے - اور اگر کہو کہ مجموعہ کا نام اب ہے تو پھر تین اقنوم کہان بلکہ دو رہینگے ایک ابن دوسرا روح القدس؟ پادری فنڈر صاحب
و کرسٹن عماد الدین وغیرہم عیسائیون نے گرچہ مشن کی تنخواہ حلال کرنیکے لئے اس خراب عقیدہ کے ثبوت مین (کہ جسپر آجکل انگلستان
و فرانس و جرمن وغیرہ بلاد یورپ کے فلاسفر قہقہے مارتے ہین) بڑا زور مارا اور بہت سے کاغذ سیاہ کیے ہین مگر محض بے سود - اس عقیدہ کو
بھی قرآن نے بہت جگہ غلط بتایا اور اس سے سخت ممانعت فرمائی ہے قال تعالیٰ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ
اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ الآیۃ وقال وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ ۭ اِنْتَھُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ۭ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۭ سُبْحٰنَهٗٓ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ ۘ لَهٗ مَا فِي
السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الآیہ ازانجملہ یہ کہ خدا تعالیٰ بشر کے گناہ معاف کرنے پر قادر نہین اور حضرت آدم سے لیکر سب انبیاء گناہگار چلے آتے تھے
اور خدا کو اپنے بندون کی مغفرت منظور تھی تو سوا اُسکے اور کچھ تدبیر نہ سوجھی کہ دنیا مین بشکل عیسیٰ ظاہر ہوا اور سب کے گناہ (یا خاص عیسائیون کے)
سمیٹ کر اپنے اوپر رکھے اور سب کے عوض آپ تین روز جہنم مین رہا اور ملعون ہوا (چنانچہ یہ بات نامہ پولوس و پادریون کی کتابون سے
ابتک پائی جاتی ہے) اسی عقیدہ کے اعتماد پر پولوس[۵۴] مقدس جو عیسائیون کے نزدیک بڑا رسول ہے اپنے اُس خط مین جو طیطس کو لکھا تھا حکم دیتا ہے

(حاشیہ: ابنیت)

(حاشیہ: کفارہ)

۵۳ اقنوم حصہ یا ٹکڑا یا جز جو جدا ہو سو کہو ۱۲ منہ ۵۴ بوبنجر صاحب اپنی کتاب تابع پولوس کے باب مین لکھتے ہین کہ کری ساسٹن صاحب اپنی اُس تفسیر مین جو کتاب اعمال پر چوتھی صدی مین لکھی ہے یون ذکر کرتے ہین کہ فرقہ نزاری جو ابتداء مذہب عیسوی مین تھا پولوس کی مکاری اور بے دینی کی وجہ سے اُسکے نامجات کو (کہ جسکو آجکل عیسائی کلام الہی کہتے ہین) نہین مانتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ شخص بت پرست اور بڑا قزاق تھا اور مکار اور جھوٹا تھا چنانچہ (اول قرنتیون ۹ باب - ۲۰ - ۲۲ - اور رومیون ۲ باب ۷ و ۸ اور فلپیون کے ۱ باب سے ثابت ہوتا ہے) یروشلم مین آکر اس امید سے ختنہ کرا کے یہودی ظاہر ہوکے ٹھہرا کہ ایک شے زاہد کی لڑکی سے شادی کرے اُسپر وہ عاشق تھا چونکہ رومی الاصل تھا (جیسا کہ اعمال ۲۲ باب سے ظاہر ہے) - اپنی مراد پر نہ پہنچا تو یہودیون سے جھگڑا برپا کیا اور ختنہ اور یوم السبت کی تعظیم او بہت سے امور دینی مین خلل انداز ہوا اور اپنے آپکو حواری مشہور کرکے عیسائیون مین مل گیا اور اسنے اپنی عمر بھر حضرت مسیح کو نہین دیکھا مگر چالاک تھا ایک خواب بیان کر دیا کہ مجکو مسیح نے ظاہر ہوکے یون کہا یون کہا انتہے ملخصاً اب ہم بھلا اس پولوس کے کلام کا کیونکر اعتبار کرسکین اور اسکو رسول کس طرح سے سمجھین اُسکے خطوط کسطرح سے کلام الہی ہو سکتے ہین؟ ۱۲ منہ

Marfat.com

...لوگون کے لیے سب[۵۱] کچھ پاک ہو پرناپاک و بے ایمانون کے لیے کچھ پاک نہین - علاوہ اسکے اپنے خطوط مین بڑی شدومد سے ...
عمل کرنیکو حرام کہتا ہے اور شراب پینے اور گناہ کرنیکی اجازت دیتا ہے اسی کے فتوے پر عمل کرکے عیسا... [illegible]
کے احکام ہمیشہ رہینگے سب شریعت کو بالائے طاق رکھدیا اور ہر ایک طرحکی بدکاری اور گناہ اور الحاد کو دل کھول کر عمل مین
اسی لیے یوروپ مین ملک کے ملک ایسے بے دین اور ملحد ہو گئے کہ جو خدا اور خدا کی باتون پر قہقہہ اڑاتے ہین جنکا اثر ہندوستان مین بھی
پولوس ہند از سبل سید احمد خانصاحب بہادر کے ذریعہ سے نوجوان انگریزی خوانون مین پہنچا - اور شراب خوری اور زنا نے زور رواج پایا
اس مسئلہ تثلیث اور کفارہ کو نہ توراۃ نے بیان کیا نہ صراحۃً نہ کنایۃً اناجیل اربعہ نے بیان کیا اور کسی لفظ باپ یا بیٹے وغیرہ سے اس مطلب کو سمجھنا
محض خیال خام ہے تاویل کو بڑی گنجایش ہے - نہ پہلے کسی نبی نے اپنی امت کو تعلیم فرمایا اور کسطرح فرماتے حالانکہ یہ بدیہی البطلان صریح الفساد
ہے بھلا کوئی دانشمند کہہ سکتا ہے کہ خطا کرے کوئی اور اسکی سزا پائے کوئی ؟ - اور یہ کیا خدا کا انصاف ہے کہ دنیا کے گناہون مین مسیح علیہ السلام مواخذہ
کرے اور اسکو تڑپا تڑپا کر مارے اور ملعون کرے اور تین روز جہنم مین ڈالے ؟ اس بیہودہ خیال کو خدا نے قرآن مین بہت جگہہ رد کیا ہے ازانجملہ یہ ولا
تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ اور یہ بھی فرمادیا کہ میری جناب عالی ہے جسطرح مین گناہون پر مواخذہ کرتا ہون بندیکی عاجزی و معافی مانگنے اور گریہ زاری
کرنے سے بخش بھی دیتا ہون اور کچھ پروا نہین کرتا مین کم ظرف اور تنگ حوصلہ نہین میرے غصہ سے میری رحمت کا دامن فراخ ہے قال تعالی لا تقنطوا
مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا و نَبِّئْ عِبَادِي أَنِّي أَنَا الْغَفُورُ الرَّحِيمُ و غیرہا من الآیات - یہ بدعت بھی عیسائیون مین تیسری یا دوسری
صدی مین مروج ہوئی تھی کہ جسکا دفع کرنا حکمت الہی مین ضرور تھا[۵۲] ازانجملہ اس پولوس نے توراۃ شریف یہودیون کی ضد مین عیسائیون
برباد کرنیکے لئے ایک اور فتوی دیا تھا کہ انسان کی نجات عبادت روحانی سے ہوتی ہے اور عبادت جسمانی محض ابتدا و حالت مین ...
فضول ہے اسکی پابندی اچھی نہین عبادت روحانی یا تعلیم روحانی کیا ہے ؟ یہی بیہودہ خیالات الوہیت مسیح و تثلیث و کفارہ اور عبادت جسمانی
انبیاء کی شریعت نماز و روزہ اشیاء کی حلت و حرمت قربانی و ختنہ وغیرہا احکام - پس اس خام خیالی کو یہانتک ترقی دی کہ توراۃ کے
جملہ احکام کو منسوخ کیا بلکہ ملیامیٹ کر دیا اور اسپر لطف یہ کہ عدم نسخ احکام توراۃ کا دعوی الغرض سب کو سانڈ بنا دیا جسطرح نکیون مین

---

[۵۱] سور اور شراب جو توراۃ مین حرام ہے عیسائی اسکو حلال جانتے ہین ۱۲ منہ [۵۲] بعض ناانصاف عیسائی جو کسی غرض دنیاوی سے کرسٹین ہو گئے
ہین قرآن مجید پر یہ اعتراض کرتے ہین کہ قرآن نے باوجودیکہ ان کتابونکی ازحد تصدیق کی پھر ان نجات کی باتون کو یعنی الوہیت وغیرہا کو بڑے زور سے رد کیا اس سے
قرآن کا کتاب الہی ہونا معلوم نہین ہوتا چنانچہ پادری صفدر علی نے نیاز نامہ مین اسی بات پر بڑا زور دیکر عیسائیون مین سرخروی حاصل کی ہے - مگر یہ اعتراض
بعینہ ایسا اعتراض ہے کہ جیسا کوئی چور و قزاق کسی عادل گورنمنٹ مین یہ عیب ثابت کرے کہ وہ چورون اور قزاقونکو سزا دیتی ہے اس سے اسکی عدالتین ...
اور قرآن نے ان کتابونکی کہ جنمین یہ ناپاک مضامین مذکور ہین کس جگہہ مدح فرمائی ہے مدا وہ آیت تو بیان کیجیئے - کیا تو کونکی وہ تالیفات جو صدہا سال بعد ...
و عیسی کے ہوئی ہے توراۃ و انجیل ہو سکتی ہے ۱۲ منہ آج کل ایک خفیہ کرسٹان ان آیات و احادیث سے جو اصلی توراۃ و انجیل کی مدح مین وارد ہین آجکل
کی توریت و اناجیل کو بتقلید شہادت قرآنی مصنفہ ولیم میور صاحب اصلی اور غیر محرف بنانیکے لئے نہ تنہا رسفہ علامہ کی صراحۃ اور دیگر علماء کرام مولوی رحمت اللہ صاحب
... تغیر کرتا ہے بلکہ اپنی کتاب تفسیر جاوید اور رقیمۃ الوداد میں بھی کہ جنمین خود تصریح کر چکا ہے کہ یہ وہ اصلی کتابین نہین ... نسخ کو پہنچا ہے بل رسے دنیا کی طمع ۱۲ حکیم غلام حسن

بھنگر بھنگ گھوٹتے جاتے اور رگڑے رگڑا مٹے جھگڑا کہتے جاتے ہین پھر اُنکے پیرو مرشد سائین سوہنے شاہ یا مدار بخش یہ تعلیم دیتے ہین کہ داتا عاشقون کی عبادت اور نماز روزہ تو عبادت روحانی ہے یعنی یہ سرور اور اُسکی یاد مین مست رہنا باقی سب جھگڑے ہین اسیطرح عیسائی بھی انہین دو تین کفر کی باتون کو تعلیم روحانی اور پہلی شریعتون کی تکمیل اور سبکا عطر کہتے ہین باقی سب ہیچ غالبًا دنیا مین عیسائی مذہب پھیلنے کا سبب یہی آزادی ہے ورنہ مذہب کی خوبی تو معلوم - اس بیہودہ خیال کے بطلان پر بھی دلائل لانیکی کوئی ضرورت نہین کیونکہ شریعت کے احکام دو قسم کے ہین نظری یعنی اعتقادیات جیساکہ خدا کو وحدہ لاشریک جاننا اور اُسکو بجمیع صفاتہ ازلی و ابدی و رحیم و کریم اعتقاد کرنا رسولونکو برحق سمجھنا فرشتون کو خدا کی بھیجی ہوئی کتابونکو دن قیامت اور اُسکے حساب کتاب کو حق سمجھنا دوم عملیات انکی پھر دو قسم ہین عبادات اور معاملات عبادات جانی اور مالی جانی جیساکہ نماز پڑھنا نجاست ظاہری دور کرکے اُسکے سامنے دست بستہ کھڑا ہوکر اُسکی ثنا و صفت کرنا اُسکے آگے جھکنا اور اُسکے آگے سجدہ کرنا اور نہایت درجہ کا اُسکے آگے عجز و نیاز کرنا - اب جسم کی پاکی اور اُسکے آگے جھکنا کھڑا ہونا اُس نیاز روحانی کی صورت ہے کہ جو اِس ہیت اور طریقے پر اچھی طرح سے پایا جاتا ہے کہ مقصود اصلی اور مالی جیساکہ زکوۃ دینا صدقہ دینا اسمین بھی اپنے دل کی محبوب چیز کو دیکر اور بنی آدم کی حاجت برآری کرکے تقرب روحانی پیدا کرنا ہے پہلی قسم تو سراسر تعلیم روحانی ہے اُسمین جسم کو کچھ دخل ہی نہین اب رہے معاملات کسی پر ظلم نکرنا وغیرہ سو یہ بھی سراسر حکمت ہے اور زیادہ تشریح اسکی ہم آگے بیان کرینگے پس اسپر اعتراض کرنا میان پولوس صاحب کی خوش فہمی اور اسپرہٹ کرنا عیسائیون کی ہٹ دھرمی ہے - اگر یہ تعلیم عیب ہے تو پھر نبی کی کیا ضرورت ہے ؟ کیا معجزات ہی دکھانا مقصود ہے کہ جسکو مخالف نظربندی اور کیا کیا کہہ سکتے ہین اس عقیدہ کو بھی خدا تعالی نے رد کیا کہ رسول کی معرفت جو کچھ احکام الہی آتے ہین وہ عین حکمت ہوتے ہین اگر انسے کچھ فائدہ ہے تو بندیکا اور ترک سے نقصان ہے تو انہین کا جسطرح کہ کوئی طبیب سم کھانیسے منع کرے فقط اسقدر فرق ہے کہ سم کا اثر جسم پر ہوتا ہے اور نبی طبیب روحانی ہے اسکے اوامر و نواہی کا اثر روح پر پہنچتا ہے جو لوگ اس نکتہ سے واقف نہین جیساکہ پادری صفدر علی وغیرہ تو وہ عجب کج بحثی کرتے ہین کہ جسکو کوئی عاقل پسند نہین کرتا قال تعالی هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ الآیہ يُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ الآیہ علاوہ اسکے جب کوئی امر تشریعی ہی باقی نرہا اور نہ خدا کیطرف سے کوئی چیز حلال و حرام رہی نہ فرض واجب تو عیسائیون سے کوئی پوچھے (۱) کہ گناہ کس فعل کے کرنے یا نکرنے سے ہوتا ہے ؟ پس گناہ کا وجود ہی نرہا تو اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ الوہیت مسیح و تثلیث و کفارہ پر ایمان لاکر انسان جو چاہے سو کرے اُسکے لیے کوئی امر گناہ نہین (۲) یہ کہ حضرت مسیح سے پہلے لوگ انبیا و صلحا کہ جنکی نجات متفق علیہا ہے اس امر پر؎ ایمان رکھتے تھے یا نہین ؟ اگر ایمان رکھتے تھے تو اُنکے لیے بھی سب پاک اور مباح تھا پھر آدم کا دانہ گندم کھانیسے گناہ کیون شمار کیا گیا ؟ اور پھر وہ نسل درنسل کیون چلا آیا گناہ تو محض مخالفت نہی امر الہی کا نام ہے اور امر و نہی شریعت ہے اور اگر اسپر ایمان نہ تھا تو معلوم ہوا کہ گناہ معاف ہونیکے لیے الوہیت مسیح و تثلیث و کفارہ پر ایمان رکھنا کوئی امر ضروری نہین (۳) اگر یہ ایمان رکھنا ایسا ضروری تھا تو کیون اس اہم مسئلہ اور ضروری بات کو انبیاء سابقین نے اپنی اُمتونکو تعلیم نہین فرمایا اور کیون اُنکی کتب مین صاف صاف درج نہوا ؟ میرے ان سوالات کا عیسائی لوگ سوچ کر جواب دین

؎ الوہیت وغیرہ ۱۲ منہ

Marfat.com

از انجملہ یہ کہ ان لوگونمین شادی نکرنا اور قلندرانہ اوقات بسر کرنا (جسکو رہبانیت کہتے ہین) رواج پا گیا تھا جو بھر ... نبھ نہ سکا جس کا انجام یہ ہوا کہ رہبان لوگ اور پوپ بشت ظاہر مین تو شادی نکرتے تھے اور اسیطرح بہت سی عورتین کواریان کلیسا ... مین رہتی تھین مگر حرام کاری کی کچھ نہایت نہ تھی چنانچہ عیسائیون کے فرقہ پراٹسٹنٹ کے پیرو مرشد مارٹین لوتھر صاحب عمر بھر ایک فاحشہ عورت کیتھرائن نامی کے ساتھ حرامکاری کرتے رہے (سرمن دی میٹ) ازمراۃ الصدق مصنفہ پادری ہیڈلی صاحب مطبوعہ ۱۸۵۱ء اس وجہ سے عیسائی لوگ جسکی شادی ہوتی تھی اسکی بزرگی اور تقدس مین فرق سمجھتے تھے۔ اس خیال کو بھی خدا نے رد فرمایا وَرَهْبَانِيَّةً ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ إِلَّا ابْتِغَاءَ رِضْوَانِ اللَّهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا الآیہ اس زمانہ کے عیسائی باوجودیکہ فارقلیط نبی آخر زمان کے منتظر تھے لیکن آنحضرت صلعم پر کثرت ازدواج کی وجہ سے ایمان لانےمین تردد کرتے تھے اور اسوقت تک کوئی دلیل اُنکے پاس آپکی عدم نبوت پر نہین لیکن محض نہین بانو لینے نبی نہین جانتے اور آجتک اس رہبانیت کی وجہ سے پادری عمادالدین و پادری فنڈر وغیرہما آپکی نسبت بڑے اعتراضات کرتے ہین اور یہ نہین جانتے کہ جس بنا پر ہم اعتراض کرتے ہین محض خیال خام ہے علاوہ اسکے اور بھی گمراہیان تھین اور ہین کہ جنکا ذکر قرآن مجید مین اپنے موقع پر آئیگا۔ الغرض حضرت مسیح کے حواریون کے بعد دین عیسوی ہا پھر گمراہیان پھیلتے پھیلتے بالکل خراب ہوگیا۔ **(چوتھا فریق)** کہ جن کا ذکر زیادہ قرآن مین ہوا **منافق** لوگ ہین منافق دو قسم کے تھے ایک وہ تھے کہ جو زبان سے کلمہ توحید پڑھتے تھے مگر دلمین بالکل منکر انہین کے حق مین آیا ہے فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ دوسری قسم وہ تھے کہ جو اسلام مین بضعف داخل ہوئے تھے پس انمین سے بعض ایسے تھے کہ اپنی قوم کے تابع تھے اگر وہ ایمان لائے تو یہ بھی قائم رہے ورنہ انکے ساتھ یہ بھی پھر گئے۔ اور بعض وہ تھے کہ جنکے دلونمین اتباع لذات دنیا نے یہانتک جگہ پکڑی تھی کہ خدا اور اُسکے رسول کی محبت کی جگہ باقی نرہی تھی یا حرص مال و جاہ و حسد و کینہ سے انکے دل اسقدر پر تھے کہ جنمین مناجات و حلاوت عبارات کی گنجایش نرہی تھی انہین کے حق مین ہے وَإِذَا قَامُوا إِلَى الصَّلَاةِ قَامُوا كُسَالَى الآیہ اور بعض ایسے تھے کہ امور معاش مین اسقدر مشغول تھے کہ انکو امور معاد کی اور آیات الٰہی مین فکر کرنیکی مہلت ہی نہ تھی جنکی نسبت فرمایا أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَى قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا الآیہ اور بعض ایسے تھے کہ جنکے دلونمین آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت مین طرح طرح کے خیالات فاسدہ پیدا ہوتے تھے کہ دائرہ اسلام سے بالکل باہر ہوتے تھے اور ان خیالات کی وجہ یہ تھی کہ آنحضرت علیہ السلام پر احکام بشریہ جاری ہوتے دیکھتے تھے دوم شریعت محمدیہ ایک سلطنت آسمانی کے پیرایہ مین نازل ہوئی ہے پس وہ لوگ کبھی آپس مین ان خیالات کو ذکر کرتے تھے پھر جب قرآن مین ان امور پر تہدید ہوتی تھی تو کھٹکے رہجاتے تھے قال تعالیٰ يَحْذَرُ الْمُنَافِقُونَ أَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُورَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِي قُلُوبِهِمْ الآیہ اور زیادہ سبب اس نفاق کا

۵۱ گرچہ عیسائیونمین بیشمار فرقے ہین کہ جنکے ذکر کی یہان گنجایش نہین مگر زیادہ دو فرقہ ہین ایک پراٹسٹنٹ جن کا پیشوا مارٹین لوتھر صاحب ہے جسکے لوگ لندن اور امریکہ وغیرہ ملکون مین رہتے ہین اور جو آج کل ہندوستان مین بکثرت پائے جاتے ہین دوسرا رومن کیتھلک جن مین روس و فرانس وغیرہما بلاد کے عیسائی شامل ہین ان دونون فریق مین باہم بڑا اختلاف ہے ایک دوسرے کو گمراہ بتلاتا ہے ۱۲ منہ ۵۲ چنانچہ اردو تاریخ کلیسا مطبوع ۱۸۶۰ء کے صفحہ ۲۰۵ مین ہے کہ ۱۸۰ء مین مونٹانس نے فرزگیہ اور ایشیائے کوچک کے دوسرے صوبونمین آپکو فارقلیط ظاہر کیا کہ جسکے ظہور کا انتظار زمین پر مسیح کے دوسری بار آنے سے پیشتر الہام ربانی کیلئے بہتیری وینداروں کر رہے تھے بیشک بہترے ان ملکون مین اُسکے پیرو ہوگئے انتہے ۱۲ منہ

Marfat.com

یہ تھا کہ مدینہ منورہ میں آنحضرت کے تشریف لانے سے بیشتر عبداللہ بن اُبی بن سلول ایک شخص رئیس مدینہ نہایت مغرور
تھا سب لوگون کی یہ مرضی تھی کہ اسکو سردار بنا یا جاوے پس جب آنحضرت تشریف لائے اور تمام لوگونکو دل وجان سے حضرت
آپکے صحابہ پر فدا ہوتے دیکھا تو ایک شعلہ حسد حُب ریاست کی وجہ سے اسکے دلمین بھڑکا چونکہ تمام لوگ حضرت پر ایمان لاچکے
شوربخت کی کیا دال گلتی تھی ظاہر مین مقابلہ کرنیکی طاقت کہان تھی اسلیئے لوگون کی دیکھا دیکھی یہ بھی اور اسکے یار و اعوان بھی
اسلام مین داخل ہوئے مگر خبث باطنی کیوجہ سے ہمیشہ حضرت کے صحابہ اور حضرت کی نسبت نکتہ چینیان کرتا رہا اور اسکے ساتھ اور بھی میلے
دل کے دس بیس لوگ شریک ہوگئے چنانچہ سورہ منافقون وغیرہا سورتونمین ان لوگونکی توبیخ وتنبیہ مذکور ہے۔ اور حضرت عائشہ صدیقہ
جو ایک بہتان اُٹھا تھا وہ بھی انہین لوگون کی سازش سے تھا جسکا سورۂ نور مین ذکر ہے۔ اور یہ لوگ غزوات مین شریک ہوتے تھے حیلہ
بہانہ کرکے پیچھے رہجایا کرتے تھے اور لوگونکو جانیسے منع کرتے تھے اور جب کوئی غنیمت کا موقع دیکھتے تھے تو موچھون پر تاؤ دیکر سب سے
پہلے موجود ہوتے تھے اور حضرت کے جہاد وحرب کی خبرین خفیہ کفار کو بھیجا کرتے تھے یہ سب امور قرآن مین مفصل مذکور ہین لیکن قرآن کے
ان نصائح نے جو روح کو زندہ کرتی ہین ان لوگونپر بھی تدریجا وہ اثر کیا کہ رفتہ رفتہ یہ لوگ بھی خلوص دل سے اسلام کے جان نثار ہوتے
گئے اور دو چار بدبخت ازلی جو تھے سو مر گئے آخر نزول قرآن تک کوئی منافق مدینہ مین باقی نرہا تھا یہ بھی قرآن کا ایک بڑا
معجزہ ہے واللہ الحجۃ البالغۃ علاوہ انکے ضمنا تمام جہان کے کجرو لوگونکا رد بھی قرآن مجید مین مذکور ہے جیسا کہ فرقہ مجوس انکی نزدیک
آگ اور آفتاب کی پرستش ہے اور بدی کا خالق مستقل اہرمن کو اور خیر کا یزدان کو مانتے ہین۔ ان باتون کا خوب رد قرآن مین موجود ہے
خدا کی حکمت بالغہ کا یہ مقتضے تھا کہ اپنے اخیر نبیؐ کو ایسے پر آشوب زمانہ مین بھیجے کہ گمراہیون کے جس قدر احتمالات ہین سب پائے جائین
تاکہ انکے رد سے الی یوم القیامہ سب گمراہیون کا رد ہوجائے کس لیئے کہ تمام گمراہیون کے اصل اصول یہی چار فریق ہین اب جو کوئی نیا
ہوگا انہین کی شاخ ہوگا (واضح ہو کہ) قرآن مجید مین بیشمار وہ علوم ہین کہ جنکی طرف بندونکو سخت حاجت ہے اور جن بغیر
نصاب سعادت تمام ہی نہین ہوسکتا انمین سے یہ پانچ علم کثرت سے بیان کیے گئے ہین (۱) علم المخاصمہ یعنی گمراہون کے عقائد باطلہ کا رد جسکی
تفصیل ابھی بیان ہوچکی ہے۔ علم کلام کی بنیاد انہین آیات اور اسی علم پر ہے (۲) علم التذکیر بالاء اللہ یعنی آسمانون اور زمین اور جملہ
مخلوقات کی پیدائش کا بیان۔ اور زمین وآسمان اور انمین جو کچھ عجائب مخلوقات ہین کہ جو اسکی ذات وصفات کے ثبوت کے لئے
آیات بینات اور علامات ہین انکا ذکر بالخصوص ان چیزونکا کہ جو انسان کے مادۂ منی سے پیدا ہونے اور پھر ہوش وحواس پاکر مدرک کلیات
وجزئیات ہوجانے اور آسمان سے بارش ہونے اور اسکی وجہ سے زمین سے نباتات وغیرہا انسان کے کار آمد چیزین پیدا ہونے اور ہواؤن کے ایک طرز پر
باقاعدہ چلنے اور آفتاب ماہتاب کی چال معین پر چلنے سے متعلق ہین کہ جنسے تمام عالم کا انتظام اور تدبیر وابستہ ہے۔ اور اس بات کا
بیان کہ خدا نے بندونکو وہ چیزین الہام کین جو انکو دنیا وآخرت مین کار آمد اور مناسب ہین۔ اور اپنی صفات کاملہ کا ثبوت
اور نقص وعیوب سے تنزیہ اور تدبیر المنزل وسیاست مدن وتہذیب اخلاق بھی نہایت خوبی سے بیان فرمایا یہ علم التذکیر بھی
ایک مفہوم کلی ہے جسکی بیشمار افراد ہین یا ایک دریا بیکنار ہے کہ جسکے صدہا نہرین اور نالے ہین اگر بطور نمونہ کے اس علم کی

علوم قرآن
روس
وسر

ہر صنف پر ایک ایک آیت بھی بطور نمونہ کے پیش کرون تو یہ تمام مقدمہ اسکو کافی نہو - جو ایک بڑا حکیم یا فلاسفر دلائل فلسفیہ سے ذات و
وحدوث عالم وغیرہ امور کو نہایت عمدہ طرح سے ثابت کر سکتا ہے اُس سے بھی بڑھکر قرآن مجید نے ان امور کو ثابت کر
اور ایسی کھلے کھلے وجوہات اور دلائل بیان کیے جنکو ہر عالم وجاہل بدوی وشہری پڑھا اور ان پڑھ برابر سمجھتا ہے یہ بات طاقت بشر
باہر ہے منجملہ وجوہ اعجاز قرآن سے ایک یہ بھی ہے - دیکھیے اکثر سورتون مین مکرر سہ کرر نئے نئے عنوان سے ذات باری تعالیٰ کا استدلال
اجمالاً ثبوت کیا کہ جسکو اپنی قوت فطریہ اور نور جبلی کی وجہ سے بغیر علم کلام پڑھے اور بدون حکمت الٰہیہ کے ممارست کیے ہر شخص سلیم الطبع
یقین کر سکتا ہے فقال وَاللّٰهُ الَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ الرِّیٰحَ فَتُثِیۡرُ سَحَابًا فَسُقۡنٰهُ اِلٰی بَلَدٍ مَّیِّتٍ فَاَحۡیَیۡنَا بِهِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَا کَذٰلِکَ
النُّشُوۡرُ ۔ وَاللّٰهُ خَلَقَکُمۡ مِّنۡ تُرَابٍ ثُمَّ مِنۡ نُّطۡفَةٍ ثُمَّ جَعَلَکُمۡ اَزۡوَاجًا الآیۃ یُوۡلِجُ الَّیۡلَ فِی النَّهَارِ وَیُوۡلِجُ النَّهَارَ فِی الَّیۡلِ وَسَخَّرَ الشَّمۡسَ وَالۡقَمَرَ
کُلٌّ یَّجۡرِیۡ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی ذٰلِکُمُ اللّٰهُ رَبُّکُمۡ لَهُ الۡمُلۡکُ الآیۃ اَلَمۡ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخۡرَجۡنَا بِهِ ثَمَرٰتٍ مُّخۡتَلِفًا اَلۡوَانُهَا
وَمِنَ الۡجِبَالِ جُدَدٌۢ بِیۡضٌ وَّحُمۡرٌ مُّخۡتَلِفٌ اَلۡوَانُهَا وَغَرَابِیۡبُ سُوۡدٌ ۔ وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَآبِّ وَالۡاَنۡعَامِ الآیۃ
اپنی صفات کے ثبوت مین فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ عٰلِمُ غَیۡبِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ اِنَّهُ عَلِیۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ وقال
قُلۡ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۔ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۔ لَمۡ یَلِدۡ وَلَمۡ یُوۡلَدۡ ۔ وَلَمۡ یَکُنۡ لَّهُ کُفُوًا اَحَدٌ ۔ آسمان وزمین اور انکی درمیانی چیزون کے پیدا کرنے کو فرمایا
قُلۡ اَئِنَّکُمۡ لَتَکۡفُرُوۡنَ بِالَّذِیۡ خَلَقَ الۡاَرۡضَ فِیۡ یَوۡمَیۡنِ الآیۃ وَجَعَلَ فِیۡهَا رَوَاسِیَ مِنۡ فَوۡقِهَا وَبٰرَکَ فِیۡهَا وَقَدَّرَ فِیۡهَاۤ اَقۡوَاتَهَا فِیۡۤ اَرۡبَعَةِ اَیَّامٍ
الآیات - چونکہ کنہ حقیقت باری تعالیٰ کا معلوم کرنا اور اُسکی صفات سے کماہی مطلع ہونا بندونکی طاقت سے باہر تھا - اور بغیر علم ذات
وصفات نہ تو بندون کے نفوس مہذب ہو سکتی تھی نہ نبوت بری الذمہ ہو سکتی تھی نہ کتاب الٰہی اپنے اصلی مقصد کو پورا کر سکتی تھی اس لیے
علم بالوجہ پر بس کیا اور صفات مین اون صفات پر مدار رکھا کہ جو بندون کے نزدیک قابل مدح ہین اور جنکو وہ اچھی طرح
سمجھ سکتے ہین جیسا کہ رحیم وکریم وسمیع وعلیم وحی وبصیر ومتکلم ومرید ہونا اور عرش پر قائم ہونا اور ہاتھ اور موھ
ہونا وغیر ذلک لیکن انسان کی جبلی بات ہے کہ خواہ کوئی شی کسی ادنے مناسبت سے کسی چیز کے ساتھ تشبیہہ دیکر بیان کیون
نہ کی جاوے اور خاص استعارہ کیون نہ مقصود ہو - مگر یہ حضرت اپنی قوت وہمیہ کی وجہ سے اوسکو پورا پورا مشبہ بہ ہی سمجھ بیٹھتا ہے اور
احکام اوسکے اوسپر جاری کر دیتا ہے اسلیے بعض نے یہ سمجھ لیا کہ درحقیقت خدا تعالےٰ کی دو آنکھین اور دو کان اور مضغہ گوشت
زبان اسیطرح سے ہے کہ جسطرح ہمارے لئے ہے اور وہ ایسے ہی طرح جیتا ہے کہ جسطرح ہم کھا پیکر زندہ رہتے ہین اور
اسیطرح سے اوسکے ہاتھ پاؤن مونھ بھی ہے کہ جسطرح ہمارے لئے ہے اور اپنے عرش پر بھی اسیطرح بیٹھا ہے کہ جسطرح دنیا مین
بادشاہ اپنے تخت پر بیٹھتے ہین وغیر ذلک من التشبیہات (اور احادیث صحیحہ مین بھی چونکہ اوسی اصل غرض قرآن کو اوسی عنوان سے
بیان کیا ہے تو اس سے اور بھی خیال مین یہ تشبیہات دلنشین ہو گئین) لیکن یہ خیالات بالکل خلاف واقع ہین کیونکہ یہ ہی تشبیہ
تو ہے کہ جسکے یہود قائل تھے علاوہ اسکے خدا کا حادث ہونا اور مجسم ہونا اور ذو مکان ہونا وغیرہ وہ عیوب بھی لازم آتے ہیں
ہوتے ہین کہ جو اوسکی ذات مقدس اور الوہیت کے منافی ہین اسلیے قرآن مجید مین اس مرض کی دوا بھی نازل فرمائی - اور ان اوہام کو یہ فرماکر

Marfat.com

رد کر دیا لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ ۔ اَفَمَنْ یَّخْلُقُ کَمَنْ لَّا یَخْلُقُ نا کہ صفات کمالات اور اوصاف بشریہ سے اسکو بری اعتقاد کیا جاوے - اور اسکو مجسم ہونے اور بشر
یا کسی اور چیز کی صورت مین ظاہر ہونی اور مکان و زمان و ما یلزمہا سے صدہا منازل ورا اور بالکل نفور سمجھا جاوے وَھُوَ الْعَلِیُّ الْکَبِیْرُ (۳)
علم التذکیر بایام اللہ یعنی اون واقعات اور حوادثات کا بیان کرنا کہ جن مین خدا تعالے کے فرمانبردار اور نیک بندے و نکی خوبیان اور اونپر
انعام الٰہی مذکور ہون اور نافرمان اور سرکشون کے ساتھ جو کچھ دنیا مین پیش آیا اور جو کچھ آخرت مین آئیگا اسکا بیان ہو - اس سے بھی انسان کو
ایک عبرت اور نصیحت ہوتی ہے - پس جبکہ مقصود یہ تھا تو قرآن مین سابقین کے قصص بیان کرنے مین ان چند امور ضروریہ کی رعایت کی گئی
(۱) یہ کہ قصہ کو تاریخ کے طور پر من اولہا الیٰ آخرہا بترتیب وقوع نہ بیان کیا - جیساکہ پانچون توریت چارون انجیلون اور کتاب التواریخ
و کتاب السلاطین وغیرہ کتب بائبل کے مصنفون نے کیا ہے یا جسطرح اور تمام اہل تاریخ اور روزنامچہ نویس کرتے ہین کیونکہ اس سے
مقصد اصلی جو عبرت اور نصیحت ہی فوت ہوجاتا ہے - کسلئے کہ ایسے بہت کم قصہ ہین کہ جنمین اول سے لیکر آخر تک عبرت ہو بلکہ بہت سے اور
باتین خارج مبحث بھی ہوتی ہین - اگر کوئی ایسا قصہ ہو تو اوسکو تمامہا بیان کرنا کچھ مضایقہ نہین جیسا[۵] کہ یوسف علیہ السلام کا قصہ
یہ تاریخ گوئی مورخین کی شان ہے نہ کہ رب العالمین کی (۲) مخاطبین کے روبرو وہ قصہ بیان کئے کہ جن سے اونکی کان آشنا تھے جیساکہ جہاں
عاد و ثمود اور نوح علیہ السلام کا قصہ کیونکہ ان کو عرب اپنے آبا و اجداد سے سُنتے چلے آئے تھے اور جیساکہ حضرت ابراہیم و انبیاء
بنی اسرائیل و ذی القرنین وغیرہ کا قصہ کیونکہ اہل کتاب کے میل جول سے عرب ان قصونکو جانتے تھے بخلاف ایران و ہند وغیرہا
بلاد کے قصص کیونکہ ان کے سُننے سے بجاے عبرت کے اون لوگونکو حیرت ہوتی (۳) اُن قصونکو کہ جنسے زیادہ عبرت و نصیحت
مقصود ہے اُن جہلا کے مقابلہ مین مختصراً ایک ہی جگہ ذکر نکیا بلکہ الگ الگ اسلوب سے مکرر سہ کرہ سورتون مین بیان کیا تاکہ خوب
طرح سے ذہن نشین ہوجائین اور اُن واقعات کی تصویر اُنکے روبرو ہر وقت کھڑی رہے پس وہ قصص یہ ہین - قصہ
آدم علیہ السلام کے زمین پر پیدا ہونے اور ملائکہ کے سجدہ کرنے اور شیطان کی نافرمانی کا - قصہ مخاصمہ نوح - و ہود - و صالح
و ابراہیم - و لوط و شعیب اور اُنکی اقوام کا قصہ اس بیان مین کہ انہون نے اپنی قوم کو توحید کی تعلیم کی - اور نیکی کی باتین تعلیم
فرمائین اور وہ لوگ شبہات ضعیفہ سے پیش آئے پھر خدا نے اُنکے شبہات کا جواب دیا اور اُن سرکشون کو عذاب دیا اور اپنے انبیاء
کی مدد فرمائی - اور قصہ موسیٰ کا جو فرعون سے اور بنی اسرائیل کے نافرمانون سے پیش آیا اور جو کچھ معاملہ چالیس برس کے اندر اُن منزلون مین پیش آیا
جو مصر اور شام کے درمیان مین اجمالی طور پر - اور قصہ خلافت داؤد و سلیمان اور اُنکی آیات و کرامات اور قصہ مصیبت ایوب و یونس
اور قبول کرنا دعا زکریا علیہ السلام کا - اور قصہ حضرت عیسےٰ کا کہ بوقت تولد جو کچھ معجزات و کرامات اُنسے ظہور مین آئے - اور جو قصہ
کہ صرف ایک یا دو بار قرآن مین مذکور ہوئے یہ ہین - حضرت ادریس کا آسمان پر جانا - حضرت ابراہیم کا نمرود کے ساتھ مناظرہ کرنا
جانورون کو زندہ ہوتے دیکھنا - اپنے فرزند اسمٰعیل کو قربانی کرنا - حضرت یوسف کا قصہ حضرت موسیٰ کی ولادت کا - اور دریا نیل
مین ڈالے جانیکا - پھر فرعون کے گھر مین پرورش پانیکا - اور قبطی کو مکا مارنیکا - اور مصر سے بھاگ کر مدین کیطرف جانیکا اور وہان نکاح

[۵] کہان ہے وہ خفیہ کرسٹان جو مفسر پر سورہ یوسف کے غیر الہامی ہونیکا اسی بنا سے الزام لگا کر اس تفسیر شریف کو عام مسلمانون کے نزدیک غیر قابل اعتبار بنایا چاہتا ہے ۱۲

اور مصر کیطرف لوٹتے وقت رستہ مین آگ کا شعلہ درخت پر دیکھنے۔ اور اُس سے کلام سننے کا بیان۔ اور بنی اسرائیل کا گاؤ
کرنے۔ اور موسی اور خضر کے باہم ملاقات کرنیکا قصہ۔ اور قصہ طالوت و جالوت کا۔ اور قصہ ذی القرنین۔ اور اصحاب کہف کا اور
قصہ ان دو شخصون کا کہ جنکا باہم مناظرہ ہوا تھا۔ اور قصہ باغ والون کا۔ اور قصہ حضرت عیسے کے تینون حواریون کا جو شہر انطاکیہ مین
منادی کرنے گئے تھے۔ اور قصہ اُس مومن کا (حبیب نجار) جسکو کفار نے شہید کر ڈالا تھا۔ اور قصہ اصحاب الاخدود کا جو سورۂ بروج مین
اشارۃً مذکور ہے۔ اور قصہ اصحاب فیل کا۔ اور قصہ بیت المقدس پر دو بار چڑھائی ہونی۔ اور حضرت عزیز کا اسکی بربادی پر تعجب کرنے
اور پھر سو برس تک مردہ ہوکر زندہ ہوجانیکا۔ ان قصون سے صرف مقصود یہ ہے کہ انکو سنکر دلمین شرک و معاصی کی بُرائی بیٹھے اور
خدا کے عذاب سے خوف پیدا ہو۔ اور مخلصین کو اُسکی عنایت و مدد پر بھروسا ہوجائے جیسا کہ ہم ابھی کہ چکے ہین۔ اس مقام پر یہ چند امور لحاظ
رکھنے چاہئین (۱) یہ کہ ان قصص کے مکرر آنیکا علاوہ اُس سبب کے جو پہلے بیان ہوا ایک اور بھی سبب ہے وہ یہ کہ آپ تو معلوم کر چکے
ہین کہ ان قصص سے مقصود وعظ و پند ہے پس کبھی ایک شخص کا قصہ یا وقائع چند امور قابل عبرت کو متضمن ہوتا ہے اُسکو ایکبار پورا بیان کرنے سے
غرض متکلم کے جو اُن امور پر تنبیہ کرنا ہی حاصل نہین ہوتی اسلیئے اُن اغراض کے لئے بار بار ربط دینے کیلیئے وہ قصہ بیان کیا جاتا ہے جسطرح
دہلی کے غدر کا قصہ جو صدہا عبرت کو متضمن ہے ہر عبرت کے لئے اُسکو ذکر کیا جاوے اسی لئے حضرت موسی کا قصہ قرآن مین بہت بار
وارد ہوا ہے پھر اس سے کم اور قصے (۲) باوجود اس تکرار اور بار بار آنیکے ہر قصہ اپنے اپنے موقع پر ایک نیا لطف دیتا ہے اس خوبی
اُس قصہ کا دوبارہ اعادہ کیا ہے کہ گویا یہ قصہ پہلے مذکور ہی نہوا تھا اُسکے سننے کو ابتدائی قصہ کیطرح کان مشتاق رہتے ہین یہ بات بھی
قرآن کی فصاحت و بلاغت کے لیئے بڑی برہان قوی ہے ورنہ کیسا ہی کوئی بلیغ کیون نہو اُسکے کلام کو تکرار بے لطف کر ڈالتا ہے کیون
نہو قرآن معجزہ ہے یہ اسیکا کام ہے (۳) خدا پاک چونکہ بندون کے محاورے مین کلام کرتا ہے تو اپنے کلام مین ضرور اُن باتون کی رعایت
رکھتا ہے کہ جسکی بندے رکھتے ہین پس اسی لیئے کہین لفظ لعل بول جاتا ہے کہ جسکو بلغا ارام منظور مین بولتے ہین اور کہین لیعلم اللہ فرما دیتا ہے
کہ جسکو بلغا اپنے محاورہ مین وہان بولتے ہین کہ جہان اُنکو پہلے سے علم نہین ہوتا۔ اور کہین جبکہ بلغا شک کا کلمہ بولتے ہین وہان وہی کلمہ
ارشاد فرماتا ہے جیسا کہ یونس علیہ السلام کے قصہ مین مائۃ الف او یزیدون کہ وہ لوگ لاکھ تھے یا زیادہ خدا کو اُنکی تعداد مین کوئی شک یا
تردد نہ تھا مگر ایسے موقع پر بلغا یون ہی بولتے ہین۔ پس جو مفسر اس نکتہ سے واقف نہین وہ تکلف کر کے تاویلات کی مشقت مین پڑتے
ہین اور عماد الدین وغیرہ ناواقف لوگ تو اسکو قرآن پر اعتراض جمانیکا اچھا موقع جانتے ہین (۴) یہ کہ بعض دقائق خدا تعالی جنس
انسان کی ایک جبلی عادت بیان کرتا ہے کہ انسان کی عادت یون ہے کہ جب اُسکے اوپر سختی ہوتی ہے تو خدا کو یاد کرنا اور اُس سے بڑی گریہ
وزاری کے ساتھ سوال کرتا ہے اور جب فراغ دستی اور حصول مراد کا وقت آتا ہے تو اپنی شیطانی باتون کیطرف آجاتا اور علت
حقیقی کو چھوڑ کر اسباب ظاہری کیطرف یا اپنے خیالی معبودونکی طرف اُس نعمت کو منسوب کرتا ہے چنانچہ سورہ اعراف مین فرماتا ہے
هُوَ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا الآیہ کہ خدا نے ایک جان سے تمکو پیدا کیا اور زوجہ بھی اُسی سے بنائی اب آگے خدا تعالے
جنس زوج و زوجہ کا جبلی حال بیان فرماتا ہے کہ جب بیوی حاملہ ہوتی ہے تو دونو میان بیوی خدا سے دعا کرتے ہین کہ اگر تو نے ہمکو اچھا

Marfat.com

بجا عنایت کیا تو ہم تیری شکرگذاری کیا کرینگے پس جب انکی مراد کے موافق دیا تو غیر کیطرف رجوع ہوئی اور شریک بنانے لگے بعض معترض جو اس نکتہ سے واقف نہین اُنہون نے بجائے جنس زوج اور زوجہ کے خاص حضرت آدم اور حوا کیطرف بقرینہ نفس واحدۃ ضمیر پھیری اور پھر اُن محدثین سے کہ جنکے اغنیا میں اسناد ہے وہ اسناد کے تابع نہین اسکی تائید مین عبد الحارث اور شیطان کا ایک قصہ[۵۵] روایت کردیا اور حضرت آدم کی شان نبوت کیطرف کچھ خیال نکیا۔ مخالفین اندرمن مرادآبادی وغیرہم کو انبیا علیہم السلام کی جناب مین گستاخی کرنی اور شرک کی تہمت لگانیکا اچھا موقع ہاتھ آگیا۔ مگر ایسی بے بنیاد باتون کے اعتماد پر اعتراض کرنا اپنی کم استعدادی اور نا انصافی کو ظاہر کرنا ہے ایسی باتون سے انبیا علیہم السلام پر کوئی عیب ثابت نہین ہوتا (واضح ہو) کہ آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کے معاصر اہل کتاب کو تو ان قصص کی بابت سوائے تسلیم کے اور کچھ بن نہ پڑا اور کسی نے کبھی آکر یہ نہ کہا کہ یہ قصے جو قرآن مین ہین یا فلان شخص کا تذکرہ جو قرآن نے بیان کیا ہے خلاف واقع ہے یا وہ ہماری کتابون نہین ہین۔ مگر اس زمانہ مین پادریون نے دھوکے دینے کیلئے عجب غل مچایا کہ یہ قصص محض سنکر غیر محققانہ طور پر قرآن مین محمد نے ذکر کردیے ہین چنانچہ پادری فنڈر صاحب میزان الحق کی ۲۷ باب کی فصل مین لکھتے ہین قولہ اب ان سہو اور بھول چوک سے جو اس امر مین قرآن کے درمیان پائی جاتی ہین کئی ایک بطریق نمونہ کے ہم بیان کرینگے مثلاً وہ جو سورۂ بقر کے اوائل مین ہے کہ فرشتون نے الخ اسمقام پر پادری خود مختلف اللسان ہین بعض اعتراضات کو بعض پادری خود ہی رد کرتے ہین چنانچہ دین حق کی تحقیق کا مصنف صفحہ ۱۰۴ مین اور اسیطرح نیا زمانہ کے مصنف نے حضرت یوسف کے قصہ کی بابت اعتراض کیا ہے کہ یہ بالکل کتاب مقدس کے خلاف ہے پھر اسکے بابت ان دونون کا قبلہ گاہ فنڈر صاحب میزان الحق کے صفحہ ۲۰۹ مین یون کہتا ہے قولہ اور یوسف کی گذارشات جو سورۂ یوسف مین ہین موسیٰ کے پہلی کتاب کے ۳۷ و ۳۹ سے ۴۷ باب تک صحیح صحیح مندرج ہین انتہے پس معلوم ہوا کہ بعض پادری تو بیتک ہانکتے ہین اور اب مین خاص پادری فنڈر صاحب کے اختلافات کا نقشہ لکھکر جواب دیتا ہون۔

نمبر	مضامین قرآن	مخالفت بالکتب مقدسہ	جواب تفصیلی
۱	فرشتون کا آدم کو سجدہ بحکم الٰہی کرنا اور ابلیس کا انکار کرنا۔ اور فرشتون کا مباحثہ کرنا۔	یہ توراۃ کے خلاف ہے خدا نے ایسا حکم نہین دیا اور ابلیس اس عالم سے پیشتر نافرمانی کرکے شیطان ہوچکا تھا۔ سید احمد خان بھی اس امر مین ہماری مقلد ہین۔	توراۃ مین کہین نہین کہ خدا نے حکم سجدہ کا نہین دیا اور عدم ذکر عدم حکم کو مستلزم نہین ورنہ صدہا چیز توراۃ مین مذکور نہین۔ عبرانیون کی باب ۱ مین ہے جب پہلوٹھے کو دنیا مین لایا تو کہا کہ خدا کے سب فرشتے اوسے سجدہ کرین[۵۶]
۲	سورۂ عنکبوت مین ہے کہ بوقت طوفان نوح نوسو پچاس برس کے تھے وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا فَاَخَذَهُمُ الطُّوْفَانُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ	حالانکہ موسیٰ کے پہلی کتاب کے ۷ باب کے ۱۱ آیت مین ہے کہ جب طوفان آیا نوح چھ سو برس کا تھا اور ۹ باب کے ۲۸ آیت مین ہے کہ بعد طوفان نوح تین سو پچاس برس تک زندہ رہا پس نوح کی کل عمر نوسو پچاس برس کی تھی۔	اس آیت مین یہ کہین نہین کہ فلان عمر مین طوفان آیا اور بعد طوفان کے اسقدر عمر تک زندہ رہے بلکہ مجملاً نوسو پچاس برس رہنا ثابت ہے کہ جسکو خصم بھی تسلیم کرتا ہے۔ پس آیت کا صرف یہ مطلب ہے کہ نوح نوسو پچاس برس تک زندہ رہے۔ اور انکی قوم نے نہ مانا تو طوفان آیا۔

[۵۵] حضرت شاہ ولی اللہ صاحب غیر محدثین نے اس حدیث کو موضوع کہا ہے۔ اور نیز شرکون مین جو صیغہ جمع ہے اسکی صاف تصریح ہے کہ آدم علیہ السلام اور حوا مراد نہین بلکہ نوع انسانی مراد ہے [۵۶] یعنی آدم کو

۳	سورۂ ہود کے اوائل مین ہے کہ نوح کے ایک بیٹے نے کشتی مین بیٹھنے سے انکار کیا سو وہ طوفان مین ڈوب مرا۔	لیکن موسے کی پہلی کتاب کے ۷ و ۸ و ۹ باب مین صاف لکھا ہے کہ نوح کے سب بیٹے کشتی مین تھے اور سب نے طوفان سے نجات پائی۔	پادری صاحب چونکہ قرآن کو نہین سمجھا [illegible] کیا اس بیٹے کو تو قرآن نے اہل [illegible] لَیْسَ مِنْ اَھْلِکَ فرما دیا۔ پس [illegible] شمار مین جو کہ ایمان دار تھے اس کا مذکور توریت مین نہ ہونا اور قرآن مین ہونا کوئی مخالفت نہین ہے۔
۴	سورۂ یوسف مین ہے کہ یوسف نے گویا اپنے مالک کی جورو کی خواہش کی تھی جیسا کہ مذکور ہے۔	مگر موسیٰ کی پہلی کتاب کے ۳۹ باب مین کھلا کھلی بیان ہوا ہے کہ یوسف نے بالکل انکار کیا اور برے فکر کو دل مین جگہ بھی نہ دی۔	اُس کتاب کی فقط یہ عبارت ہے ۱۰- اور ہر چند یوسف کو روز روز کہتی رہی پر اُس نے اُسکی ایک نہ سُنی کہ اُسکی ساتھ سووے یا اُسکی ساتھ رہا نہی۔ اس سے یہ کہان نکلا کہ بری فکر کو دل مین جگہ بھی نہ دی ہم قرآن سے بھی ارادہ کرنا ثابت نہین کیونکہ ہَمَّ بِہَا لَوْلَا اَنْ رَّاٰی بُرْہَانَ الخ جزا ہے یعنی اگر خدا کی دلیل نہ دیکھتا تو یوسف قصد بھی کر چکا تھا۔
۵	سورۂ قصص کے اوائل مین ہے کہ فرعون کی بیوی نے موسیٰ کو بجاے فرزند پرورش کیا۔	مگر موسیٰ کی دوسری کتاب کے دوسرے باب مین ہے کہ فرعون کی بیٹی نے موسیٰ کو پرورش کرکے بجائے فرزند رکھا تھا۔	قرآن سے صرف اس قدر بات ثابت ہے کہ فرعون کی بیوی نے یہ کہا تھا کہ اسکو قتل نہ کرو شاید ہمارے کام آوے یا ہم اسکو بیٹا بناوین اعام ہے کہ خاص بیٹی نے موسیٰ کو بیٹا بنا کے رکھا یا اُسکی مان فرعون کی بیوی نے اگر بیٹی ہی نے بنایا ہو تو اسکی مان بھی اُسکو بیٹا کہہ سکتی ہے اسی لیے نَتَّخِذَ کہا اِتَّخَذْنَہٗ کہا چونکہ پادری قرآن کو نہین سمجھ سکتے اس لیے اعتراض کیا۔
۶	سورۂ مریم کے شروع مین مذکور ہے کہ مریم ایک دور دراز جگہ چلی گئی تھی اور یسوع درخت خرما کے تلے پیدا ہوا تھا۔	لیکن انجیل لوقا کے دوسرے باب مین مذکور ہے کہ مسیح بیت اللحم مین اصطبل کے اندر پیدا ہوا اور بیت اللحم ملک یہودیہ مین مریم کے باپ کا شہر تھا۔	مکانا قصیا کے معنی پادری دور دراز سمجھ گئے جس قدر چونکے کاش کسی قدر عربی پڑھ لیتے تب کتاب لکھنے بیٹھتے اسکے معنی گوشہ ہے یعنی درد زہ کے وقت ایک گوشہ مین چلی گئی عام ہے کہ وہ اصطبل تھا یا کچھ اور اصطبل مین خرما کا درخت کچھ محالات سے نہین۔ اب دو تو نہین کچھ مخالفت نہین رہی۔

ایک اور اعتراض پادری صاحب نے کیا ہے کہ قرآن مین ایسے بھی بہت سے قصے ہین کہ جو محض جھوٹھ اور بے اصل ہین منجملہ اُنکے ابراہیم کا قصہ کہ انہون نے اپنے باپ کے بت توڑ ڈالے اور اُسکی قوم نے اُسکو آگ مین ڈالا اور یہ کہ داؤد کے ساتھ پہاڑ اور پرند تسبیح کرتے تھے۔ اور یہ کہ سلیمان کے

۵ پادری صفدر علی نیاز نامہ مین لکھتا ہے کہ قرآن و احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نوح کا ایک بیٹا کنعان تھا وہ اور اوسکی والدہ کشتی مین داخل ہوئی الخ پادری صاحب وہ کونسی آیت قرآنی ہے کہ جسمین کنعان نام لکھا ہے اور جسمین اوسکی والدہ کا غرق ہونا مذکور ہے اس جھوٹھ یا جہالت کا کیا ٹھکانا ہے؟

جنات تابع تھے اور یہ کہ چیونٹی نے سلیمان سے گفتگو کی اور یہ کہ سلیمان کے مرنیکے بعد جنات نے سلیمان کو زندہ سمجھ کر فریب کھایا اور یہ کہ سبا کی شہزادی بالقیس اُنکے پاس آئی اور اُسکا تخت طلب کیا گیا اور یہ کہ سلیمان[٥١] تمام جہان کا بادشاہ تھا اور حیوانوں کی بولیان بھی سمجھتا تھا اور یہ کہ سلیمان کی ہوا تابع تھی ہوا پر تخت اُڑتا تھا اور یہ کہ سکندر[٥٢] رومی نے سورج کو دلدل کی ندی مین ڈوبتے پایا اور اُسنے پیتل اور لوہے کی بڑی بڑی دیوارین یاجوج ماجوج کے بند کرنیکو بنائین اور محمد صاحب باوجودیکہ وہ بت پرست تھا اُسکو نبی کہتے ہین اور یہ کہ حضرت مسیح نے ہنڈولے مین باتین کین اور لڑکپن مین اُس سے معجزات ظاہر ہوئے اور مٹی کے جانور بنا کے اُڑائے اور خضر اور موسی کی ملاقات اور اصحاب کہف اور رقیم کا قصہ جو سورہ کہف مین ہے انتہے ملخصا۔ **اقول** جواب سے پیشتر دو بات عرض کئے دیتا ہون تاکہ منصف مزاج عیسائی اُنہین پر بس کرین (۱) یہ کہ ان امور کا بے اصل اور جھوٹھ کہنا جب وقعت رکھتا کہ اہل کتاب کے پاس کل کتابین سماوی ہوتین اور پھر تمام جہان کے واقعات اور سرگذشت اُنمین موجود ہونیکا دعوی ہوتا پس جب اُنمین یہ واقعات نہوتے تو اُنکو جھوٹھ کہتے لیکن یہ دونون باتین اہل کتاب کے نزدیک بھی نہین اول تو یون نہین کہ خود بائبل مین بلکہ موسی کی توراۃ وغیرہا کتابون مین ایسی کتابون کے حوالے ہین کہ جنکا مجموعہ پندرہ کتابین ہین اور وہ اب[٥٣] مفقود ہین اول جنگنامہ جسکا حوالہ سفر عدد کے ۲۱ باب مین ہے دوم کتاب الیاشر کہ جسمین ایسا بڑا محال حوالہ[٥٤] ہے کہ جسکو کوئی ذی عقل بھی نہین مانتا۔ کہ آفتاب کھڑا رہا اور ماہتاب ٹھہر گیا اور قریب دن بھر کے پچھم کیطرف مائل نہوا انتہے سوم کتاب یاہو۔ چہارم کتاب سمعیا کی پانچوین کتاب وغیر ذلک کما لا یخفی۔ اور دوسری بات کا تو کوئی صاحب عقل بھی اقرار نہین کرسکتا اور کیونکر کرسکتا ہے حالانکہ ہند و چین کے بلکہ خاص اُنہین ملکون کے ہزارہا صحیح واقعات کتب سماویہ مین درج نہین ہوئے (۲) یہ کہ باین ہمہ یہ باتین ایسی ہین کہ جنکو جمہور یہود اور متقدمین نصاری تسلیم کرتے تھے قطع نظر اور حوالون کے مین خاص پادری فنڈر صاحب ہی متعصب ورنا انصاف کے منہ سے اقرار کرادیتا ہون۔ پادری صاحب میزان الحق کے ۳ باب کے ۳ فصل مین لکھتے ہین **قولہ** پھر قرآن مین

بہت حکایتین ایسی مرقوم ہین کہ جو کتب عہد عتیق وجدید سے لی گئی ہین الخ اور ایسی اور حکایتین بھی قرآن مین پائی جاتی ہین کہ جو کتب

عہد عتیق وجدید سے اخذ کی گئی ہین لیکن اتنا فرق ہے کہ یا تو قرآن مین کم وبیش بیان ہوئی ہین یا کچھ تبدل وتغیر سے لکھی گئی ہین الخ

٥١ یہ نیاز نامہ کے مصنف کا اعتراض ہے اسکا یہی جواب بس ہے کہ تمنے قرآن نہین پڑھا اُسمین یہ بات کہین نہین ۱۲ منہ ٥٢ یہ اعتراض بین حق کی تحقیق مین ہے اسکے مصنف بھی علوم اسلام سے بے بہرہ ہین کیونکہ سکندر رومی کا قصہ کسی جگہ بھی قرآن بلکہ احادیث مین بھی نہین نہ کوئی اُسکو نبی کہتا ہے اور دلدل کی ندی مین آفتاب ڈوبنے کو بھی نہین سمجھے کیونکہ مراد یہ ہے کہ ایک صاف میدان مین ذوالقرنین پہنچے کہ اُسکے مغرب سمت مین دلدل تھی بس آفتاب غروب ہوتا ہوا دلدل مین معلوم ہوتا تھا جسطرح سمندر مین آفتاب پانی مین ڈوبتا معلوم ہوتا ہے حالانکہ پانی اور دلدل مین نہین ڈوبتا اُسکو ہر ذی عقل جانتا ہے ۱۲ منہ ٥٣ بعض عیسائی یہ کہتے ہین کہ یہ کتابین الہامی نہ تھین اسکا جواب یہ ہے کہ الہامی کتاب مین تاریخی واقعہ کا غیر الہامی کتاب سے حوالہ دینا دلیل ہے اس بات پر کہ عیسائیون کا الہام عام مورخین کی مانند ہے دوم یہ کہ صاحب الہام کو ایسے واقعات کا علم محض تاریخی کتابون سے ہے جو رطب یابس سے خالی نہین پھر اس الہام کو نبوت کا حصہ ٹھہرانا محض عبث ہے ۱۲ منہ ٥٤ پروٹسٹنٹ عیسائی چونکہ نیچریت اور فلسفہ کے بہت پابند ہین ایسی باتون کو خصوصًا شق القمر کے معجزہ کو محال کہا کرتے ہین اسلئے الزامًا اسکو محال کہا گیا اور اس کتاب مین اکثر ردی نحوی انہین لوگون کی طرف ہے مگر ایک پرانے لکوسٹ کرسٹان نے اسکو تحقیقی جواب سمجھکر مصنف علامہ پر اعتراض کرکے بڑی قابلیت جتلائی ہے حالانکہ کتب نصاری مین اس قسم کی گفتگو کثرت سے ہے ۱۲ علیم علام حسن

اور پچھلی باتون کی نسبت لکھتے ہین **قولہ** یہ سب یہودیون کی حدیثون اور تواتر سے لیا گیا ہے چنانچہ اس زمانہ مین بھی اس…
حدیثین طالموت و گمروصنحار و میدراس نامی کتابون اور یہود کی اور اور کتابون مین بھی منضبط ہین الخ باقی حضرت مسیح کے معجزات طفولیت
انجیل طفولیت مین مندرج ہین۔ اور اصحاب[۵۱] کہف کا قصہ فرائم کی تصنیف مین ابتک پایا جاتا ہے انتہے ملخصاً۔ اب مین ان اعتراضات
انکی اور دیگر اعتراضات کا دوسری طرح پر جواب دیتا ہون کہ جسکا رد قیامت تک عیسائیون سے نہو سکیگا و ہو ہذا۔ ان اعتراضات کا
دو چیز منشا ہین (۱) یہ کہ یہ حکایت کتب مقدسہ کے برخلاف ہین جو کلام الہی ہین (۲) بعض ایسی حکایات بھی ہین کہ جو کتب مقدسہ مین
موجود نہین گو کسی اور کتاب مین اُنکی سند ہو۔ اول بات کی نسبت پادریصاحب کو واجب ہے کہ یہ چند امور براہین قاطعہ سے ثابت کرین
(۱) یہ کہ یہ کتب مقدسہ جو بالفعل اہل کتاب کے ہاتھ مین ہین اور جنکی مخالفت سے قرآن پر الزام لگایا جاتا ہے کلام الہی بھی ہین کیونکہ محض
توراۃ و انجیل و زبور انکے نام مقرر کرنیسے یہ کلام آلہی نہین ہو سکتین کیا لوہے کا نام چاندی رکھنے سے چاندی ہو جائیگا؟ بس اول مرتبہ
یہ ثابت کرنا ضرور پڑیگا کہ جس توراۃ و انجیل و زبور کا قران مین ذکر ہے وہ یہی کتابین ہین۔ اور اس امر کے ثبوت مین یہ کہنا کافی نہوگا
کہ اگر یہ وہی کتابین نہین تو اصلی کتابین تم لاکر دکھاؤ۔ کیونکہ جب ان اصلی کتابون کا باقرار علماء یہود و نصاری صفحۂ عالم پر وجود ہی نہین
تو کوئی کہان سے لاکر دکھاوے؟ (۲) یہ کہ یہ کتابین بلا تفاوت ویسی ہی ہین کہ جسطرح انکو اُنکے مولفین نے تصنیف کیا۔ لیکن اسکا ثبوت محالات
سے ہے کیونکہ باقرار علماء اہل کتاب بہت سے باب اور بہت سی آیات اُنمین لوگون نے داخل کردے ہین چنانچہ پادری فنڈر صاحب اختتام مباحثہ
دینی مطبوعہ اکبرآباد صفحہ ۵۳ مین خود مقر ہین کہ تخمیناً لاکھ ڈیڑھ لاکھ جگہ ان کتابونمین غلطیان واقع ہوئین جنکو ویریوس ریڈنگ
کہتے ہین اور زیادہ تفصیل اسکی آگے آتی ہے (۳) اگر ان اختلافات کی وجہ سے قرآن غلط ہے تو پھر باہم ان کتابون مین جو اختلاف ہے
مین اُنسے اپنی کتابون کو غلط کہین **شاہد اول** ورس ۲ باب ۲۲ کتاب ۲ اخبار الایام مین عبری ترجمہ کے موافق یہ لکھا ہے کہ اخزیاہ بیالیس
برس کی عمر مین بادشاہ ہوا حالانکہ یہ صریح غلط ہے کیونکہ جس سال یہ بادشاہ ہوا اور اسکا باپ یہورام مرا تو اُسکی چالیس برس کی
عمر تھی چنانچہ اس کتاب کے باب ۲۱ مطبوعہ ۱۸۴۴ء مین ہے کہ یہورام بتیس ۳۲ برس کی عمر مین بادشاہ ہوا اور آٹھ برس تک بادشاہت کرتا رہا
پس اخزیاہ کی تخت نشینی کیوقت بیالیس ۴۲ برس کی عمر تھی اور اُسکے باپ یہورام کی چالیس برس کی بیٹا دو برس باپ سے بڑا تھا اس سے زیادہ
بھی کوئی غلطی ہوگی؟ مگر پھر اُسکو کتاب الہی کہتے ہین (۲) کتاب اول صموئیل ۶ باب آیت ۱۹ مین ہے کہ اُسنے پچاس ہزار اور ستر مارے
اور عربی اور سریانی نسخہ مین بقول ہارن صاحب مفسر پانچ ہزار ستر لکھے ہین اور یوسیفس مورخ جو عیسائیون کے نزدیک بڑا محقق ہے کل ستر
آدمی ہی بتلاتا ہے۔ اس اختلاف کا کیا ٹھکانا ہے؟ (۳) کتاب تاریخ ۲ باب ۱۶ مین ہے کہ آسا کی سلطنت کے چھبیسوین برس بعشا یہود پر چڑھا
اور اول سلاطین ۱۵ باب مین ہے کہ آسا کی سلطنت کے تیسرے سال بعشا تخت نشین ہوا اور ۲۴ برس سلطنت کی ان مین ایک ضرور غلط ہے
اور اسطرح کی صدہا غلطیان ہین کہ جنکو مفسرین اہل کتاب بھی تسلیم کرتے ہین پس ایسی غلط کتابون کے اعتماد پر قرآنی واقعات کو
جھوٹھ کہنا بڑی سینہ زوری ہے۔ کیا ان اغلاط کے لئے قرآن اصلاح[۵۲] دہندہ نہین ہو سکتا؟ دوسری بات کی نسبت یہ کلام ہے کہ ہر …

[۵۱] تاریخ کلیسا مطبوعہ ولیم میور صاحب مین اس قصہ کو بخوبی تسلیم کیا ہے ۱۲ منہ [۵۲] چنانچہ خداتعالی فرماتا ہے یقص علی بنی اسرائیل اکثر الذی ہم فیہ یختلفون ۱۲

کی صحت اسپر موقوف نہین کہ وہ کتب مقدسہ مین بھی موجود ہو کیونکہ اگر یہ ہو تو دو قباحت لازم آوینگی (۱) یہ کہ خود بائبل کی حکایتین غلط ہوجاوینگی کیونکہ جو بائبل کو نہین مانتا اُسکے نزدیک حکایات کی ثبوت صدق کیلئے کونسی دلیل ہے؟ پھر پادری صاحب کو لازم ہے کہ ان واقعات کو یا تو کسی اور کتب مقدسہ مین جو بائبل کے علاوہ ہو دکھلائین ورنہ انکو بھی جھوٹھ کہین (۲) یہ کہ خود عہد عتیق وجدید کی کتابون مین ایسے واقعات ہین کہ جنکو کسی اور نے نہین لکھا بلکہ خاص ایک ہی شخص نے لکھا ہے چنانچہ (۱) باپ بیٹے روح القدس کے نام بپٹسمہ دو۔ یہ صرف انجیل متی مین ہے اُسکو کسی نے نہین لکھا سو یہ بھی جھوٹھ (۲) مجوسیون کا ایک ستارہ کو دیکھکر مسیح کے لیئے آنا سوائے انجیل متی کے اور کسی انجیل مین نہین سو یہ بھی جھوٹھ (۳) یسوع کی پیدائش بیت اللحم مین اور گڈریون کا فرشتہ کو دیکھنا اور باتین کرنا مسیح کا ختنہ کرنا سوائے انجیل لوقا کے اور کسی انجیل مین نہین سو یہ بھی جھوٹ۔ علاوہ اِسکے انجیل متی کے ۲ باب مین ہے کہ وہ جو نبیون نے کہا تھا پورا ہو کہ وہ ناصری کہلائیگا الخ بتلائیے کس نبی کی کتاب مین لکھا ہے کہ مسیح ابن مریم ناصری کہلائیگا؟ سو یہ بھی جھوٹھ۔ اور اسیطرح وہ جو انجیل متی کے ۲۷ باب مین لکھا ہے کہ جب مسیح کو صلیب پر کھینچا تو (۵۱) ہیکل کا پردا اوپر سے نیچے تک پھٹ گیا اور زمین کانپی اور پتھر تڑک گئے (۵۲) اور قبرین کھل گیئن اور بہت لاشین پاک لوگونکی قبرون سے نکلکر شہر مین بہتون کو نظر آئین انتہے اور وہ جو انجیل لوقا کے ۲۳ باب مین ہے اور چھٹوین گھنٹے کے قریب تھا کہ ساری زمین پر اندہیرا چھا گیا اور نوین گھنٹہ تک رہا اور سورج تاریک ہوگیا الخ یہ بھی سب جھوٹھ ہے کیونکہ اس واقعہ کو جو حیرت افزا تھا اور تمام عالم پر گزرا تھا آج تک کسی نے نہین لکھا نہ کسی یہودی نے نہ مجوسی نے نہ سامری نے نہ ہندو نے نہ ترک نے نہ عرب نے ؎ اندکے با تو گفتم وبدل ترسیدم ۔ کہ دل آزردہ نشوی ورنہ سخن بسیار است ۔ واللہ الہادی (چہارم)

علم التذکیر بالموت وما بعدہ یعنی خدا تعالی نے جسطرح سے کہ انسان بلکہ عالم کی ابتدا آفرینش کا اجمالاً حال بیان فرمایا اسیطرح سے اُسکے فنا[سلہ] ہونیکی کیفیت کو اور فنا ہونیکے بعد جو کچھ اسپر گزریگا اُسکو بھی قرآن مین مختلف سورتون مین ذکر کیا۔ پس جسطرح سے کہ انسان کا نطفہ سے علقہ اور مضغہ بنکر پیدا ہونا بیان فرمایا تھا اسیطرح اسکی موت کی کیفیت اور ملائکہ کا اُسکی روح قبض کرنا اور اسکا عاجز ہونا اور اُسکو دوزخ وجنت کا دکھایا جانا اور ملائکہ عذاب کا ظاہر ہونا ذکر کیا۔ اور اسیطرح اس عالم کی فنا یعنی قیامت کی علامات حضرت مسیح کا نازل ہونا اور دابۃ الارض کا نکلنا اور قوم یاجوج وماجوج کا زمین پر زور پکڑنا اور نفخ صور اور اس عالم کی بیخ وبنیاد کا گرایا جانا آسمانون اور ستارون کا ٹوٹنا پہاڑون کا بادلون کی طرح زلزلہ عظیم سے اُڑتے پھرنا اور پھر دوبارہ صور پھونکنا اور تمام لوگونکا زندہ ہونا اور تخت رب العلمین کے روبرو حساب کے لئے حاضر ہونا اور ملائکہ کا صف بستہ کھڑا ہونا اور نامۂ اعمال کا داہنے اور بائین ہاتھ سے دیا جانا اور ہاتھ پاؤن کا شہادت دینا اور اعمال کا متمثل ہوکر نظر آنا اور پل صراط پر سے گزرنا پھر اہل جنت کا جنت مین داخل ہوکر طرح طرح کی نعمتین حاصل کرنا یعنی حور وقصور باغ وانہار اچھے کھانے اور عمدہ عمدہ لباس پہنکر آپسمین ملاقاتین کرنا اور خدا کے جلال وتجلی کی کیفیات سے محظوظ ہونا اُسکے دیدار سے مشرف ہونا ابد الاباد وہان راحت وآرام سے زندہ رہنا ذکر کیا اور بد لوگونکا اپنے اعمال کی سزا پاکر جہنم مین جانا اور جہنم کی کیفیات طوق وزنجیر گرم پانی وغیرہ کو بھی نئے نئے اسلوب سے مختلف سورتون مین ذکر کیا کہ جسکو سنکر انسان کے دل مین ایک عجیب کیفیت پیدا ہوتی ہے خدا کی محبت ظہور کرتی ہے اور دنیا ومافیہا نظر مین سرد اور گرد معلوم ہوتی ہے یہ بھی قرآن مجید

سلہ فنا سے مراد عدم محض نہین ۱۲ منہ

Marfat.com

کا معجزہ اور خاصہ مختصہ ہے۔ اگلی کتابین جسطرح سے کہ اور علوم مین ناقص البیان ہین اسیطرح سے اس علم کو بھی عمدہ طرح سے
بیان کرتین توراۃ وانا جیل موجودہ مین ذرا سا اشارہ ہی ان چیزونکی طرف ہے۔ اس مقام پر بھی ایک بات قابل غور ہے۔ اور وہ
کہ یا تو محض تعصب سے تجاہل عارفانہ کے پیرایہ مین یا محض بیخبری اور لاعلمی سے اسمقام پر پادر صاحبان اور انکے مقلد بعض بدمذہب عالم
مچاتے ہین چنانچہ پادری ۵۱ فنڈر صاحب نے میزان الحق مین اور صفدر علی نے نیاز نامہ مین اور عماد الدین نے ہدایت المسلمین مین اور پھر ہر
پادری نے اپنی تصانیف مین جنت و دوزخ کی کیفیات عذاب ثواب پر اعتراض کر کے سخت سخت زبان درازی بے سمجھے بوجھے
کلام الٰہی پر کی ہے چنانچہ ہدایت المسلمین کے ۲۵۹ صفحہ مین لکھا ہے **قولہ** محمد صاحب نے دوزخ اور بہشت اور عذاب قبر کی بابت ایسے ایسے
مضمون صریح البطلان جو ہرگز عقل اور نقل قبول نہین کرتی اُس جاہل ملک کو سنا کر ڈرائے صفدر علی نیاز نامہ کے ۱۵ صفحہ مین لکھتے ہین
قولہ الغرض بموجب تعلیم قرآن وحدیث کے سعادت اخروی یہی ہے کہ جسمانی خواہشون کا پورا ہونا کہ جو آدمی کی خواہش ہان ہو وہ پوری
ہو جاتی ہے الخ اور انہین کی تقلید مین انریبل سید احمد خانصاحب نے ان نصوص قرآنیہ کا انکار تاویل کے پیرایہ مین کیا ہے ان سخت
اور بیہودہ اعتراضات کا جواب ہم پہلے دے چکے ہین ان معترضون کو لازم کہ اس مقام کو غور کر کے سمجھین جنت کی حقیقت جسطرح
پھر اعتراض کرین ورنہ آخرت مین مخبر صادق کے فرمانیکے بموجب جب یہ چیزین مومنون کو ملینگی اور وہ عذابات پادریون اور منکرون کو
نصیب ہونگے اس خبر کی خود تصدیق ہو جائیگی ذرا صبر کرین۔ اور دلیل عقلی و نقلی جو پادریصاحب نے ذکر فرمائی ہم تو آج تک مشتاق اسکی
رہے مگر کسی پادری نے ان کیفیات کے محال ہونے پر کوئی دلیل بیان کی اور کیا خاک کرینگے محض زبانی جمع خرچ ہے اور بس
علم الاحکام یعنی بندون کے لیئے دین و دنیا مین جو جو امور ضروریہ اور نافع ہین انکو فرض واجب مستحب بنایا اور جو چیزین مضر ہین انکو انکی ضرر
کے لحاظ سے حرام و مکروہ تحریمی و تنزیہی قرار دیا کیونکہ جو چیز اشد ضروری ہے وہ فرض ہے اور جو اُس سے کم تو واجب جو اس سے کم مستحب
اسیطرح جسکا سخت ضرر انسان کے دنیاوی معاملات پر یا روح پر پہنچتا ہے تو اُسکو حرام اور جو اس سے کم ہے تو اُسکو مکروہ تحریمی اور جو اس سے
کم تو وہ مکروہ تنزیہی ہے اور جو مساوی الطرفین ہے کہ نہ مضر نہ ضروری اُسکو مباح کہا۔ آپکو یہ بھی معلوم ہو گیا ہو گا کہ خدا تعالیٰ بیفائدہ اور
عبث کسی چیز کا حکم نہین دیتا بلکہ جسطرح طبیب محض مریض کے نفع و ضرر پر لحاظ کر کے دوا اور غذا کا حکم دیتا ہے اسیطرح نبی طبیب انی
حکم دیتا ہے قال تعالیٰ يُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ الایہ۔ پس ان مجموعہ احکام کا نام شریعت ۵۲ ہے کہ جسکو پادری کہتے ہین
اخلاقی اور احکام باطنی اور اصل شریعت کہتے ہین۔ پھر ان احکام کی دو قسمین ہین ایک نظری کہ جن مین ہاتھ پاؤن وغیرہ اعضاء کے فعل
کی حاجت نہین بلکہ دل سے متعلق ہین جیسا کہ خدا تعالیٰ کو وحدہ لاشریک جاننا اور جسمانیت اور جمیع عیوب سے اسکو پاک منزہ سمجھنا وغیرہ ذالک
کہ جنکی تفصیل علم عقائد مین ہے یہ احکام لوگون اور زمانیکے بدلنے سے نہین بدلتے اور اسی لیئے یہ منسوخ بھی نہین ہو سکتے۔ دوم عملی کہ جن مین اعمال

۵۱ ان کا پرانا مقلد اہلکتاب کا امام یعنی محمد صادق اور محمد صالح کے نام سے تفسیر حقانی پر اس قسم کے نعا رخصوصاً گندم گون حمد لانے پر اعتراض کرتے حکیم عالم
۵۲ واضح ہو کہ نیاز نامہ کا مصنف صفحہ ۲۰ مین خود اقرار کرتا ہے کہ وہ قدوس اپنے بندون کو اُن اعمال وافعال کا حکم دیتا ہے جو بذاتہٖ نیک ہین اور اُن سے منع کرتا ہے جو
از خود بد اور نفرتی ہین الخ پھر اسکے بعد حضرت موسیٰ اور تمام انبیاء کی شریعت کو بالکل مٹانیکے لیئے یہ کہنا **قولہ** اگر رسمی شریعت وہ ہے جو کتنے ہی کامون کا حکم
دیتا ہے اور کتنے سے منع کرتا ہے گو وہ کام نہ از خود نیک ہین نہ بد الخ پہلے قول کے لیئے صریح نقیض ہے ۱۲ منہ

Marfat.com

اعضا رکو دخل ہے پھر ان احکام عملیہ کی بھی دو قسم ہین قسم اول وہ احکام کہ جو خدا تعالی کے ساتھ بالخصوص متعلق ہین جیسا کہ اسکی عبادت
کرنا اور علاوہ روح کے اپنے تمام اعضا سے اسکی شکرگزاری کرنا جسکو عرف شرع مین نماز کہتے ہین اسقدر تو سب کے نزدیک اصل ہے باقی اسکی طریق نماز
ذکر کسی وقت مین محض سجدہ تھا اور کسی مین قیام اور کسی مین فقط زبان سے اسکی ستایش کے راگ گانا مختلف ہین آخر نبی کے عہد مین نماز کے
اندر وہ سب باتین مجتمع کردین گئین اور روح اور جسم دونو کو شامل کرلیا گیا پھر اس نماز کے لیے طہارت بدن و جگہ و جامہ شرط قرار دی گئی
کیونکہ جب عقلاً و نقلاً بغیر طہارت کے روح پر کثافت پیدا ہوتی ہے اور آپس مین بھی امراء و شاہون کے دربار مین ہاتھ پاؤن دھو کر نجاست
و میل و کچیل سے صاف ہو کر جاتے ہین پس شاہنشاہ حقیقی کے روبرو خراب حالت بنا کر جانا اور دلکو مکدر اور بوجھل کرکے اسکی طرف لگانا دشوار
اور نازیبا ہے - اسکی قرآن مین جابجا تاکید ہے اور لفظ واقیموا الصلوة سے اسکو تعبیر کیا ہے مگر اسکی تمام ہیئت پیغمبر علیہ السلام نے ادا کرکے
اور زبان سے کہکے تعلیم فرمادی ہے - اور اسلیئے اسکو اسلام کا رکن قرار دیا ہے - اور جیسا کہ اپنے نفس کو اسکے لئے تمام خواہشون کھانے پینے
جماع کرنیسے روکنا اور قوت بہیمیہ کو مغلوب کرکے روح کو اسکے اذکار سے منور اور تازہ کرنا جسکو روزہ کہتے ہین یہ بھی تمام شریعتون مین تھا روزہ
مگر اسکے آداب و طریقے اور حدود پیغمبر علیہ السلام نے بوضاحت تعلیم فرمائے اور قرآن مین کُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ کے لفظ سے تاکید کی گئی اسلیئے
یہ دوسرا رکن اسلام کا قرار پایا - اور جیسا کہ اپنے مال مین سے ایک حصہ معین خدا کے نام پر تصدق کرنا اور اس محبوب عالم کی محبت کو دل مین جگہ دینا
اور روپیہ اور مال کو کہ جسکی طرف انسان کی اکثر طبیعت مائل رہتی ہے اسکے لیئے ہاتھ سے چھوڑنا پھر اس سے اسکے بیکسونکی اور یتیمون کی
مدد کرنا اسکو زکوة کہتے ہین یہ بھی پہلے تھی مگر اسکے حدود و آداب تقرر حصص و تعین مصارف اسلام نے نہایت مناسب طور پر قرار دیئے زکوة
ہین اور قرآن مین مطلقاً بلفظ آتوا الزکوة اسکا مطالبہ کیا ہے - اسلیئے یہ تیسرا رکن قرار پایا - اور جیسا کہ کسی موضع متبرک مین (کہ جہان اسکے
بڑے بڑے محبوب و رہنماؤن سے خدا نے کلام کیا اور اپنی تجلی سے انکو مشرف بنایا ہو اور جسکو ایسے اعتبارات سے تمام زمین پر شرف ہو) جانا اور
عاشقانہ ہیئت بنا کے اسپر تصدق ہونا اور دعا و مناجات کرنا جسکو حج [کہتے] ہین یہ بھی پہلے سے چلا آتا ہے مگر نبی اسلام نے اسکے بھی حج
آداب طریقے الہامی طور پر عمدہ قائم کیے اور جو خرابیان پیش آگئی تھین انکو دور کرکے خاص ابراہیمی طرز کو برقرار رکھا اسکے فوائد و اسرار
بیان کرنیکی یہان گنجایش نہین اسکو آگے بیان کرینگے چونکہ یہ بھی ایک روح کو تازہ کرنیوالی عبادت ہے اسلیئے اسکو بھی قرآن مین
وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ کے لفظ سے طلب کیا اسلیئے یہ بھی چوتھا رکن اسلام کا قرار پایا - اور جیسا کہ اسکی توحید اور اسکے رسول کی حق
ہونیکا لوگون مین زبان سے اقرار کرنا گو دل سے سچ جاننا تو ہر وقت ہی فرض ہے مگر احکام ظاہریہ کے لیئے ایکبار منہ سے بھی اقرار کرے جسکو ادائے شہادت
کہتے ہین اسکو بھی قرآن مین جابجا بیان فرمایا اسلیئے یہ پانچوان رکن اسلام کا قرار پایا - چونکہ خدا تعالی کو اپنے بندون کے حال پر بڑی مہربانی ہے
[illegible] اور اسکی توحید تمام عالم پر آشکارا ہے اسلیئے جب بندیکو مجبوری ہو جیسا کہ اسکی زبان از خود بند ہو یا کوئی ظالم بزور بند کرے تب
اسکے ذمہ یہ ادائے شہادت فرض نہین ہان اگر یہ اس مصیبت پر بھی ادا کریگا تو شہید ہوگا اجر پائیگا - پادری لوگ بالخصوص صفدر علی صاحب جو
ظلمات تعصب مین بالکل غرق ہین انکو یہ سر معلوم نہین اسلیئے نیاز نامہ کے صفحہ ۳۳ مین غل مچاتے ہین کہ اسلام نے جھوٹھ بولنے کی اجازت دی
چونکہ جھوٹھ پادریون کے مذہب کی بنا ہے جیسا کہ پولوس مقدس فرماتے ہین کما مر اسلیئے انکو ہر جگہ جھوٹھ ہی نظر آتا ہے - ان سب امور کے

انتظام اور قیام کے لیئے ایک حکم جہاد کا دیا یعنی جسطرح ہر گورنمنٹ اپنے احکام و قوانین کو اپنی سطوت اور زور سے نافذ کرتی ہے خواہ مانے یا نمانے مگر سلطنت ضرور اُسکو زبردستی سے قید کرتی ہے علی ہذا القیاس ورکیونکر نہ کرے اگر گورنمنٹ ایسا نہ کرے تو اُسکا ظلم ہے سوا تنفیذ کو سوائے جاہل اور کم اندیش کے کوئی شخص گورنمنٹ کا ظلم نہین کہہ سکتا۔ اسیطرح خدا تعالیٰ کو یہ منظور ہوا کہ سب سے پچھلے رسول کو صدہا معجزات و آیات بینات اور پر اثر وعظ کے اُسکو دنیا مین اپنا نائب بنائیے اور اپنے احکام حیات بخش کی کہ جن سے خاص بندون ہی کا نفع اور بھلائی ہے اُس رسول کی معرفت بزور تعمیل کرائیے۔ اور سر اسکا یہ ہے کہ اس نبی آخر الزمان کا وجود تمام عالم پر خدا کی رحمت ہے بمقتضائے رحمت یہ ہوا کہ اخیر زمانہ مین کہ جب قوت بہیمیہ[51] اور شیطان کا غلبہ زیادہ ہو مان باپ مہربان یا طبیب شفیق جسطرح اپنے بچے کو زبردستی دوا پلاتے اور گھرک کر مضر چیزون سے روکتے ہین اسیطرح سے اُن احکام پر اُنکو چلائے ایسا نہو کہ گناہ مین پڑکر ہلاک ہون۔ اور سب سے زیادہ یہ کہ خدا کے ساتھ جس قدر لوگ گستاخی کرتے ہین شرک کرتے ہین پتھرون کو پوجتے ہین اُن چیزونکو مٹا کر دنیا کو پاک و صاف کرے مظلوم کی اعانت کرے ظالم کے شر کو دفع کرے اعلانًا فحش سے مانع آئے چوری اور حرامکاری اور رہزنی کو روکے اور دنیا مین عدالت قائم کرے وہ جو خدا نے جسکا زبور[52] مین وعدہ کیا تھا پورا کر دیا کہ جزیرہ عرب مین ایک شخص یتیم و بیکس کو کہ جسکے پاس نہ فوج نہ ملک نہ مال و زر تھا پیدا کیا اور روم[54] و ایران وغیرہ اسوقت کی بڑی سلطنتون کو اُسکے پیرون کے ہاتھ مین دیدیا اور اُسنے اور پھر اُسکے جانشینون نے اس حکم کی نہایت عمدہ طور پر تعمیل کی۔ اور اسکا نام جہاد ہے سو اسکا قرآن مین چند سورتون مین ذکر ہے اور مختلف الفاظ سے اسکو طلب کیا ہے کہین جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ فرمایا کہین كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ کہا وغیرہا من الآیات مگر باوجود اسکے اسلام کے قبول کرنے پر کسیکو مجبور نہین کیا اور لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّينِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ فرمادیا فَذَكِّرْ اِنَّمَا اَنْتَ مُذَكِّرٌ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ سنا دیا اور یہ جہاد بھی حضرت موسیٰ اور انبیاء بنی اسرائیل مین جاری تھا چنانچہ کتاب یشوع وغیرہ مین بھی حضرت موسیٰ اور یشوع وغیرہ انبیاء کا جہاد[53] مذکور ہے اور بزور احکام چلانے کی بھی توراۃ مین صراحت ہے چنانچہ سفر خروج ۲۲ باب مین یہ حکم ہے۔ تو جادوگرنی کو جینے مت دے۔ جو کوئی چارپائے سے مباشرت کرے مارڈالا جائے۔ جو کوئی فقط خداوند کے سوائے کسی معبود کے لیئے قربانی کرے وہ عذاب سے مار ڈالا جاوے۔ ۲۱ باب مین ہے۔ اور وہ جو اپنے باپ یا مان پر لعنت کرے البتہ مار ڈالا جائے۔ پھر سفر احبار کے ۲۰ باب مین زانی کے قتل کا حکم ہے۔ اور لونڈے باز اور چارپائے سے جماع کرنیوالے کو قتل کا

[51] اور یہ اسلیئے کہ آدم مین جسقدر شرف اور علو اور غلبہ قوت ملکیہ پایا گیا تھا وہ اُنکی اولاد مین جس قدر انفصال ہوتا گیا کم ہوتا گیا کیونکہ جس قدر مبدء سے بعد ہوتا جاتا ہے قوت کم ہوتی جاتی ہے ۱۲

[52] اس زبور مین آنحضرت کی نسبت یہ الفاظ ہین۔ اے پہلوان تو جاہ و جلال سے اپنی تلوار حمائل کرکے اپنی ران پر لٹکا امانت اور حلم اور عدالت پر اپنی بزرگواری اور اقبالمندی سے سوار ہو کہ تیرا داہنا ہاتھ تجھے ہیبت ناک کام دکھائیگا ۱۲ منہ [53] نیاز نامہ کے صفحہ ۴۸ مین پادری صفدر علی کہتے ہین کہ موسیٰ اور یوشع کے قتال کو اپنے جہاد کا قیاس کرین کیونکہ کتاب مقدس مین کسی جگہ موسیٰ و یوشع کو یہ نہ فرمایا کہ تم کفار سے دعوت ایمان کرو اگر نہ مانین تو قتل کرو الخ یہ عذر بدتر از گناہ ہے اگر موسیٰ اور یوشع کا کنعانیون وغیرہم کو قتل کرنا خدائی حکم سے نہ تھا اور اُسکے لیئے نہ تھا تو معاذ اللہ خدا کی عدالت اور موسیٰ کی رسالت کیا تھی ایک ظلم تھا جو بلا وجہ بندگان خدا کو بیرحمی کے ساتھ قتل کیا ۱۲ منہ

[54] روم کے لفظ پر بھی امام پادری بڑے گھبراتے ہین کہ یہ ملک خلفا نے بعد مین فتح کیا تھا نہ کہ صحابہ نے + اول تو روم سے مراد ایشیا رکوچک ہے سو وہ ہی صحابہ نے فتح کرلی تھی اور دوم خود صحابہ کا اطراف روم مین قبضہ کرنا واقدی وغیرہ نے لکھا ہے عمر بن عبد العزیز کے عہد مین تو قسطنطنیہ کا محاصرہ کیا گیا ہے ۱۲ حکیم غلام حسن +

Marfat.com

حکم دیا ہے۔ اب بعض نا انصاف پادریون نے جو شریعت موسوی کے دشمن ہین آنحضرت علیہ السلام کے جہاد پر طعن کیا ہے انکو لازم ہے کہ پہلے توراۃ اور موسی پر طعن کرین ورنہ وہ کیا بات نئی ہے جو حضرت نے خلاف عقل و نقل جاری فرمائی **قسم دویم** وہ احکام جو بندون کے ساتھ متعلق ہین پھر انکی تین قسم ہین کیونکہ اگر خاص ایک ہی شخص کے حالات اور معاملات کی درستی سے متعلق ہین تو انکو **تہذیب الاخلاق** کہتے ہین جیسا چوری نکرنا جھوٹھ نہ بولنا تکبر نہ کرنا حسد و بغض و کینہ و حرص نکرنا خوشخوئی سے پیش آنا لوگون کے ظلم کی برداشت کرنا توکل و قناعت سے دنیا مین رہنا عدل و انصاف کو اپنا شیوہ بنانا وغیر ذلک ان امور کو بھی قرآن نے کس کس خوبی سے بیان کیا ہے کہ طاقت بشریہ سے باہر ہے بھر ان سب باتونکو ایک آیت مین کس خوبی کے ساتھ جمع کر دیا کہ جسکا نظیر ممتنع ہے فقال قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا الآیہ اور اگر ایک گھر کی معاشرت اور انتظام سے علاقہ رکھتے ہین تو انکو **تدبیر المنزل** کہتے ہین کہ باپ بیٹے سے کسطرح پیش آئے اور جورو خصم باہم ملکر کس طرح سے گزران کرین اور نکاح و بیع و شرا و قرض و امانت مین کس طرح سے برتاو کرین ان امور کو بھی قرآن نے بہت سی سورتون مین مختلف عنوان سے بیان کیا ہے والدین کی نسبت فرمایا وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا اور فرمایا لَا تَقُلْ لَّهُمَا اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا وغیرہا من الآیات۔ اور اگر شہر اور ملک کے متعلق ہین تو انکو **سیاست ملک** کہتے ہین یعنی چور اور قزاق اور امن عام مین خلل انداز کے ساتھ کیا کرنا چاہیئے زانی اور غاصب کے ساتھ یون کرنا چاہیئے اپنے سردار اور بادشاہ کی اسطرح سے اطاعت کرنی چاہیئے اس امر مین بھی قرآن مین بہت کچھ مذکور ہے فرماتا ہے وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۔ وَشَاوِرْهُمْ فِی الْاَمْرِ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ پس حکمت علمی و حکمت نظری تمام و کمال قرآن مین مذکور ہے۔ طہارت ظاہریہ و باطنیہ حدود و قصاص میراث و طلاق کی بابت کوئی بات قرآن نے نہین چھوڑی اور اسیطرح جو چیزین ناپاک و نجس طبعی تھین انکی حرمت اور پاک و ستھری چیزونکی حلت بھی بیان کر دی۔ **پادریون** نے پولوس کے بہکانے سے حضرت موسی اور عیسی علیہم السلام کی تمام شریعت کو چھوڑ دیا اور بات یہ بنائی کہ تمام انبیاء سابقین ناقص و انکی شریعتین غیر کامل تھین مسیح نے آکر سب کی تکمیل کر دی قربانی کی جگہ خود کفارہ ہوگئے اسیطرح جانورون کی حلت و حرمت بھی ایک بیفائدہ چیز تھی۔ بھر فنڈر صاحب و صفدر علی وغیرہما نے ایک اور حیلہ کیا کہ شریعت کی دو قسم ہین ایک خلاقی دوسری رسمی پس مسیح نے رسمی کو چھڑایا یعنی کامل کیا ہے نہ اخلاقی کو۔ اور قرآن مین سراسر شریعت رسمی ہی بھری پڑی ہے اور قرآن مین یہ نقص ہے کہ وہ شریعت اخلاقی کو جو ابدی ہے منسوخ بتلاتا ہے الخ چنانچہ پادری صفدر علی نیاز نامہ کے صفحہ ۲ سے ۳ تک اس امر مین بڑی قابلیت جتلا رہے اور قرآن مجید پر منہ آرہے ہین لیکن پادریون کا اس بارہ مین ایسا ناطقہ بند ہے کہ اگر بہت ہی کچھ کرتے ہین کوئی بات نہین بن آتی کیونکہ یہان چند امر ہین (۱) تو بقول حضرت مسیح آسمان و زمین ٹل جائینگے مگر یہ باتین نہ ٹلین گی (مرقس باب ۱۳) پھر انجیل متی مین پانچوین باب کی ۱۷ آیت یہ ہے یہ خیال مت کرو کہ مین توریت یا نبیون کی کتاب منسوخ کرنے آیا ہون کیونکہ مین تم سے سچ کہتا ہون کہ جب تک آسمان و زمین نہ ٹل جائین ایک نقطہ یا شوشہ توریت کا ہرگز نہ مٹیگا۔ اخلاقی اور رسمی کی یہان کوئی تمیز نہین پس جب رسمی کو بھی نہ مانا تو شوشہ کیا بلکہ ورق کے ورق اور باب کے باب ٹل گئے (۲) نیاز نامہ کے صفحہ ۲ مین اول یہ اقرار کرنا کہ وہ قدوس سبحان اپنے ذاتی پاکی ہین کی خوبی کے اقتضا سے اپنی تمیزدار مخلوق کو ان اعمال و افعال کے کرنیکا حکم دیتا ہے کہ جو بذاتہ نیک ہین اور انسے منع کرتا ہے جو بذاتہ بد ہین الخ

پھر رسمی شریعت بنانیکے لیے یہ کہنا صـ۲۲ اب باقی رہے وہ افعال جو از خود نہ برے ہین نہ بھلے اجتماع النقیضین ہے کہ جسکو کوئی عاقل
نہین اُسکے بعد یہ نتیجہ نکالنا قولہ صـ۲۳ لہذا جو کچھ خدا نے بنایا ہے اور پیدا کیا ہے وہ بذاتہ ناپاک نہین ہو سکتا ہے ہر چہ از غیب
عیسائیون کے لیے گواہ اور موت اور تمام نجاسات کو پاک قرار دینا ہے دوم توراة سفر احبار ۱۱ باب کی مخالف ہے کیونکہ اسمین بہت سی چیزون کو
ناپاک لکھا ہے اور یہ بھی سہی کہ یہ چیزین از خود ناپاک نہین حکم الہی سے ہین مگر باوجودیکہ ان کی ناپاکی حکم الہی سے ثابت ہو چکی پھر انکو شریعت
رسمی کہکے پاک کرنا توراة کو منسوخ کرنا اور آسمانی بادشاہت مین سب سے چھوٹا کہلانا ہے (متی ۵ باب) (۳) رسمی کے علاوہ
اخلاقی شریعت کو بھی تو منسوخ کر ڈالا اور اُسکے ابدی ہونیکا کچھ خیال نکیا کیونکہ حسب بیان مصنف نیاز نامہ صـ۲۴ رسمی شریعت کو ماکولات
اور مشروبات مین منحصر کیا ہے اور موسی کے احکام عشرہ کو خود اخلاقی شریعت قرار دیا ہے حالانکہ اُنمین سے کسی کی پابندی بھی نصاری کے
نزدیک فرض نہین پھر اب وہ کونسی بات شریعت کی باقی رہگئی ہے کہ جسکو اخلاقی اور باطنی کہکے پادریصاحب بانئ شرع کہلا دینگے کیونکہ اناجیل
مروجہ مین تو پولوس نے صاف یہ کہدیا کہ پرانا حکم اسلیے کہ کمزور اور بے فائدہ تھا اُٹھ گیا (عبرانیون کا ۷ باب ۱۸ آیت) اور اُسپر طرہ یہ کہ بالکل
اخلاقی و رسمی شریعت پر عمل کرنیسے منع کر دیا اور جوش مین آکر بڑا لفظ بھی بولدیا پھر اب کس مُنہ سے صفدر علی قرآن پر معترض ہے کہ اسنے نسخ
احکام کا دعوی کیون کیا؟ مگر شاید پادریصاحب نسخ کی جگہ لفظ تکمیل بولکر خلاصی چاہتے ہین سو یہ ناممکن ہے لفظ بدلنے سے کام نہین چلتا
(۴) قرآن کے جملہ احکام کو رسمی شریعت کہنا یا تو اس وجہ سے ہے کہ پادریصاحب کو علم نہین کاش ہماری کتابین ہی دیکھ لیتے یا محض تجاہل عارفانہ
اور تعصب جاہلانہ ہے ورنہ جس قدر احکام کہ بینے گنوائے حسب قرارداد صفدر علی سب اخلاقی ہین اے عیسائیو تعصب دور کرو اور راہ حق پر آجاؤ
ابدی جہنم سے بچو؟ (واضح ہو کہ) ان احکام کے جاری کرنےمین خدا تعالی نے فطرت کا لحاظ رکھا ہے پس جو جو باتین لوگونمین فطرتاً
طریقۂ نبوت کے موافق تھین اُنکو قائم رکھا بلکہ اُنکی فضیلت بیان کر دی اور جہان کہین کچھ کمی زیادتی تھی اسکو متغیر کرکے اصلی حالت پر لا
اور جو احکام بالکل خلاف فطرت تھے اُنکو مٹا دیا۔ اور آپ بشیر یہ تو جان ہی چکے ہین کہ انبیاء علیہم السلام محض اسلیئے دنیا مین بھیجے جایا کرتے
ہین کہ وہ اُن امور خلاف فطرت کو کہ جو لوگونمین رواج پا گئے ہون مٹا دین اور فطرت خوابیدہ کو جگا دین اور چونکہ فطرت سب انسانون کی
ایک ہے اسلیئے تمام انبیاء کے اصول شریعت[۱] بھی ایک ہین کما مر ہان بلحاظ ازمان و اشخاص بعض امور جزئیہ کو انبیاء علیہم السلام ضرور بدلتے ہین
اور یہ بھی یاد رہے کہ خدا تعالی کو یہ منظور تھا کہ عرب کی اصلاح آنحضرت سے کرے اور پھر تمام عالم کی اصلاح عرب سے کرے پس اسلیئے ضرور ہوا
کہ آپکی بعض شریعت کا مادہ رسوم و عادات عرب پر مشتمل ہو جس قدر غور سے آپ حضرت کی شریعت اور عادات عرب کو دیکھینگے تو ہر حکم کے
لیئے ایک علت اور مصلحت ضرور پاوینگے کہ جسپر حکم کا مدار ہے۔ یہ بحث اصول فقہ مین خوب کی گئی ہے۔ لیکن ان علل پر احکام کا بنی کرنا
کہ جسکو قیاس کہتے ہین مجتہد کا حصہ ہے۔ اور ان احکام کے بیان کرنےمین بھی وہی دستور عرب مدنظر رکھا کہ مختلف سورتونمین اجمال و

[۱] پادریون کا یہ اعتراض (کہ آنحضرت نے اپنی شریعت کو یہود کے احکام توراة سے لیکر اور مجوس کے احکام سے اور قدیم عرب کے اطوار و عادات سے لیکر مرتب کیا ہے
جو باتین سمجھ مین آئین اور عقل نے قبول کین اُنکو لیا اور باقی کو چھوڑ دیا جیسا کہ میزان الحق وغیرہ کتب مین مذکور ہے) پادریون کی جہالت پر دلیل قوی ہے کیونکہ یہی تو وجہ انکی سنت
ہونیکی ہے کہ جو امور موافق فطرت سلیمہ کے ہین خواہ اُنکا کوئی پابند ہو اور کسی کتاب مین ہون اُنکو آپنے قائم رکھا۔ اور جب یہود اور مجوس اور عرب کا ایک ہی خدا ہے اور ایک ہی
فطرت ہے تو پھر باتین اُنکی مخالفت کرنا تو حق کی مخالفت کرنا تھا۔ معترض کے ہاتھ سے رستگاری مشکل ہے جب فطری باتونمین آپ توراة وغیرہا کے موافق رہتے تو یون کہا اور اگر
مخالف ہوتے تو یہ کہدیتے کہ عجب نبی ہے دنیا سے نرالی وہ باتین اپنی شریعت مین رکھی ہین کہ جنکو کسی کی عقل سلیم بھی نہین قبول کرتی ۱۲ منہ

تفصیل سے احکام کو بیان کیا چنانچہ صوم کو سورہ بقرہ مین اور حج کو بقرہ اور حج مین اور جہاد کو سورہ بقرہ اور انفال اور دیگر مواضع مین اور
حدود کو مائدہ اور نور مین۔ اور میراث اور نکاح اور طلاق کو سورہ بقرہ اور نسار مین اور طلاق وغیرہ مین ذکر کیا۔ اور متون کے مولفین کی طرز کو اختیار
نکیا کہ باب یا فصل مقرر کر کے علی الترتیب احکام بیان کرتا۔ اور احکام مین حدود جامعہ ومانعہ ذکر کرتا بلکہ ان باتون کو اہل زبان کے عرف پر
چھوڑ دیا۔ مثلاً یہ کہدیا کہ چور کے ہاتھ کاٹے جاوین اور زانی پر دُرّے مارے جاوین اور مسافر نماز مین قصر کرے لیکن چور کی تعریف جامع مانع
اور زنا کی تعریف اور سفر کی تعریف نہ بیان کی بلکہ اُسنے وہی معنی مراد رکھے کہ جنکو اُسوقت کے عرب لامحالہ سمجھتے تھے گو بعد مین فقہا رنے
تتبع کر کے ان امور کے حدود بیان کر دیئے ہین۔ علاوہ ان علوم خمسہ کے اور بھی بیشمار علوم قرآن مین ہین کہ جنکی طرف اجمالاً اشارہ کیا گیا ہے
واضح ہو کہ قرآن مجید عرب کی نہایت فصیح وبلیغ زبان مین نازل ہوا ہے کہ جسکا مثل بنانا طاقت بشریہ سے باہر ہے اُسوقت کے تمام
عرب لعوا اسکی بلاغت وفصاحت کے آگے عاجز آگئے تھے مقابلہ حروف سے مقاتلہ سیوف اُنکے نزدیک آسان تھا حالانکہ وہ لوگ اسباب
فصاحت وبلاغت مین آنحضرت سے کسی طرح کم نہ تھے کیونکہ جہان کے آپ رہنے والے تھے وہین کے وہ بھی پھر ایک نہین بلکہ مجتمع ہو کر بھی
اُسکا مثل نہ بنا سکے اور ایک سورۃ کا دسوان حصہ بھی نہ لا سکے۔ باوجودیکہ اُنکو عار دلا کر کہا جاتا تھا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ۔
اس امر مین سبکا اتفاق ہے کہ قرآن مجید معجز ہے اور کیونکر اتفاق نہو حالانکہ اعجاز قرآن بدلائل واثقہ وبراہین قاطعہ ثابت ہے منجملہ
دلائل کے اول دلیل یہ ہے کہ قرآن مین حکمت عملیہ وحکمت نظریہ کو تمامہا اس خوبی سے بیان کیا ہے کہ جسکو ایک بڑے سے بڑا حکیم
یا فلاسفر اور ایک ونٹ چرانیوالا جنگلی کہ جسکو علوم حکمیہ سے ذرا بھی مس نہو برابر سمجھتے ہین اول تو اتنے علوم کا ایک کتاب مین جمع کرنا کہ جسکا
مثل آجتک کسی کتاب مین نہین پایا جاتا دوم ایسے شخص کا جمع کرنا کہ جو ایسے وحشی ملک کا رہنے والا ہو کہ جہان سوائے کشت وخون اور چوری وزنا
وبت پرستی کے نہ کسی علم کا گزر ہو نہ کسی ہنر کا اور نہ اُسنے کسی کی تعلیم پائی ہو نہ اچھی طرح مان باپ کی تربیت نصیب ہوئی ہو باوجود اسکے
وہ شخص نہ علوم وفنون وشعر وشاعری کا مشتاق ہو نہ کبھی کسی نے اُنمین مصروف دیکھا ہو بلکہ ہمہ وقت عبادت آلہی مین مستغرق رہتا ہو
اور علاوہ اسکے صدہا نہین بلکہ ہزارہا دنیاوی مصائب اور دلخراش باتین اُسکو ہردم پیش آتی ہون سوم پھر اس خوبی اور اس اسلوب سے
جمع کرنا کہ جسکو تمام نفوس نہایت عمدہ طور پر قبول کرتے ہون مضامین دردانگیز اور شیرین عبارت پر ہر وحشی بھی دم دیوانہ اور شمع کا پروانہ ہو
البتہ مُردے کو زندہ کرنیسے بڑھکر ہے بلکہ ہزار درجہ بڑھکر کیونکہ مردے کو زندہ کرنیمین تو دُھڈبندی اور شعبدہ بازی یا کسی فریب یا اثر
دوا اور یا سکتہ وغیرہ امراض کا بھی احتمال ہو سکتا ہے اور یہان تو ان احتمالات کو دخل بھی نہین پس معجزہ ہونا بخوبی ثابت ہوا کیونکہ معجزہ اُس امر
خارق عادت کو کہتے ہین کہ جو مدعی نبوت سے ظاہر ہو اور جسکا مثل مقابل نہ لا سکے سو یہ سب باتین قرآن پر بدرجہ اتم صادق آتی ہین کما لایخفی
دوسری دلیل قرآن باعتبار خوبی مضامین وعبارت کے یا تو انسانون کے کلام سے اسقدر زائد ہے کہ عادتاً اس قدر زائد ایک کلام دوسرے
سے نہین ہوتا یا مساوی یا زائد بقدر معتاد یا کم چوتھی شق تو بدیہی البطلان ہے دوسری اور تیسری شق مین بھی مدعا ثابت ہے کیونکہ
جب قرآن لوگون کے کلام کے مساوی یا زائد بقدر معتاد تھا اور پھر ایک ایک کیا بلکہ سب نے ملکر بھی باوجود توافر دواعی اور کثرت تحدی کے قرآنکی
ایک سورہ کی مانند بھی نہ بن سکے تو یہ خارق عادت ہے اور جو امر خارق عادت مدعی نبوت سے ظاہر ہو وہ معجزہ ہے سو یہ بھی معجزہ ہے اور شق اول پر

تو مدعا بالکل ظاہر ہے کیونکہ جب ایک شخص کا کلام تمام لوگون سے خلاف عادت زائد ہو تو حد اعجاز مین داخل ہے تیسری دلیل قرآن کا ... بالا
لوگون سے بوقت معارضہ ممکن تھا یا نہین اگر ممکن نتھا تو مدعا ثابت ہے کیونکہ انسانون مین سے ایک کا کلام اس قدر بلیغ ہونا کہ اسکا مثل لوگون
ممکن نہو خارق عادت ہے اور جو خارق عادت بدعی نبوت سے سرزد ہو معجزہ ہے پس قرآن معجزہ ہے اور اگر ممکن تھا پس با وجود امکان اور عار
دلانیکے اسکا نظیر وقوع مین نہ آنا اول سے بھی خارق عادت ہے پس قرآن معجزہ ہے وذالک ما اردناہ - علاوہ ان دلائل کے اور بھی دلائل
اعجاز قرآن پر ہین مگر یہان سب کی گنجایش نہ تھی اسلیئے انہین پر بس کیا ف معجزہ اُس امر خارق عادت کو کہتے ہین کہ جو مدعی نبوت سے سرزد ہو
اور خارق عادت وہ فعل ہے کہ جو اسباب پر مبنی نہو اور عادتاً وقوع مین نہ آتا ہو خواہ فعل ہوا پر اُڑتا ہو خواہ سیر آدھ سیر پانی سے لشکر کو سیراب
کردینا خواہ درختون سے کلام کرنا اور انکو بلانا خواہ مردیکو زندہ کرنا خواہ کوئی کلام ہو - اور اگرچہ آنحضرت کے بیشمار معجزات ہین کہ جنکو
اُن ثقات نے روایت کیا ہے کہ جو تورات وانجیل کی رواۃ سے ہزار درجہ قوی ہین اور خود قرآن مین بھی مذکور ہین پس بعض ناسمجھون کا یہ کہنا
(کہ ہم حدیث کو نہین مانتے قرآن مین کل معجزات کیون مذکور نہین اور جسطرح ہم عیسائی اناجیل مین معجزات مسیح دکھاتے ہین تم قرآن مین دکھاؤ
محض دھوکا ہے کیونکہ اول تو قرآن مجید آنحضرت کے وقائع عمری کی کوئی تاریخ نہین کہ اُسمین بضمن احوال آنحضرت معجزات کا مذکور ہونا بھی ضروری
ہوتا دوم باین ہمہ بطریق امتنان پھر بھی قرآن مین معجزات مذکور ہین کما سیظہر لک اور یہ تورات وانجیل ربعہ اصل انجیل و تورات منزل
علی موسیٰ وعیسیٰ نہین بلکہ حسب اقرار علماء اہل کتاب تاریخ اور روزنامچہ ہین کہ جنمین بہت عرصہ بعد انبیا اور حضرت مسیح کے احوال کو ابتدا سے انتہا
تک معتبر اور غیر معتبر رواۃ سے بلا سند متصل مجہول لوگون نے نقل کیا ہے بخلاف احادیث صحیحہ کے کہ انکو نہایت احتیاط اور سند متصل سے جمع کیا ہے
پھر ان احادیث کو غیر معتبر اور ان کتب تاریخ کو معتبر کہنا اگر اسلیئے ہے کہ ان کتب کو مجازاً تورات و انجیل کہتے ہین کتب احادیث کو قرآن نہین کہتے
تو یہ بچون کیسی باتین ہین لیکن قرآن مجید کا معجزہ جمیع معجزات سے افضل ہے (۱) اسلیئے کہ اور معجزات ایک طرفۃ العین مین واقع ہوکر پھر
محض حکایات ہی حکایات رہجاتے ہین پس اُنسے جو تصدیق کامل حاصل ہوگی تو خاص ... نے اُنکا مشاہدہ کیا ہے اور باقی سننے والیکی نسبت تو
بحکم ع شنیدہ کے بود مانند دیدہ ؛ ویسا اثر نہین بخشتا بلکہ بسا اوقات رُواۃ پر لحاظ کرکے دلمین کچھ اور ہی خیال آجاتا ہے بخلاف قرآن مجید کے کہ یہ معجزہ
وقت نزول سے قیامت تک باقی ہے جو ذوق سلیم نہین رکھتا اور عبارت عربیہ کے لطف سے واقف نہین تو مضامین کی خوبی پر غش کرجاتا ہے اور جو ایسا ہی
کوئی کور مغز اور بھدی سمجھ کا ہو تو اسکا کیا ذکر ہے (۲) اور معجزات سے محض تصدیق نبی کا فائدہ ہوتا ہے بخلاف قرآن کے کہ اسمین دونون بات ہین تصدیق نبوت اور
قانون ہدایت (۳) ہر نبی کو اکثر وہ معجزات عطا ہوتے ہین کہ جنکا اُس زمانے مین چرچا ہوتا تھا چنانچہ حضرت موسیٰ کے عہد مین سحر کا رواج تھا انکو ید بیضا اور عصا ملا کہ
جس سے تمام جادوگرون کا ناطقہ بند ہوگیا اور حضرت مسیح علیہ السلام کے عہد مین جالینوس کی طب کا بڑا چرچہ تھا انکو مردیکو زندہ کرنے اور بیمار کو تندرست کرنیکا معجزہ
ملا کہ جس سے اطبا عاجز آگئے اور آنحضرت کے عہد مین عرب کے لوگ فصاحت و بلاغت اور شعر گوئی مین عجب طولی رکھتے تھے اچھی فقرون پر عرب کو وجد آتا تھا[۵۱] پس اسلیئے

[۵۱] مروی ہے کہ جب لبید بن مغیرہ نے یہ آیت سنی ان اللہ یامر بالعدل والاحسان الآیہ تو کہا واللہ ان لہ لحلاوۃ وان علیہ لطلاوۃ ؛ مروی ہے کہ ایام حج مین کفار قریش نے ایک مجلس اسلیئے
منعقد کی کہ آنحضرت کے لیئے جادوگر یا شاعر ایک بات مقرر کیجائے جب عرب کے قافلے حج کے لیئے آوین تو رستون پر لوگ بیٹھ جاوین اور یہ کہین محمد کی بات نہ سننا - پس بعض نے کہا
اسکو جادوگر کہو اسبات کو انجمن نے رد کردیا اور کہا کوئی بات سحر کی اُسمین نہین بعض نے کہا شاعر کہو شعرا انجمن بول اُٹھے اُسکا کلام شعر بھی نہین شعر مین یہ خوبی کہان پس کسی نے
کاہن کہا اس فن کے لوگ بول اُٹھے کہ نہ وہ جھاڑ پھونک کرتا ہے نہ تعویذ گنڈا - الغرض اس کلام کی خوبی سے سب حیران تھے - مروی ہے کہ کسی شاعر نے خانہ کعبہ پر کچھ قصائد لکھکر
لٹکا دیئے تو جب سورۂ کوثر نازل ہوئی تو سنکر حیران ہوگئے اور انکو اُتار پھینکا - ایک عرب نے یہ آیت سنی فاصدع بما تومر ؛ سنکر سجدہ مین گر پڑا اور کہا مین اسکی فصاحت پر سجدہ کرتا ہون ۱۲ منہ

ہیکو وہ کتاب ملی کہ جس سے تمام عرب حیرت مین آگئے اور سحر مبین کہنے لگے پس جسطرح بلاغت کو عموماً عرب جانتے تھے اسیطرح اعجاز قرآن بھی عموماً
متحقق ہوا بخلاف مریض کو اچھا کرنے اور مُردے کے جلانے کے کیونکہ تحقیقاً اسپر طبیب وغیرہ حذاق ایمان لا سکتے ہین ورنہ عموماً جہلاء کے پاس
کوئی دلیل فارق معجزہ اور نظر بندی مین بجز اپنے اعتقاد کے اور کچھ نہین فتامل جداً تمام امت کا اسبات پر تو اتفاق ہے کہ
قرآن معجزہ ہے لیکن وجہ اعجاز ہر ایک محقق کے نزدیک جداگانہ ہے مگر جمہور بلاغت قرار دیتے ہین کوئی مضامین کی خوبی کوئی پند و
نصائح کا اثر حد افزون کوئی اخبار عن المغیبات کوئی تزکیہ روح کوئی حالت غضب و رحم و سخاوت و کفایت شعاری وغیرہ صفات متضاد و
مین استقامت کہتا ہے مگر یہ نزاع لفظی ہے کیونکہ جو ایک چیز کا مقر ہے دوسرا اُسکا انکار بھی نہین کرتا اور جو ایک آدھ کم عقل نے کیا بھی تو وہ کس شمار
اور کس قطار مین ہے؛ جیسا کہ نظام معتزلی وہ کہتا ہے اگر نفس عبارت قرآن پر لحاظ کیا جاوے تو ویسی عبارت ممکن ہے مگر جب معانی اور نفس
مطالب بھی اُسکے ساتھ لحاظ کیے جاوین تب ممکن نہین ہے کیا سید احمد خان صاحب کے انکار ملائکہ و معجزات سے اس امر پر اجماع
امت مین کچھ فرق آسکتا ہے؛ پس حق یہ ہے کہ قرآن کا اعجاز بجمیع وجوہ مذکورہ ہے یہ اور بات ہے کہ کوئی کسی وجہ کو کوئی
کسی اور کو ترجیح دیتا ہے ع وللناس فیما یعشقون مذاہب ؛ اب مین قبل سکے کہ کسیقدر بلاغت قرآن بیان کرون اُسکے مضامین کی
نسبت عرض کرتا ہون۔ قرآن کی کوئی آیت ایسی نہین کہ جسمین ان عمدہ خوبیون مین سے کوئی نہو (۱) صفات الہیہ مثلاً اُسکا رحیم و کریم و ازلی
و ابدی و غفور و قادر و علیم و حکیم و عادل و قدوس و محی و ممیت و معز و مذل ہونا (۲) خدا کا جمیع نقائص اور عیوب سے پاک ہونا جیسا کہ
حدوث و عجز و جہل و ظلم وغیرہ (۳) توحید خالص کیطرف بلانا اور شرک اور اُسکی شاخ تثلیث کو مٹانا (۴) انبیاء علیہم السلام کا اسطرح
ذکر کرنا کہ جو لوگون کو نیک چلنی کیطرف داعی ہو نہ یہ کہ اُنکی برائیان[۱] بیان ہون کہ جس سے گمراہی پر لوگون کو جرأت ہو (۵) ملائکہ کا
مخلوق الٰہی ہونا اور خدا کی فرمانبرداری اور عبادت کرنا (۶) اللہ اور اُسکے رسولون پر ایمان لانیوالونکی مدح (۷) منکرون کی برائی (۸)
اللہ اور ملائکہ اور انبیاء پر اور روز حساب پر ایمان لانیکی تاکید (۹) یہ وعدہ کہ انجام کار ایمان والے بے ایمانون پر غالب ہونگے (۱۰) قیامت
اور جزاء اعمال کا بیان (۱۱) جنت و دوزخ کا ذکر (۱۲) دنیا کی برائی اور اسکی بے ثباتی (۱۳) عقبےٰ اور اُسکے ثبات کی مدح۔
(۱۴) اشیاء کی حلت و حرمت کا بیان (۱۵) احکام تدبیر المنزل کا بیان (۱۶) احکام سیاست مدن کا بیان (۱۷) تہذیب الاخلاق کی
تعلیم اور مکارم اخلاق کی خوبی (۱۸) محبت الٰہی اور اُسکے پاک لوگونکی ساتھ محبت کرنیکی ترغیب (۱۹) اُن امور کا بیان کہ جو خدا تک رسائی
کا ذریعہ اور اُسکی خوشنودی کا باعث ہین (۲۰) فجار اور فساق کی صحبت سے حذر (۲۱) عبادت بدنیہ اور مالیہ مین خلوص نیت کی تاکید (۲۲)
ریاکاری اور دکھلاوے کی عبادت کی مذمت (۲۳) اخلاق ذمیمہ پر تہدید (۲۴) بری باتون کے ترک کرنیکی تاکید جیسا کہ غضب اور تکبر اور بخل
اور جُبن اور ظلم وغیرہ (۲۵) احکام شرعیہ کا بیان (۲۶) ذکر الٰہی کی طرف ترغیب (۲۷) زمین و آسمان مین جو آثار قدرت و جبروت کا
بیان (۲۸) عالم کبیر و عالم صغیر مین غور اور تامل کرنیکا حکم (۲۹) اگلے لوگون کے سچے سچے واقعات کہ جنکے سننے سے انسان کے دل پر خدا کے غضب سے ڈر
اور رحمت کی امید پیدا ہو (۳۰) یہ بات کہ اس عالم کی جس قدر مخلوقات ہے سب کا وجود ظلی اُسکی طرف سے آیا ہے اور پھر اُسکی طرف لوٹ جائیگا

[۱] خلاف عہد عتیق کے کہ اسمین انبیاء کا زنا کرنا وغیرہ باتین مذکور ہین ۱۲ منہ

Marfat.com

علاوہ انکے اور بھی بہت سے عمدہ عمدہ مضامین قرآن مین ہین کہ جنکے ذکر کی یہان گنجایش نہین اور اسی لئے قرآن کو دریا بیکنار کہا گیا ہے
اسکے بیچ ظہر اور بطن آیا ہے۔ اب منصف غور کرے کہ اسقدر مضامین کو جنکی خوبی اور ضرورت ۵۱ ہو نہین کسی اہل عقل کے کلام نہین قرآن
وفصاحت سے ادا کیا (۱) تو وہ مفردات الفاظ اپنے کلام مین لایا کہ جو غرابت ۵۲ اور تنافر حروف اور مخالفت قیاس سے بری ہین اور

۵۱ اب مین پادری عمادالدین صاحب وغیرہ متعصب لوگونکی خدمت مین عرض کرتا ہون کہ خدا سے ڈر کر اور ایمانداری سے کہو کہ اس تعلیم محمدی مین کونسی بات قابل اعتراض ہے
پھر آپ صاحبون نے بندگان خدا کو گمراہ کرنیکے لیئے ہدایت المسلمین اور تعلیم محمدی و میزان الحق وغیرہ کتابون مین جزو کے جزو کیون سیاہ کیے ہین اور لوگون کو
دھوکے کیون دیئے ہین؟ کیا ان چپڑی چکنی باتون سے تعلیم محمدی مین کچھ دھبہ لگ سکتا ہے نہین ہرگز نہین ہان اگر آپ کو اسوقت کے مسلمانون کے خلاف سنت
رسم و رواج پر اعتراض ہے تو بجا ہے مگر اس سے آپ صاحب بھی بری نہین۔ اور اسیطرح مین عدم ضرورت کتاب کے مولف سے عرض کرتا ہون کہ پادری صاحب نے قرآن و بائبل کا
موازنہ کرنا تھا تو ایک کالم مین ان مضامین قرآن کو لانا تھا اور دوسرے مین انکے مقابل بائبل سے مضامین لکھتے تب ضرورت قرآن آپکو معلوم ہوتی آپنے توارات و اناجیل کا مقابلہ
کیون نہ کیا یہود کے نزدیک انجیل کی کیا ضرورت ہے؟ ۱۲ منہ ۵۲ اگر کوئی کہے کہ موافق بیان تفسیر اتقان کے قرآن مجید مین علاوہ زبان حجاز عرب کے اور غیر زبانون کے
بھی بہت سے الفاظ آئے ہین پھر غرابت سے کیونکر قرآن بری ہو سکتا ہے تو مین کہتا ہون کہ غیر زبانون کے الفاظ مستعمل ہونیکی دو صورت ہین اول یہ کہ وہ الفاظ
اس زبان مین مستعمل نہ ہون دوم یہ کہ مستعمل ہون اول صورت مین تو بلاشک غرابت ہے اور دوسرے مین غرابت نہین بلکہ عین فصاحت ہے مثلاً ہماری اردو زبان
مین جو الفاظ انگریزی مثلاً لمپ و پریس وغیرہ مستعمل ہین اگر کوئی دہلی کا فصیح ان کو اپنے کلام مین لائیگا تو ہرگز اسکی فصاحت مین کچھ فرق نہ آئیگا بلکہ بڑا فصیح گنا
جائیگا ہان اگر غیر مستعمل لفظ بولیگا تو اسکے کلام مین نقص ہو گا پس قرآن مجید مین جس قدر الفاظ غیر زبانون کے وارد ہین وہ ہین کہ جو عرب کے نزدیک مروج
اور مستعمل تھے کیونکہ ان الفاظ پر کبھی کوئی اہل زبان نہ چونکا نہ کسیکو انکے معانی دریافت کرنیکی ضرورت پڑی۔ پادری عمادالدین صاحب نے تھوڑی سی تنخواہ
کے لئے اپنے پادریون مین بڑی قابلیت جتلائی ہے اور ہدایت المسلمین مین چند فصول رد قرآن مین لکھی ہین فصل اول جو صفحہ ۱۰۳ سے صفحہ ۱۱۴ تک ہے اس مین
بے تک مختصر المعانی کی عبارت فصاحت و بلاغت مین لکھکر ترجمہ کیا ہے اور چند لغو باتین بھی کہی ہین (۱) صفحہ ۳ مین لکھا ہے قولہ بعضے محمدی علما نے
درجہ کی فصاحت کا انکار کیا ہے انتہی۔ یہ بالکل جھوٹ اگر سچے ہو تو ثابت کرو (۲) یہ کہ فصاحت و بلاغت کے قواعد از خود مسلمانون نے گھڑ لیئے ہین قرآن کو اشعار
عرب سے مقابلہ کرکے دکھاتے تو ہم جانتے اقول یہ لغو گفتگو ہے اگر آپ کو ان اشعار کا علم نہو تو یہ تمہارا ہی قصور ہے خود اتقان مین ہے کہ عبداللہ بن عباس نے
ان محاورات کے ثبوت مین جاہلیت کے اشعار سند مین پڑھکر سنائے اور یہ قواعد تو ایسے ہین کہ جنکو ہر ذی عقل تسلیم کرتا ہے اور ہر زبان مین جاری ہو سکتے ہین
اور اکثر جاہلیت کے اشعار سے مستنبط ہین خود اہل معانی نے ان اشعار کو لکھا ہے علاوہ اسکے اگر ان قواعد مین قصور ہو تو بیان کرو (۳) جہان اتقان مین علاوہ حجاز
عرب کے اور زبانون کے الفاظ گنوائے ہین اور ان زبانون کی تفصیل لکھی ہے وہان نہ یہ کہا ہے کہ یہ لفظ غیر مانوسۃ الاستعمال ہین نہ انکو وحشی تبلایا ہے یہ فقط آپکی جہالت
ہے اور نہ یہ کہا ہے کہ اور زبانین جٹاشاہی اور لغو اور بیہودہ ہین کیونکہ یہ بات کسی زبان کی نسبت نہین کہی جاتی۔ اب مین پادریصاحب سے پوچھتا ہون کہ آپنے جو صفحہ ۳۲
تفسیر اتقان سے ۱۰۴ لفظ غیر زبانون کے نقل کیے ہین اور پھر سخت زبان درازی کی ہے اور قرآن سے مقامات حریری کو بہتر تبلایا ہے یہ تو فرمایئے کہ ان مین سے کونسا لفظ
غریب ہے اور غریب کے معنی جو اہل معانی نے لکھے ہین (وہی کون الکلمۃ وحشیۃ غیر ظاہرۃ المعنی ولا مانوسۃ الاستعمال) انمین سے کس پر صادق آتے ہین؟ جب آپ خود اقرار کر چکے
ہین کہ مکہ مین میلہ ہوتا تھا ہر ملک کے لوگ آتے تھے یہ لفظ محمد نے انسے سیکھ لیے تھے الخ تو پھر یہ کہانسے آپنے ثابت کیا کہ یہ الفاظ خاص محمد صلعم نے سیکھے تھے؟ بلکہ آپ کے
اقرار کے بموجب تو انکو عام قریش جانتے کیا بلکہ روزمرہ بولتے تھے پس جبکہ یہ مستعمل تھے تو گو اصل انکی اور زبانونسے ہو انکے استعمال سے کوئی نقص لازم نہین آتا کیا آج انگریزون
کے میل جول سے دہلی و لکھنؤ کے فصحا صدہا الفاظ انگریزی جو کہ مستعمل ہین نہین بولتے؟ پھر کیا انکو گنواری اور جٹاشاہی بولی کہہ سکتے ہین؟ انصاف فرمایئے۔ اب جب تک
آپ ان الفاظ پر غرابت مصطلحہ کے معنی صادق نہ کردین۔ اعتراض نہ کرین مگر مجھکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپنے کبھی چند سبق مختصر المعانی کے پڑھے تھے کج طبعی آپ کی جبلی ہے
اصل معنی غرابت کے نہ سمجھے غیر زبان کا ہونا غریب ہونا سمجھ بیٹھے اور ایک فصل کی فصل اس بارہ مین لکھدی تا کہ مشن مین تنخواہ کا اضافہ ہو جائے مگر اہل علم مین
اپنی قلعی کھلوائی مدارس کے طلبا بھی آپ کی لیاقت پر ہنستے ہین۔ اب یہ جس طرح آپکی فصل کا جواب تحقیقی ہو چکا ہے آپ کے ہم صفیر ماسٹر رام چندر صاحب
وغیرہ ناواقفون کا جواب بھی ہو چکا۔ آپ کو علم نہ تھا کاش عقل سلیم ہی ہوتی آپ یہ نہ سمجھے کہ اگر یہ الفاظ وحشی اور غیر مانوسۃ الاستعمال ہوتے تو حضرت
محمد صلعم کہ جنکی عقل سلیم کے تو جمہور عیسائی بھی مقر ہین باوجود دعوی فصاحت کے کاہیکو قرآن مین داخل کرتے بھلا کوئی بھی عاقل ایسا کرتا ہے اور اگر یہ بھی تھا
تو جب آپ کیسے ہندی نژاد کو یہ نکتہ چینی ممکن ہوئی تو کیا قریش کو نہ ہوتی کوئی تو کہتا کہ حضرت آپ کہان کے الفاظ بول رہے ہین فرادلمین شرما دار عذاب اخروی سے ڈرو واللہ الہادی ۱۲ منہ

Marfat.com

ضعف تالیف اور تنافر کلمات اور تعقید لفظی و معنوی سے بچایا (۲) کلام کو مقتضا حال کے مطابق کیا یعنی جہان تقدیم مسندالیہ کا موقع تھا
وہان تقدیم کی جہان تاخیر کا مقام تھا تاخیر کی تاکید جس قدر جہان مطلوب تھی وہان اُسیقدر تاکید کی جہان وصل کا موقع تھا وہان وصل کیا
جہان فصل کا مقام تھا فصل کیا۔ جہان نکرہ لانیکا موقع تھا نکرہ لایا اور جہان معرفہ لانیکی جگہ تھی وہان معرفہ کا استعمال کیا اسناد حقیقی
کے موقع پر اسناد حقیقی اور مجازی کے موقع پر مجازی لایا قصر جس درجہ کی مطلوب تھی وہان اسی درجہ کی قصر اِنما وغیرہا آدات قصر کی
جہان مفعول ظاہر کرنیکا موقع تھا وہان مفعول ظاہر کیا اور جہان ترک کا موقع تھا ترک کرکے فعل کو عام یا لازمی کیسا بنا دیا جہان ایجاز
مطلوب تھا ایجاز اور جہان اطناب مقصود تھا وہان اطناب و مساوات کی جگہ مساوات کی رعایت رکھی۔ اب مین ایجاز قصر کی ایک
مثال پیش کرتا ہون۔ عرب مین قصاص کے بارہ مین یہ قول مشہور تھا القتل انفی للقتل اسکی جگہ قرآن مین یہ نازل ہوا۔ فی القصاص حیوۃ اب
دیکھیے یہ کلام پہلے کلام سے بچند وجوہ بڑھکر ہے (۱) تو باوجود مقصود پورا ادا کرنیکے اسکے حرف کم ہین کیونکہ اسکے گیارہ حرف ہین اور اُسکے
حروف ملفوظہ چودہ ہین (۲) اسمین مقصود اصلی (قصاص سے لوگونکی زندگی) کی تصریح ہے اُسمین نہین (۳) حیوۃ کی تنوین مین تعظیم پائی جاتی
ہے یعنی قصاص سے تمھارے لیئے بڑی زندگانی حاصل ہوتی ہے کیونکہ جب قصاص جاری ہوگا تو کوئی کسیکو نہ مارےگا ورنہ ایک شخص کو مثلاً کوئی
مارتا اور اُسکے بدلے مین قاتل اور اُسکے مددگار قتل کیے جاتے اب ایک جماعت قتل سے بچ گئی تو قصاص مین بڑی حیات حاصل ہوئی
(۴) یا یہ تنوین نوعیت کا فائدہ دیتی ہے اور وہ یہ کہ قاتل کو قصاص مین مارے جانیسے بسبب باز رہنے کے ومقتول کو قتل ہونیسے حاصل ہوئی (۵)
یہ ہر موقع پر صادق آتا ہے کیونکہ کوئی ایسا قصاص نہین کہ جس مین حیات نہو بخلاف القتل الخ کے کیونکہ ہر قتل قتل کو نہین مٹاتا بلکہ جو قتل ناحق ہے
وہ تو اور بھی قتل کی ترغیب دیتا ہے (۶) اسمین لفظ مکرر نہین (۷) اسمین مقدر کرنے محذوف کی ضرورت نہین (۸) صنعت مطابقت حاصل ہے
کیونکہ قصاص اور حیوۃ مین تقابل ہے اور جمع متقابلین سے صنعت مذکورہ حاصل ہوتی ہے (۳) باوجود ان رعایتون کے کلام مین ظہور اور خفا کا
لحاظ کیا پس کبھی تشبیہ دیکر بیان فرمایا اور تشبیہ مین جہت شبہ اور مشبہ بہ کی پوری رعایت رکھی جہان زیادہ مبالغہ تشبیہ مین مقصود ہوا وہان
کاف وکان وغیرہا ادات تشبیہ کو بالکل حذف کردیا۔ اور جہان استعارہ کا موقع دیکھا وہان استعارہ تخیلیہ یا مکنیہ یا ترشیحیہ کو جیسا
جسکا موقع دیکھا مع قرآئن حالیہ ومقالیہ کے ذکر فرمایا۔ اور جہان کنایہ مناسب جانا وہان کنایہ سے کلام لیا اور اسیطرح تمثیل کے موقع پر
تمثیل کو مع رعایت شرائط ذکر کیا (۴) ان سب کی رعایت کے بعد پھر کلام مین ان وجوہات کی رعایت رکھی کہ جن سے کلام مین اور بھی حسن
وخوبی پیدا ہوجاتی ہے اور یہ دو قسم ہین ایک معنویہ دوم لفظیہ وجوہات معنویہ مین سے (مطابقت) اور (مراعات النظیر) اور (تشابہ
الاطراف) اور ارصاد اور مشاکلت اور عکس اور ایہام اور استخدام اور لف ونشر اور جمع اور تفریق اور جمع
مع التفریق اور جمع مع التقسیم اور حسن تعلیل وغیر ذلک کو ذکر کیا اور محسنات لفظیہ مین سے تجنیس اور رد العجز علی الصدر
اور قلب کو کہ جو حروف کو اُلٹنے سے پھر وہی جملہ مرکب ہوجائے جیسا کہ کل فی فلک اور ربک فکبر اور لزوم مالایلزم کو بھی
اور وہ یہ ہے کہ حرف روی اور اُسکے قائم مقام کے پہلے وہ لایا جاوے کہ جس کا لانا کچھ ضرور نہ تھا لیکن کلام کو رونق ہوجاتی ہے جیسا کہ اما الیتیم
فلا تقہر واما السائل فلا تنہر اور سجع کو ملحوظ رکھا اگر قرآن مین اسکو فواصل کہتے ہین اور یہ نثر مین ایسی چیز ہے کہ جیسا نظم مین قافیہ ہوتا ہے

(۵) ایک ایسی بات کی رعایت رکھی کہ جسکی رعایت کرنا شعرا رکو محال کیا بلکہ محال سے بھی بڑھکر ہے بلکہ کوئی کیسا ہی بلیغ و فصیح ہو
ہو وہ بھی اسکو نہین پورا کر سکتا چہ جائیکہ جناب رسول اللہ صلعم کہ جنہون نے ساری عمر کوئی شعر بھی نہین کہا نہ شعرا رکی مجالس مین بیٹھے
پس معلوم ہوا کہ یہ اُسی قادر مطلق کا کلام ہے اور اس بات کے بیان کرنیسے پہلے ہم ایک مقدمہ بیان کرتے ہین تاکہ یہ بات بخوبی سمجھ مین
آجاوے **مقدمہ** کل آباد اور شائستہ ملکون کے رہنے والونکی ایک جبلی عادت ہے کہ انکو کلام مسجع اور مقفا مین خواہ وہ نظم ہو خواہ نثر ایک
عجب لذت اور سرور معلوم ہوتا ہے اور کلام موزون سے ایک کیفیت معلوم ہوتی ہے دیکھیے جب ایک کلام (کہ جسکے بعض اجزا باہم موافق ہوتے
ہین) مخاطب سنتا ہے کس قدر محظوظ ہوتا ہے اور جب دوسری بیت اُسیطرح کی اُسکے کان مین پڑتی ہے تو اور بھی لذت آتی ہے اور جب تیسری
بیت سنتا ہے کہ جو دونون سے قافیہ مین شریک ہے اور بھی دل خوش ہوتا ہے (شاید یاد رون کو مزہ نہ معلوم ہوتا ہو) پس اس قدر مین تو عرب و عجم
ہند و انگریز سب شریک ہین مگر بیت کے توافق اجزا اور قافیہ مین اختلاف ہے پس عرب نے تو وہ قانون اختیار کیا کہ جسکو **خلیل** نے وضع کیا ہے
کہ وہ مستفعلن کی جگہ مفاعلن و مفتعلن قائم کرتے اور فاعلاتن کی جگہ فعلاتن اور فاعلتن کو ایک ہی قاعدہ پر سمجھتے ہین اور حشو مین بہت سے
زحافات جائز رکھتے ہین بخلاف شعرا ایران کے کہ اُنکے نزدیک حاف مکروہ ہے اور اسیطرح عرب کے نزدیک اگر ایک بیت مین قافیہ قیود ہے
تو دوسرے مین منیر درست ہے اور اسیطرح ایک کلمہ کا ایک حرف ایک مصرع مین اور باقی دوسرے مصرع مین جائز رکھتے ہین وقس علی ہذا اور اہل ہند
کے نزدیک اشعار مین حروف کا شمار برابر ہونا چاہیئے باقی حرکت و سکون کی موافقت کچھ ضروری نہین اسیطرح بعض لوگون مین دونون مصرعون کے
حروف مین برابری بھی کوئی شرط نہین جسنے انگریزی کے اشعار اور ہندونکی تغزیدات اور ہندوستان مین دیہاتیون کی نظم اور دھوبی سقون
کے کہند سنے ہونگے وہ اس بات سے بخوبی ماہر ہوگا اور کلغی اور طرہ والونکی مرہٹی اور خیال بھی اسی قسم کے ہین الغرض ہر ایک قوم اور
ہر ایک زمانہ مین ایک قاعدہ خاص ہے کہ جس کی رعایت رکھنے سے اُن لوگون کو کلام مین لذت حاصل ہوتی ہے جسطرح کہ راگ مین آواز موزون
سے ہر ایک **قوم** لذت پانے پر متفق ہے باقی راگ اور راگنیون اور سرون کے قاعدے ہر ایک قوم کے نزدیک الگ الگ ہین حاصل کلام
یہ کہ کلام کی موزونیت پر تمام متفق ہین اور اتفاق ایک تخمینی اور انتزاعی امر مین ہے کہ جو سب سے بحذف مشخصات حاصل ہوتا ہے
جسطرح کہ تمام آدمیون کی صورتین مختلف ہین اور نہایت فرق ہے مگر پھر سب ایک امر خاص مین شریک ہین کہ جسکو انسانیت کہنا چاہیے
پس جب آپکو یہ معلوم ہو چکا تو اب ہم وہ **بات** بتلاتے ہین کہ جسکی خدا تعالیٰ نے اپنے کلام مین رعایت رکھی ہے اور وہ یہ کہ خدا تعالیٰ
کو یہ مقصود تھا کہ اپنے بندون سے اسطرح کلام کرے کہ جس سے انکو لذت آئے اور چونکہ یہ کتاب تمام جہان کے لیے بھیجی گئی ہے اور اوّلاً و بالذات
عرب مخاطب بنائے گئے ہین اسلیئے اسکی زبان تو عربی رکھی مگر اسکی موزونیت مین تمام جہان کی طبائع کی رعایت رکھی یعنی اُس امر

۵۱ اس کلام مین باوجودیکہ صاف طور پر اس بات کا ذکر ہے کہ ہر ایک قوم کا شعر اور اسکے اوزان جدا گانہ ہین یہانتک کہ دھوبی سقو نکے کہند بھی ایک کلام موزون ہے کہ جسکو وہ شعر
سمجھتے ہین اُس سے محظوظ ہوتے ہین اور اسلیئے حکماء کے نزدیک ہنوز شعر کی حقیقت کی تعین نہین ہوئی - اور یہ بات بدیہی ہے نہ اس سے یہ مقصود کہ قرآن مین دھوبی سقونکی کہند مین یا ت
ہین اسیطرح بھی سمجھی نہین جاتی مگر امام پادری کے فہم سلیم پر آفرین ہے کہ ادنے ہی سمجھ لیا اور جواب سے عاجز ہوکر عام مسلمانون کو تفسیر شریف سے بد اعتقاد کرنیکے لئے غل مچادیا کہ مفسر
قرآن مین دھوبی سقون کے کہند موجود ہونا بیان کرتا ہے لیکن اسکے بعد جسنے اصل مقام کو دیکھا تو معترض کی جہالت پر سخت تاسف کیا ۱۲ حکیم غلام حسن +

مطلق کی رعایت رکھی کہ جو سب مین مشترک ہے اور وہ قاعدہ جاری کیا کہ جو ہر زمانہ مین ہر قوم کے ذوق سلیم سے مناسبت رکھتا ہے اور
وہ قاعدہ یہ ہے کہ یہ تمام بنی آدم کی جبلی عادت ہے کہ چند کلمات کے بعد دم ٹوٹ جاتا ہے، گو مشقت سے دم کھینچ سکتا اور کم بھی کر سکتا ہے
کیونکہ جب دم لیکر کوئی بات منہ سے بولتا ہے تو جس قدر دم کم ہوتا جاتا ہے اُسی قدر طبیعت پر اضمحلال پیدا ہوتا جاتا ہے یہان تک کہ جب دم
تمام ہو جاتا ہے تو بالکل چپ ہو جاتا ہے پھر دوسرا دم لیکر بات کرتا ہے پس جہان تک کہ ایک سانس مین کلام کرتا ہے وہ ایک حد مبہم غیر معین ہے
لیکن یہ مقدار کم سے کم دو کلمہ کی اور زیادہ سے زیادہ چار کلمہ کی گنجایش رکھتی ہے - پس اس حد کو خدا تعالی نے اپنے کلام مین ایک وزن
خاص معین فرمایا ہے جس طرح کہ شعرا اپنے اشعار کے لئے کوئی وزن اور بحر خاص معین کرتے ہین اور جسطرح اُس وزن مین اوتاد اور اسباب
اور بعض ارکان کے تقدیم کی بعض پر گنجایش ہوتی ہے اسیطرح اُس حد مبہم مین ہے اور اس حد مبہم کو آیت کہتے ہین پھر ان آیات کو تین قسم پر منقسم
کیا ہے طویل جیسا کہ سورہ نسا مین ہین اور متوسط جیسا کہ سورہ اعراف و انعام مین ہین اور قصیر جیسا کہ سورہ شعرا اور دخان مین ہین
اور پھر جس طرح کہ ہر شعر مین قافیہ اور روی ہوتی ہے اسیطرح آیات مین جس کلمہ پر کہ دم ٹوٹتا ہے اُسکو بجاے روی اور قافیہ کے مقرر کیا اور
جس پر دم ٹوٹتا ہے وہ مدہ[1] ہے کہ جس سے پہلے کوئی حرف قافیہ ضرور ہوتا ہے کہ جسکے بار بار آنے سے صاحب ذوق سلیم کو لذت اور کیفیت معلوم
ہوتی ہے جیسا کہ رحیم و کریم لیکن خدا تعالے نے اپنے کلام مین یہ وسعت رکھی کہ ایک آیت مین مدہ ہو تو اُسکے بعد دوسری آیت مین خاص اسی
مدہ کی اور اُسکے ماقبل کے حرف کی تخصیص نہین کی بلکہ دوسری آیت مین کوئی مدہ ہو خواہ الف ہو خواہ یا ہو یا واؤ ہو اور اُنکے پیشتر خواہ
یا ہو یا لام اور اسیطرح اخیر کا کوئی حرف کیون نہو پس یعلمون ہ اور مومنین ہ اور مستقیم ہ موافق ہین اور اسیطرح مریج و تحید و تبار و فواق و
عجاب سب ایک ہی قاعدہ پر ہین - اور اسیطرح سب کے اخیر الف کا آنا بھی ایک لذت دیتا ہے گو حرف روی مختلف ہو جیسا کہ ایک جگہ رحیما ہ اور ایک جگہ
صدیقا ہ اور ایک جگہ نصیرا ہ - اور اگر موافقت حرف روی کا بھی التزام ہو گا تو اور زیادہ لطف معلوم ہو گا جیسا کہ اوائل سورہ مریم اور سورہ
فرقان مین واقع ہوا اور اسیطرح سب آیات کا ایک حرف مین شریک ہونا بھی لطف دیتا ہے جیسا کہ سورہ قتال مین سب کے اخیر میم اور سورہ رحمن
مین نون ہے - اور اسیطرح ایک جملہ کا اعادہ کرنا بعد ایک کلام کے عجب کیفیت بخشتا ہے جیسا کہ سورہ قمر اور سورہ الرحمن اور سورہ مرسلات مین
واقع ہے کہ بار بار فبای الاء ربکما تکذبان وغیرہا آیات کا اعادہ کیا گویا ہے جیسا کہ شعرا چار مصرعون کے بعد ہر جگہ ایک پانچوان مصرع لگایا کرتے ہین
اور کبھی ذہن سامع کو طرب نشاط دینے کے لئے یہ بھی کیا ہے کہ فواصل کلام کو بدل دیا ہے مثل ادا و ہدا اخیر سورہ مریم مین اور سلاما و کراما اخیر سورہ
فرقان مین اور طین و ساجدین و منظرون اخیر سورہ ص مین وارد ہے باوجودیکہ ان سب کے اوائل مین اور فواصل مین کما لا یخفی - اور ایک لطف
اور کیا کہ آیت کا حرف اخیر اگر قافیہ ہونیکی صلاحیت رکھتا ہے تو خیر ورنہ اُسکو دوسرے جملہ سے ملا دیا کہ جس مین نعماء الہی کا ذکر ہے یا مخاطب کو
تنبیہ ہے جیسا کہ فرماتا ہے وہو الحکیم الخبیر و کان اللہ علیما حکیما - و کان اللہ بما تعملون خبیرا لعلکم تتقون ہ اور کبھی ان مواضع مین کلام کو دراز کر دیا
مثل فاسئل بہ خبیرا اور کبھی تقدیم اور کبھی تاخیر اور کبھی قلب اور کبھی زیادت کو تحسین کلام کیلئے عمل مین لایا الیاس کی جگہ الیاسین اور طور سینا

[1] مدہ اصطلاح صرف مین اُن حروف علت یعنی واو - یا - الف کو کہتے ہین کہ جو ساکن ہون اور اُن سے پیشتر کے حرف پر جو حرکت ہو وہ اُنکے موافق بھی ہو جیسا کہ
نقولون مین واو ساکن مدہ ہے اور اس سے پیشتر جو قاف ہے اُسپر ضمہ ہے اور ضمہ کو واؤ سے مناسبت ہے جس طرح کہ یا سے زیر کو اور الف سے زبر کو ۱۲ منہ

Marfat.com

کی جگہ طور سینین کہا۔ اور کہین پہلے فقرہ سے دوسرا چھوٹا کردیا اور کہین بالعکس کیا جیساکہ خذوہ فغلوہ ثم الجحیم صلوہ ثم فی سلسلۃ ذرعہا سبعون
ذراعا فاسلکوہ اور کبھی ایک آیت مین چند فواصل جمع کئے جسطرح کہ بعض شعراء اپنے اشعار میں متعدد قوافی لاتے ہیں جیساکہ یہ بیت
کالزہر فی ترف والبدر فی شرف ٭ والبحر فی کرم والدہر فی ہمم ٭ الغرض سطرح کی وہ وہ رعائتیں رکھین کہ جنکو ہر ایک قوم اور ہر زبان والے
اشعار مین مرعی رکھکر لذت اُٹھاتے اور لطف پاتے ہیں۔ جو شخص فواصل قرآن اور ہر ملک کے اشعار کو جانتا ہے ہمارے کلام کی تصدیق کریگا ہم
ہیں اس مختصر میں اُنکے بیان کرنیسے قاصر ہوں ؎ دامانِ نگہ تنگ گلِ حسنِ تو بسیار ٭ گل چین بہارِ تو زداماں گلہ دارد ٭ (۶) باوجود ان
خوبیوں کے اپنی عظمت اور جلال کبریائی کو مرعی رکھا سُوَر قرآن کو شاہی فرمانوں کی صورت مین نازل فرمایا اور ابتدا سے انتہا تک اسکو ملحوظ
رکھا بس جسطرح سے کہ بادشاہ بعض فرمانوں کی ابتدا میں حمد الٰہی ذکر کرتے ہیں اور بعض میں محض غرض اور مطالب ہی پر بس کرتے ہیں اور
بعض کو مرسل اور مرسل الیہ کے نام سے شروع کرتے ہیں اور بعض بغیر عنوان ہی کے رقعہ ہوتے ہیں اور بعض مطول اور بعض مختصر ہوتے ہیں اور
بعض کی ابتداء میں چند الفاظ مقررہ سے کسی غرض کیطرف اشارہ ہوتا ہے یا وہ حروف جملوں سے اختصار کے طور پر لئے جاتے ہیں جو عنوان
پر خلاصہ مطلب لکھدیتے ہیں اسیطرح ان حروف سے اشارہ اُس مطلوب کیطرف کردیتے ہیں اسیطرح خدا تعالیٰ نے اپنی بعض سورتوں کو حمد سے شروع
کیا اور بعض کو تسبیح سے اور بعض کو غرض بلا ء سے جیساکہ فرمایا ذالک الکتاب لاریب فیہ ہدًی للمتقین وقال سورۃ انزلناہا وفرضناہا اور بعض میں
اپنی طرف سے ہونا بتلادیا جیساکہ فرمادیا تنزیل الکتاب من اللہ العزیز الحکیم ٭ اور بعض کو بغیر عنوان کی شروع فرمایا جیساکہ اذا جاءک المنافقون
وقد سمع اللہ الایہ ویاایہا النبی لم تحرم اور بعض کی ابتداء میں حروف مقطعات لایا الم۔ حم وغیرہا۔ (۷) وہ بات بھی ملحوظ رکھی جو
عرب اپنے قصائد میں رکھتے تھے وہ یہ کہ اپنے قصائد میں جب بلاغت فصاحت کا زور دکھانا چاہتے تھے تو قصیدہ کو اول میں کسی
عجیب اور وقائع ہائلہ کا ذکر کرکے تشبیب سے شروع کرتے تھے خدا تعالیٰ نے بھی بعض سورتوں میں اسی طرز کو اختیار فرمایا جیساکہ آیات
والصافات صفا فالزاجرات زجرا فالتالیات والذاریات ذروا فالحاملات وقرا ٭ اذا الشمس کورت واذا النجوم انکدرت ٭ (۸) سب ہی جانتے ہیں کہ
بلاغت کلام کیلئے یہ امر ضرور دیکھا جاتا ہے کہ اُسکی ابتداء اور وسط اور اخیر کو کیا نسبت ہے اگر تینوں موقعوں پر کلام عالی اور مطلب خیز ہے تو
ٹھیک ورنہ وہ کلام درجہ اعتبار سے ساقط ہوجاتا ہے آپنے بعض انجمنوں اور کمیٹیوں میں لوگوں کو لکچر دیتے اور سپیچ یا خطبہ پڑھتے سنا ہوگا
بعض صاحبوں کے کلام میں ابتداء میں بڑا زور ہوتا ہے۔ وسط میں کلام بے لطف ہوتا ہے اور اخیر تو بالکل پھیکا اور بے نمک ہوتا ہے گویا کہ پہلے
کلام سے کچھ ربط ہی نہیں یہ ایسی بات ہے کہ جیساکسی چیز کو بہت بلند اُٹھایا اور پھر دھم سے زمین پر دے مارا اور بعض جیسا ہوتے کلام
میں آخیر پر زور ہوتا ہے اور بعض کسی قدر بیچ میں گرم ہوتے ہیں ورنہ یوں ہی ہچ مچ کرکے رہجاتے ہیں اور بعض کلام تو مخص ایک ہذیان
اور تقریر پریشاں ہوتی ہے۔ مگر قرآن مجید میں ان تینوں موقوں پر کمال درجہ کی بلاغت ہے اور آخر سورتوں میں کلمات جامعہ جو عنوان
احکام سابقہ اور کلام گذشتہ کے لئے ایک مہر کہیں تو بجا ہے اور تنبیہ کہیں تو روا ہے دیکھیے سورہ بقرہ میں بنی اسرائیل سے کلام شروع
کیا تو یابنی اسرائیل اذکروا الایہ سے کیا اور جب اُنکو الزام دیکر سخن تمام کیا تو اسی کو پھر یاد دلایا اور اسیطرح آل عمران میں
جب گفتگو شروع کی تو ان الدین عند اللہ الاسلام کہدیا تاکہ محل نزاع قرار پاوے پھر اُسکے بعد ادلہ قائم کرکے کس خوبی

کو ثابت کر دیا و لہ المثل الاعلےٰ (۹) سب سے بڑھکر یہ بات ہے کہ قرآن مجید مین راستبازی اور سچائی کے ساتھ بلا مبالغہ شاعرانہ کلام ہے مگر بلاغت مین اعلیٰ مقام ہے ورنہ جو سچی بات کا التزام کرتا ہے اوسکا کلام بے نمک ہو جاتا ہے اسلیئے حسان اور لبید کے وہ اشعار جو زمانہ جاہلیت کے ہین نہایت بلیغ ہین اور اسلام کے ذرا پھیکے ہین (۱۰) شاعری جتلانے اور فصاحت و بلاغت کے گھوڑے دوڑانیکا میدان رزم و بزم مدح حسن و جمال وصف زلف و خال وغیرہ امور حسیہ ہوتے ہین اور حکیمانہ باتو نمین اگر قافیہ تنگ ہو جاتا ہے ذرا کسی بڑے شاعر سے دو چار جزو مسائل میراث و فقہ مین تو لکھوایئے پھر شاعری ملاحظہ فرمایئے مگر قرآن مین با وجود اس التزام کے پھر اعلےٰ درجہ کی بلاغت ہے (۱۱) جب کوئی فصیح و بلیغ ایک مضمون کو ایکبار کہکے پھر کہتا ہے تو وہ لطف نہین رہتا لیکن قرآن نے مکرر مضامین بیان فرمائے مگر ہر ایک جگہ جدا لطف ہے (۱۲) ہر ایک فصیح و بلیغ ایک خاص امر مین مشہور ہوتا ہے کوئی رزم مین کوئی بزم مین مگر قرآن ہر بات مین یکسان بلاغت رکھتا ہے۔ آج کوئی شخص ان پڑھ ایسے ملک کا باشندہ اور ایسا جو کہ شعر و سخن سے آشنا بھی نہو ایسے مضامین کو ان امور کی رعایت کے ساتھ بیان کرکے تو دکھائے حق یہ ہے کہ عہد آدم سے لیکر اب تک (اور انشاء اللہ قیامت تک) کوئی فصیح و بلیغ حکیم ذکی ایسی کتاب کا سنوان حصہ بھی تصنیف کر سکا اور نہ کریگا۔ آج فرانس اور جرمن بالخصوص شام مین عیسائی علماء عربیت مین بڑا ید طولیٰ رکھتے ہین کسی نے قرآن مین کوئی نقص ثابت کیا بلکہ بالاتفاق سب نے اعلےٰ درجہ کی بلاغت کا اقرار کیا مگر صد افسوس کہ جن[۵۱] پادریون اور کرسٹینون کو اچھی طرح اردو زبان بھی نہین آتی انہون نے منہ کھولکر

[۵۱] عماد الدین کرسٹین نے ہدایت المسلمین کے صفحہ ۲۴۳ سے لیکر صفحہ ۳۱۵ تک ۳۰ مقام قرآن مجید کے ایسے بیان کئے ہین کہ جو انکے نزدیک غیر فصیح تو کیا بلکہ بالکل لغو اور غلط ہین اور ہر فقرہ پر یہ لکھے گئے ہین کہ صاحب ہی فصاحت ہے وہ حضرت اسی پر تیرے یہ سخت دعویٰ الخ اور درصل یہ وہ مواضع ہین کہ جہان مفسرین یہ بات ظاہر کیا کرتے ہین کہ مقتضائے فصاحت و بلاغت یہ ہے کہ محاورہ کو نہ چھوڑے اسلیئے بہت سے مواضع مین قرآن نے کہین حذف کہین ایصال کہین تقدیم کہین تاخیر وغیرہ امور کو کہ جو فصحاء کے نزدیک پسندیدہ ہین اختیار فرمایا اس امر کی مثال روز مرہ مین دیکھئے دہلی کی زبان جو اردو کا مبدء ہے بہت سی باتین بظاہر خلاف معلوم ہوتی ہین لیکن محاورہ کے مطابق ہین (۱) بے اتفاقی بیان کرتے ہین یون بولتے ہین اب خبر بھی نہو جیسے مگر دہیاتی اس فقرہ کو غلط کہیگا اور یون صلاح دیگا کہ خبردار نہو دین (۲) مین بھوکون مرگیا۔ عماد الدین کیسے دیہاتی کہینگے یہ غلط بلکہ یون کہنا چاہیئے تھا کہ بھوکھا مر گیا۔ (۳) اُستانی جی۔ عماد الدین اسکو بھی غلط کہیگا اور استادنی جی صحیح بتلائیگا۔ الغرض اسیطرح کے صدہا محاورات ہین کہ جو بظاہر خلاف قاعدہ معلوم ہوتے ہین مگر اہل زبان بولتے ہین اور انہین مواضع مین اہل زبان اور غیر زبان مین فرق معلوم ہوتا ہے انہین محاورات کی رعایت سے ذوق اور میر اور غالب شعر مین استاد گنے جاتے ہین۔ یہ بات ہر زبان مین ہے۔ پس عماد الدین نے تفسیر اتقان سے چند مواضع کو نقل کیا اور کچھ ایجاد بندہ کو کار فرمایا ان موضع کا اجمالی جواب تو آپ سن چکے تفصیل مفسرین نے اپنی تفاسیر مین مع شواہد و اشعار عرب ذکر کیا ہے کشاف ہی کو ملاحظہ فرمایئے۔ مگر مین پادری کی عربیت کو بطور نمونہ کے لوگون کے روبرو بیان کرتا ہون کہ جس سے یہ بات معلوم ہو جائے کہ عماد الدین کو صرف و نحو سے بھی خبر نہین چہ جائیکہ فصاحت و بلاغت کے اسرار پہچاننا شاہد (اول) قولہ ۱۷ فقرہ اسی مین ہے فخیرنی شیرمن نحو اسم الامن امر بصدقہ یہ عبارت بھی قرآن مین غلط ہے کیونکہ نجوا فعل ہے اور من اسم ہے پس اسم کے استثناء عربی گرامر کے موافق فعل سے جائز نہین انتہے واہ پادری کیا کہنے ہین نجوا فعل اور من اسم کس نے کہا ہے اسی لیاقت پر پادریون مین لال بجھکڑ بنے تھے شاہد (دوم) قولہ لفظ نہین قرآن مین غلط بولا گیا ہے کیونکہ لفظ شہر مذکر ہے اسکے لئے ضمیر مؤنث کی بولنا جائز نہین انتہے فیہن کا مرجع شہر کو بنانا اور اشہر کو جو جمع ہے چھوڑ دینا علاوہ نادانی کے دلیل صریح ہے اس امر پر کہ عماد الدین کے نزدیک اشہر اور شہر دونون ایک ہین شاہد (سوم) قولہ اہل ہذہ القریہ غلط ہے ہذا کی جگہ تلک بولنا لازم تھا کیونکہ گاؤن دور تھا نہ قریب انتہے معلوم ہوا کہ دور رکھنے کے لئے تلک آتا ہے اور ہذہ اور تلک مین بھی فرق ہے یہ محض جہالت ہے اسیطرح کے اور بیہودہ اعتراضات ہین کہ ایاک نعبد و ایاک نستعین مین پہلے نستعین کہنا تھا وغیر ذلک من الخرافات شاہد (چہارم) قولہ صفحہ ۳۴۴ اسی مین ہے ومن لم یطعمہ ای الماء غلط بولا ہے یون بولنا چاہیے تھا ومن لم یشربہ کیونکہ پانی کو کھایا نہین بولا کرتے پیا بولا کرتے ہین الخ اسی لیاقت پر قرآن پر اعتراض کرنے بیٹھے تھے طعم کے معنی چکھنا ہے نہ کھانا پس پانی کو چکھنا بھی بولتے ہین جہانکہ بالکل ممانعت مقصود ہوتی ہے آپ طعم کے معنی کھانیکے سمجھ گئے اور طعم اور اکل مین کچھ تمیز نہ کی۔ شاہد (پنجم) قولہ ۱۴ فقرہ اسی مین ہے ربائبکم التی فی حجورکم تمہاری وہ بیٹیان حرام ہین جو تمہارے گھرون مین ہین الخ حجور جمع حجر کی ہے جسکے معنی گود اور پرورش ہین عماد الدین نے حجر کے معنی گھر کے اپنے گھر سے نکالے اور اسپر اعتراض کیا اور یہ لیاقت عماد الدین اول ان باتونکے جواب دین پھر میدان مین آئین ۱۲ منہ

قرآن پر اعتراض کیا اور مقامات حریری کو (کہ جسکا مصنف قرآن کی بلاغت پر ایمان لائے ہوئے تھا) قرآن سے بہتر کہا اگر سچ ہے جسکو تو
تو وہ اگر بد بو اور عطر کو یکسان کہے تو بعید نہین وللہ در من قال ؎ چون نیست در مشام عماد ہیچ امتیاز٭ سرگین میش و عنبر سارا برابر است
ف واضح ہو کہ متکلم کا مقصود اپنے کلام سے کبھی تو یہ ہوتا ہے کہ مخاطب کو صرف خبردار کر دے اور کبھی یہ کہ اُس مضمون کی تصویر
لکھدی پس خبر دینا تو ایکبار بیان کرنیسے بھی حاصل ہوجاتا ہے مگر دوسرا مطلب بغیر بار بار لانے کلام کے حاصل نہین ہوتا۔ اور اس تکرار مین
جس طرح ایک خوبی ہے اسیطرح ایک قباحت بھی ہے کہ مکرر چیز سے نفس کو نفرت ہوجاتی ہے ؎ مکرر گرچہ سحر آمیز باشد٭ طبیعت را ملال انگیز باشد
پس ضرور ہوا کہ اس مکرر لانے مین کوئی نیا لطف بھی ضرور ہو خواہ وہ عنوان کے تغیر سے حاصل ہو خواہ خوش آوازی یا کسی اور وجہ سے
اسی لیئے راگ مین ایک کلمہ کو بار بار اعادہ کرنیسے مزہ آتا ہے کیونکہ خوش آوازی پر ہر بار نفس کو جدا تنبہ حاصل ہوتا ہے اور خدا پاک کا نام بار بار لینے سے
دلکو حظ آتا ہے۔ پس جب خدا تعالی کو یہ منظور ہوا کہ بعض مطالب ضروریہ کی بندون کے دلون پر تصویر کھینچے تو مکرر لایا اور اس تکرار کے عیب کو لطف
تغیر عنوان سے دفع کیا۔ اسلیے جن مضامین کو خدا تعالی قرآن مین مکرر لایا ہے وہان طرز کلام کو اجمال یا تفصیل یا کسی اور خصوصیت سے اسطرح بدلا ہے کہ
گویا وہ مضمون نیا معلوم ہوتا ہے پس کئی جگہ جب نفس مشتاق ہوکر سُنے گا تو ان مضامین کی تصویر دل پر کھنچ جائیگی۔ اور یہی حکمت ہے کہ قرآن کی
تلاوت فرض کی گئی محض مطلب سمجھنے پر انحصار نکیا۔ اور اسی لطف عنوان اور فصاحت کلام کی وجہ سے قرآن کا دل پر منقش ہونا سہل ہوگیا
اس لیئے ہر جگہ آپکو حفاظ قران دکھائی دیتے ہین بھلا کوئی اور کتاب تو اسطرح حفظ کرکے دکھاوے؟ اور اسی مقصود کے لیئے خدا نے علوم خمسہ قرآن
کو ترتیب وار ابواب و فصول مین محصور نہین کیا واللہ اعلم

(فصل ششم)

لفظ تفسیر فسر سے مشتق ہے کہ جسکے معنی کشف مراد ہے
یعنی اسطرح سے مراد متکلم کا ظاہر کرنا جسمین کوئی شک و شبہ و احتمال باقی نرہے اسلیئے تفسیر بالرای حرام ہوئی قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من قال
فی القرآن بغیر علم وفی روایۃ برایہ فلیتبوء مقعدہ من النار اخرجہ الترمذی وحسنہ بخلاف تاویل کے کیونکہ لفظ تاویل اول سے مشتق ہے جسکے
معنی رجوع ہین یعنی ایک کلام کو (کہ جسمین چند احتمال ہون) ایک احتمال خاص کیطرف قرائن سے رجوع کرنا پس اس جگہ قرائن سے ترجیح دینا کافی ہے
نص شارع کی حاجت نہین اسلیئے کلام مفسر کلام مؤول سے قوی الدلالۃ ہے لیکن ان لغوی معنی کے لحاظ سے تفسیر فقط جناب نبی صلی اللہ
علیہ وسلم اور صحابہ کبار کے اقوال ہی مین منحصر ہوگی پس جو کچھ علوم خمسہ کی بابت کسی آیت مین انہون نے فرمایا ہے درحقیقت وہی تفسیر ہے مگر
بعد صدر اول کے تابعین و تبع تابعین کے زمانہ سے لیکر یوماً فیوماً علوم لسان قرآن کیطرف بھی حاجت پڑتی گئی اور یہ مجموعہ ایک سے دوسرے
تک نقل ہوتا چلا آیا اور یوماً فیوماً اسمین تحقیقات اور تدقیقات زائد ہوتی گئین پس ایک علم مدوّن ہوگیا کہ جسکو علماء نے کتابون مین
لکھنا شروع کیا اور جسطرح کہ اور علوم کتب مین مدون کیے گئے یہ بھی کیا گیا۔ پس اب فن تفسیر وہ نرہا جو کہ خاص صحابہ کے عہد مین تھا اور
جسمین بالرائے کلام کرنا حرام تھا بلکہ اب علم تفسیر دو جزء سے مرکب ہوا ہے ایک جزء اصلی تو وہی تفسیر حقیقی دوسرا جزء حل لغات و بیان محاورات
و دفع اشکالات وغیرہا علوم جزء اول کو نقلی کہتے ہین یہ آثار سلف و اقوال قدماء کیطرف مستند ہے جسکی شناخین معرفت ناسخ و منسوخ
و اسباب النزول و مقاصد آیات و شرح مجمل قرآنی ہے اس فن کے ائمہ طبری اور واقدی اور ثعالبی وغیرہ مفسرین ہین ان ابن جریر ابو جعفر
طبری نے کہ جنکا انتقال تین سو دس ہجری مین ہوا ہے اپنی کتاب مین کہ جسکو تفسیر ابن جریر کہتے ہین ان منقولات کو جمع کردیا ہے اور اسطرح

حافظ ابو بکر عبد اللہ ابن ابی شیبہ وغیرہ محدثین نے اپنی کتابوں میں انکو جمع کیا مگر رطب و یابس صحیح و غلط انمین سب کچھ ہے کیونکہ اکثر روایات
انہیں اہل کتاب سے منقول ہیں اس لیے کہ جو اہلکتاب اسلام میں داخل ہوئے اور انہوں نے وہ صحیح و غلط باتیں کہ جو انکی کتابوں میں بھری پڑی
تھیں نقل کیں لوگوں نے انکو متبرک سمجھ کر روایت کیا پھر کسی نے انکو رواج دینے کے لیے جناب نبی صلعم کیطرف اور کسی نے حضرت
عبد اللہ بن عباس کیطرف اور کسی نے کعب احبار اور وہب بن منبہ کیطرف منسوب کر دیا **جلال الدین سیوطی** کی تفسیر دُر منثور بھی اسی قسم
کی ہے۔ اور اسوقت مخالفین یہود و نصاریٰ و ہنود جو کچھ اعتراضات قرآن اور اسلام اور پیغمبر علیہ السلام پر کرتے ہیں انکی بنیاد انہیں لغو روایات
پر ہے کہ جنکا اسلام میں کچھ بھی اعتبار نہیں۔ اور قصہ زینب۔ اور تلک الغرانیق العلیٰ۔ اور زمین و آسمان کی کائنات اور زمین کا سات طبقے
ہونا اور ہر طبقے میں اسی قسم کی کائنات اور زمین کا بیل کے سینگ پر ہونا اور بیل کا مچھلی پر ہونا اور اُسکے ہلنے سے زلزلہ آنا۔ اور یاجوج
ماجوج کا ایک کان ایسا اور ایک ایسا ہونا اور زہرہ کا قصہ وغیر ذالک من الاسرائیلیات سادہ لوح محدثوں کی خوش اعتقادی ہے اور ان
علوم خمسہ میں اس قسم کی وہ غلط اور لغو باتیں اُن راویوں نے ملائی ہیں کہ جن سے اصل مدعا قرآن کو بھی اُلٹ پلٹ کر دیا۔ خدا محققین کو جزاء خیر
عطا کرے انہوں نے کھرا اور کھوٹا پرکھا اور لغو اور بے اصل باتوں کو کتب تفاسیر سے خارج کیا متاخرین میں سے **ابو محمد بن عطیہ مغربی** اور قرطبی
اور ابن الجوزی وغیرہم نے بھی بہت کچھ چھان بین کی ہے بیضاوی بھی انہیں کی روش پر چلتے ہیں گو کسیقدر بے سند احادیث فضائل
سورتیں انہوں نے اپنی کتاب میں داخل کر دی ہیں۔ اس بارہ میں محققین نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ شان نزول و توجیہ مشکل کے بارہ میں جو کچھ بخاری
اور ترمذی اور حاکم نے بسند صحیح نقل کیا ہے بہت درست ہے اور حضرت عبد اللہ بن عباس سے جو کچھ **ابن ابی طلحہ اور ضحاک** نے روایت کیا ہے
اور پھر وہ روایت بسند صحیح بخاری وغیرہ محققین تک پہنچی ہے نہایت صحیح ہے۔ دوسرا جزء تفسیر کا جسکو اول کے مقابلہ میں عقلی کہنا چاہیے
بڑا بھاری جزء ہے اسکی طرف قرن اول کے بعد بالخصوص اس زمانہ میں سخت حاجت ہے۔ یہ جزء بھی مفسرین کی افراط و تفریط سے خالی نہیں مثلاً
قواعد صرف و نحو میں **سیبویہ** وغیرہ مدونین فن کی یہانتک تقلید کی کہ اُنکے قواعد مدونہ کو یہانتک صحیح سمجھا کہ قرآن کے بامحاورہ فقرہ میں
جہاں کہیں کوئی بات خلاف قاعدہ مقررہ دیکھی کھینچ کھانچ کر بتکلف اُسکی تاویل کی اور یوں نہ سمجھا کہ اہل زبان کا یہی محاورہ صحیح ہے
ہمارا قاعدہ کلیہ نہیں والمقیمین الصلوٰۃ والمؤتون الزکوٰۃ وغیرہا میں عجب تکلفات کرتے ہیں اور اسیطرح متصوفین ایسی توجیہات باطلہ کرتے ہیں کہ
جنسے اصل مدعا بالکل متروک ہو جاتا ہے بلکہ بعض جہال نے تو یہی سمجھ لیا کہ انکے سوا اور کوئی قرآن کو سمجھتا ہی نہیں اور اُنسے بڑھکر
بعض بہرے اور لا مذہبوں نے تو اور بھی ستم کیا ہے کہ اپنے فلسفی اور ملحدانہ خیالات کے تابع قرآن کو کر لیا ہے جس جگہ آیت قرآنیہ انکے برخلاف
ہیں وہاں نہ محاورہ اہل زبان کی نہ قواعد صرف و نحو کی نہ اقوال سلف کی پابندی کی ہے بلکہ تاویل (جو در اصل انکار ہے) کر کے قرآن کی تفسیر کو بالکل
محرف کر دیا ہے۔ معتزلہ کی تفاسیر ہمارے قول کے لیے شاہد عدل ہیں اور اُنسے بھی بڑھکر انریبل سید احمد خان صاحب کی تفسیر کو ملاحظہ فرمائیے
کہ جسمیں یورپ کے ملحدوں کی تقلید کر کے قرآن مجید کو بالکل محرف کیا ہے۔ خرق عادت اور معجزات انبیاء اور ملائکہ اور جن اور شیطان اور
نعماء جنت و عقوبات دوزخ کا محض انکار کیا ہے۔ اور پیغمبر علیہ السلام کی وحی اور نزول قرآن کو مجنونانہ خیال بتلایا ہے اور وجود آسمان
اور ائمہ عناد وغیرہ دیت امور منصوصہ پر مضحکہ کیا ہے۔ اور جب علماء نے انکو انکے بے اصل اقوال پر قائل کیا اور انکی علوم قرآن در

Marfat.com

علوم اسلام سے محض ناواقفیت ثابت کردی تو کیا حیلہ کیا کہ لوگون کے روبرو مجالس عام مین کچھ ابلہ فریب باتین بناکے اور رقت ڈالکے یہ کہ صاحبو میرا عقیدہ وہی ہے جو سلف کا ہے مگر اسوقت اسلام پر علوم جدیدہ سے وہ مصیبت برپا ہی جو بنی العباس کے عہد مین یونانی فلسفہ سے برپا تھی جسطرح اُسوقت کے علمار نے اُنکے جواب دینے کیلئے علم کلام بنایا مینے بھی ان اعتراضات کے دفع کرنیکے لیئے کلام جدید کی بنیاد ڈالی اور اسوقت کی مصیبت پہلے سے کہین زیادہ ہے کیونکہ پہلے تو علما حجرون مین بیٹھ کر خیالی دلائل بناکر ہی دفع کردیتے تھے اور ابتو مخالفین دوربینون وغیرہ آلات کے ذریعہ سے مشاہدہ کرا دیتے ہین انتہی یہ مضمون حضرت نے اخبار اسلام اور علیگڑھ گزٹ مین چھپوایا ہے اور اُسکے ہر ہر فقرے پر حضار مجلس نے بتقلید یورپ بڑی تالیان بجائی ہین - خانصاحب سے کوئی پوچھے کہ دوربین وغیرہ آلات سے تو محسوسات نظر آیا کرتے ہین اُنسے غایتہ ما فی الباب محسوسات کی غلطی ظاہر ہوجاتی ہے مگر فرمائیے وجود ملائکہ اور معجزات انبیا وغیرہا امور کا کہ جنکا اپنے ملحدون کا مقلد بنکر انکار کیا ہے) کونسی دوربین سے اور کس آلہ اور کونسے مسئلہ علوم جدیدہ سے بطلان ہوتا ہے؟ بلکہ مین یہ کہتا ہون کہ اسلام نے کسی ایسی بات کا دعوی ہی نہین کیا کہ جسکو کوئی کسی آلہ سے یا کسی علم جدید انجن سازی یا کسی کمسٹری کے استحالہ وغیرہا سے باطل کردے مگر آپ اس بات کو کیا جانین؟ خیر عامیون مین بات تو بن آئی بہت سے سادہ لوح مرید تو ہوگئے آپ کلام جدید کے مدون تو کہلائے - آپ سے تو پادریون کے بیہودہ اعتراضات بھی دفع نہو سکے آخر الامر پادری فنڈر صاحب کی بولی آپ بھی بولنے لگے ذرا میزان الحق کو ملاحظہ فرمالیجیئے - **الغرض** اس قسم کی بے اعتدالیان مفسرون نے کی ہین خدا اُنکو معاف کرے **المختصر** فن تفسیر جب ان چیزون سے مرکب ہے تو اسکی یون تعریف کرنی چاہیئے کہ علم تفسیر وہ علم ہے کہ جسمین احوالِ قرآن من حیث القران بیان کیے جاتے ہین اور بقدر طاقت بشریہ الفاظ سے جو کچھ خدا پاک کی مراد ہے وہ ظاہر کیجاتی ہے **موضوع** اس فن کا **قرآن مجید** ہے اور **غرض** اس علم سے معانی و مطالب قرآن کا جاننا ہے اور **مبادی** اُسکی یعنی اس علم مین کار آمد صرف ونحو - ولغت ومعانی - وبیان وفقہ - واصول - وحدیث وکلام وغیرہ علوم ہین پس جو شخص اس زمانہ مین ان علوم اسلامیہ سے محروم ہے خواہ کیسا ہی حکیم کیون نہو معرفت مطالب قرآن سے محروم ہے قرآن وہ کلام الہی ہے کہ جو بواسطۂ جبرئیل جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا اور آنحضرت کے بعد مصحف ابوبکر مین جمع کیا گیا

(**فصل ہفتم**)

وہ امور کہ جنسے بحث کرنا مفسر کو ضرور ہے اور جنکے نہ جاننے سے مطالب فہمی قرآن مین قصور آتا ہے یہ ہین (۱) ناسخ ومنسوخ کا پہچاننا واضح ہو کہ نسخ کے معنی لغت مین کسی شے کا کسی شے کے ساتھ مٹانا ہے[۵۱] پس صحابہ وتابعین وقدما تو اس معنی لغوی کے لحاظ سے نسخ کا بہت سے معانی پر اطلاق کرتے تھے اول یہ کہ ایک آیت کا وصف دوسری آیت سے انتہائے عمل مین بدل جائے دوم معنی متبادر چھوڑ کر دوسرے سے معنی غیر متبادر مراد لیئے جاوین سوم کسی قید کو اتفاقی بیان کردیا جاوے چہارم عام کو خاص بنایا جاوے پنجم منصوص مین اور جسکو اُسپر ظاہراً قیاس کیا گیا ہے کوئی فرق بیان کردیا جاوے ششم جاہلیت کی رسم کو مٹایا جاوے ہفتم پہلی شریعت کو اُٹھا دیا جاوے پس ان عام معانی کے لحاظ سے نسخ کا اطلاق بہت سی آیات پر ہوسکتا ہے اسلیئے علمار نے پانسو آیات کو منسوخ شمار کیا ہے **لیکن** متاخرین نے جب نسخ کے معنی مین خوب غور کیا تو خاص اول معنی کو باقی رکھا پس اس اعتبار سے آیات منسوخہ بہت ہی کم ہین محققین کے نزدیک کل پانچ

---

۵۱ النسخ فی اللغة بمعنی ابطال الشیء وقال القفال انه للنقل والتحویل ومنه یقال نسخت الریح آثار القوم اذا عدمت ونسخت الشمس الظل اذا عدم ۱۲ تفسیر کبیر -

آیت منسوخ ہین (اول) سورہ بقرہ مین یہ آیت کُتِبَ عَلَیۡکُمۡ اِذَا حَضَرَ اَحَدَکُمُ الایہ اس آیت مین وصیت فرض تھی جب آیت میراث نازل ہوئی تو یہ حکم جاتا رہا اور آیت میراث جو اسکی ناسخ ہے یہ ہے یُوۡصِیۡکُمُ اللّٰہُ فِیۡۤ اَوۡلَادِکُمۡ الایہ اور حدیث لا وصیت لوارث مبین ہے (دوم) یہ آیت وَالَّذِیۡنَ یُتَوَفَّوۡنَ الی قولہ مَتَاعًا اِلَی الۡحَوۡلِ اس آیت مین ایک سال بھر کی عدت فرض تھی یہ آیت اس آیت سے منسوخ ہوگئی اَرۡبَعَۃَ اَشۡہُرٍ وَّعَشۡرًا اس آیت مین حکم آگیا کہ جس عورت کا خاوند مرجاے صرف چار مہینے دس دن تک عدت مین ہے (سوم) سورہ انفال مین یہ آیت وَاِنۡ یَّکُنۡ مِّنۡکُمۡ عِشۡرُوۡنَ صَابِرُوۡنَ الایہ اس آیت مین ایک سے دہ چند کفار کے ساتھ مقابلہ فرض تھا یہ حکم اسکے مابعد کی آیت سے منسوخ ہوگیا اور دو چند سے مقابلہ کرنا باقی رہگیا (چہارم) سورہ احزاب کی یہ آیت لَا یَحِلُّ لَکَ النِّسَآءُ مِنۡۢ بَعۡدُ الایہ (کہ جس مین آنحضرت علیہ السلام کو سوائے موجود بیویون کے اور نکاح کرنا منع تھا) منسوخ ہوگئی اس سے پہلی آیت اسکی ناسخ ہے اور بعض کہتے ہین اس آیت سے اِنَّاۤ اَحۡلَلۡنَا لَکَ اَزۡوَاجَکَ (پنجم) سورۂ مجادلہ مین سے یہ آیت اِذَا نَاجَیۡتُمُ الرَّسُوۡلَ الایہ منسوخ ہے اسکے بعد کی آیت سے اس آیت مین یہ حکم تھا کہ جب کوئی رسول سے سرگوشی کرے تو پہلے کچھ صدقہ دیوے۔ پھر یہ حکم جاتا رہا۔ ان آیات کے علاوہ اور کوئی آیت منسوخ نہین بلکہ عام کی تخصیص وغیرہ قیودات کا فرق ہے کہ جسکو نسخ نہین کہ سکتے۔ اس نسخ کے کوئی یہ معنی نہ سمجھے کہ خدا تعالی کو اول مین نہ معلوم ہوا بعد مین پھر سمجھا جیسا کہ پادری لوگ سمجھتے اور اس نسخ سے بڑے چونکتے ہین بلکہ یہ احکام جنکو ہم منسوخ کہ آئے ہین موقت تھے یعنی انکا حکم ایک وقت تک تھا اور جب مصلحت مقتضی ہوئی تو یہ حکم دور کردیا اور کیون نہو احکام مصلحت پر مبنی ہین اور مصالح بدلتے رہتے ہین اور اگر پادری صاحب ابھی نہ سمجھین گے اور پھر وہی سخن پروری کرینگے تو توراۃ وانجیل مین بہت سے احکام منسوخ مندرج ہین ہم انکا حوالہ دینگے **اول** بفرورت بہن بھائی کا نکاح عہد آدم مین درست تھا بلکہ سارہ حضرت ابراہیم کی علاتی بہن تھی جیسا کہ توراۃ سفر تکوین کے باب ۲۰ مین مصرح ہے حالانکہ یہ حکم حضرت موسی کے عہد مین منسوخ ہوگیا جیسا کہ سفر احبار کے باب ۱۸ مین اس نکاح کا حرام اور بمنزلہ زنا کے ہونا مذکور ہے **دوم** نوح علیہ السلام اور انکی اولاد کے لئے تمام جانور جو زمین پر چلتے ہین حلال تھے جیسا کہ سفر تکوین کے ۹ باب مین مذکور ہے پر حضرت موسی کی شریعت مین بہت سے جانور حرام ہوگئے منجملہ انکے خنزیر ہے جیسا کہ سفر احبار کے ۱۱ باب مین مذکور ہے **سوم** حضرت یعقوب کے عہد مین دو بہنوں سے ایک ساتھ نکاح کرنا درست تھا چنانچہ خود حضرت یعقوب کے نکاح مین دو بہن تھین ایک لیا دوسری راحیل جو دونون اُنکے ماموں کی بیٹیان تھین جیسا کہ سفر تکوین کے ۲۹ باب مین مذکور ہے پھر یہ نکاح حضرت موسی کی شریعت مین حرام ہوگیا جیسا کہ سفر احبار کے ۱۸ باب مین مذکور ہے **چہارم** حضرت موسی کی شریعت مین بہت سے جانور حرام تھے جیسا کہ سفر احبار مین تصریح ہے ان سب کو پولوس نے یک لخت حلال کردیا جیسا کہ اُسکے اُس خط کے پہلے باب مین تصریح ہے کہ جو اُسنے طیطوس لکھا تھا (کہ پاکون کو سب چیز پاک ہین) **پنجم** احکام اعیاد بالخصوص تعظیم سبت[۵] واجب تھی اور اسکو ابدی کہا ہے اور نہایت تاکید فرمائی ہے کہ جو اس روز کام کرے قتل کیا جاوے چنانچہ سفر تکوین کے ۲ باب اور سفر خروج کے ۲۰ باب مین تصریح ہے اور بہت جگہ توراۃ مین مذکور ہے لیکن اس حکم موکد کو پولوس نے بالکل رد کردیا چنانچہ اُسکے اُن خطوط مین جو اُسنے اہل رومیہ اور طیطوس کو لکھے ہین اسکی تصریح ہے اور سب عیسائی اُسکے فتوی پر چلتے ہین **ششم** ختنہ کرنا حضرت ابراہیم کی اولاد مین ایک حکم ابدی تھا چنانچہ توراۃ سفر احبار کے ۱۲ باب

[۵] ہفتہ کے دن کی تعظیم جیسا کہ ابتک یہودیون مین ہے ۱۲ منہ

Marfat.com

مین اسکی تاکید ہے اور خود حضرت مسیح علیہ السلام کا بھی ختنہ کیا گیا تھا جیسا کہ انجیل لوقا کے ۲ باب مین مذکور ہے لیکن پولوس نے اس
کو نہایت سختی سے رد کیا چنانچہ اُسکے اُس خط مین جو اہل اغلاطیہ کو لکھا ہے اُسکے ۵ باب مین مذکور ہے **ہفتم** سب حواریون نے مشورہ کر کے
توریت کے جمیع احکام کو منسوخ کر دیا فقط چار حکمون کو باقی رکھا ذبیحہ صنم - دم - مخنوق - زنا - چنانچہ اعمال حواریون ۱۵ باب مین
پھر چند روز کے بعد پولوس نے انمین سے فقط حرمت زنا کو باقی رکھا اور سب کو منسوخ کر دیا جیسا کہ گزرا پھر جب زنا پر بھی کوئی سزا معین
نہ رکھی تو گویا اُسکو بھی حلال کر دیا - اب اس سے زیادہ کیا نسخ ہوگا **ہشتم** انجیل متی ۱۰ باب مین ہے کہ حضرت عیسی نے حواریون کو حکم دیا تھا
کہ سامریون کی بستی مین نہ جانا اور یوحنا کے ۴ باب مین ہے کہ سامریون کی بستی مین گئے اور دو روز مہمان رہے **نہم** حضرت مسیح نے فرمایا کہ
کچھ اسباب سفر ساتھ نہ لو (لوقا ۹ باب) اور پھر حکم دیا کہ اسباب سفر ساتھ لو (لوقا ۲۲ باب) **دہم** تمام عہد نامہ موسی کو کمزور اور بیفائدہ
کہکے پولوس نے لغو کر دیا کہ (پرانا حکم اسلیئے کہ کمزور اور بیفائدہ تھا اُٹھ گیا (عبرانیون کا ۷ باب) **یازدہم** شریعت پر عمل کرنیوالیکو پولوس
ملعون کہتا ہے چنانچہ نامہ اہل غلاطیہ کے باب ۳ مین مذکور ہے بلکہ اسی مقام پر حضرت مسیح کو بھی اپنے بدلہ مین ملعون لکھا ہے العیاذ باللہ
دوازدہم انکے پیر و مرشد لوتھر کی یہ تعلیم ہے کہ خوب دلیری سے گناہ کرو اور ایکدن مین ہزار دفعہ حرامکاری اور خون کرو مگر ایمان رکھو ہمارے
لیئے ایسی نجات یقینی ہے کہ جسطرح مسیح کے لیئے (مرآت الصدق مصنفہ پادری بیڈیلی صاحب مطبوعہ ۱۸۵۱ء صفحہ ۳۳) اب نسخ مین کمی
حجت باقی ہے جتنے زیادہ بھی کوئی نسخ کا قائل ہے کیا اسسے کہ مسیح نے نسخ نہین کیا بلکہ تکمیل کی ہے نجات پا سکتے ہو؟ اگر یہی تکمیل ہے
پھر نسخ کیا چیز ہے؟ - اور اگر تمکو لفظ نسخ سے چڑ ہے تو جانے دو ہم بھی اس نسخ کو تکمیل کہا کرینگے مگر بد عار واحد ہے **ف** قال اللہ تعالی مَا نَنْسَخْ
مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا الایہ اس آیت کے ظاہری معنی پر لحاظ کر کے اکثر مفسرین نے یہ کہا ہے کہ نسخ قرآن کی
تین صورتین ہین اوّل یہ کہ حکم منسوخ اور تلاوت باقی ہو جیسا کہ وہ پانچ آیتین کہ جنکا ہم ابھی ذکر کر آئے ہین دوّم یہ کہ تلاوت منسوخ
اور حکم باقی ہو جیسا کہ یہ آیت الشیخ والشیخۃ اذا زنیا فارجموہما نکالًا من اللہ واللہ عزیز حکیم - ولو کان لابن آدم وادیان الایہ انکا حکم باقی ہے
مگر آنحضرت علیہ السلام ہی نے انکو مجموع قرآن سے بحکم الہی جدا کر دیا تھا سوّم یہ کہ حکم اور قرارت دونون منسوخ ہون جیسا کہ سورہ برارت کا
اوائل کہ جسکو ننسہا کا مصداق کہنا چاہیئے مگر یہ بھی حضرت ہی کے روبرو ہوا - اس سے کسیطرح کی قرآن مین تحریف نہین ثابت ہوتی ہان اگر بعد مین
آپکے یہ ہوتا تو تحریف و تبدیل کہہ سکتے تھے مگر **بعض علما** جیسا کہ **ابو مسلم** ان صورتون کا انکار کرتے ہین اور کہتے ہین کہ قرآن مجید مین
کسیطرح کا بھی نسخ نہین پایا جاتا نہ نسخ محض احکام کیونکہ جن آیات مذکورہ کے احکام کو تم منسوخ کہتے ہو وہ حقیقۃً منسوخ نہین کیونکہ وہ پانچ
حکم مشروع اور جہت سے تھے اور اب اُٹھ گئے تو اور جہت سے - نہ نسخ تلاوت کیونکہ جن آیات کو آپ منسوخ التلاوہ کہتے ہین انکا جزء قرآن ہونا کسی
وقت مین یقینی طور پر ثابت نہین ہوتا بلکہ اصل حال یہ ہے کہ بعض صحابہ نے یہ کلمات اثنار تلاوت مین آنحضرت سے سنے تھے جنکو آپ نے بطور تفسیر
پڑھا تھا پھر جب خود انہین لوگون نے ان کلمات کو نہ حفاظ کی لوح حافظہ پر پایا نہ آنحضرت نے انکو کاتبین سے لکھوایا تو ان لوگون نے یہ تو
نہ سمجھا کہ یہ کلمات بطور تفسیر کے آپنے اثنار قرارت مین پڑھ دیئے تھے بلکہ بقرینہ آیت ما ننسخ انکو منسوخ التلاوہ سمجھ گئے اور بعض روایات
تو اس بارہ مین بالکل غلط اور بے اصل ہین - جب یہ دونون احتمال نہین تو مجموعہ مرکب ان سے کسیطرح بھی صحیح نہین ہو سکتا حق یہ ہے کہ صرف

Marfat.com

احکام کا منسوخ ہونا تو قرآن کی پہلی پانچوین آیت مین پایا جاتا ہے۔ اور اتحاد جہت کوئی شرط نہین اور اگر اتحاد جہت ہو تو پھر یہ نسخ خدا کی قدوسیت مین باعث عیب سمجھا جائیگا۔ اس خاص امر مین نزاع ابو مسلم کا نزاع لفظی ہے کیونکہ وہ نسخ مین اتحاد جہت مانکر اور اُسکو باعث عیب سمجھکر انکار کرتے ہین اور ہم جو نسخ کہتے ہین اتحاد جہت نہین مانتے اور نہ یہ نقص ہے اور اسکا ابو مسلم بھی انکار نہین کرتے **دوسری بحث** اس مقام پر اور ہے وہ یہ کہ آیات قرانیہ اور احادیث نبویہ مین بھی تناسخ واقع ہوتا ہے یا نہین؟ **جمہور** کہتے ہین واقع ہوتا ہے اور اسکی دو قسم ہین اول نسخ الکتاب بالسنۃ جیسا کہ یہ آیت لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ الایہ حدیث عائشہ سے منسوخ ہے کہ آنحضرت صلعم نے انکو خبر دی ہے کہ خدا نے انکو جس قدر عورتین چاہیین[۵] مباح کر دین رواہ عبدالرزاق والنسائی واحمد والترمذی والحاکم اقول فیہ نظر کس لئے کہ اس آیت کی ناسخ اس سے پہلی آیت ہے کما مر دوم نسخ السنۃ بالکتاب جیسا کہ بیت المقدس کیطرف نماز مین منہ کرنا سنت سے ثابت تھا اُسکو قرآن کی اس آیت نے منسوخ کر دیا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۝ اور کعبہ کیطرف مُنہ کرنیکا حکم دیا اس امر مین بھی علماء کا اختلاف ہے حضرت امام **شافعی** وغیرہ محققین اسکے بھی منکر ہین اور اسکو باعث طعن مخالفین سمجھتے ہین۔ مگر ہمارے نزدیک طعن کی کوئی بات نہین کس لئے کہ نسخ ایک حکم مبہم المدت کی مدت کو بیان کر دینا ہے یعنی خدا تعالیٰ نے بذریعہ وحی متلو یا غیر متلو کے ایک حکم دیا اور اُسکی کوئی مدت بیان نکی پس ایک زمانہ تک اُسپر عمل ہوتا رہا پھر بذریعہ وحی متلو یا غیر متلو بیان کر دیا کہ اسکی یہان تک مدت تھی اسمین عقلاً ونقلاً کوئی قباحت نہین لازم آتی۔ اہل کتاب باوجودیکہ انکی کتب مسلمہ مین نسخ احکام ثابت ہے کما مر پھر بھی وہ نسخ پر طعن کرین اور سید احمد خان صاحب جیسے لوگ انکی ہان مین ہان ملادین اور دس بیس سخت باتین علماء اسلام کو سنادین تو یہ انکی ہٹ دھرمی اور زبان زوری ہے ہان اگر لفظ نسخ سے نفرت ہے تو اور بات ہے پس جسطرح تورات نے بعض احکام سابقہ کو بنظر مصلحت موقوف (منسوخ) کر دیا اور حضرت مسیح نے اور انکے حواریون نے تمام شریعت موسویہ ہی کو (بقول عیسائیان) منسوخ کیا معطل کر دیا اسیطرح قرآن مجید نے تورات وانجیل کے بعض احکام کو موقوف کر دیا خواہ اس موقوف کرنیکو منسوخ کہو خواہ اسکا نام تکمیل رکھو خواہ اُسکو تغیر و تبدیل کہو۔ ہم **اہل سلام** یہ نہین کہتے کہ قرآن نے تورات وانجیل کو بالکل رد کر دیا یا اُنکے تمام احکام مین تغیر کر دیا بلکہ جسقدر تغیر مصلح کے لئے ضرور ہے اُسیقدر تغیر کیا اور یون اُن کتابون کی مدح اور تصدیق کی گو وہ کتابین نزول قرآن کیوقت بجنسہ صفحہ عالم پر نہ تھین اب پادری فنڈر صاحب وصفدر علی وغیرہم نے جو کچھ بان درازی کی ہے اہل انصاف کے نزدیک محض تعصب وسخن پروری ہے (**امر دوم**) (شان نزول) اسمین متقدمین ومتاخرین کا اختلاف ہے۔ صحابہ وتابعین سبب نزول کو عام معنی پر مستعمل کرتے تھے کیونکہ کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ جن چند امور پر آیت صادق آتی ہے اُنمین سے بعض جو آنحضرت کے عہد مین یا بعد مین واقع ہوتے تھے اُسکو سبب نزول کہدیتے تھے اور اس موقع پر جمیع قیود کا منطبق ہونا کچھ ضرور نہین بلکہ اصل حکم کا منطبق ہونا کافی ہے۔ اور کبھی ایک حادثہ جو آنحضرت کے عہد مین واقع ہوا اور آپ نے اُسکا حکم اس آیت سے مستنبط کر کے وہان اس آیت کو پڑھ دیا تو صحابہ اسکو بھی سبب نزول کہتے تھے گو اس حادثہ سے پیشتر یہ آیت نازل ہو چکی تھی

۵ ؎ بعض کرسٹان آنحضرت علیہ السلام کیلئے نکاح کے محدود نہونیکو عیب سمجھتے ہین اور اس حدیث کو بہ پیرایہ خیرخواہی اسلام بلاقاعدہ محدثین جھوٹی بتاتے ہین اب ان نادانون سے کوئی کہے کہ حضرت سلیمان اور داود علیہما السلام کے پاس کس قدر عورتین تہین؟ حالانکہ وہ نبی اور انکی کتاب الہامی تسلیم کی جاتی اور گرجاؤن مین پڑھی جاتی ہے ۱۲ منہ

اور کبھی اس صورت مین صحابہ یہ بھی کہتے تھے کہ اس حادثہ مین خدانے یہ آیت نازل کی اور یہ اسلئے کہ ایسے امر مین آنحضرت کے دلمین آیت
نازل شدہ کا القا کرنا بھی ایک قسم کی وحی اور نزول ہے۔ اور ایسے موقع پر کہہ سکتے ہین کہ یہ آیت دوبار نازل ہوئی۔ اور کبھی حدیث
اُس موقع کو (کہ جس مین صحابہ نے آیت کو مناظرہ مین سند پکڑا تھا یا انہون نے اُسکو آیت کی مثال مین ذکر کیا تھا۔ یا آنحضرت نے
اپنے کلام شریف مین آیت کو بطور استشہاد پڑھا تھا) شان نزول کہدیتے ہین اور درحقیقت یہ سبب نزول نہین پس ان امور کا احاطہ
کرنا مفسر کیلئے کچھ ضرور نہین بلکہ درحقیقت سبب نزول ہر آیت یا سورہ کا بندونکی حاجت اور ضرورت ہے کیونکہ مقصود اصلی نزول قرآن
سے نفوس بشریہ کی تہذیب و عقائد باطلہ کا ابطال اور اعمال فاسدہ کی نفی ہے پس لوگونمین عقائد باطلہ کا پایا جانا آیات مخاصمہ کے نزول
کا سبب ہے اور اعمال فاسدہ کا پایا جانا اور باہم معاملات کا پیش آنا آیات احکام کے نزول کا سبب ہے۔ اور لوگون کا نڈر ہونا یا اسکی رحمت سے
ناامید ہونا آیات تذکیر بایام اللہ و آلاء اللہ کے نزول کا سبب ہے۔ وقس علی ہذا۔ پس وہ جو بعض مفسرین آیات مین تکلف ربط دینے کیلئے
ہر جگہ ایک قصہ طول وطویل نقل کرکے اُسکو شان نزول تبلاتے ہین محض تکلف فضول ہے بلکہ یہ طویل وعریض قصص انبیاء جو مفسرین نے
اپنی کتابون مین نقل کئے ہین سب علماء اہلکتاب[۵۱] سے منقول ہین حدیث مین نہین آئے ہین اور جو کسی قدر ہین تو بہت ہی کم۔ اور صحابہ
بسا اوقات مذہب مشرکین و یہود اور اُنکے عقائد اور عادات کی وضاحت کیلئے قصص جزئیہ بھی نقل کرکے یہ کہتے تھے کہ اس مرمین
آیت نازل ہوئی اور غرض اُنکی یہ ہوتی تھی کہ ایسے موقع مین یہ آیت نازل ہوئی خواہ یہی قصہ ہو یا اُسکے مشابہ کوئی اور ہو اور یہ قصہ محض
اُس مرمجمل کی توضیح و تصویر کیلئے ذکر کیا گیا ہے۔ اور یہی سبب ہے کہ شان نزول مین صحابہ کے اقوال مختلف ہوتے ہین کہ کوئی اس مرکا
مصداق کسی جزئی کو اور کوئی کسیکو توضیح کیلئے بیان کرتا ہے۔ اور اسیطرح سے قرآن مجید مین کبھی انسان کی نیکی اور بدی کی حالت
اور اُسکے نیک و بد نتیجہ کو ذکر کیا جاتا ہے اور وہان کوئی شخص خاص مراد نہین ہوتا لیکن جو لوگ اس سر سے واقف نہین وہ خواہ مخواہ اسکے لئے ایک
قصہ خاص بناتے اور شخص خاص کا حال ٹھیراتے ہین چنانچہ فرماتا ہے وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ اِحْسَانًا حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ
كُرْهًا الآیات کہ ہمنے انسان کو ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنیکا حکم دیا اُسکی ماں نے حمل مین اور جنتے وقت سختی اُٹھائی ہے۔ اور اسی
قسم سے یہ آیت ہے وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ مَّاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ قَالُوْآ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ ۝ وَاِذَا قِیْلَ لِلَّذِیْنَ اتَّقَوْا الآیہ اور اسی قبیل سے یہ آیت ہے
ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْیَةً كَانَتْ اٰمِنَةً الآیہ اور یہ آیت بھی اسی قسم سے ہے هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ
مِنْهَا زَوْجَهَا لِیَسْكُنَ اِلَیْهَا فَلَمَّا تَغَشّٰىهَا الآیہ بعض ناسمجھون نے اس آیت کو حضرت آدم علیہ السلام کی بابت قرار دیکر ایک جھوٹی حدیث
عبدالحارث کی گھڑلی ہے۔ اور اسی قسم سے یہ آیت ہے قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ اور یہ آیت بھی
وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِیْنٍ الآیہ پس ان آیات مین ان جمیع خصوصیات کا ایک جگہ متفق ہونا کچھ ضرور نہین جسطرح سے کہ اس

---

[۵۱] امام پادری جو در پردہ اہل کتاب کی روایات اور اُنکے کتب محرفہ کو اصلی اور صحیح قرار دینے کا بیڑا اُٹھا کر مسلمانون مین پھر رہا ہے ان قصص کو
حدیث سے نامنقول کہنے پر چڑگیا اور جانے بے سمجھے بوجھے محمد صالح اور محمد صادق کے نام سے کیا کیا ہذیان بکا ہے۔ ۱۲ حکیم غلام حسن

Marfat.com

کے مثل ہے ان نسبت کا مثل بہم بالسنابل فی کل سنبلۃ مائۃ حبۃ ہین یہ ضرور نہین کہ کوئی پیڑ ایسا ہو کہ جسکے سات خوشے ہون اور ہر خوشے مین سو دانہ ہون اور اسیطرح قرآن مجید مین علی سبیل مجارات الخصم کلام کیا ہے یعنی جس امر کا مخاطب مدعی ہے یا وہ جس نام یا لقب سے مشہور ہے اسکو ذکر کیا لیکن ہان یہ مقصود نہین کہ درحقیقت یہ بات حسب ادعا مخاطب پائی بھی جاتی ہو بلکہ اس سے قطع نظر کر کے کسی اور مقصود مین کلام چلایا جاتا ہے مثلا بعض کشمیری دہلی مین ثروت دنیاوی سے سید کہلانے لگے اور کوئی محقق سید صاحب کہ کے اس سے کلام کرے تو اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ اسنے اسکی سیادت تسلیم کر لی ہے بلکہ اسکو اسکے ادعا پر چھوڑ کر اور مقصود کو ادا کیا ہے ازانجملہ یہ ہے وَكَيْفَ يُحَكِّمُونَكَ وَعِنْدَهُمُ التَّوْرَاةُ الایہ اب اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ نزول قرآن کیوقت تورات[۵۷] و انجیل بلا تفاوت موجود تھین بلکہ مقصود یہ ہے کہ جسکو وہ تورات و انجیل کہتے ہین اسپر بھی عمل نہین کرتے اسیطرح کلام غیر مقصود بلغا کی گفتگو مین بھی اکثر واقع ہوتا ہے الحاصل سبب نزول مجملا تو درحقیقت وہی ہے جو ہمنے بیان کیا اور تفصیلا بعض حوادثات ہین کہ جو آنحضرت کے روبرو پیش آتے تھے جیسا منافقین کے اقوال و افعال ناشائستہ کا حضرت کے حضور مین واقع ہونا پھر قرآن مین انکا دفع کرنا یا غزوات احد و احزاب و تبوک مین کون کون سی باتین ظہور مین آنا اور اسپر تنبیہ فرمانا یا مدح کرنا وغیرہ ذلک مفسر کو دو بات کا اہتمام ضرور ہے **اول** یہ کہ جن آیات مین اس قسم کے واقعات کیطرف اشارہ ہے اور جو قصص کہ متفرق جگہ مختلف عنوانات سے مذکور ہین اور وہان انکے معلوم کئے بغیر پورا مطلب قرآن کا سمجھ مین نہین آتا تو ان حوادث اور قصص کو مختصر طور پر بروایت صحیحہ بیان کرے **دوم** جہان تخصیص عام وغیرہ تصرفات قصص مین ہین وہان انکی تشریح کر دے تاکہ مطلب اچھی طرح سمجھ مین آوے اور آیات احکام مین احکام کو بوضاحت بیان کر دے اور آیات تذکیر بآلاء اللہ و وقائع حشریہ مین انکی صورت بیان کر دے بعض مفسرین آیات مین ربط دیتے ہین اور سوال و جواب کے طور پر تقریر کیا کرتے ہین مگر ہر جگہ اسکا التزام کرنا محض تکلف ہے کیونکہ قرآن حسب حاجت ٹکڑے ٹکڑے ہو کر نازل ہوتا تھا جسطرح بادشاہ کے فرمان حسب حاجت وقتاً فوقتاً آوین اور انکو جمع کر لیا جاوے اسیطرح آیات قرآنیہ نازل ہوتی تھین اور آنحضرت انکو ایک ترتیب خاص پر جمع کرا دیتے تھے

[۵۷] یہان تو امام پادری بہ تال دستر ناچے ہین ہائے غضب ہو گیا جس توریت و انجیل کو بچارے نے سولہ سترہ برس کرستان رہکر پادریون سے ہجے کر کے پڑھا ہے اور جسکے برکات پر تکیہ کئے بیٹھے ہین اور بجائے قرآن کے ہر مسلمان کو اسکے پڑھنے اور اس سے مسائل مین استدلال کرنیکا تحریرا و تقریرا حضرت تو سامرہ ہلا ہلا کر زور دیتے ہین اور جسکا وعدہ کر کے مسلمانون مین آملے تھے اور جسکے صلہ مین اب تک تنخواہ پاتے ہین جب وہی اصلی نہ ٹھری تو شیخ چلی کا سا بنا بنایا گھروندا ڈھ گیا اسپر غضب خدا کا یہ کہ حل بجا دیا اور جسقدر آیات قرآن مجید مین اصلی توریت و انجیل کی مدح مین وارد ہوئی ہین ولیم میور کی شہادت قرآنی سے دیکھ کر انکا اپنے ذہن مین کچھ شمار لگا کر دو بارہ صاحب مصنف تحریف نصف قرآن کو جھوٹا کہتا ہے اور اسپر جانے کیا کیا واہی تباہی تفریعات لگاتے گئے ہین حالانکہ جب سے اسلام مین آگر اپنی کارروائی دکھائی [تو] ردیۃ الوداد اور تویدِ جاوید لکھی تھی انکے صفحہ ۳ وغیرہا مین بڑے زور شور سے اقرار کیا تھا کہ آنحضرت علیہ السلام سے کہین پہلے قیامرہ گردی مین توریت و انجیل اصلی کا وجود ہی باقی نہین رہا تھا صرف احکام و قصص و نماز و روزہ کی تعلیمات کو جمع کر کے اسکا نام توریت و انجیل رکھا تھا اور دیگر علماء اسلام نے بھی یہی لکھا ہے خود اہل کتاب کے محققین مقر ہین پھر اس مجموعہ کو توریت و انجیل کے لفظ سے مجازا تعبیر کرنا جسکو مجارات الخصم کہا ہے کیا جھوٹ ہو سکتا ہے ؟ مجاز کو جھوٹ بجز کوڑمغز کے اور کوئی نہین کہ سکتا اب مجارات الخصم کی مثال لو کان فیہما آلہۃ الا اللہ مین دیکھئے یہان آلہہ انہین باطل معبودون کو کہا ہے جنہین مشرکین الہ سمجھتے تھے بلفظ آلہہ اگر مجارات الخصم کے طور پر تعبیر نہین کیا تو کیا وہ اصل الہ ہین ؟ مگر اسکے جہالت کو کوئی کیا کرے ؟ ۔ حکیم غلام حسن ۔

Marfat.com

اب جسطرح بسلسلہ داران فرمانون کی عبارت کو ربط دینا لاحاصل ہے اسیطرح اول سے آخر تک تمام آیات مین ربط بھی بعض جگہ نہین ہان جس قدر آیات کہ ایکبار جس مطلب کے لیئے نازل ہوئی ہین اُنمین ضرور ربط ہے اُس ربط کی تقریر کرنا کچھ مضائقہ نہین فنبیا بالخصوص جناب رسالتمآب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نفس قدسی بمنزلہ آفتاب جہانتاب کے تھا اُنکے متبعین مین سے بعض لوگون کے دل نہایت صاف اور اُنمین فیض صحبت کی بڑی قابلیت پیدا ہو گئی تھی پس آئینہ کیطرح فیض نبوت اُنکے دل پر منعکس ہوتا تھا اس لیئے بعض وقات ایسا ہوتا تھا کہ احکام وغیرہا اشیاء ضرور یہ جو نبی کے دل پر منجانب اللہ فائض ہوتی تھین اُنکے دل پر بھی اُنکا انعکاس ہوتا تھا اسلیئے حضرت عمرؓ وغیرہ صحابہ بعض اوقات وہ بات کہدیتے تھے کہ جسکا ملاء اعلےٰ سے نبی کے دل پر فائض ہونا مقدر تھا اور پھر نبی کی معرفت وہ باتین نازل ہوتی تھین دیکھیئے استاد کی فیض صحبت سے شاگرد کامل پہلے کبھی وہ بات کہدیتا ہے کہ جسکو استاد کہیگا۔ چنانچہ عورتون کے پردہ اور اُساری بدر اور مقام ابراہیم کو مصلے بنانیکی بابت حضرت عمرؓ کے قول کے موافق وحی نازل ہوئی بعض متعصب اس سے محروم تھے انہون نے طعن کی راہ سے یہ کہدیا کہ محمد علیہ السلام لوگون سے اچھی باتین سیکھ کر دعوی کر بیٹھتے تھے کہ مجھے وحی ہوئی ہے چنانچہ ہدایت المسلمین کے مصنف کرسچین نے اس باب مین بہت ہی کچھ بیہودہ گوئی کی ہے (امر سویم) (توجیہ مشکل ہے) یعنی کبھی کلام مین اپنی ناواقفیت سے بظاہر ایک شبہ معلوم ہوتا ہے یا اس لیے کہ مدلول آیت مین استبعاد معلوم ہوتا ہے یا دو آیتون مین باہم تناقض سا پایا جاتا ہے یا مصداق آیت کے تصور کرنیمین مبتدی کے ذہن پر اشکال ہوتا ہے یا کسی قید کا فائدہ مخفی ہے وغیر ذالک پس جب مفسر اشکو حل کر دیتا ہے تو اسکو توجیہ مشکل کہتے ہین یہ بھی ایک بڑا فن ہے۔ اب[1] مین چند مثالین دیتا ہون یٰٓاُخْتَ هٰرُوْنَ الایہ لوگون نے آنحضرت سے پوچھا کہ مریم ہارون کی بہن کیونکر ہو سکتی ہے کس لیئے کہ حضرت موسی وہارون اور حضرت عیسیٰ اور انکی والدہ مریم کے زمانہ مین سیکڑون برس کا فاصلہ ہے پس آنحضرت صلعم نے جواب دیا کہ ہارون سے مراد ہارون موسی کے بھائی نہین یہ اور ہارون ہین جو مریم کے بھائی تھے بنی سرائیل مین بزرگون کے نام پر نام کرتے تھے (دوم) ابن عباس سے پوچھا کہ ایک جگہ تو خدا فرماتا ہے لَا یَتَسَآءَلُوْنَ [illegible] سوال نکرینگے اور ایک جگہ فرماتا ہے وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰی بَعْضٍ یَّتَسَآءَلُوْنَ کہ ایک دوسرے سے سوال کریگا۔ فرمایا نہ سوال کرنا حشر مین ہوگا اور سوال جو کرینگے تو جنت مین جاکر آرام پاکر (سویم) حضرت عائشہؓ سے کسی نے پوچھا کہ جب صفا و مروہ مین سعی کرنا واجب ہے تو خدا نے فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِ اَنْ یَّطَّوَّفَ بِهِمَا الایہ کیون فرمایا کس لیئے کہ لاجناح کے معنی یہ ہین کہ طواف کرنیمین کچھ گناہ نہین جواب دیا کہ ایک قوم گناہ ہی سمجھتی تھی اس لیے لاجناح فرمایا۔ اس باب مین مفسر کو یہ لازم ہے کہ جو کچھ محققین سے منقول ہے اسیکو ذکر کرے (امر چہارم) (شرح غریب ہے) یعنی قران مجید مین جو الفاظ ایسے ہین کہ جنکے معانی مین کسی وجہ سے خفا ہو تو اُنکے (لغت عرب کو تتبع کرکے یا سیاق وسباق پر نظر کرکے یا اُس کلمہ کی اُس جملہ کے جسمین یہ واقع ہے مناسبت دیکھکر) معانی بیان کرے۔ اسمقام پر بھی عقل واختلاف کو بڑی گنجایش ہے کیونکہ زبان عرب مین ایک لفظ کے چند معانی

[1] بعض جاہل پادریون نے قرآن مین عیب لگانیکو اس قسم کی چند باتین تفسیر اتقان سے نقل کرکر بڑی زبان درازی کی ہے اور جزو کے جزو سیاہ کر ڈالے ہین چنانچہ میزان الحق مین پادری فنڈر نے اور ہدایت المسلمین مین انکے مرید عماد الدین نے اور اعجاز قرآن مین لالہ رام چندر نے بڑی قابلیت جتلائی ہے۔ مین ان لوگون کی اس عبث حرکت پر نہایت افسوس کرتا ہون کیا ان صاحبون کو یہ معلوم نہ تھا کہ ایسی لغو باتین اہل اسلام کے علماء کیا بلکہ عوام مین بھی کچھ بھی وقعت نہین رکھتین ادنی ادنی طالبا بھی ان باتون سے بخوبی ماہر ہین مگر کیا کرتے اور کوئی عیب نہ ملا تو یہی سہی چلو کچھ لوگ تو بہکین گے ۱۲ منہ

Marfat.com

سے آتا ہے اور اسکے سیاق وسباق وغیرہ قرائن سے تتبع کریمین عقول متفاوت ہین اسلیئے قدمار کا باہم بعض الفاظ کے معانی مین اختلاف ہے۔ دیکھیے امام ابوحنیفہ نے قروء کے معنی حیض اور امام شافعی طہر قرار دیتے ہین ایسے مقام پر دو بات کا لحاظ رکھنا چاہیے (اول) استعمال عرب کو دیکھے (دوم) وجوہات ترجیح مین سے قوی کو اختیار کرے۔ اس شرح غریب مین مفسرین کے مختلف حالات ہین بعض تو اصل معنی باعتبار وضع لغوی کے بیان کردیتے ہین اور بعض لغوی معنی پر بس نہین کرتے بلکہ صرف مرادی معنی خواہ اصل معنی کو لازم مساوی ہون یا یہ موقع کی مناسبت دیکھکے بیان کردیتے ہین۔ جلال الدین سیوطی نے تفسیر اتقان مین ان الفاظ کی وہ شرح بیان کی ہے جو عبداللہ بن عباس سے بطریق ابن ابی طلحہ وضحاک منقول ہے اور مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اپنی کتاب فوز الکبیر مین اسے بھی بہتر بیان کیا ہے کس لئے کہ صحیح بخاری مین جس قدر شرح غریب وارد ہے اسکو بھی شامل کردیا ہے (امر پنجم) (حذف ہے) یعنی کلام مین سے برعایت محاورہ بعض اجزاء کلام یا ادوات کو حذف کردینا جس سے کسی قدر معنی مین خفاء ہوجاوے پس یہ بھی قرآن مجید مین بہت جگہہ پایا جاتا ہے مفسر کو ضرور ہے کہ امر محذوف کو ذکر کرکے کلام مین وضاحت کردے اس حذف کے چند اقسام ہین حذف موصوف حذف متعلق وغیرہ۔ اور یہ حذف کچھ زبان عرب ہی پر منحصر نہین ہر زبان مین بلغاء کے کلام مین حذف ہوتا ہے اگر نہو تو گو مطلب کی عامی کے نزدیک کسی قدر وضاحت ہوجائیگی مگر کلام لطف ہوجائیگا۔ اب مین اس حذف کی چند مثالین دیتا ہون۔ (ولکن البر مَنْ اٰمَنَ) یہان ایک لفظ بر محذوف ہے یعنی بر من آمن۔ (وآتینا ثمود الناقۃ مُبصرۃً) یہان لفظ آیت محذوف ہے۔ کیونکہ ناقہ مبصرہ نہ تھی بلکہ آیت من فی السموات والارض یعنی من فی الارض لفظ من محذوف ہے کیونکہ ایک چیز آسمانون اور زمین مین نہین واسئل القریۃ اے اہل القریہ لفظ اہل محذوف ہے اور اسیطرح حروف بھی کلام عرب مین بہت محذوف ہوتے ہین جعلہ نسباً وصہراً یہان لام محذوف ہے عبارت یون ہے جعل لہ نسباً وصہراً واختار موسی قومہ یہان من محذوف ہے یعنی اختار موسی من قومہ ہم درجات اے لہم درجات تفتؤا اے لاتفتؤا جسکے معنی ہمیشہ کے ہین اور اسیطرح جملہ شرطیہ کا جواب اور ان کی خبر اور صدر جملہ اور ان سے کلمہ با و لام جارہ کا محذوف ہونا (بشرطیکہ حذف پر کوئی قرینہ ہو) کلام عرب اور قرآن مجید مین بہت ہے ولو تری اذ الظالمون فی غمرات الموت اسکا جواب لتری فظعا عظیما محذوف ہے۔ واضح ہو کہ اصل اذ قال ربک للملائکۃ۔ واذ قال موسی وغیرہ مین یہ ہے کہ اذ کسی فعل محذوف کا ظرف ہو لیکن قرآن مین اسکو مواضع ہولناک پر داخل کرکے انکو اُٹھایا ہے تاکہ مخاطب کے دل پر انکی صورت منتقش ہوجائے اور خوف پیدا ہو پس ایسے مواضع مین عوامل محذوفہ کو تفتیش کرکے ذکر کرنا تکلف ہے کیونکہ نہ یہ جزء اعراب مین داخل ہین نہ جزء جملہ مین بلکہ محض غرض مذکور کیلیئے ذکر کردیے گئے ہین اور بعض مفسر ہر جگہ اذکر محذوف نکالا کرتے ہین (امر ششم) ابدال ہے یعنی محاورہ کی رعایت سے یا کسی اور غرض خاص سے کہ جسکو اہل زبان جانتے ہین ایک کلمہ کی جگہ دوسرا کلمہ ذکر کرنا یہ بہت بڑا فن ہے اسکی رعایت کرنا بڑے فصیح وبلیغ کا کام ہے مثلاً جو شخص اردو زبان مین بڑا شہسوار ہوگا وہ موقع اور غرض کی رعایت

سلطان عمادالدین کرشین نے عجب غلطی کی ہے کہ اس قسم کے محذوفات کو ذکر کرکے قرآن پر اعتراض کیا ہے کہ یون چاہیے تھا یہ غلط ہے۔ اور ہدایت المسلمین کی ایک فصل مین ان محذوفات کو مع ترجمہ ذکر کرتے چلے گئے ہین جس سے عوام کو یہ ثابت ہو کہ قرآن مین غلطیان ہین ان بیہودہ اعتراضات پر ہر عربی دان ہنستے ہین عیسائی عربی دان بھی بنظر حقارت دیکھتے ہین پھر ان کے ذکر کرنے سے سوا اسکے کہ پنجاب کے ناواقف پادری خوش ہون اور تخواہ تا اضعاف لیوین اور کوئی نتیجہ نہین۔ ان کے جواب مین کوئی کتاب ضخیم لکھنا تضیع اوقات ہے ۱۲ منہ

کرکے کبھی کہیگا تناول فرمالو کبھی کہیگا نگل لو۔ ٹھونس لو۔ اور کبھی مت بولو اور کبھی مت بکو۔ نہین نہین بکو مت بھونکو۔ حالانکہ شاید
وغیرہ طائر کہتے ہین اور بھونکنا کتے کے لیئے بولا جاتا ہے۔ اور اسیطرح مخاطب سے جہان موقع تعظیم ہوتا ہے بلفظ جمع کلام کرتے
جگہ تم کہتے ہین اور جو شخص زبان سے ماہر نہین وہ ان مقامات مین چیونٹی کی چال چلیگا اور سنبھل سنبھل کر وس بیس ضروری باتین ہی
کہہ سکیگا قرآن مجید مین اس بات کی رعایت کرکے کبھی ایک فعل کی جگہ دوسرے فعل کو۔ اور مفرد کی جگہ تثنیہ وجمع کو و بالعکس اور ایک حرف
کی جگہ دوسرے حرف کو اور اسم کی جگہ دوسرے اسم کو اور مضمر کی جگہ مظہر کو و بالعکس ذکر کیا ہے انکی بہت سی مثالین ہین مگر یہان قدر قلیل پر
بس کرتا ہون اھذا الذی یذکر آلھتکم اصل کلام یون تھا یسبّ آلھتکم یعنی بولا تو یون کہ یہ وہ شخص ہے جو تمہارے بتون کا نام لیتا ہے مگر مقصود
یہ تھا کہ جو تمہارے بتون کو گالیان دیتا ہے پس تہذیباً گالیون کی جگہ نام لینا بیان کیا جسطرح ہمارے عرف مین بولتے ہین خدا دشمنون کو
بیمار نکرے یعنی آپکو بیمار نکرے۔ بندگان عالی سے عرض کرتا ہون یعنی آپ سے ولا ھم منا یُصحبون اے ولا ھم منا ینصرون۔ ینصرون کی جگہ
یصحبون کو ذکر کیا کیونکہ نصرت بغیر اجتماع اور صحبت کے نہین ہوتی ثَقُلَتْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اے خفیت۔ ایک اسم کو دوسرے اسم کی
جگہ لانیکی یہ مثالین ہین فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ لَهَا خٰضِعِيْنَ اعناق چونکہ مونث تھا اسکو خاضعۃ کہنا تھا مگر ایک غرض سے خاضعین کہا وَکَانَتْ
مِنَ الْقٰنِتِيْنَ موقع یہ تھا کہ حضرت مریم کو کانت من القانتات کہتے مگر چونکہ انکے محاسن سے مردون مین شمار کیا تو یہ لفظ لائے کَذَّبَتْ قَوْمُ
نُوْحِ ن الْمُرْسَلِيْنَ اصل یون تھا نوحا لیکن جبکہ نوح کی تکذیب کی تو جمیع اصول متفقہ مین تمام انبیاء کی تکذیب کی اسلیئے مفرد کی جگہ جمع کا صیغہ آیا
فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ اصل یون تھا کہ اذاقہا اللہ طعم الجوع کہ خدا نے انکو بھوک کا مزہ چکھایا مگر چونکہ یہ بات بتلانی تھی کہ بھوک کا لباس کی
دبلا ہونے اور مضمحل ہونے مین تمام بدن پر اثر ہے اسلیئے طعم الجوع کی جگہ لباس الجوع کہدیا صِبْغَةَ اللّٰهِ) اے دین اللہ مگر چونکہ نصاری
اپنی بپتسمہ (غوطہ لگانے) کو باعث پاکی اور سبب نجات سمجھتے تھے اسلیئے فرمایا کہ خدا کے دین سے دل رنگین ہوتا ہے اور اس غوطہ لگانیکا اثر تو
بدن ہی پر ہوتا ہے اسلیئے دین کی جگہ صبغۃ آیا ایک حرف کی جگہ دوسرے حرف ... مثالین ہین فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ اے
علی الجبل۔ علی کی جگہ لام کو ذکر کردیا وَهُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ اے الیہا۔ الی کی جگہ لام کو ذکر کیا وَلَاُصَلِّبَنَّكُمْ فِیْ جُذُوْعِ النَّخْلِ اے
علی جذوع النخل۔ علی کی جگہ فی آیا وَفِی الْاَرْضِ اے علی الارض السَّمَآءُ مُنْفَطِرٌۢ بِهٖ اے منفطر فیہ مُسْتَكْبِرِيْنَ بِهٖ اے عنہ
اور کبھی ایک جملہ کی جگہ دوسرا جملہ بھی لاتے ہین جبکہ اس سے پہلے جملہ کا مطلب بخوبی ثابت ہوتا ہے جیسا کہ وَاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ
اصل یہ تھا۔ لا باس بذلک لانہم اخوانکم۔ اور جسطرح کہ بلغاء کے کلام مین ابدال واقع ہوتا ہے اسیطرح تغیر بھی واقع ہوتا ہے کہ کلام کو ایک
اسلوب سے دوسرے اسلوب کیطرف متغیر کردیتے ہین پس کبھی غائب کی ضمیر کی جگہ متکلم کی و بالعکس اور مخاطب کی جگہ متکلم کی و بالعکس ضمیر
لاتے ہین اور اسکو صنعت **التفات** کہتے ہین۔ اس تغیر کلام کی بھی بہت سی صورتین ہین کہ جنکو فصیح و بلیغ ہر زبان مین ہمیشہ عمل مین
لاتے ہین (**واضح ہو**) کہ جسطرح حذف و ابدال و تغیر حسب موقع بلاغت کا جزء ہے اسیطرح بعض الفاظ زائد کا لانا بھی (کہ جس سے
کلام مین حسن اور مطلب عمدہ طرح سے ثابت ہوتا ہے) بلاغت کا ایک جزء اعظم ہے۔ پس زبان عرب مین لفظ مثل اور کاف وغیرہ اسی امر
کے لیئے آتے ہین۔ بولتے ہین مثلک لا یبخل۔ یعنی آپ کیسا شخص بخل نہین کرتا۔ مراد یہ کہ آپ بخل نہین کرتے۔ لیکن اسمین زیادہ مبالغہ ہے

کیونکہ جب ایک شخص کا مثل نہین بخل کرتا تو یہ بدرجہ اولی نہین کرتا لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ یہان کاف محض اُس بلاغت کیلئے ایا ہے کہ جسکا بیان ہوا (فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ) یہان اگر ما کو مصدریہ نہ پڑھا جاوے تو لفظ مثل اسی مراد کیلئے آیا ہے۔ بعض کوڑمغز پادریون کو اردو کے بھی محاورات معلوم نہین جو انکی زبان ہے قرآن کے محاورات جاننا تو کجا انہون نے اپنے قصور فہم سے ایسے مواضع مین قرآن مجید پر اعتراضات کرکے اپنی لیاقت پر دھبہ لگایا ہے (امر مفتم) علم محاورات سب سے مشکل فن ہے یہ اپنی زبان کے محاورات پر بخوبی مطلع ہونا مشکل ہے چہ جائیکہ غیر زبان کے محاورات۔ دیکھیے اس ملک مین پادری لوگ اردو دانی کا دعوی کیا کرتے ہین اور سالہا سال لوگون سے پڑھتے اور بازارون مین جاکر بول چال سنتے ہین مگر پھر بھی وہ اردو بولتے ہین کہ جس پر اہل زبان ہنس پڑتے ہین ایک پادری صاحب نے کہا دیکھو ہماری چارپائی پر قفل بیٹھا ہے کہنا چاہیے تھا دھرا ہے۔ ایک نے فرمایا ہماری گائے کا بیٹا پیدا ہوا ہے حالانکہ بیٹا انسان کی اولاد مین مستعمل ہوتا ہے اور یہ جاننا کہ حیوانات کے بچون کے جدے جدے نام ہین اور ہر حیوان کی آواز کو جدے جدے لفظ سے تعبیر کرتے ہین مثلاً گھوڑے کے بچے کو بچھیرا اور گائے کے بچے کو بچھڑا کہتے ہین اور گھوڑا ہنہناتا اور ہاتھی چنگھاڑتا اور بکری ممیاتی ہے۔ اور پھر ہر ایک کو اُسی لفظ سے ادا کرنا۔ اور محاورات مین جو مثالین اور کہاوتین کہی جاتی ہین اُنکو اُنکے موقع پر کہنا مشکل بات ہے۔ عرب مین حجاز کی زبان اور اُس پر قریش کے زبان زد محاورات کہ جنکو قرآن نے ادا کیا ہے عرب کے نزدیک عجب لطف رکھتے تھے۔ حتی المقدور مفسر کو ان محاورات کا جاننا ازبس ضرور ہے۔ جو محاوراتِ قرآن نہین جانتے وہ مطلب فہمی مین بڑی دقت اٹھاتے ہین اب ہم چند مثالین بیان کرتا ہون کہ جو سمجھنے کے لئے کافی ہین مَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا زمین پر کوئی ایسا چلنے والا جاندار نہین کہ جسکی پیشانی خدا نے نہ پکڑ رکھی ہو۔ بظاہر ناصیہ پکڑنا ہر دابہ کا سمجھ مین نہین آتا مگر جو یہ جانیگا کہ ناصیہ پکڑنا محاورہ عرب مین قبضہ کرنا ہے[۵۲] تو اُسکے نزدیک کچھ دقت نہین کیونکہ ہر دابہ خدا کے قبضۂ قدرت مین ہے (قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَآ اَكْفَرَهٗ) جو محاورہ نہین جانتا وہ یون ترجمہ کریگا مارا گیا آدمی کس چیز نے اُسکو کافر کردیا مگر جو محاورہ دان قُتِل کو جملہ دعائیہ اور ما اکفرہ کو فعل تعجب جانتا ہوگا تو یون کہیگا مارا جائے آدمی کیا ہی ناشکر ہے۔ تبت یدا ابی لہب کے بھی یہی معنی سمجھنے چاہییں یعنی ابی لہب کے دونون ہاتھ ٹوٹ جائین جیسا اُردو مین کہتے ہین فلان کو خدا غارت کرے بڑا ہی قرآن کا دشمن ہے (فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ) اس سے یہ مراد نہین کہ درحقیقت کسیکے مرنے پر آسمان و زمین روتے ہین بلکہ آسمان و زمین کا رونا عرب مین محاورہ ہے افسوس و حسرت کیلئے یعنی کسی نے انکی بلطواری کی وجہ سے انکے مرجانے پر کچھ افسوس و رنج ظاہر نکیا قبائل۔ اور یہ بھی محاورہ ہے کہ خطاب کے صیغہ لائے جاوین اور اُنسے کوئی شخص خاص مقصود نہو بلکہ عموم مراد ہو۔ اور یہ بھی کہ کبھی ایسے امر کو کہ جسکے دلائل متفکر کے نزدیک ظاہر ہوتے ہین بمنزلہ محسوس کے قرار دیکر لوگونکو مخاطب بنایا جاتا ہے (اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا) اور اسیطرح کسی چیز آیندہ آنیوالی کو جو کہ قطعی ہونیوالی ہے ماضی کے صیغہ سے تعبیر کیا جاتا ہے چنانچہ جنت و دوزخ کی جزا و سزا بیان کرنے مین یہی رعایت رکھی ہے۔ اور کبھی کنایہ کے طور پر معنی مراد کو صوت

---

۵۱ بالخصوص عماد الدین نے ہدایت المسلمین مین تو بہت کچھ زہر اگلا ہے اور جوش مین آکر الاہند بکواس کی ہے ۱۲ منہ ۵۲ گھوڑے کی پیشانی کے بال جب سوار پکڑتا ہے تو اُسکے قبضہ مین آجاتا ہے یہان سے ہر جاندار کے قبضہ کے لئے یہ لفظ مستعمل ہوگیا ۱۲ منہ

Marfat.com

مین مین لاتے ہین (وَاجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ) شیطان کو چورون کے سردار کے ساتھ تشبیہ دیکر سوار و پیدل کا دوڑانا بیان
وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا وَجَعَلْنَا فِي أَعْنَاقِهِمْ أَغْلَالًا خدا نے سچ مچ کی دیوار کفار کے آگے پیچھے کھڑی نہ
کر دی تھی نہ کوئی لوہے کا طوق انکی گردن مین ڈالا تھا بلکہ انکی ظلمت کفر و اعراض کو دیوار و طوق سے تشبیہ دی ہے وَبَلَغَتِ الْقُلُوبُ
الْحَنَاجِرَ) یہ مراد نہین کہ انکے دل گلو مین آگئے تھے بلکہ شدت خوف مین عرب کا محاورہ ہے جسطرح ہماری زبان مین کہتے ہین کہ ناک مین
دم آگیا (وَاضْمُمْ إِلَيْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ) یہان یہ مراد نہین کہ بازو یا ہاتھ سمیٹ کر بیٹھ بلکہ یہ محاورہ ہے اس معنی مین کہ خاطر جمع رکھ
جو لوگ ان محاورات سے واقف نہین وہ اپنی نادانی سے قرآن کے ان مزہ دار فقرون پر اعتراض کرتے ہین[۱] ف قرآن مجید مین گرچہ مخاطب
بالذات وہی لوگ ہین کہ جو اُسوقت موجود تھے مگر علم الٰہی مین جو چیز آیندہ آنیوالی ہے وہ بھی موجود ہے اسلیئے اور آیندہ آنیوالی نسلین قیامت تک
مخاطب ہین۔ اور گو اکثر مقام پر مذکر کے صیغہ بولے گئے ہین مگر عورتین بھی مراد ہین۔ اور اسیطرح گو کسی آیت کا شان نزول کوئی خاص حادثہ
ہی کیون نہو اور خواہ کسی خاص شخص کے بارہ مین نازل ہوئی ہو لیکن جب تک قرائن تخصیص کے نہ پائے جائینگے اعتبار عموم الفاظ کا ہوگا
خصوصیت مورد کو نہ دیکھا جائیگا پس احکام الٰہی مین عرب و عجم امیر و فقیر غلام و آقا سب برابر ہین (ام متشابہ) محکم و متشابہ کا جاننا
قال تعالیٰ هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ الآیہ واضح ہو کہ
محکم اور متشابہ کے معنی مین علماء کے مختلف اقوال ہین۔ بعضے کہتے ہین محکم وہ کلام ہے کہ جسکی مراد معلوم ہو خواہ بالظہور خواہ بالتاویل اور
متشابہ وہ ہے کہ جسکو خاص خدا ہی جانتا ہے جیسا کہ خروج دجال و قیامت بعض نے کہا محکم وہ ہے کہ جسکے معنی واضح ہون اور متشابہ اسکے برعکس ہے
کیونکہ جو کلام بامعنی ہے یا تو دوسرے معنی کا احتمال رکھتا ہے یا نہین۔ جو دوسرے معنی کا احتمال نہین رکھتا وہ نص ہے اور جو رکھتا ہے تو اسکے دوسرے معنی
دلالت زائد ہوگی یا نہین اول وہ ظاہر ہے ان دونون کو محکم کہتے ہین دوسرا دو حال سے خالی نہین یا تو دونون معنی برابر سمجھے جاتے ہین یا نہین اول مجمل اور ثانی
ماؤل ہے ان دونونکو متشابہ کہتے ہین۔ پس نص و ظاہر تو دونون محکم کی قسم ہین اور مجمل و ماؤل متشابہ کی تقسیم اُن علماء کے نزدیک ہے جو بالعلم تاویلہ الا اللہ
پر وقف لازم نہین سمجھتے اور الراسخون فی العلم کو بھی اُسمین شریک جانتے ہین جیسا کہ اکثر شافعیہ کی یہی رائے ہے اور جنکے نزدیک الا اللہ
پر وقف لازم ہے تو اُنکے نزدیک خدا کے سوا متشابہ کے معنی کوئی اور نہین جانتا اور پھر اُسکے قرآن مین نازل کرنیسے صرف علماء کا امتحان
مقصود ہے کہ ان امور پر محض خدا کے فرمانیسے ایمان بھی لاتے ہین یا نہین؟ - پس انکے نزدیک کل کلام الٰہی کی بلکہ ہر ایک کلام کی یون
تقسیم ہوگی - جو کلام کہ ظاہر المراد ہے اُسکے معنی مین تاویل کی گنجایش ہے یا نہین پس اگر ہے - اب ظہور مراد اگر محض الفاظ سے ہے تو
اسکو ظاہر کہتے ہین اور جو اسکے ساتھ اُسکا سیاق بھی اسی مراد کیلئے ہے اور اسمین اس وجہ سے اور بھی ظہور ہوگیا ہے تو اسکو نص کہتے
ہین۔ اور کبھی عموماً ہر آیت و حدیث کو بھی نص کہا کرتے ہین فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنَى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ یہ آیت اباحت
نکاح کیلئے تو ظاہر ہے اور عدد بیان کرنیمین نص ہے کیونکہ اسی لیے یہ کلام چلایا گیا ہے اور جسمین تاویل کی گنجایش نہین وہ بھی دو حال سے خالی
نہین یا تو نسخ کا احتمال ہے یا نہین اگر ہے تو اسکو مفسّر کہتے ہین اور نہین تو محکم پیغمبر علیہ السلام کے بعد جمیع آیات احکام - اور کل قصص اور

[۱] چنانچہ عماد الدین وغیرہ ناسمجھ لوگون نے اپنا وقت اسمین ضائع کیا ہے ۱۲ منہ

Marfat.com

آیات متعلقہ توحید وغیرہ سب محکم ہین۔ ان چارون اقسام کے مقابلہ مین چار اور قسم ہین جسطرح انمین درجہ بدرجہ ظہور مراد کو ترقی تھی انمین بدرجہ مراد مین خفا، اور پوشیدگی کو ترقی ہے کیونکہ جبکہ کلام کے معنی مین پوشیدگی ہے یا تو وہ کسی ایسے عارض سے ہے کہ جو لفظ کے علاوہ ہے یا محض الفاظ ہی مین خفا ہے، اوّل کو **خفی** کہتے ہین اور دوسرا کہ جسکے الفاظ مین اشکال ہے یا تو ایسا اشکال ہے کہ تامل کرنے اور قرائن مین غور کرنیسے دفع ہو سکتا ہے یا نہین؟ اول کو **مشکل** کہتے ہین اور دوسرا کہ جسکا اشکال قرائن مین غور کرنیسے دور نہین ہوتا دو حال سے خالی نہین یا اُسکے اشکال دور کرنیمین متکلم کیجانب سے انکشاف کی امید ہے یا نہین اگر ہے تو اُسکو **مجمل** کہتے ہین اور نہین تو اُسکو **متشابہ** کہتے ہین جیسا کہ الرحمن علی العرش استوےٰ ووجہ اللہ ویدہ وغیر ذلک من الصفات المتشابہات اور جیسا کہ اوائل سُور مین الم حم وغیرہا حروف مقطعات یہان آپکو یہ بھی معلوم ہو گیا کہ ظاہر کے مقابلہ مین خفی اور نص کے مقابلہ مین مشکل اور مفسر کے مجمل اور محکم کے متشابہ ہے پس جسطرح محکم مین نہایت درجہ کا ظہور ہے متشابہ مین نہایت درجہ کا خفا ہے اور یہ بھی کہ اول فریق کی تقسیم کے موافق مجمل اور ماوّل ہی کو متشابہ کہتے ہین پس انکے نزدیک اور بھی آیات متشابہ کہلاوینگی۔ آپ یہ بات بھی خیال مین رکھین کہ یہ جو محکم اور متشابہ باہم مخالف ہین یہانتک کہ جو آیت محکم ہے اُسکو متشابہ نہین کہہ سکتے اور جو متشابہ ہے اُسپر محکم کا اطلاق نہین ہوسکتا یہ سب اُس تقدیر پر ہے کہ محکم اور متشابہ سے ظہور و خفا مراد لیا جاوے ورنہ جب محکم ہونیسے مراد مضبوطی اور نقصان و اختلاف قبول نکرنا مراد لیا جاویگا تو تمام آیات قرآنیہ کو محکم کہا جاویگا کما قال تعالیٰ کِتَابٌ اُحْکِمَتْ اٰیَاتُہٗ اور اسیطرح جب متشابہ کے معنی صدق اور اعجاز مین ایک دوسرے کا شبیہ ہونا قرار دیا جاویگا تو تمام آیات کو متشابہ کہینگے بقولہ تعالیٰ کتاباً مُتَشَابِھًا **ف** اسیطرح اُن طرق کا (کہ جن سے مطلب پر استدلال کیا جاتا ہے) جاننا ضرور ہے انکے جاننے بغیر مطالب قرآن پر مطلع ہونا دشوار ہے۔ اور وہ طریقہ چار ہین کیونکہ یا استدلال الفاظ سے ہے یا معنی سے پہلی صورت مین وہ کلام اگر خاص اُسی مطلب کے لیئے بولا گیا ہے تو اُسکو **عبارت النص** کہتے ہین ورنہ **اشارۃ النص** دوسری صورت مین اگر وہ مطلب اسلیئے سمجھا جاتا ہے کہ شرعاً یا عرفاً یا عقلاً لفظی معنی اُسپر موقوف ہین تو اسکو **اقتضاء النص** کہتے ہین اور اگر اسطرح سے نہین بلکہ زیادہ ہونیکی وجہ سے سمجھ مین آتا ہے تو اُسکو **دلالۃ النص** کہتے ہین۔ یہ چارون طریق تو سب کے نزدیک مقبول ہین انکے علاوہ بعض محققین کے نزدیک اور طریقون سے بھی مطلب سمجھا جاتا ہے اور وہ یہ ہین **مفہوم الشرط** **مفہوم الصفۃ** وغیرہا کہ جنکو مفہوم مخالف کہتے ہین۔ اور اسیطرح عام و خاص و مشترک و ماوّل۔ اور حقیقت و مجاز و صریح و کنایہ کا جاننا بھی بالخصوص اُس شخص کے لئے کہ جو احکام قرآن پر مطلع ہونا اور اُنسے اور احکام کا استنباط کرنا چاہے ضرور ہے (**امر نہم**) اختلاف قراءت **واضح** ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کی ایک جماعت کثیر نے یہ نقل کیا ہے اِنَّ القرآن اُنزل علی سبعۃ اَحْرُفٍ کلہا شاف کاف یعنی قرآن سات حرف پر نازل ہوا ہے ہر ایک کافی شافی ہے۔ اس حدیث کی صحت مین کسیکو کلام نہین۔ مگر حرف کے معنی مین علماء کا بہت کچھ اختلاف ہے کسی نے کچھ کہا اور کسی نے کچھ چنانچہ تفسیر اتقان مین چالیس قول نقل کیئے ہین مگر ان اقوال مین ایسے بھی اکثر قول ہین کہ جنکی نسبت کسیکو اختلاف نہین اسلیئے انکو چالیس کہنا میرے نزدیک صحیح نہین خیر اسکو جانے دو مگر اسمین کچھ شک نہین کہ جو باہم مخالف اقوال ہین وہ سب کے سب صحیح نہین۔ مینے جہانتک علماء محققین کے اقوال اور احادیث صحیحہ مین نظر کی اور مختلف عنوانون مین اس حدیث کے مطلب پر غور کیا تو یہ معلوم ہوا کہ سات حرف سے قبائل عرب یا خاص قبائل قریش کے وہ مختلف محاورات

Marfat.com

مراد ہین کہ جنمے مطلب مین کچھ تغیر نہ آئے اور وہ ہر ایک کو ادا کرنے مین آسانی ہو جائے چنانچہ آنحضرت صلعم کی استدعا کرنے کے موافق اس امر کی خدا نے اجازت (جسطرح ہندوستان مین کیا اور کا اور کے - اور کی پورب اور پنجاب ور وسط ہند مین بولا جاتا ہے اور کوئی مصنف سہولت کے لئے اپنی کتابین لفظ کو ہر طرح سے ادا کرنیکی اجازت دیدے) مگر آنحضرت لوگونکو قرآن اسی طرز پر یاد کراتے اور کاتبون سے اُسی طریق پر لکھواتے تھے جو خاص آپکی زبان تھی پس جب حضرت ابوبکر کے عہد مین قرآن جمع کیا گیا تو خاص اُسی طرز پر جمع کیا گیا اور باقی وجوہات کہ جنکی ایک عارضی طور سے اجازت تھی رفع اختلاف کے لیے کتابت مین نہ آئین بوقت وہ سبعہ حرف باقی نہ رہے گو اپنے طور پر کوئی پڑھا کرے مگر اُس مصحف مین درج نکیے گئے - پھر جب حضرت عثمان کے عہد مین اُس نسخہ سے پانچ یا سات نسخے انہین پکے حافظون اور زبان دالون کے اہتمام سے نقل کراکے اطراف وجوانب مین بھیجے اُنمین بھی وہ حرف چھوڑ دیے گئے کیونکہ یہ نسخے تو خاص اُسی نسخہ سے نقل ہوئے تھے جو خاص آنحضرت کی زبان کے موافق لکھا گیا تھا - گر وہ سب نسخے خط کوفی مین تھے کہ جسکی رسم خط مین حروف مین تشابہ واقع ہوتا ہے جسمین یعلمون کی جگہ تعلمون اور تعلم کی جگہ نعلم پڑھا جا سکتا ہے - مگر یہ اختلاف حفاظ کو ہرگز پیش نہ آتے تھے کیونکہ وہ لوگ حرف بحرف اسیطرح یاد رکھتے تھے جو آنحضرت علیہ السلام نے بتلایا تھا بلکہ اُن لوگونکو کہ جو صرف لکھے ہوے پر دارومدار رکھتے تھے - صحابہ مین بڑے معتبر حافظ اور قاری کہ جو عامیون کے اختلاف کو درست کرتے تھے اور جنکی طرف ہر مشکل مین لوگ رجوع کر کے حل کرتے یہ لوگ تھے عثمان - علی - اُبی - زید بن ثابت - ابن مسعود - ابو درداء - ابو موسیٰ اشعری کذا قال الذہبی فی طبقات القراء پھر مکہ اور مدینہ اور بصرہ اور کوفہ اور شام مین اُنکی تلامذہ پھیل گئی اور قرآن کی تعلیم مین مصروف ہوئے اور لوگون کے شکوک رسم الخط کو حل کرتے رہے چنانچہ مدینہ مین ابن المسیب اور عروہ اور سالم و عمر بن عبدالعزیز اور سلیمان اور عطاء اور معاذ بن حارث کہ جو معاذ قاری کے لقب مشہور تھے اور عبدالرحمن ابن ہرمز اور ابن شہاب زہری اور مسلم بن جندب ور زید بن اسلم تھے اور مکہ مین عُبید اور عطاء بن ابی رباح اور طاؤس اور مجاہد اور عکرمہ اور ابن ابی مُلیکہ اور کوفہ مین علقمہ اور اسود اور مسروق اور عبیدہ اور عمر بن شرحبیل و حارث بن قیس و ربیع اور عمر بن میمون اور ابو عبدالرحمن سلمی و زر بن حُبیش و عُبید بن فُضیلہ و سعید بن جُبیر و نخعی و شعبی اور بصرہ مین ابو عالیہ اور ابو رجاء اور نصر بن عاصم اور یحیی بن یعمر اور حسن بصری اور ابن سیرین اور قتادہ - اور شام مین مُغیرہ بن ابی شہاب مخزومی حضرت عثمان کے شاگرد تھے - انکے علاوہ ذہبی بہت لوگ اس فن کے ماہر تھے بلکہ بعض تو خاص اسی فن کے امام مشہور ہو گئے چنانچہ مدینہ مین ابو جعفر اور ابن نصاح پھر نافع قاری مشہور ہوئے اور مکہ مین عبداللہ بن کثیر و حمید بن قیس و محمد بن محیض اور کوفہ مین یحیی بن وثاب و عاصم بن ابی النجود و سلیمان اعمش پھر حمزہ پھر کسائی اور بصرہ مین عبداللہ بن ابی اسحاق و عیسی بن عمرو اور ابو عمرو بن العلاء و عاصم پھر یعقوب حضرمی اور شام مین عبداللہ بن عامر و عطیہ بن قیس کلابی و اسمعیل پھر یحیی بن حارث ذماری پھر شریح بن یزید حضرمی امام القراء کہلائے - اور پھر انمین سے یہ سات شخص تو ایسے ہوئے کہ دور دراز لوگ انکے پاس آکر قرآن کی حرکات و سکنات مد و شد بلکہ لب لہجہ کو بھی سیکھتے تھے اور اس فن کے مقتدا مانے گئے اور وہ یہ ہین نافع اس شخص نے ستر تابعین کی شاگردی کر کے یہ علم حاصل کیا تھا اور یہ مدینہ مین رہتے تھے ابن کثیر مکی یہ عبداللہ بن سائب صحابی کے شاگرد تھے ابو عمرو علماء تابعین کے شاگرد تھے اور بصرہ مین رہتے تھے عبداللہ ابن عامر شامی یہ ابی الدرداء اور عثمان کے شاگردون کے شاگرد تھے عاصم کوفی یہ بھی تابعین کے شاگرد تھے پھر انکے شاگرد حمزہ اور پھر انکے شاگرد کسائی - وہ سات قاری کہ جنکی سات قرارت مشہور ہین یہی لوگ ہین پھر انمین سے ہر ایک کی قرارت کے دو دو راوی ہین کہ جنکے لب و لہجہ مین کسی قدر باہم اختلاف ہے چنانچہ نافع سے انکے شاگرد قالون اور ورش اور ابن کثیر سے قنبل اور بزی ایک واسطہ سے اور ابو عمرو سے دوری اور سوسی ایک واسطہ سے اور ابن عامر سے ہشام اور ذکوان ایک واسطہ سے اور عاصم سے ابوبکر بن عیاش اور حفص نے (حفص کی قرارت ہندوستان مین مشہور ہے) اور حمزہ سے خلف ور

[۱] خواہ ان احرف سے تقدیم و تاخیر کلمات مین کرنا یا ایک کلمہ کا دوسرے کی جگہ ہم معنی ہونیکی وجہ سے پڑھنا یا قریش و ہوازن وغیرہ قبائل کے لغات الغرض جو کچھ ہو وہ آسانی کے لئے آپ کی زبان مبارک سے گو جو کچھ اصل تھا لکھا نہ تھا اور یاد کرانے مین اسیکا اعتبار تھا پس ان عارضی وجوہات کو پیش کر کے قرآن مین تحریف کا مدعی ہونا ایک خیال محال ہے ۱۲ منہ

Marfat.com

غلاؔ دبواسطہ سلیم اور کسائی سے دوؔری اور ابوالحارث روایت کرتے ہین - ان سات قاریون کی قرارت مین جو کچھ اختلاف ہے یا باہم راویون کی قراءت مین جو قدرے مخالفت ہے سو وہ سب محض اخفار و اظہار و مد و قصر و تفخیم و اِمالہ و اشمام و رفع و خفض یعنی کسرہ اور پیش وغیرہ امور مین ہے کہ جو لب و لہجہ سے علاقہ رکھتے ہین نہ کلمات و حروف و اعراب وغیرہ اُن امور مین کہ جنسے لفظاً یا معنی مین کچھ فرق آوے یعنی ان حضرات نے اپنے اساتذہ سے آنحضرت صلعم کے قرآن کی ادائگی اور تلفظ کی کیفیت کو ملحوظ رکھا (اور جسطرح علم موسیقی سننے سے تعلق رکھتا ہے یہ فن تجوید[۵۲] بھی سماعت استاذ سے علاقہ رکھتا ہے) پس ان سات قاریون سے وہ سبعہ احرف (کہ جو حدیث مین وارد ہین اور جنکے معنی مین اختلاف ہے) مراد لینا نہایت جہالت ہے، وقد ظن کثیر من العوام ان المراد بھا القراءت السبعۃ و ھو جھل قبیح - اتقان الغرض قرآن جب لکھا گیا تو خط کوفی مین خاص اُسی طرز پر لکھا گیا تھا کہ جو آنحضرت علیہ السلام نے اپنی حیات مین حفاظ کو یاد کرا دیا اور کاتبون سے لکھوا دیا تھا باقی وہ جو کچھ بطریق تفسیر تھا اور بعض لوگون نے اُسکو اپنے مصاحف مین متبرک سمجھ کر لکھ لیا تھا (کہ جسکو منسوخ التلاوۃ کہتے ہین) اور ان عام محاورات کو (کہ جنکی بضرورت اجازت تھی) چھوڑ دیا کیونکہ وہ درصل قرآن نہ تھی پھر جنکو اس رسم الخط مین تردد ہوتا تھا تو اُنکے تردد کو صحابہ پھر تابعین وغیرہم علماء اپنی یاد سے دور کر دیتے تھے لیکن جبکہ یہ دیکھا کہ مصاحف کثرت سے پھیل گئے اور اسلام صدہا بلکہ ہزارہا کوس اور مختلف قومون مین پہنچ گیا کہ جنکی عربی زبان نہین ہے تو عام سہولت کے لئے قرآن پر تابعین ہی کے زمانہ مین اعراب[۵۳] زیر و زبر پیش و مد و جزم لگائے گئے اور آیات اور اوقاف کے نشان دیے گئے کہ جس سے ہر شخص بلاکم و کاست و بلا تغیر بخوبی قرآن مجید پڑھ سکتا ہے اور ہر طرح کی غلطی سے محفوظ رہ سکتا ہے - خدا تعالی متقدمین کو جزائے خیر عطا فرماوے کہ اُنکی کوشش اور سعی کا یہ نتیجہ ہے کہ زمانہ نزول سے اجتک ہر ملک اور ہر قوم مین ایک ہی قرآن ہے کسی جگہ بھی حرف یا شوشہ یا نقطہ کا فرق نہین و للہ الحمد اب بعض عیسائیون کا تورات و اناجیل کی تحریف کی نظیر مین قرآن مجید مین تحریف ثابت کرنیکے لئے اُن الفاظ کو نقل کرنا کہ جو بطور تفسیر کے پڑھے گئے تھے اور اُنکو پھر آنحضرت نے قرآن مین داخل نفرمایا اور اُن خبر احاد کو نقل کرنا کہ جنمین سبعہ احرف کے بیان مین تقدیم و تاخیر وغیرہ تصرفات مذکور ہین محض بیفایدہ ہے کیونکہ یہ سب چیزین اگر صحیح روایت اور پھر متواتر یا مشہور سے بھی ثابت ہوجائین تو آنحضرت کے روبرو ہی قرآن مین مندرج ہوئی تھین نہ پھر جمہور صحابہ نے قرآن کو جمع کرتے وقت اُنکو نقل کیا بلکہ سب نے بالاتفاق انکو قرآن کا جزو نہ سمجھا پس جب یہ جزو قرآن نہین تو انکے قرآن ہونیسے کوئی نقصان لازم نہین آتا مگر جو لوگ اس بات سے ناواقف ہین وہ بغیر سمجھے بوجھے تفسیر اتقان وغیرہ کتب سے اس قسم کی روایات نقل کرکے قرآن مین تحریف ثابت کرنیکے مدعی ہوجاتے ہین مگر جب تحریف اور قرآن کی تعریف مقرر کرکے امور تنقیح طلب قرار پاتے ہین تو اہل اسلام کے روبرو خجالت اُٹھاتے ہین (اھر وہم) (تقدیم و تاخیر آیات) واضح ہو کہ قرآن مجید جس ترتیب سے کہ جمع کیا گیا ہے یعنی اول الحمد پھر سورہ بقرہ پھر سورہ آل عمران الخ اس ترتیب سے نازل نہین ہوا ہے بلکہ اصل حال یہ ہے کہ اس ترتیب موجود کے ساتھ قرآن مجید لوح محفوظ سے رمضان کے مہینے مین شب قدر کو یکبارگی آسمان دنیا مین بیت المعمور[۵۴] کیطرف نازل ہوا جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ الآیہ وقال اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ پھر وہان سے حسب حاجت عباد تھوڑا تھوڑا جبرئیل[۵۵] علیہ السلام حضرت کے پاس لاتے تھے اور آپ آیات کو

۵۱ پس وہ جو بعض مفسرین اختلاف قرارت بیان کرتے وقت کسی قدر زائد باتین بیان کرتے ہین سو وہ محض خبر آحاد سے ثابت ہین وہ کیطرح سے جزو قرآن نہین ہو سکتین کیونکہ قرآن مین تواتر شرط ہے ہان اُنکو حدیث سمجھکر کوئی حکم ثابت کیا جاوے تو ممکن ہے ۱۲ منہ ۵۲ تجوید فن قرارت کو کہتے ہین علماء نے طرز تلفظ وغیرہ امور بالخصوص مفردات و مرکبات الفاظ کے مخارج کو کمال مین بیان کیا ہے اس فن مین سب سے اول ابو عبید قاسم بن اسلام نے پھر احمد بن جبیر کوفی نے پھر اسمعیل مالکی نے پھر ابو جعفر ابن جریر طبری نے پھر ابوبکر محمد داجونی نے پھر ابوبکر بن مجاہد نے تالیف و تصنیف کی مگر بہت سے لوگون نے کتابین لکھین مین جزری اور شاطبی بھی اس فن مین عمدہ کتابین ہین ۱۲ منہ ۵۳ عبدالملک بن مروان کے زمانہ مین خلیل وغیرہ لوگون کے ہاتھ سے یہ کام انجام پایا ۱۲ منہ ۵۴ بیت المعمور ہمارے مکانون کی مانند کوئی دفتر خانہ یا منشی خانہ نہین ہے بلکہ یہ تعینات عالم مثالی مین جنکی شرح کی یہان گنجایش نہین ۱۲ منہ ۵۵ بعض نا فہمون نے جبرئیل کا انکار کیا اور نزول قرآن اور ظہور وحی کو حضرت کی حالت جذبیہ کا ثمرہ بتایا اور اُنکو مجنون کی خیالی باتون کے ساتھ تشبیہ دی نعوذ باللہ منہ در اصل یہ کسمپرسی اور بے تجربہ وغیرہ یورپ کے ملحدون کی تقلید ہے کہ جسپر سید احمد خان اور اُنکی امت فخر کرتی ہے ۱۲ منہ +

اُنکے اصلی موقعہ پر کاتبون سے لکھوا دیتے اور حافظون کو یاد کرا دیتے تھے جسطرح کسی دیوان مرتب مین سے حسب موقع کچھ اشعار اور غزلین کیسے یا و
تقدیم و تاخیر بھی جاوین لیکن وہ شخص ہر شعر اور ہر غزل کو اُسی ترتیب سے لکھے کہ جس ترتیب سے دیوان مین مندرج مین جو اول ہے اُسکو اول اور جو
اُسکو آخر لکھے گو اخیر کی غزل اول یا بیچ جاوے مگر لکھی اخیر ہی مین جاوے یہی حال قرآن مجید کا ہے چنانچہ شوال کے اول عشرہ مین ل
سورہ اقرأ تا مالم یعلم نازل ہوئی پھر مدثر پھر مزمل بعض کہتے ہین اول اقرا پھر ن پھر مزمل پھر مدثر پھر سورہ فاتحہ پھر تبت پھر اذا الشمس کورت
پھر سبح اسم ربک الاعلی پھر والیل پھر فجر پھر والضحی پھر الم نشرح پھر والعصر پھر والعادیات پھر کوثر پھر الہاکم التکاثر پھر ارأیت الذی پھر قل یا
ایہا الکافرون پھر الم تر پھر قل اعوذ برب الفلق پھر قل اعوذ برب الناس الخ نازل ہوئی اور جب آپ مدینہ منورہ مین ہجرت کر گئے وہان بھی بتدریج
قرآن نازل ہوتا رہا چنانچہ وہان جا کر ویل للمطففین پھر سورہ بقرہ پھر آل عمران پھر انفال پھر احزاب پھر مائدہ الخ نازل ہوئی۔ اکثر تو ایک سورہ
کئی کئی ٹکڑے ہو کر نازل ہوتی تھی اور کبھی تمام سورۃ یکبارگی نازل ہوئی ہے جیسا کہ سورہ انعام و تبت و اذا جاء نصر اللہ وغیرہا من السور
تمام محققین کے نزدیک آیات کی ترتیب توقیفی ہے یعنی جسطرح جبرئیل نے آپ سے کہا آپ نے اُسکے موافق آیات قرآن کو مرتب کیا اور ہر سورۃ کی آیات کو انکے
موقعہ پر لکھوا دیا اسیطرح سورتون کی ترتیب بھی آنحضرت صلعم کے عہد مین ہو چکی تھی اسی ترتیب سے جو آج دہر صد ہا حفاظ کو قرآن مجید یاد تھا اور آپ کی
ارشاد بموجب فاصلہ کے لیئے ہر سورۃ کے اول مین بسم اللہ بھی لکھی جاتی تھی چونکہ سورہ برارت کے اول مین آپنے حکم ندیا تو وہان نہ لکھی گئی پس جسقدر
آیات اور سورتین کہ مکہ مین نازل ہوئین اُنکو مکیہ کہتے ہین اور جو مدینہ مین نازل ہوئی ہین اُنکو مدینہ کہتے ہین اور بعض نے یہ اصطلاح مقرر کی ہے کہ جو کچھ
ہجرت سے پہلے نازل ہوا خواہ خاص مکہ مین یا طائف مین یا کہین اور سب کو مکیہ کہتے ہین اور جو کچھ بعد ہجرت کے نازل ہوا خواہ خاص مدینہ مین یا قبا مین یا راستہ
مین یا خیبر یا تبوک کے سفر مین سب کو مدینہ کہتے ہین متاخرین نے قرآن کی ہر سورہ کے اول اُسکا بیان لکھدیا ہے کہ یہ مکیہ ہے یا مدینہ اور اسقدر
آیات مین البتہ احکام کے ناسخ و منسوخ پہچاننے کے لیئے اسقدر جاننا تو ضرور ہے باقی یہ معلوم کرنا کہ یہ آیات سردی کے موسم مین نازل
ہوئین تھین یا گرمی کے موسم مین صبح کے وقت یا شام کے وقت دن مین یا رات مین سفر مین یا حضر مین کچھ ضرور نہین اور جو کوئی ان
باتون پر بھی حاوی ہو جیسا کہ بعض محدثین نے آیات صیفی و شتوی لیلی و نہاری سفری و حضری کو جداگانہ بیان کیا ہے تو یہ اُسکے وفور علم
کی دلیل کامل ہے الغرض آیات و سور کی ترتیب اصلی قرار دینے کے لیئے ہر رمضان مین جبرئیل آنحضرت [illegible] دور کرتے تھے اور آخیر رمضان مین
دو بار دور کیا تاکہ نزول کی تقدیم و تاخیر کو درست کر کے ہر چیز کو اُسکے اصلی موقعہ پر قائم کر دین چنانچہ آپنے ایسا کیا۔ اور لوح محفوظ کے مطابق
قرآن کو کر دیا اسلیئے تمام اہل اسلام مین اُسی ترتیب سے قرآن ابتک موجود ہے اور قیامت تک رہیگا ہان اسکا کچھ مضائقہ نہین کہ تلاوت یا
کسی اور غرض سے کوئی شخص بعض سورتون کو مقدم مؤخر کر دے جیسا کہ پنج سورہ مین ہوتی ہین یا ایک قسم کی آیات کو جداگانہ ترتیب دے اور دوسری
قسم کو جدی جگہ لکھے جیسا کہ اہل ورد وظائف کرتے ہین چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ترتیب نزول کے لحاظ سے رکھی تھی یہ جو کچھ مینے لکھا ہے
کتب احادیث مین موجود ہے اتقان مین اُسکے حوالہ مندرج ہین واللہ اعلم (**فصل ہشتم**) ف قرآن مجید کی سورتون کے نام آنحضرت صلعم کے روبرو ہی
مقرر ہو چکے تھے۔ نام رکھنے مین اکثر جزو غالب یا مقصود بالنظر کا اعتبار ہوتا ہے اسلیئے سورۂ بقرہ کو کہ اُسمین ذبح بقرہ کا عجیب و غریب قصہ ہے سورہ بقرہ
کہنے لگے اور سورہ یوسف مین چونکہ حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ مذکور ہے اسلیئے اُسکو سورہ یوسف کہنے لگے اور کبھی کسی صفت خاص کا بھی لحاظ
ہوتا ہے مثلاً سورہ الحمد مین ایک وصف شفا ہے اسلیئے اسکو سورہ شفا کہا گیا اسی لحاظ سے ایک سورہ کے متعدد نام مقرر ہوئے ہین۔ اور کبھی

اوّل کلمہ کا لحاظ کرکے وہی نام رکھدیا جاتا تھا چنانچہ سورہ نون کو ن اور ص کو ص اور حم کو حم اور تبت کو تبت کہنے لگے وقس علی ہذا۔ احادیث مین اکثر سورتون کے نام آئے ہین گو ان مین بعض احادیث ضعیف اور بعض صحیح ہین پس سب کو غیر ثابت کہدینا قاعدہ محدثین کے خلاف ہے اور ان مذکورہ کا تسمیہ مین مرعی رکھنا عرب مین قدیم سے مروج تھا چنانچہ نہین رجو بات ہے وہ اپنے قصائد کو موسوم کیا کرتے تھے پس اس مین یہود کی تقلید کہنا جیسا کہ سید احمد خان صفحہ ۲ مین کہتے ہین بڑی غلطی بلکہ ناواقفی ہے **تنبیہ** حروف مقطعات انتیس ۲۹ سورتون کے اول مین آئے ہین علماء کا انکے معانی مین اختلاف ہے آپکو آگے چلکر معلوم ہوگا مگر ایک جماعت نے انکو ان سورتون کا نام بھی مانا ہے اور انکے یہی معنی قرار دئے ہین لیکن انحضرت صلعم سے اس بارہ مین کوئی روایت صحیح نہین آئی ہے پس ان حروف کو سورتون کا نام بامر وحی یا بامر الٰہی سمجھنا اور یون کہنا قولہ صٓ انمین سے بجز انتیس کے کہ جنکی ابتدا مین حروف مقطعات ہین اور کسیکو خدا تعالی نے موسوم نہین کیا۔ سید احمد) بڑی غلطی کی بات ہے

ف۲ قرآن مجید مین کل ایک سو چودہ ۱۱۴ سورتین ہین۔ اور قرآن کی آیات کی تعداد مین اہل کوفہ اور اہل شام اور اہل بصرہ اور اہل مکہ و اہل مدینہ کا اختلاف ہے اختلاف کی یہ وجہ نہین کہ ایک گروہ بعض کو آیات قرآنی کہتا ہے اور دوسرا انکو قرآن مین داخل نہین کرتا بلکہ اس وجہ سے کہ جس گروہ کی نزدیک نبی صلعم کا جس جگہ وقف کرنا پایا گیا انہون نے اسکو ایک آیت شمار کیا اور جنکے نزدیک ان جگون مین وقف کرنا ثابت نہوا بلکہ وصل ثابت ہوا تو انہون نے دونوکو ایک آیت سمجھا پس اکثر کے نزدیک چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ ۶۶۶۶ ہین اور اہل کوفہ کے نزدیک چھ ہزار دو سو چھتیس ۶۲۳۶ ہین اور اہل مدینہ کے نزدیک چھ ہزار دو سو چودہ ۶۲۱۴ ہین۔ متاخرین نے آیات پر کہین لفظ شامی کہین کوفی لکھدیا ہے اسکے یہ معنی نہین کہ یہ آیت کوفہ یا شام مین نازل ہوئی بلکہ یہ مراد ہے کہ علماء کوفہ کے نزدیک یا علماء شام کے نزدیک آیت ہے واللہ اعلم اور اسیطرح حروف قران کا بھی علماء نے شمار کرلیا ہے چنانچہ عبداللہ بن مسعود نے تین لاکھ بائیس ہزار چھ سو ستر حرف بتائے ہین اور یہان بھی اختلاف کا یہ سبب ہے کہ بعض نے حروف مشددہ مین ایک کو دو گنا بعض نے ایک ہی شمار کیا **ف۳** لوگونکی آسانی کے لیے جب علماء نے قران مجید پر اعراب لگائے۔ اور علم رسم الخط تدوین کیا تو سہولت کیلئے متاخرین نے قرآن کو تیس لونکے موافق تیس پارون پر تقسیم کیا۔ اور ہر پارہ کے چار ٹکڑے کئے ربع۔ نصف۔ ثلث کا لفظ ہر مقام پر لکھا۔ اور پھر ہر ٹکڑے کو تقسیم رکوعات پر کیا۔ اور رکوع کا اشارہ ع کے ساتھ کیا۔ پھر رکوع کی پانچ پانچ یا دس دس آیات پر چند نشان لگائے جنکی تفصیل یہ ہے

خمس	یہ پانچ آیتون کی علامت ہے جو کوفیون اور بصریون کے نزدیک یا خاص کوفیون کے نزدیک ہین۔
ع	اسیطرح یہ دس آیتون کی علامت ہے جو لفظ عشرہ کا ابتدائے حرف لیا گیا جیسا کہ ہ خمسہ کا اخیر ہے۔
عب	سے اشارہ ہے اسطرف کہ یہان بصریون کے نزدیک دس آیت تمام ہوچکین ع سے عشرہ اور ب سے بصریین مراد ہین
خب	سے مراد یہ ہے کہ بصریین کے نزدیک پانچ آیتین یہانتک ہوچکین خ سے خمس اور ب سے بصریین مراد ہین
تب	سے یہ مراد ہے کہ بصریین کے نزدیک آیت ہے ت سے آیت اور ب سے بصریین مراد ہین۔
لب	سے یہ اشارہ ہے کہ اہل بصرہ کے نزدیک یہان آیت نہین ل لیس ور ب سے بصریین مراد ہین۔

ف۴ عرب کی زبان مین یہ دستور ہے کہ جب جملہ تمام ہوتا ہے وہان ذرا ٹھیر جاتے ہین کہ جسکو **وقف** کہتے ہین گرچہ ہر ایک آیت ایک کلام تمام ہے جسپر وقف ہے مگر آیت کبھی ایسی ہوتی ہے کہ اسمین دو یا کئی جملے ایسے ہوتے ہین کہ جن پر وقف کرنا چاہیئے پس قدیم عرب کو آیات اور انکے درمیانی جملون پر جسطرح اعراب کی حاجت نہ تھی اسیطرح وقوف کے لیے رموز و اشارات مقرر کرنیکی بھی حاجت نہ تھی جسطرح وہ بغیر تعلیم و تعلم صرف و نحو وغیرہ قواعد بلاغت اپنے سلیقہ زبان دانی سے صحیح تلفظ کرتے تھے اسیطرح جملون کے معانی پر لحاظ کرکے وقف کرتے تھے لیکن جب قرآن ہر ملک مین پہنچا اور عجم سے عرب کا اختلاط ہوا تو ضرور ہوا کہ غلطی سے محفوظ رکھنے کے لئے وقف کے لیے کوئی علامت مقرر کیجاوے کیونکہ اگر

وقت کے موقع پر وقف کیا جاوے اور دونون جملون کو ملا دیا جاوے تو کلام کے معنی مین فرق آجاوے دیکھیے اس آیت فَلَا یَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ إِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِیْعًا مین اگر قولہم پر وقف نکیا جاوے تو ان العزة الخ کفار کا مقولہ ہوجاتا ہے جسکے یہ معنی ہونگے کہ کفار جو یہ کہتے ہین کہ عزت سب خدا کیلیے ہی ہے تو غم نہ کر حالانکہ یہ مراد نہین بلکہ مقصود یہ ہے کہ کفار کی بات پر رنج نکر عزت ہر طرح کی خدا کیلیے ہے - یہ جدا جملہ ہے اور اسیطرح وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَا أَن رَّأٰى بُرْهَانَ رَبِّهٖ مین ہمت پر وقف کیا جاوے اور دونو کو ملا دیا جاوے تو یہ معنی ہوجاوینگے کہ زلیخا نے یوسف سے اور یوسف نے زلیخا سے قصد بد کر لیا تھا - اور یہ مقصود نہین بلکہ ہم بہا الخ جدا جملہ ہے جسکے یہ معنی ہین اگر خدا کیطرف کی رہنمائی یوسف کو نہوتی تو بُرا ارادہ کر چکے تھے - اور اسی قسم کی بیشمار مواضع قراء کے نزدیک وقف اور ابتدا مین کبھی صرف معنی کا لحاظ ہوتا ہے چنانچہ نافع اسکے قایل ہین اور کبھی دم ٹوٹنے کا لحاظ ہوتا ہے کہ جہان دم ٹوٹے سوائے چند مواضع کے وقف کر دیا جاوے چنانچہ ابن کثیر اور حمزہ کا یہی مذہب ہے اور کبھی کلام کے پورا ہونیکا لحاظ ہوتا ہے کہ جہان کلام تمام ہو جاوے وقف کر دیا جاوے چنانچہ عاصم اور کسائی کا یہی مذہب ہے اور ابو عمرو کے نزدیک آیات کی انتہا ہی پر وقف ہوتا ہے اور اسکو وقف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہین کیونکہ ہر آیت پر آپ قصداً وقف کرتے تھے - کیفیت وقف مین بھی عرب کے مختلف حالات ہین چنانچہ قراء نے انہین سے نہایت معتبر نو صورتین شمار کی ہین - سکون ۱ روم ۲ اشمام ۳ ابدال ۴ - نقل ۵ - ادغام ۶ - حذف ۷ - اثبات ۸ - الحاق ۹ لیکن کلمہ متحرک پر وقف کرنیمین اصل اصول سکون ہے - اور باقی ہر ایک کی تفصیل مطولات مین ہے - متقدمین کے نزدیک وقف اور قطع اور سکتہ کے ایک ہی معنی ہین مگر متاخرین نے فرق کیا ہے پس لفظ قطع اُس صورت مین اطلاق کرتے ہین کہ جب قاری بالکل ٹھیر جائے اور آگے پڑھنے کا قصد نرکھے یہانتک کہ اگر پھر پڑھے تو دوبارہ اعوذ پڑھنے کی ضرورت ہو اور سکتہ یہ ہے کہ ذرا ٹھیر جاوے مگر دم نہ توڑے اور وقف مین ٹھیر جاتے اور دم لیتے ہین مگر نیت اعراض نہین ہوتی - قراء نے ہر موقع پر لحاظ کرکے وقف کے بہت اقسام بیان کیئے ہین ابن انباری کے نزدیک تو وقف کی صرف تین قسم ہین وقف تام - وقف حسن - وقف قبیح - وقف تام وہ ہے کہ جہان دوسرے جملے کو پہلے سے کچھ تعلق نہو پس اول جملہ پر وقف کرکے ابتدا کلام دوسرے سے کیجائے جیسا کہ اولئك هم المفلحون ۝ ان الذين كفروا سواء عليهم ءانذرتهم ام لم تنذرهم لا يؤمنون ۝ اور حسن وہ ہے کہ پہلے کلام پر وقف تو ٹھیک ہو مگر دوسرے سے تنہا ابتدا کلام نہو سکے جیسا کہ الحمد للہ پر وقف کرنا کیونکہ رب العلمین جو اسکی صفت ہے تنہا اس سے بغیر موصوف کے ابتدا کلام نہین ہو سکتی - اور قبیح وہ کہ جو نہ حسن ہو نہ تام جیسا کہ بسم اللہ مین بسم پر وقف کرے - اور بعض نے اور بھی اقسام وقف بیان کیے ہین کہ جنکے ذکر کی اس مختصر مین گنجایش نہین مگر مین اب ان تمام وقوف کے اشارونکو جو قرآن مین لکھے ہین بیان کرتا ہون اس سے وقوف کے اقسام بھی

ہ یہ گول دائرہ آیت کی علامت ہے اور بعض اس مین نقطہ بھی لکھتے ہین اور بعض فقط نقطہ ہی پر بس کرتے ہین یہان ٹھیرنا چاہیے

م یہ اشارہ ہے وقف لازم کیطرف یہان ٹھیرنا ضرور ہے ورنہ کلام کے معنی بدل جاوینگے

ط یہ اشارہ ہے وقف مطلق کے لیئے یہان ٹھیرنا بہتر ہے یہ اُس صورت مین ہے کہ جب دوسرے جملہ سے ابتدا کرنا حسن ہووے -

ج یہ علامت وقف جائز کی ہے کہ یہان وقف کرنا اور نکرنا دونو برابر ہین چاہے کرے چاہے نہ کرے -

ز یہ علامت ہے اسکی کہ یہان نہ ٹھیرے اور اگر ٹھیرے گا تو جائز ہے -

ص یہ علامت ہے اسکی ہے کہ یہان وقف کی رخصت ہے یعنی طول کلام کی وجہ سے یہان دم لینا کچھ مضائقہ نہین یہان وقف نکرنا بہتر ہے بخلاف ز کے یہ علامت تو وہ ہین کہ جو متقدمین کے نزدیک مروج تھین مگر متاخرین نے چند اور علامات مقرر کی ہین اور وہ یہ ہین -

صلے علامت ہے الوصل اولی کی یعنی اس مقام پر وقف نکرنا اولی ہے ملا کر پڑھنا چاہیے -

ق علامت ہے قیل کی یعنی کہا گیا ہے کہ یہان وقف ہے مگر یہان بھی نہ ٹھیرنا بہتر ہے کیونکہ قیل ضعف وقف پر دال ہے

صل علامت ہے قد یوصل کی یہان وقف اولی ہے -

ک | علامت کذٰلک کی ہے اسکے یہ معنی کہ یہان وہی وقف ہے جو اوپر گزرا۔

قف | صیغۂ امر ہے یہان وقف کرنا چاہیے۔

س | علامت سکتہ کی ہے اور کبھی لفظ سکتہ بھی لکھدیتے ہین کہ یہان ذرا ٹھیر جاؤ اور دم نہ توڑو۔

قلا | قیل لا کی علامت ہے یعنی بعض نے یہان نہ ٹھیرنا کہا ہے۔

لا | اگر کسی آیت پر نہین تو یہان بالاتفاق نہ ٹھیرنا چاہیے یہ وقف لازم کے مقابلہ مین ہے جسطرح وہان ملا کے پڑھنے سے معنی خراب ہوتے ہین یہان وقف کرنے سے یہ قبیح کی صورت ہے اور اگر آیت پر لا ہے تو اسمین محدثین کا بڑا اختلاف ہے اکثر قرا اور محدثین کہتے ہین ٹھیر جاؤ اور اکثر قرا کہتے ہین نہ ٹھیرے اور یہی مشہور ہے

مع | علامت معانقہ کی ہے کہ یہان دو جگہ قریب قریب ہین جن پر تین نقطہ لکھے ہوتے ہین اس سے یہ مراد ہے کہ ان دونون لفظون مین سے دوسرے کو پہلے کے ساتھ وہ ارتباط ہے جو اگلے لفظ کے ساتھ ہے پس خواہ پہلے لفظ پر وقف کرو دوسرے کو تیسرے کے ساتھ ملا کر پڑھو خواہ وقف نکرو جیسا لاریب فیہ ہدی للمتقین مین لاریب اور فیہ مین معانقہ ہے خواہ لاریب پر وقف کرو کیونکہ اس فیہ کو دونون سے ربط ہے مراد یہ ہے دو جگہ قریب قابل وقف ہوتے ہین اگر ایک پر وقف کرو تو دوسرے پر ہرگز نہ کرو۔

(باب سوم) **فصل ا** - واضح ہو کہ قرآن مجید مین اکثر جگہ **توریت و انجیل - و زبور** و صحف ابراہیم علیہ السلام وغیرہم کا ذکر آیا ہے اور انکی مدح اور تصدیق اور کتاب الہی ہونا بیان کیا ہے اور بعض مضامین کا حوالہ انکی طرف دیا ہے اسلیے جمہور اہل اسلام کے نزدیک انپر ایمان لانا ضرور ہے کیونکہ جمیع انبیاء اور تمام کتب الٰہیہ کو بلا تفریق حق سمجھنا خاص اہل اسلام کا ہی حصہ ہے - اسلیے مجکو ضرور ہوا کہ ان کتابون کا کسیقدر مختصر حال بیان کرون تاکہ ہر شخص کو معلوم ہو جائے کہ اسوقت جو کتابین اس نام کی اہل کتاب کے پاس ہین وہ اصل نہین ہین اس زمانہ مین عیسائیون کا بڑا زور ہے پادری گلی کوچون مین لوگون کو بہکاتے پھرتے ہین کہین کالج مقرر کرکے لوگون کو لالچ دیکر انجیل کی تعلیم دیتے اور کرسٹین بناتے ہین بلکہ سینا پرونا سکھانے کے بہانے سے شرفاء اہل اسلام کے گھرون مین مستورات کے بہکانے کے لیے جوان جوان شاطر میمون کو بھیجتے ہین اور وہ گھر کے نوجوانون سے نہایت خوش خلاقی سے پیش آکر رجھاتین اور دین سے برگشتہ کراتی ہین اور کہتی ہین کہ تمہارے قرآن مین بھی توریت و انجیل و زبور پر ایمان لانیکی تاکید ہے یہ کتابین ہمارے پاس ہین انپر ایمان لاؤ انمین جو کچھ لکھا ہے اسکو مانو مسیح خدا کا بیٹا اور دنیا کا کفارہ ہے جب وہ لڑکے اس دام مین آجاتے ہین تو انکو اور کچھ سناتی ہین کہ تمہارے نبی کے پاس کوئی معجزہ نہ تھا اگر ہوتا تو قرآن مین مندرج ہوتا جسکو تم نبی سمجھتے ہو وہ نبی نہ تھا اسنے قرآن مین بہت سی غلط باتین لکھدین اور جب کسی نے پوچھا اچھا میم صاحب ان باتون کے غلط ہونیکی کیا دلیل تو انہون نے کہا جسکو تم چند روز ہوئے توریت و انجیل مان چکے ہو یہ باتین انکے برخلاف ہین اسلیے غلط ہین اول تو یہ فریب آمیز تقریر پھر میم صاحبہ کی نرم و نہین آواز اور ریور کے ناز و انداز اور بھی غضب ڈھاتے ہین اسلیے اس پر آشوب زمانہ مین ان کتابون کی تحقیقات کی ہمکو زیادہ ضرورت ہوئی **اہل کتاب** اپنی تمام کتب سماویہ کے مجموعہ کو **بائیبل** کہتے ہین۔ پھر اسکو دو حصہ مین ایک **عہد عتیق** یعنی پرانی ... دوسرا عہد جدید یعنی نیا عہد اور جسطرح ہم قرآن کے جملون کو آیت کہتے ہین یہ لوگ ورس کہتے ہین پہلے حصہ مین یہ کتابین ہین (۱) **سفر خلیقہ** کہ جسکو کتاب پیدایش بھی کہتے ہین اسمین ابتدا پیدایش آسمان و زمین کے حال سے لیکر حضرت موسیٰ تک سلسلہ وار تاریخ کے طور پر بیان ہے (۲) **سفر خروج** جسمین بنی اسرائیل کا مصر سے نکلنا ... کا ذکر ہے (۳) کتاب احبار جسمین قربانی اور قصاص و جانورون کے حلت و حرمت وغیرہا احکام ہین (۴) **سفر عدد** جسکو گنتی کی کتاب ... بنی اسرائیل کے فرقون کا شمار ہونیکا اور دیگر بیان ہے (۵) **سفر استثنا** اسمین ملک فلسطین کی تقسیم وغیرہ مذکور ہین ان پانچون کو **توریت** حضرت موسیٰ کی تصنیف کہتے ہین یہ توریت ضخامت مین تخمیناً سعدی کی بوستان کے برابر ہے (۶) کتاب یشوع (۷) قاضیون کی کتاب (۸) روث ... کی کتاب ... (۹) صموئیل کی اول کتاب (۱۰) صموئیل کی دوسری کتاب (۱۱) سلاطین کی پہلی کتاب (۱۲) سلاطین کی دوسری کتاب (۱۳) اول کتاب تواریخ (۱۴) دوسری کتاب تواریخ کہ جسکو اخبار الایام بھی کہتے ہین (۱۵) عزرا کی کتاب اول (۱۶)

[illegible] ... ۵۲ ... حضرت داؤد علیہ السلام ... ۵۳ یعنی عزیر علیہ السلام ...

عزرائی دوسری کتاب جسکو کتاب نحمیا بھی کہتے ہین (۱۷) کتاب ایوب (۱۸) زبور داؤد علیہ السلام اسمین محض مناجات اور خدا کی مدح و ثنا ہے (۱۹) امثال
سلیمان علیہ السلام اسمین پند و نصائح ہین (۲۰) کتاب واعظ جسکو جامع بھی کہتے ہین (۲۱) غزل الغزلات کہ جسکو نشید انشاد بھی کہتے ہین
ہے جسمین عاشقانہ مضامین ہین بلکہ بعض فحش آمیز کلمات بھی ہین (۲۲) یسعیاہ نبی کی کتاب (۲۳) یرمیاہ نبی کی کتاب (۲۴) یرمیاہ نبی کا نوحہ
جو تین چار ورق ہین ہے (۲۵) حزقیل کی کتاب (۲۶) دانیال علیہ السلام کی کتاب (۲۷) ہوسیع نبی کی کتاب (۲۸) یوئیل نبی کی کتاب یہ صرف
دو ورق ہین (۲۹) عاموس نبی کی کتاب یہ کل چار ورق کی ہے جسمین کچھ پیشین گوئیان ہین (۳۰) عبدیاہ نبی کا خواب جو ایک صفحہ پر ہے (۳۱) کتاب یونہ
یعنی یونس علیہ السلام کا ڈیڑھ ورق پر مختصر سا حال۔ (۳۲) میخا یا میکہ علیہ السلام کا چار ورق پر الہام بیان ہے (۳۳) ناحوم علیہ السلام کا الہام جو نینوہ شہر کی
تباہی ہے دو ورق ہین (۳۴) حبقوق نبی کا الہام جو دو ورق پر ہے (۳۵) صفنیاہ۔ یا صفونیا نبی کا الہام جو دو ورق پر ہے (۳۶) حجی نبی کا الہام جو
دارا شاہ ایران کے عہد مین ہوا ایک ورق پر (۳۷) ذکریا علیہ السلام کا الہام جو دارا کے عہد مین ہوا تھا آٹھ ورق پر (۳۸) ملاخیا۔ یا ملاکی نبی علیہ السلام کا الہام
دو ورق پر جسمین الیاس کے آنیکی بھی خبر ہے یہ حضرت مسیح سے چارسو برس پہلے تھے اور کبھی ان صحیفون کے مجموعہ کو بھی مجازاً **توراۃ** کہتے ہین یہ ۳۸ کتابین ہین کہ جنکو
یہود اور عیسائی سب مانتے ہین مگر فرقہ **سامریہ** انمین سے صرف توراۃ اور کتاب یوشع اور کتاب القضات کو مانتے ہین اور سب کے منکر ہین (اور یہ سب کتابین اصلی
زبان میں ہین جو ملک یہودیہ کی قدیم زبان ہے اور یہود کی نزدیک عبرانی ہین انکو کچھ اور نام ہون تو تعجب نہین۔ پھر انکی تراجم یونانی اور لاطینی اور عربی وغیرہ زبانون
مین ہو گئے ہین میرے پاس بالفعل اردو بائبل مطبوعہ مرزاپور ۱۸۷۰ء موجود ہے) **لیکن عیسائیون** نے نو اور کتابین اس مجموعہ مین داخل کی ہین کہ جنکی تسلیم و عدم تسلیم مین
متقدمین و متاخرین مین سخت اختلاف ہے چنانچہ ابھی آپکو معلوم ہو جائیگا اور وہ نو کتابین یہ ہین (۱) **کتاب آستر** یہ پانچ ورق کا ایک دلچسپ قصہ ہے کہ
اخسویرس بادشاہ نے وشتی ملکہ پر خفا ہو کر اپنی ملکہ بنایا اور اُسکے چچازاد بھائی مردکی کو کہ جو اُسکا مربی تھا ایک خیرخواہی پر اپنا وزیر اعظم کیا اور ہامان وزیر
سابق کو جو یہودیون کا سخت دشمن تھا مع زن و فرزند قتل کیا۔ (یہ قصہ ابتک عیسائیون کے نزدیک کتب مقدسہ مین شمار ہے) (۲) کتاب باروق (۳) ایک حصہ
دانیال کا (۴) کتاب طوبیاس (۵) کتاب یہودیت (۶) کتاب وزدم (۷) کتاب ایکلیزیاستیکس (۸) مقابیس کی اول کتاب (۹) مقابیس کی دوسری
کتاب یہود ان کتابون کو لغو قصے سمجھتے ہین مگر عیسائیون نے الہامی مانا ہے **عہد جدید** مین یہ کتابین ہین (۱) انجیل متی کہ جسکو حضرت مسیح کے
حواری نے مسیح کی پیدائش سے لیکر موت تک کے حالات مین تاریخ کی طور پر جمع کیا (۲) انجیل مرقس مرقس کی ... ابتدا سے لیکر اخیر تک حضرت مسیح کی
متی سنائی بیان کی ہے کیونکہ مرقس نے حضرت مسیح علیہ السلام کو نہین دیکھا ... یہ پطرس حواری کا شاگرد ہے چنانچہ پطرس ...
اسکو بیٹا کہتا ہے یہ شخص رومی ہے اور اسکی یہ کتاب لاٹن یعنی رومی زبان مین تھی پھر اسکا یونانی اور سریانی مین ترجمہ ہوا (۳) انجیل لوقا یہ بھی حضرت مسیح کی تاریخ ہے
جسکو لوقا نے لوگون سے سنکر تالیف کیا ہے کیونکہ اسنے کیا بلکہ اسکے اُستاد پولس نے بھی حضرت مسیح کو نہ دیکھا تھا چنانچہ اپنی کتاب کے اول مین وہ خود اقرار کرتا ہے **قوله**
قوله چونکہ بہتون نے کمر باندھی کہ اُن کامونکو جو فی الواقع ہمارے درمیان ہوئے بیان کرین جسطرح سے اُنہون نے جو شروع سے خود دیکھنے والے اور کلام کی خدمت
کرنیوالے تھے ہمسے روایت کی مجھے بھی مناسب جانا کہ سب کو سرے سے صحیح طور پر دریافت کر کے تیری لیئے اے بزرگ تھیوفلس ترتیب سے لکھون انتہی (۴) انجیل یوحنا اسمین یوحنا
حواری نے حضرت مسیح کا تمام حال ابتدا سے انتہا تک لکھا ہے جسکا اخیر فقرہ یہ ہے **قوله** اور بھی بہت سے کام ہین جو یسوع نے کیے اگر وہ جدے جدے لکھے جاتے تو مین
گمان کرتا ہون کہ کتابین جو لکھی جاتین دنیا مین نہ سما سکتین انتہی۔ ان چارون تاریخون کو کہ جنکے زمانہ تالیف مین بڑا اختلاف ہے عیسائی **اناجیل اربعہ** کہتے ہین (۵)

۵۱ اسمین کسی نے حضرت ایوب کی مصیبت اور انکے صبر کا قصہ لکھا ہے چھوٹا سا رسالہ ہے ۱۲ منہ ۵۲ انکو اشعیاہ بھی کہتے ہین ۱۲ منہ ۵۳ موسی کی پانچون کتابین ۱۲ منہ ۵۴ یسوع در
اصل مسیح حضرت عیسی علیہ السلام کو کہتے ہین ۱۲ منہ ۵۵ چنانچہ ہارن صاحب اپنی تفسیر کی چوتھی جلد کی دوسرے حصہ کے دوسرے باب مین بعد اسکے کہ زمانہ تالیف اناجیل کو غیر معین مانا ہے یہ لکھتے ہین
کہ پہلی انجیل ۳۷ء یا ۳۸ء یا ۴۱ء یا ۴۳ء یا ۴۸ء یا ۶۱ء یا ۶۲ء یا ۶۳ء یا ۶۴ء عیسوی مین اور دوسری انجیل ۵۶ء سے ۶۵ء تک اور غالباً ۶۰ء یا ۶۳ء مین اور تیسری انجیل ۵۳ء
یا ۶۳ء یا ۶۴ء مین اور چوتھی انجیل ۶۸ء یا ۶۹ء یا ۷۰ء یا ۹۷ء یا ۹۸ء عیسوی مین تالیف ہوئی انتہی ۱۲ منہ ۵۶ انجیل عربی لفظ ہے انگلیون کا جسکے معنی یونانی زبان مین بشارت اور تعلیم کے ہین ۱۲ منہ

Marfat.com

اعمال حواریئن یہ ایک چھوٹی سی حواریون کی تاریخ ہے کہ حواری فلان شہر مین گئے اور وہان یون لوگونکو خوارق دکھائے اور مخالفون نے انکو ایسی تکلیفین دین اسکی مولف کا نام بھی معلوم نہین غالبًا یہ اُس شخص کی تالیف ہے کہ جسنے تیسری انجیل لکھی ہے یعنی لوقا کی کیونکہ اسکی ابتدا مین وہ یون کہتا ہے **قولہ** اے تیوفلس وہ پہلی کیفیت مینے تصنیف کی ان سب باتونکی جو کہ یسوع شروع سے کرتا اور سکھاتا رہا اُسدن تک کہ وہ اوپر اُٹھا لیا گیا تھا (۶) حواریون اور غیر حواریون کے خطوط کہ جنکی تفصیل ہے **پولوس** کے (کہ جسنے دین عیسائی کو برباد کیا) ۱۴ خط اور **پطرس** حواری کا اول خط اور یوحنا کا پہلا خط سوائے چند فقرات کے یہ کل بیس کتابین ہین کہ جنکو سب عیسائی بالاتفاق مانتے ہین اور سات کتابین اور ہین کہ جنکو قدما مسیحین نے رد کر دیا اور متاخرین نے انکو اپنے کتب مقدسہ مین شمار کیا ہے (۱) پولس کا اول خط جو عبرانیونکو لکھا ہے (۲) پطرس کا دوسرا خط (۳) یوحنا کا دوسرا خط (۴) یوحنا کا تیسرا خط (۵) یعقوب کا خط (۶) یہودا کا خط (۷) مکاشفات یوحنا۔ **(واضح ہو کہ)** ساہ قسطنطنین کے حکم سے شہر **نائس** مین عیسائی علما کی ۳۲۵ء مین ایک مجلس (کمیٹی) تثلیث والوہیت مسیح قائم کرنیکے لئے قائم ہوئی اور ان کتب مشکوکہ کی بابت بھی بحث آئی پس علما نے بڑی بحث اور تحقیق سے یہ حکم دیا کہ ان مشکوک کتابونمین سے صرف کتاب یہودیت واجب التسلیم ہے چنانچہ یہ بات جیروم کے اُس مقدمہ سے معلوم ہوتی ہے کہ جو اُسنے اُس کتاب پر لکھا ہے پھر ۳۶۴ء مین ایک اور کمیٹی ہوئی کہ جسکا نام **لوڈیسیا** ہے اس انجمن نے بھی کتاب یہودیت کو واجب التسلیم مانا اور سات کتابین اور واجب التسلیم بتائین جنکے یہ نام ہین (۱) کتاب آستر (۲) یعقوب کا خط (۳) پطرس کا دوسرا خط (۴) اور (۵) یوحنا کے دونون خط (۶) یہودا کا خط (۷) پولس کا وہ خط جو عبرانیونکو لکھا ہے اور کتاب مکاشفات یوحنا کو ویسا ہی مشکوک چھوڑا اور اس حکم کو بذریعہ اشتہار جابجا مشتہر کرا دیا پھر ۳۹۷ء مین ایک اور کمیٹی قائم ہوئی کہ جسکو **کارتیج** کہتے ہین اس مجلس مین علاوہ **آگسٹائن** کے جو انکے نزدیک بڑا عالم تھا ایک سو چھبیس[۱۲۶] اور بڑے بڑے عالم تھے اس مجلس مین پہلی مجلسون کے حکم کو بحال رکھکر یہ سات کتابین اور واجب التسلیم قرار دی گئین (۱) کتاب وزدم (۲) کتاب تو بیاس (۳) کتاب باروخ (۴) کتاب ایکلیزیاسٹیکس (۵) (۶) مقابیس کی دونون کتابین (۷) مکاشفات یوحنا لیکن اس مجلس نے کتاب باروخ کو کتاب ارمیاہ کا جزو بنایا کیونکہ باروخ علیہ السلام ارمیاہ علیہ السلام کے خلیفہ اور نائب تھے اسکے بعد اور تین مجلسین مقرر ہوئین کہ جنکو مجلس ترلو اور مجلس **فلورنس** اور مجلس **ترنٹ** کہتے ہین ان مجلسون نے مجلس کارتیج کے حکم کو باقی رکھا مگر کتاب باروخ کو فہرست کتب مین علاحدہ لکھا پس یہ کتابین بارہ سو برس تک عیسائیونمین واجب التسلیم رہین یہانتک کہ فرقہ پروٹسٹنٹ ظاہر ہوا اُسنے کتاب باروخ اور کتاب تو بیاس اور کتاب یہودیت اور کتاب وزدم اور کتاب ایکلیزیاسٹیکس اور مقابیس کی دونو کتابونکو رد کر دیا اور لغو سمجھا اور کتاب آستر کے چند بابونکو بھی الحاقی بتا دیا کیونکہ اسکے سولہ باب تھے جسمین سے انھون نے نو باب اور دسوین کی بعض آیات کو مانتے ہین اور باقی سب کو جعلی بتاتے ہین۔ آپکو انکے اسلاف کی تحقیق اور ان کتابونمین اختلاف کی وجہ بخوبی معلوم ہو گئی ہو گی **(فصل دوم)** پیشتر اسکے کہ مین آپکو ان کتابون کی اصلیت بتاؤن ایک اور بات سناتا ہون کہ جس سے آپکو ان اصلی کتابونکے گم ہو جانے مین کچھ تعجب نہو اور وہ یہ ہے **قیس** تورت کہتی ہین کہ موسی علیہ السلام کے زمانہ مین لکھنے کا دستور نہ تھا انتہے اس قول کی صداقت ان دو باتون سے اور بھی ہوتی ہے **(اول)** یہ کہ اُس زمانہ مین کاغذ نتھا یہانتک کہ حضرت مسیح کے کئی سو برس بعد کاغذ ایجاد ہوا اور لکھنے کا دستور جاری ہوا چنانچہ اُس ہسٹری مین کہ جو ۱۸۵۰ء مین لنڈن مطبع چارلس نائٹ مین چھپی ہے لکھا ہے کہ اول زمانہ مین سلائیون سے تختون پر حرف نقش کیا کرتے تھے پھر سب سے اول مصر والے درخت پیپرس کے پتون پر لکھنے لگے پھر بلدہ پرگس مین خس کی وصلی ایجاد ہوئی اور آٹھوین صدی مین رُوئی اور ریشم کا کاغذ تیار ہوا انتہے **(دوم)** یہ کہ تورات مطبوعہ ۱۸۳۱ء مین ہے کہ مذبح کے پتھرون پر وضاحت سے تمام تورات کو لکھا تھا چنانچہ نسخہ فارسیہ مطبوعہ ۱۸۴۵ء کی یہ عبارت ہے (ودرانجا بر سنگہا نسخہ تورات موسی را کہ در حضور بنی اسرائیل نوشتہ بود نوشت انتہے بلفظہ گرچہ بالفعل کے نسخون مین اپنی جبلی عادت کے موافق اہلکتاب نے تورات کو چھوڑ کر احکام بنایا ہے لیکن ہمارا مدعا تو بخوبی ثابت ہے کہ اُسوقت مین کاغذ نتھا اور اگر تھا تو بہت ہی کم

۵۱ حضرت عیسی کے بارہ حواریون کے یہ نام ہین (۱) شمعون جسکو پطرس بھی کہتے ہین (۲) اندریاس پطرس کا بھائی (۳) زبدی کا بیٹا یعقوب (۴) اسکا بھائی یوحنا (۵) فیلبوس (۶) برتولما (۷) توما (۸) متی (۹) یعقوب حلفا کا بیٹا (۱۰) لبی جسکو تدی بھی کہتے تھے (۱۱) شمعون کنعانی (۱۲) یہودا اسکریوتی کہ جسنے انکو گرفتار کرا دیا تھا علاوہ انکے اور مرد اور چند عورتین جیسا کہ مریم مگدلینی اور سلومی اور یعقوب کی مان مریم بھی حضرت کے مخلصین مین سے تھین ۱۲ منہ ۵۲ یہ ایک شہر تھا جس مین یہ کمیٹی ہوئی تھی اسیطرح کہ اول نائس مین پھر شہر کارتیج مین ہوئی تھی

اور کاغذ کی لکھی ہوئی بالخصوص ایسی ضخیم کتابین کہ جیسے توراۃ ہے شاید تمام قوم مین ایک دو ہی نسخہ ہو۔ اور حفظ کا رواج نہ تھا بس جن
نے وہ نسخہ توراۃ (کہ جو کتاب الٰہی تھی خواہ بواسطہ جبرئیل علیہ السلام مع الفاظ حضرت موسیٰ پر نازل ہوئی تھی یا بطور الہام کہ انہون نے لکھی تھی) ہر
احبار کو دیدیا تھا اور انہون نے صندوق شہادت مین رکھدیا تھا اور سات برس کے بعد صندوق کھلتا اور یہودی عید کے روز اسکو سنتے تھے چنانچہ حضرت
یشوع تک یہی حال رہا پھر جب یہود مین انقلاب ہوا کہ کبھی مرتد ہو کر سالہا سال بت پرستی کرتے تھے اور کبھی اسلام لاتے تھے تو ان حوادث مین رات
جاتی رہی جز نا نہین کہ سکتے کہ کب گئی مگر اسمین کچھ شک نہین کہ سلیمان علیہ السلام کے عہد سے بیشتر تلف ہوئی کیونکہ جب سلیمانؑ نے وہ صندوق
کھولا تو اسمین فقط وہ دو لوح برآمد ہوئین کہ جنمین دس احکام لکھے ہوئے تھے چنانچہ یہ بات اول کتاب السلاطین کے ۸ باب ۹ س سے ثابت ہے پھر سلیمان علیہ السلام
کے بعد بنی اسرائیل کی سلطنت کے دو ٹکڑے ہوگئے اور دونون سلطنتون مین کفر اور بت پرستی نے تخمیناً ڈھائی سو برس تک زور پکڑا کہ آخذ کی
عہد مین بعل بت کیلئے ہر جگہ مذبح بنائے گئے اور بیت المقدس کے دروازے بند ہوگئے اور اس عرصہ مین دو بار حملے بھی ہوئے چنانچہ ایکبار سلطان
مصر نے چڑھائی کرکے بیت المقدس کو لوٹ کر تباہ کردیا اور تمام چیزین لیگیا اور ایکبار اسرائیل کا ایک مرتد بادشاہ چڑھ آیا اور اسنے بھی ایسا ہی کیا الحاصل
سلیمان کے بعد سے تخمیناً چار سو برس تک حال رہا کہ ایک مدت تک چند بادشاہ مشرک و مرتد ہوکر دین موسوی کو برباد کرتے رہے اور بیچمین ایک دو دیندار بھی
ہوگئے آخر کار منشا کے عہد مین تو از حد کفر اور بت پرستی ہوئی چنانچہ خاص بیت المقدس مین بت دھرے گئے یہانتک کہ جب یوسیاہ بن آمون
تخت پر بیٹھا اور صدق دل سے بت پرستی سے توبہ کرکے دین موسوی کیطرف متوجہ ہوا توراۃ کو بہت ڈھونڈا لیکن باایں ہمہ اسکو توراۃ کا پتا نہ ملا
مگر اٹھارہوین سال خلقیاہ کاہن نے دعویٰ کیا کہ مجھکو نسخہ توراۃ بیت المقدس مین دبا ہوا ملا اور انے بذریعہ ساطافن کاتب کے وہ نسخہ یوسیاہ
کو دیا کہ جسکو سنکر یوسیاہ کو بنی اسرائیل کے گناہ پر بڑا رنج ہوا (بظاہر سمجھ مین نہین آتا کہ باوجود اس تجسس کے نہ بادشاہ کو نہ کسی اور کو بیت المقدس مین
نسخہ توراۃ ملا خلقیاہ کو مل گیا پس قطعی ہے کہ اتنی مدت تک خلقیاہ حضرت موسیٰ کے حالات و دیگر حکایات کو اپنے طور پر جمع کرتا رہا جب مرتب ہوگیا تو
دعویٰ کیا) پس جب یہ بادشاہ مرگیا تو اسکی جگہ اسکا بیٹا یہو آخز تخت پر بیٹھتے ہی مرتد ہوگیا اور کفر پھیلا دیا مگر اسکو تھوڑے ہی دنون بعد شاہ مصر نے
گرفتار کرلیا پھر اسکے بعد اسکا بھائی یہویقیم تخت پر بیٹھا وہ بھی مرتد ہوا اسکے بعد اسکا بیٹا یہویکین مرتد تخت پر بیٹھا تو بابل کا بادشاہ بخت نصر
اسکو گرفتار کرکے لیگیا اور بیت المقدس کو خراب کرگیا اور اسکے چچا صدقیاہ کو اسکی جگہ قائم کرگیا پس جب اسنے بھی بخت نصر سے بغاوت کی تو دوبارہ
بخت نصر نے چڑھائی کی پھر تو بیت المقدس کو بالکل منہدم کردیا اور ہزارہا بنی اسرائیل کو تہ تیغ کیا اور بیشمار کو غلام بناکے لیگیا اور جلیل و اور شلیم کو
بھی مسمار کرگیا اس حادثہ مین توراۃ (اگر فرض کیا جاوے کہ وہ باقی تھی ورنہ وہی تصنیف خلقیاہ) اور تمام کتابین روئے زمین سے بالکل معدوم
ہوگئین چنانچہ اس بات کا اہل کتاب کو اقرار ہے۔ پھر اسکے بعد حضرت عزیر علیہ السلام نے حضرت عیسیٰ سے چار سو چھپن ۴۵۶ برس بیشتر جو کچھ انکی یاد پر
تھا (کہ جسکو اہل کتاب توراۃ کہتے ہین گو وہ بھی غلطی سے خالی نہ تھا کیونکہ سفر اول اور دوم کتاب تاریخ کو حضرت عزیر نے بقول اہلکتاب حجی اور زکریا
علیہما السلام کی مدد سے لکھا ہے اسمین اولاد بنیامین کے بیان مین توراۃ کا خلاف کیا ہے توراۃ مین جو غلطی سے دس لکھ گئے ہین انکو
کبھی تین اور کبھی پانچ بتلایا ہے) وہ بھی شاہ انٹیوکس کی چڑھائی مین[۵] برباد ہوگیا یہ حادثہ حضرت مسیح سے ایکسو اکسٹھ ۱۶۱ برس بیشتر ہوا
پر گذرا ہے اور ساڑھے تین برس تک رہا ہے جیسا کہ کتب تواریخ سے ظاہر ہے باب اول کتاب اول مقابیس مین یہ ہے کہ انٹیوکس شاہ فرنگ نے

[۵] اور یہ کہنا کہ لوہے یا لکڑی یا سیسہ کے تختے پر عبارت کھودنا بہت ہی بہتر اور پائدار اور معقول صورت تھی جائز کہ توراۃ لوہے یا پتھر یا لکڑی کے تختون پر لکھی ہو بالکل لغو ہے
کیونکہ اگر یہ تسلیم کرلیا جاوے تو بدرجہ اولیٰ توراۃ کا ایک ہی نسخہ ہوگا کیونکہ عادتاً اتنی بڑی کتاب کا لوہے وغیرہ چیزونکی تختون پر کھودنا نہایت مشکل کیا بلکہ اس زمانہ کے لحاظ سے محال
معلوم ہوتا ہے پس جب توراۃ کا ہزار مشکل لکڑی کی تختیون پر کھودکر ایک غایت در بالفرض تین نسخے بھی مہیا کیے گئے تو اسقدر لکڑیون کا انبار بخت نصر وغیرہ کے
حوادث مین محفوظ رہنا اور اسکو کہین چھپا دینا عادتاً محال ہے پس اس انبار مین سے دس بیس تختے بھی گم ہوگئے تو توراۃ مین قطعے کمی ہوگئی پھر سخت مفر اب ورسخرین
مین اسکے محفوظ رہنے کی کیا صورت ۱۲ عبد الحق ۵ جسکو بنوکدنضر بھی کہتے ہین چنانچہ کتاب السلاطین کی جلد دوم ۲۴ باب مین اس واقعہ کی تصریح ہے ۱۲ منہ

اورشلیم پر چڑھائی کی اور عہد عتیق کی تمام کتابونکو جلا دیا اور حکم دیا کہ جسکے پاس یہ کتابین نکلین گی یا کوئی رسم شریعت بجا لاویگا قتل کیا جاویگا اور ہر مہینے مین تین بار خانہ تلاشی کرتا تھا انتہے ملخصًا - اور ولنسر کا تلک بھی اپنی اُس کتاب مین جو ۱۸۲۲ع مین بلدہ ڈربی مین چھپی ہے اُسکے ۷۰ صفحہ مین لکھتا ہے کہ علما کا اسپر اتفاق ہے کہ اصل نسخہ توارات اور اسیطرح اصل نسخے اور عہد عتیق کے بخت نصر کے ہاتھ سے شہر اورشلیم اور ہیکل کی بربادی کیوقت جاتے رہے اور صحیح نقلین اُنکی پھر عزرا کے طفیل سے بہم پہنچین تو انیٹوکس کے حادثہ مین تلف ہوگئین پھر مسیح اور حواریون کی شہادت بغیر انکی تسلیم کی کوئی صورت نہ تھی انتہے ملخصًا - اس زمانہ پر قیاس کرکے یہ کہنا (کہ عزرا اور انیٹوکس مین کئی سو برس کا فاصلہ ہے اس عرصہ مین بہت سی کتابین پھیل گئی ہونگی یہود بالخصوص ملک یہودیہ کے قتل سے وہ سب کیونکر تلف ہوسکتین کیا اب کوئی بادشاہ روم اور عرب کے قرآن جلاوے تو فارس اور کابل اور ہندوستان کے کیونکر جلا سکتا ہے؟ ہدایت المسلمین) قیاس مع الفارق ہے کیونکہ اول تو اُس زمانہ مین عہد عتیق کا اگر کچھ وجود ہوگا تو غایتہ ایک یا بفرض محال دو نسخے ہونگے کچھ مطابع تو تھے ہی نہین کہ ہزارون کی نوبت پہنچی ہوگی یا کاغذ پر صدہا قلمی لکھے گئے ہونگی کیونکہ کاغذ نہ تھا نہ کتابت کا اسقدر رواج تھا کما مر دوم یہودیون کا تو ہمیشہ سے ایک ملک مخصوص چلا آیا ہے اُس زمانہ تک وہ تمام جہان مین کہان پھیلے تھے جو اہل اسلام اور قرآن پر قیاس کیا جاوے - اس امر کی تصدیق اس سے بھی بخوبی ہوسکتی ہے کہ جسطرح حضرت ابراہیم وغیرہ انبیاء علیہم السلام کے صحیفے عالم سے مفقود ہوگئے اسیطرح انبیاء بنی اسرائیل کی بہت سی وہ کتابین کہ جنکا ذکر عہد عتیق مین اب تک پایا جاتا ہے ان حوادث مین روئے زمین سے معدوم ہوگئین اور وہ یہ ہین (۱) موسیٰ کا جنگنامہ جسکا ذکر سفر عدد کی ۲۱ باب ۱۴ آیت مین ہے (۲) کتاب التسیر جسکا ذکر کتاب یوشع کے ۱۰ باب ۱۳ آیت مین ہے (۳) اور (۴) اور (۵) سلیمان علیہ السلام کی تین کتابین تھین ایک کے پندرہ سو زبورات تھے دوسری مخلوقات کی تاریخ تھی تیسری مین تین ہزار امثال تھین کہ جن مین سے کسی قدر امثال اب تک باقی ہین ان تینون کا ذکر کتاب اول سلاطین کے ۴ باب کے ۳۲ اور ۳۴ آیت مین ہے (۶) کتاب قوانین سلطنت صموئیل کی تصنیف جسکا ذکر اول کتاب صموئیل کے ۱۰ باب ۲۵ آیت مین ہے (۷) تاریخ صموئیل (۸) تاریخ ناتھن نبی کی (۹) تاریخ غیب بین نبی کے دادا کی ان تینون کا ذکر اول کتاب التواریخ کے ۲۹ باب ۲۹ آیت مین موجود ہے (۱۰) کتاب سمعیا کی (۱۱) کتاب عیدو غیب بین کی (۱۲) کتاب اخیاہ نبی کی (۱۳) مشاہدات عیدو غیب بین کے ان دونون کا ذکر دوم کتاب التواریخ کے ۹ باب ۲۹ آیت مین ہے (۱۴) یاہو نبی کی کتاب اسکا ذکر دوم کتاب التواریخ کے ۲۰ باب ۳۴ آیت مین موجود ہے (۱۵) اشعیا نبی کی کتاب کہ جس مین شاہ عزیاہ کا اول سے آخر تک حال مندرج تھا اسکا ذکر دوسری کتاب التواریخ کے ۲۶ باب ۲۲ آیت مین ہے (۱۶) حزقیاہ نبی کے مشاہدات اسکا ذکر دوسری کتاب التواریخ کے ۳۲ باب کی ۳۲ آیت مین ہے (۱۷) مرثیہ ارمیا کا یوشیاہ پر علیہما السلام اسکا ذکر دوم کتاب التواریخ کے ۳۵ باب کی ۲۵ آیت مین ہے (۱۸) کتاب تاریخ الایام اسکا ذکر کتاب نحمیاہ کے ۱۲ باب کی ۲۳ آیت مین ہے - اور دو کتابین یوسیفس مورخ حزقیال علیہ السلام کی اور بتلاتا ہے اب یہ کل بیس کتابین ہین کہ جنکے مفقود ہونیکا تمام علماء اہلکتاب اقرار کرتے اور افسوس ظاہر کرتے ہین - مگر آج کل کے کرشین بقول شخصے مدعی سُست گواہ چست یہ بات بناتے ہین کہ یہ کتابین الہامی نہ تھیں اسلیئے متقدمین نے انکو محفوظ نرکھا اور اسیطرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آٹھ کتابین اور تھین کہ جنکو بعض عیسائیون کے بزرگون نے سند پکڑی ہین اُنمین سے بھی اب کر مفقود ہین اُنکے یہ نام ہین (۱) گیارہ زبور (۲) ایوب کی دوسری کتاب (۳) کتاب مشاہدات (۴) پیدایش کی خورد کتاب (۵) کتاب معراج (۶) کتاب الاسرار (۷) کتاب شمنٹ (۸) کتاب الاقرار چنانچہ ارجن لکھتا ہے کہ ورس ۶ باب ۵ اور

۵۷ اسکی تصدیق اسبات سے بخوبی ہوتی ہے کہ جب بخت نصر نے عہد عتیق کو کہ جو صدہا سال سے یہود مین چلا آتا تھا نیست و نابود کر دیا تھے کہ اگر عزیر علیہ السلام نہوتے تو بقول اہلکتاب پھر توارات کا صفحۂ عالم پر کوئی نشان بھی نہ رہتا پس انیٹوکس کا فاصلہ تو بقول عماد الدین چار سو برس کا تھا اور یہود کو اگلے زمانہ کا سا عروج بھی اس عرصہ مین نہوا تھا اسمین کسطرح سے احتمال بھی نہین ہوسکتا کہ یہود کے ہان توارات کے صدہا اور ہزار ہا نسخے پھیل گئے ہونگے اور شرقًا غربًا پہنچ گئے ہونگے تا کہ یہ کہا جاوے کہ انیٹوکس کے فساد سے تمام نسخے کیونکر معدوم ہوسکتے ہین پس جسطرح بخت نصر نے کچھ کم ہزار برس کا نسخہ توارات اپنے فساد سے معدوم کر دیا تو انیٹوکس نے چار سو برس کے نسخہ عزیر کو ساڑھے تین برس کے ہر روزہ دنگون مین بدرجہ اولیٰ معدوم کر دیا ہوگا ۱۲ منہ ۵۷ اظہار الحق ص ۲ جلد اول مطبوع مطبعہ سلطانیہ ۱۲۸۰ ہجری ۱۲

ورس ۱۵ باب ۱۶ نامہ گلاتیون مین پولوس کتاب پیدایش سے نقل کرتا ہے اور یہ بھی کہتا ہی کہ ورس ۹ نامہ یہودا کا کتاب المعراج موسیٰ سے منقول ہے "... اور ...
اپنی تفسیر کی جلد دوم صفحہ ۲۱۵ مین اسکو نقل کیا ہے علاوہ اسکے اور دون سے بھی سند پکڑا ہو تو کچھ تعجب نہین۔ پادریان حال کا یہ جواب کہ یہ الہامی
نہ ہونے میں عذر بدتر از گناہ ہے کیونکہ الہامی ہونیکی صرف یہ وجہ کہتے ہین کہ یہ تاریخی کتابین انبیاء نے لکھی تھین انمین الہام کو دخل نہ تھا اول تو
یہ کتابین کہ جنکو اہل کتاب مانتے ہین انہین انبیاء کی تصنیف ہین انمین کہین نہین کہا ہے کہ ہم الہام سے لکھتے ہین علاوہ اسکے تاریخ نویسی
مین الہام کے کیا معنی؟ اگر یہ مراد ہے کہ سچے واقعات تو پھر ان کتب کی کیا خصوصیت ہے؟ جسقدر دنیا مین سچی تاریخین ہین سب الہامی
ہین اور اگر یہ مراد کہ انمین اور مورخون کیطرح سے راویون اور کتابون کے حوالہ سے درج نکیا جاوے بلکہ ایک انکشاف الہی سے لکھا جاوے
تو اسصورت مین بھی یہ کتابین جواب الہامی مانی گئی ہین الہامی نہین کیونکہ لوقا اور مرقس سب راویون کے ذریعہ سے حالات لکھتے ہین اور
ان کتب مسلمہ مین تاریخی کتابون کے حوالے ہین اور کوئی الہام کی صورت تاریخ نویسی مین سمجھ مین نہین آتی کہ جوان کتابونمین ہے اور نیز یہ بھی وجہ
انکی بھی یہی لوگ مصنف ہین۔ پس فرق بتلانا پادریون کے ذمہ ہے ورنہ رجماً بالغیب باتون کیطرف ہم کان بھی نہین رکھین گے۔ جبکہ آپکو یہ
حال معلوم ہوچکا تو اب مین چند دلائل منصفانہ بیان کرتا ہون کہ جنسے یہ بات بخوبی معلوم ہوجائے کہ یہ کتابین حضرت موسیٰ کی تصنیف
نہین (۱) ان کتابونمین بہت سے ایسے مضامین پائے جاتے ہین کہ جنسے یہ معلوم ہوتا ہے کہ موسیٰ کے بہت بعد یہ کتابین لکھی گئی ہین شاہد اول
کتاب استثنار کا ۳۴ باب تو یہی کہ رہا ہے کہ موسیٰ کے صدہا سال بعد کوئی شخص اسکا مصنف ہے چنانچہ اسمین یہ ہے۔ سو موسیٰ خداوند کا
بندہ خداوند کے حکم کے موافق موآب کی سرزمین مین مرگیا اور اسنے اسی موآب کی ایک وادی مین بیت فغور کے مقابل گاڑا پر آج کی
دن تک کوئی اسکی قبر کو نہین جانتا انتہے شاہد دویم ورس ۱۴ باب ۳۵ کتاب پیدایش کا یون ہے پھر بنی اسرائیل نے کوچ کیا اور اپنا
خیمہ عیدر کے ٹیلے کے اس پار استادہ کیا انتہے حالانکہ عیدر نام اس منارہ کا ہے جو شہر یروشلم کے دروازہ پر تھا حضرت موسیٰ کے عہد مین
اسکا کہین نام و نشان بھی نہ تھا بلکہ صدہا برس بعد بنایا گیا شاہد سویم ورس ۳ باب ۲۱ کتاب گنتی کا یہ ہے چنانچہ یہواہ نے بنی اسرائیل کی
آواز سنی اور کنعانیون کو گرفتار کروادیا اور انہون نے انہین اور انکی بستیون کو حرم کر دیا اور اسنے اس مکان کا نام حرمہ رکھا انتہی حالانکہ یہ
واقعہ حضرت موسیٰ کیا بلکہ حضرت یوشع کے بعد واقع ہوا ہے کیونکہ موسیٰ تو اپنی زندگی مین کنعان تک پہنچے بھی نہ تھے بستیون کا حرمہ کرنا تو کجا
ان مقامات پر مفسرین اہلکتاب عاجز ہوکر یہ کہتے ہین کہ یہ جملہ الحاقی ہین اور انکو حضرت عزیر نے ملا دیا ہے مگر یہ جب قبول ہوتا کہ اسکا
اسکا کوئی ثبوت کافی ہوتا ورنہ بے تک عزیر کا نام لے دینا فضول ہے کسی جگہ ... نہین کہا کہ فلان فقرہ میرا ہے اور نہ کوئی فرق
کے لئے نشان لکھا بلکہ تمام کلام متصل یکسان ہی (۲) زبور اور کتاب نحمیا اور یرمیا اور حزقیل کے ملاحظہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسوقت مین
بھی تصنیف کا طرز اور مصنفون کے محاورات ایسے ہی تھے کہ جواب ہین کہ جہان مصنف اپنا حال لکھتا ہے تو متکلم کے صیغے بولتا ہے گو
کسی جگہ بلفظ غائب بھی تعبیر کرتا ہے مگر اس توراۃ مین تو ابتدا سے لیکر انتہا تک کسی مقام پر بھی متکلم کا صیغہ نہین بولا بلکہ جو کوئی
توراۃ کو اور کسی تاریخ کے ساتھ (کہ جسمین کسی مورخ نے کسیکے حال کو سالہا سال بعد لکھا ہے) مقابلہ کریگا سر مو تفاوت نپاویگا اور یہی
حال باقی نبیون کی کتابونکا ہے اگرچہ سب الفاظ کا نقل کرنا مشکل ہے مگر نظیر کے طور پر کسی قدر نقل کرتا ہون ۱۱ باب ۲ ورس خروج کا یہ ہے
ان روزون مین یون ہوا کہ جب موسیٰ بڑا ہوا الخ ۱۵ جب فرعون نے یہ سنا تو چاہا کہ موسیٰ کو قتل کرے پر موسیٰ فرعون کے حضور سے بھاگا
الخ ۲۱ تب موسیٰ اس شخص کے گھر رہنے پر راضی ہوا۔ اول سے لیکر آخر تک تمام کتاب مین یہی طور ہے۔ علاوہ اسکے اور تمام کتابون کا کہ
جنکو وہ انبیاء کیطرف منسوب کرتے ہین) یہی حال ہے چنانچہ کتاب یشوع کی یہ عبارت ہے۔ جب خداوند کا بندہ موسیٰ مرگیا تو یون ہوا کہ
خداوند نے نون کے بیٹے یشوع کو جو موسیٰ کا خادم تھا خطاب کر کے فرمایا الخ باب ۲۔ تب نون کے بیٹے یشوع نے سطم سے دو مرد بھیجے الخ۔
کتاب روت مین بھی کوئی شخص نامعلوم نعومی یہودیہ کی بہو مسماۃ روت کا قصہ بیان کر رہا ہے چنانچہ اسکی یہ عبارت ہے۔ اور نعومی کا شوہر

ابیملک مر گیا وہ اور اُسکے دو نون بیٹے باقی رہگئے تھے اُن دونون نے موآب کی عورتون مین سے جو رو ان کین ایک کا نام عرفہ اور دوسریکا نام
روت تھا الخ اسیطرح کتاب صموئیل کا بھی عنوان صاف صاف بآواز بلند یہ کہ رہا ہے کہ کوئی اور شخص صموئیل کے قصہ کو لکھ رہا ہے چنانچہ
صموئیل کی والدہ حنہ کا تمام قصہ لکھکر یہ مورخ یہ کہتا ہے (۲۰) اور ایسا ہوا کہ حنہ کے حاملہ ہونیکے بعد جب دن پورے ہوئے وہ بیٹا جنی

وجہ سوم

اور اسکا نام صموئیل رکھا الخ وقس علیہ البواقی (۳) ان کتابون مین بہت سے ایسے مضامین پائے جاتے ہین کہ جلنسے خدا پاک کی
ذات مقدس مین اور اُسکے ملائکہ کرام اور انبیاء علیہم السلام مین سخت عیب لگتا ہے اور کتب الہامیہ کی شان سے یہ ناممکن ہے کیونکہ اُنسے
ہدایت مقصود ہوتی نہ ضلالت پس ثابت ہوا کہ یہ الہامی نہین ہین **شاہد اول** کتاب پیدائش کے اباب ورس ۲۶ سے ثابت ہے کہ خدا نے
آدم کو اپنے ہمشکل بنایا - اور کئی مقام سے بھی یہی ثابت ہے جس سے لازم آیا کہ خدا تعالی مجسّم اور حادث ہے تعالی اللہ عن ذلک **سوال** قرآن مین
بھی تو خدا کے لئے منہ اور ہاتھ ثابت کیا ہے **جواب** اسمین اور جسمانیت مین زمین و آسمان کا فرق ہے اسکی تفصیل پہلے ہم کر چکے ہین **شاہد**

شاہد دوم

دوم کتاب پیدائش کے باب ۳ ورس ۲۲ مین یہ ہے اور خداوند نے کہا دیکھو کہ انسان نیک و بد کی پہچان مین ہم مین سے ایک کی مانند ہو گیا اور اب
ایسا نہو کہ اپنا ہاتھ بڑھاوے اور حیات کے درخت سے کچھ لیوے اور کھاوے اور ہمیشہ جیتا رہے انتہے یہان سے کئی برائیان ثابت ہوئین -
(۱) کہ کئی خدا ہین (۲) یہ کہ علم و ادراک مین آدم خدا کی مانند ہو گیا (۳) یہ کہ خدا کو آدم کے ہمیشہ جینے سے اندیشہ اور خوف پیدا ہوا **شاہد**
سوم اسی کتاب کے باب ۶ ورس ۵ و ۶ مین ہے - تب خداوند زمین پر انسان پیدا کرنیسے پچھتایا اور نہایت دلگیر ہوا انتہے یہان سے اُسکی جہالت
اور عاجزی ثابت ہے **شاہد چہارم** کتاب خروج کے باب ۱۶ اور باب ۲۹ اور کتاب احبار کے باب ۲۶ اور کتاب دوم صموئیل کے باب ۷ اور ۲۲

چہارم

اور کتاب خروج کے باب ۳۳ اور کتاب اول سلاطین کے باب ۲۲ وغیرہ مقامات مین تصریح ہے کہ خدا تعالی بدلی مین اُترا اور خیمہ کے دروازہ پر
کھڑا رہا - اور اُسکے منہ سے آگ اور نتھنون سے دھوان نکلا - اور وہ ایک کروبی پر سوار ہو کر اُترا اور بنی اسرائیل کے ستر لوگون نے موسی اور
ہارون کے ساتھ مین خدا کو (کرسی پر بیٹھے) دیکھا اور کھایا اور پیا - اور اُسکا لباس برف سا سفید اور اُسکے سر کے بال صاف تھرے

شاہد پنجم

اون کی مانند تھے - اس خرافات کا کچھ ٹھکانا ہے **شاہد پنجم** کتاب پیدائش کے باب ۳۲ ورس ۲۴ مین ہے کہ یعقوب سے صبح صادق
تک تمام رات خدا کشتی لڑتا رہا اور صبح کو جب جانا چاہا تو یعقوب نے بغیر برکت لیئے جانے نہ دیا - اور باب اول فصل سوم مفتاح الاسرار

شاہد ششم

مین پادری فنڈر صاحب اس کشتی لڑنیوالیکو خدا کہتے ہین **شاہد ششم** کتاب خروج کے باب ۲۰ ورس ۵ اور باب ۳۴ ورس ۷ اور کتاب یرمیاہ
کے باب ۳۲ ورس ۱۸ مین تصریح ہے کہ خدا تعالی باپ دادون کے گناہ کی سزا انکی تیسری چوتھی پشت کو دیتا ہے - واہ کیا انصاف ہے کرے کوئی

ف ملائکہ کی بابت

بھرے کوئی - سبحان اللہ عما یصفون - ملائکہ کی نسبت کتاب پیدائش کے ۱۸ باب ورس ۸ مین ہے - پھر اُسنے گھی اور دودھ اور اس
بچھڑے کو جو اُسنے پکوایا تھا لیکے انکے سامنے رکھا اور آپ اُنکے پاس درخت کے نیچے کھڑا رہا اور انہون نے کھایا انتہے پس جب فرشتون نے
کھایا پیا تو تمام شہوانی باتین جو تغذیہ کو لازم ہین پائی گئین پھر قدوسیت ملائکہ کہان رہی؟ - اب انبیاء کی نسبت سنیئے **شاہد اول** کتاب

ف انبیاء کی بابت

پیدائش کے ۹ باب مین ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام شراب پیکر بدمست اور بدحواس ہوئے کہ تمام ستر برہنہ ہو گیا اور اُنکے بیٹون نے ڈھانکا
شاہد دوم کتاب پیدائش کے ۱۹ باب مین ہے کہ حضرت لوط نے شراب پیکر اپنی دونو بیٹیون سے زنا کیا اور یہ معاملہ دو بار وقوع مین آیا [۵]
شاہد سوم حضرت یعقوب علیہ السلام نے بکری کے بچون کی کھال ہاتھون پر لپیٹ کر جھوٹھ بولا اور اپنے باپ اسحاق کو دھوکھا دینے کو
اپنا نام عیسو بتلایا یہ کتاب پیدائش کے ۲۷ باب مین مذکور ہے **شاہد چہارم** کتاب پیدائش کے ۳۴ باب مین مذکور ہے کہ جمور کے بیٹے
سکم نے حضرت یعقوب کی بیٹی دینہ سے زنا کیا اور یعقوب کے بیٹون نے اس سے یہ مکر کیا کہ تو اور تیری تمام قوم اگر ختنہ کرے تو دینہ کی شادی

[۵] دنیا مین ایک خفیہ کرستان توراۃ کو اصلی ثابت کرنیکے لئے ان تمام عیوب کو ذات باری مین تسلیم کرتا ہے اور ان آیات و احادیث کو (کہ جنکے معنی علماء متکلمین نے بالاتفاق
سید عرش بیان کئے ہین جیسا کہ مفسر نے بیان فرمایا اور تمام اہل اسلام اسپر متفق ہین کہ وہ جسمانیت اور مکانیت اور شکل و صورت و مثل سے پاک ہے لیکن یہ جاہل نہین مانتا جیسا کہ
... سے ... ۱۲ حکیم غلام حسن [۵] ان سب باتون کو یہی وہ خفیہ کرستان تسلیم کرتا ہے جیسا کہ جواب تفسیر حقانی اور پنج گنج وغیرہ رسائل سے ثابت ہے
مسلمانون کو اس منافق کے فریب سے کہ جو بلباس اسلام و بلفظ امام و کہو کہا دیتا ہے بچنا فرض ہے ۱۲ حکیم غلام حسن ۔

تجھسے کردین چنانچہ انہون نے ایسا ہی کیا اور ان بنی زادون نے ایسا موقع پاکر اُسکو اور اُسکے تمام قوم بے گناہ کو نہایت بے رحمی سے
تہ تیغ کیا اور مال و اسباب لوٹ لیا اور اُنکی بیویون اور بچون کو غلام بنایا مگر حضرت یعقوب نے منع کرنا تو در کنار اس نالایق حرکت پر ناراضی
بھی ظاہر نہ کی **شاہد پنجم** کتاب خروج کے ۳۲ باب مین ہے کہ بنی اسرائیل کے کہنے سے موسیٰ کی غیبت مین ہارون علیہ السلام نے سونا
ایک بُت بنایا اور تمام بنی اسرائیل سے اُسکو پجوایا اور اُسکے لیے قربانیان گزراننے کا حکم دیا اور یہ کہا کہ یہ تمہارا وہ معبود ہے کہ جو تمہین مصر کی
زمین سے نکال لایا انتہے یہ وہ ہارون ہین کہ جنہون نے بالمشافہ خدا تعالیٰ کو دیکھا اور اُس سے کلام کیا تھا اور اُنکے لیئے خدا کے گھر کی کہانت
مقرر ہوئی تھی۔ اسپر یہ بُت پرستی توبہ توبہ **شاہد ششم** صموئیل کی دوسری کتاب کے ۱۱ باب مین ہے کہ حضرت داؤد اپنے بام پر چڑھے
اتفاقاً اوریاہ کی جورو بنت سبع کو نہاتے دیکھکر اُسپر فریفتہ ہوگئے اور آدمی بھیجکر اُسکو بلوایا اور اُس سے زنا کیا کہ جس سے وہ عورت حاملہ
ہوئی پھر اُسکے خاوند کو ایک مکر و تدبیر کرکے مروا ڈالا جسپر ناتن نبی کی معرفت داؤد پر بڑی زجر و توبیخ ہوئی انتہے۔ یہ وہ داؤد
ہین کہ جنکی تصنیف زبور کتب مقدسہ مین شامل ہے اور جو عیسائیون کے خدا کے جد امجد ہین اور جو خدا کی پیروی کرنے والے
ہین اُسپر یہ حرامکاری اور یہ مکاری العیاذ باللہ العیاذ باللہ **شاہد ہفتم** کتاب اول سلاطین کے ۱۱ باب مین ہے کہ حضرت سلیمان
نے باوجود سخت ممانعت کے موابی اور عمونی وغیرہ بت پرست عورتونکو بیوی بنایا اور خواہش نفسانی کو یہ طغیانی ہوئی کہ سات سو
بیگمات اور تین سو حرمون تک نوبت پہنچی اور پھر انپر یہانتک عاشق اور مرید زن ہوئے کہ بتون کی طرف مائل اور تعمیر بتخانون مین مشغول
اور شامل ہوگئے اور آخر عمر مین ایمان کو بھی سلام کر گئے انتہے ملخصاً یہ وہ سلیمان ہین کہ جنکی تصنیفات امثال و غزل الغزلات اہل کتاب
مین الہامی مانی جاتی ہین اور جنکے لیئے خدا تعالیٰ نے یہ فرمایا تھا کہ دیکھ مینے عاقل اور سمجھدار دل تجھکو بخشا ایسا کہ تیری مانند تجھسے
آگے نہوا اور تیرے بعد تجھسا برپا نہوگا (کتاب اول سلاطین باب ۹ درس ۱۲) اسی قسم کے اور بہت سے شواہد ہین **ف** قرآن مجید مین
خدا تعالیٰ نے ان مقامات مین ان ناپاک باتون کے انتساب سے بھی اپنی ذات مقدسہ اور ملائکہ اور انبیاء علیہم السلام کو بچایا ہے (**وجہ چہارم**)
ان کتابون مین باہم ایسے مضامین متعارض پائے جاتے ہین کہ جو الہامی کتابونکی شان سے از بس بعید ہین۔ اور مواضع متعارضہ مین
ایک کا غلط ہونا بدیہی ہے۔ ان مواقع مین مفسرین اہلکتاب لاچار ہوکر یہ کہدیتے ہین کہ یہ سہو کاتب ہے چنانچہ ایسے سہو کاتب کہ جنکو ویریوس
ریڈنگ کہتے ہین خود پادری فنڈر صاحب نے مباحثہ دینی مطبوعہ اکبرآباد مین لاکھ سے بھی زیادہ تسلیم کیے ہین چنانچہ صفحہ ۳۵ مین لکھتے
ہین کہ گریباخ نے ایسے غلط مقامات ایک لاکھ پچاس ہزار گنے ہین۔ اور انسائکلوپیڈیا برٹانیکا کی جلد ۱۹ بیان اسکرپچر مین لکھا ہے
کہ فاضل شولینبرگ نے ایسے مقامات دس لاکھ سے زیادہ گنے ہین انتہے اب جبکہ ایسے بڑے محققین اقرار کرتے ہین تو کسی آج کل کے کرسٹین
یا نئے پادری کا انکار کیا وقعت رکھتا ہے؟ اثبات تحریف کے لیئے ہمکو نہ اب اُن مقامات کے نقل کرنیکی ضرورت ہے نہ عمادالدین کے
ان جوابون کے خاک اُڑانیکی حاجت ہے (کہ یہ کاتب کی بھول ہے غلطی عمداً ظہور مین نہین آئی۔ (۲) دس بیس باتین کسی سچی کتاب مین جعلی نکل
آنے سے وہ کل کتاب کیونکر جعلی ہوسکتی ہے (مقامات تعارض مین یہ جوابات ہین) ایک جگہ یون ہوا تو پھر کیا اور دوسری جگہ برخلاف
آگیا تو کیا ہوا مطلب تو واحد ہے۔ (۳) ان باتون سے تحریف کیونکر ثابت ہوگئی (۴) مولوی رحمت اللہ مطلب نہین سمجھے (۵) اچھا اگر
ایسا تعارض ہوا تو پھر کیا اس سے کہین کتب مقدسہ مین عیب لگ سکتا ہے) کیونکہ یہ ایسے لچر اور بیہودہ جواب ہین کہ جنسے ہر دانشمند کو یقین
کامل ہوجاتا ہے کہ درحقیقت یہ کتابین جعلی ہین (**وجہ پنجم**) ان کتابون کا طرز و طریق فحش آمیز اور نہایت غیر مہذب ہے جو رحم
تقاضا پورا کرنیسے بالکل عاری ہے بلکہ قوائے شہوانیہ اور خیالات شیطانیہ کے جلا دینے کے لیئے ایک عمدہ نسخہ ہے مین بطور نمونہ کے
کسی قدر عبارتین نقل کرکے دکھاتا ہون کتاب یسعیاہ کے ۴۲ باب مین خدا کا کلام یہ ہے۔ مین بہت مدت چپ رہا مین خاموش ہو رہا
آپکو روکتا گیا پر اب مین اُس عورت کیطرح جسے دردِ زِہ ہو چلاونگا اور ہانپونگا اور زور زور سے ٹھنڈے سانس بھی لونگا۔ اور کتاب
یرمیاہ کے باب مین خدا کو ریچھ اور شیر بتایا ہے کتاب حزقیل کے ۲۳ باب مین یہ ہے۔ خداوند کا کلام مجھکو پہنچا اور اُسنے کہا اے آدم زاد

دو عورتین تھین جو ایک ہی ماکے پیٹ سے پیدا ہوئین انہون نے مصر مین زنا کاری کی وے اپنی جوانی مین یار باز ہوئین وہان انکی چھاتیان
ملی گئین اور وہان اُنکے بکر کی پستان چھوئی گئی اُنمین کی بڑی کا نام اہولہ اور اُسکی بہن اہولیبہ وے میری جورو ان ہوئین اور بیٹے بیٹیان
جنین الخ معاذ اللہ اگر خدائے اہل کتاب کو خانہ داری کا ایسا ہی شوق تھا تو کاش کسی پارسا ہی کو جورو بنا تا اور مرد الہامی کو کیا نبی
تھی کہ اُسنے ایسی فاحش باتین لکھکر اپنی کتاب کو بے اعتبار اور عیاذاً بالله خدا کو خوار کیا ؟ کتاب یرمیاہ کے ۳ باب مین ہے کہاوت ہے
کہ کوئی مرد اگر اپنی جورو کو نکالے اور وہ وہان سے جاکے دوسرے مرد کی ہو جائے کیا وہ پہلا اُس پاس پھر جائیگا کیا وہ زمین ناپاک نہو گی
لیکن تونے بہت یارون کے ساتھ زنا کیا تب بھی میری طرف پھر اتیھے مانا کہ یہان کچھ اور مراد ہے مگر کلام مین بڑا فساد ہے کتاب یسعیاہ
کے ۲۳ باب مین ہے اور وہ پھر خرچی کے لیئے جائیگی اور ساری زمین کی مملکتون سے زنا کرائیگی لیکن اسکی تجارت اور خرچی خداوند کے لئے
مقدس ہوگی الخ بلکہ اُسکی تجارت کا حاصل انکے لئے ہوگا جو خداوند کے حضور رہتے ہین کہ کھاکے سیر ہودین نفیس پوشاک پہنین الخ
مقدس لوگونکو کیا پاک مال کھلوایا اور کیسی پوشاک پہنوائی ہے الہامی بیان اسکو کہتے ہین کتاب حزقیل کے ۲۳ باب مین یہ ہے ۱۹- تسپر بھی اُسنے
اپنی جوانی کے دلون کو یاد کر کے (جب کہ وہ مصر کی زمین مین چھنالا کرتی تھی) زنا کاری پر زنا کاری کی (۲۰) سو وہ پھر اپنے یارون پر
مرنے لگی جنکا بدن گدھون کا سا بدن اور جنکا انزال گھوڑون کا سا انزال تھا انتہے غزل الغزلات کے ۴ باب ۱۰ درس مین یہ ہے میری بہن
میری زوجہ تیرا عشق کیا خوب ہے انتہے اور اسی قسم کی اور بہت تشبیہات فحش آمیز ہین کہ جنکے پڑھتے وقت گرجا مین پادری لوگ بلاشک
آنکھ نیچی کر لیتے ہونگے (وجہ ششم) محققین اہل کتاب کا ان کتابون کے مصنفون کی بابت اور اُنکے زمانہ تالیف کی بابت سخت اختلاف ہے
جس سے یہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ محض تخمینی طور پر ان کتابونکو اپنے انبیاء کی تصنیف بتلاتے ہین نہ کوئی اُنکے پاس مولفین تک [ف۱] سند متصل ہے
نہ کوئی اور دلیل قابل تسکین ہے بلکہ صرف قیاس و تخمین ہے - توراۃ کی نسبت سکندر گیدس [ف۲] کا قول ایل نسائی کلوپیڈیا بینی کی دسوین جلد مین
یون منقول ہے کہ مجھکو یقینی طور سے تین باتین معلوم ہوئین (۱) یہ کہ توراۃ موجودہ ہرگز موسیٰ کی تصنیف نہین (۲) یہ کہ کسی شخص نے
اسکو کنعان یا اورسلیم مین موسیٰ کے بہت مدت بعد لکھا ہے (۳) یہ کہ اسکی تالیف داؤد کے زمانہ سے پہلے کی نہین ہے - اور کتاب یوشع
کی نسبت بھی بڑا اختلاف ہے بعض لوگ تو اسکو تصنیف یوشع کی کہتے ہین اور ڈاکٹر لائٹ فٹ اسکو فنیحاس کی تصنیف بتلاتے ہین اور
کالون عزرا کی تصنیف کہتے ہین اور دانئل صموئیل کی اور ہنری ارمیا کی تصنیف کہتے ہین - اسیطرح قاضیونکی کتاب مین بھی سخت اختلاف ہے
بعض کہتے ہین حزقیل کی اور بعض ارمیا کی اور بعض عزرا کی اور بعض فنیحاس کی کہتے ہین حالانکہ عزرا اور فنیحاس مین تخمیناً نو سو برس کا
فاصلہ ہے اسلیئے یہود لاچار ہو کر سب تک اسکو صموئیل کی تصنیف بتلاتے ہین - کتاب راعوث مین بھی سخت اختلاف ہے بعض کہتے ہین
حزقیا کی تصنیف ہے اس تقدیر پر یہ الہامی نہین اور بعض کہتے ہین عزرا کی تصنیف ہے یہود اور اکثر عیسائی صموئیل کی تصنیف کہتے ہین اور
کاتلک ہرلڈ کی ساتوین جلد کے صفحہ ۲۰۵ مین ہے کہ راعوث کی کتاب ایک گھر کا ڈھکوسلا ہے اور یونس کی کتاب محض کہانی ہے یعنی دونو
غیر معتبر ہین - کتاب نحمیا مین بھی اختلاف ہے اکثر کہتے ہین نحمیا کی تصنیف ہے اور کریزاسٹم وغیرہ عزرا کی کہتے ہین لیکن اسمین دارا شاہ
ایران کا بھی ذکر ہے جو نحمیا کے سو برس بعد ہوا ہے اسلیئے لاچار ہو کر اس باب کو الحاقی کہتے ہین - کتاب ایوب مین بھی نہایت اختلاف ہے
میکائلس اور سٹملر اور سٹب اسٹاک وغیرہم کہتے ہین کہ ایوب ایک فرضی نام ہے اور یہ کتاب جھوٹی کہانی ہے اور جو ایوب کا وجود مانتے ہین تو

[ف۱] آج کل کے پادری مسلمانون سے سند متصل کا لفظ تو سیکھ گئے ہین مگر معنی سے ہنوز بیخبر ہین باوجودیکہ بڑی لن ترانیون کے کسی پادری صاحب نے آجتک اپنی کسی
کتاب کی مولف تک سلسلہ وار متصل سند نہ لکھی کاش دس بیس جھوٹے ہی نام فرض کر کے پادری عماد الدین یہ لکھدیتے کہ یہ توراۃ مجھکو کہریل صاحب سے اور انکو
بزنمل سے اور اُنکو ڈاکٹر کنمل سے الخ پہنچی کیونکہ جھوٹ پر تو پولوسی مذہب کا مدار ہے - اور یون تو بقول شخصے مین مرد نہین میرا بھائی مرد بڑی شیخیان بگھاری ہین کہ
فلان صاحب نے کتاب الاسناد مین سند لکھی ہے - خیر سند کو چھوڑ دو کوئی ہزار برس کا پرانا نسخہ ہی بتلادو - اور جو پرانے نسخے عبری کے گنوائے ہین تو محض دام بازی کی
ہے جنکو یہ پرانا نسخہ کہتے ہین غایۃ آٹھ سو برس کا ہے اور یہ آٹھ سو برس بھی پرانے اور پھٹے ورق دیکھکر کہے جاتے ہین ورنہ اسکی بھی کیا دلیل ہے ؟ گو
سند کے بارے پادری لوگ منہ سے نہ کہین مگر دلمین تو ہمارے قول کی خوب تصدیق کرتے ہین [ف۲] یہ شخص عیسائیون مین بڑا محقق ہے ۱۲ منہ

Marfat.com

وہ اُسکے زمانہ مین اختلاف کرتے ہین بعض براہیم علیہ السلام سے پہلے زمانہ کا بعض موسیٰ کے زمانہ کا بعض قضات کے عہد کا اور بعض
یعقوب علیہ السلام کے زمانہ کا اور بعض سلیمان کے بعض بخت نصر کے بعض اردشیر شاہ ایران کے عہد کا بتلاتے ہین اور اس کتاب کے مصنف مین
بھی سخت اختلاف ہے کوئی الیہود کوئی ایوب کوئی موسیٰ کوئی سلیمان کوئی اشعیا کو کوئی کسی نامعلوم شخص کو کہتا ہے کہ جو کسی بادشاہ کے عہد مین
ہوا ہے اور بعض حزقیل اور بعض عزرا کا نام لیتے ہین **زبور** مین بھی ایسا ہی اختلاف ہے **اُجین** وغیرہ اور **اسٹائن** وغیرہم کل کو داؤد علیہ السلام
کی تصنیف کہتے ہین اور جیروم اور یوسی بئیس وغیرہ علما اس قول کو رد کرتے ہین اور تیس زبور سے زیادہ کے مصنف کو نامعلوم شخص
کہتے ہین اور باقی نوّے سے نناوین تک کو حضرت موسیٰ کی تصنیف اور اکثر زبور کو داؤد کی اور بارہ کو اساف کی اور گیارہ زبور کو قورح
کے تین بیٹون کی کہتے ہین اور اٹھاشیوان زبور ہمان کی اور نواسیوان اتھان اور تین زبور جدوتھن کی تصنیف کہتے ہین اور
ایکسو ستائیسوان ١٢٧ سلیمان کی تصنیف کہتے ہین۔ امثال سلیمان مین بھی نہایت اختلاف ہے الغرض یہ اختلاف سلف سے خلف تک چلا
آیا ہے کہ جسکو لاچار ہوکر پادری فنڈر صاحب کیسے وکیل مذہب پولوسی نے بھی میزان الحق مین قبول کرلیا ہے **قولہ** اگرچہ پرانے عہد کی

بعض کتاب لکھنے والیکا نام معلوم نہین ہے لیکن مسیح کی گواہی سے اور ان دلائل سے بھی جو کتب اسناد مین ہین یقین ہوتا ہے کہ وہ سب
الہام کی راہ سے لکھی گئی ہین (صفحہ ٥ فصل ٣ باب اول) اور سیطرح اختتام مباحثہ دینی مطبوعہ اکبرآباد ١٢٥٥ھ کے صفحہ ٣ مین کہتے
ہین **قولہ** بعض صحیفون کی بابت معلوم نہین کہ کس نبی کے ہاتھ سے لکھے گئے انتہے۔ صفدر علی وعماد الدین وغیرہما کرسٹین اسکے جواب مین
مسیح کی گواہی اور سلف کا تسلیم کرنا جو بیان کرتے ہین ہم اس جواب کیطرف اگلی فصل مین غور کرینگے کہ آیا یہ لوگ سچ کہتے ہین یا جھوٹھ
اب مجکو اس دلیل کے لئے اور صحیفون کی بابت اختلاف نقل کرنیکی کچھ حاجت نہین رہی جبکہ مخالف کا وکیل خود تسلیم کرتا ہے۔ ان وجوہات
سے یہ معلوم ہوا کہ یہ توراۃ حضرت موسیٰ کے صدہا سال بعد مشائخ یہود نے تصنیف کی ہے۔ اسمین کچھ غلط اور صحیح حالات حضرت موسیٰ کے
ہین اور کچھ احکام اصل توراۃ کے ہین کہ جو انکو زبانی یاد تھے یا اہنی اور کتابون کے ذریعہ سے یاد تھے اور کچھ آسمان و زمین وغیرہ چیزونکی تاریخ بحر اعلام
(**عہد جدید**) خیر توراۃ مین یہ بات تو ہے کہ اسمین کسی قدر مطالب اصل توراۃ کے ہین اور کچھ پچھلے مشائخ کے لکھے ہوئے تاریخی واقعات
جسکے مجموعہ کو اہل کتاب حضرت موسیٰ کی تصنیف وہ کتاب توراۃ بتلاتے ہین کہ جو انہون نے بالہام الٰہی تصنیف کرکے لاویون کو دی تھی

چنانچہ کتاب استثنا کے ٣١ باب ٢٤ ورس مین یہ ہے (اور ایسا ہوا کہ جب موسیٰ اس شریعت کی باتون کو کتاب مین لکھ چکا اور وہ تمام ہوئین تو
موسیٰ نے لاویون کو الخ فرمایا کہ اس کتاب کو لیکے خداوند اپنے خدا کے عہد کے صندوق کی بغل مین رکھو) انتہے لیکن جسکو عیسائی انجیل
کہتے ہین وہ تو نہ حضرت عیسےٰ پر بذریعہ وحی نازل ہوئی نہ خود انکی تصنیف نہ اُنکے زمانہ مین تصنیف ہوئی بلکہ ایک عرصہ بعد لوگون نے حضرت
عیسےٰ علیہ السلام کے حالات اور اُنکے معجزات اور چند نصائح کو جمع کرلیا ہے جنمین سے دو مصنف تو وہ ہین کہ جنہون نے حضرت عیسیٰ کو دیکھا بھی نہین
ایک مرقس دوسرا لوقا بلکہ لوقا کے اُستاد پولوس نے بھی حضرت عیسیٰ کی صحبت نہین پائی پس یہ دونون تو محض سنی سنائی باتین لکھتے ہین
کہ جسمین الہام کو کچھ بھی دخل نہین چنانچہ خود اُنکے دیباچہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے اور دو شخص گرد ہی متی اور یوحنا ہین کہ جو حضرت کے
حواری ہین تو اپنے اوپر گزرے ہوئے واقعات اور کچھ سُنی سنائی بات لکھتے ہین اور اکثر جگہ توراۃ و صحف انبیاء کے غلط حوالہ دیتے ہین کہ یہ مضمون
فلان جگہ لکھا ہے حالانکہ وہان اُسکا کہین نام و نشان بھی نہین پس ان کتابونکو حضرت عیسےٰ سے وہ نسبت ہے کہ جو سکندر نامہ کو سکندر سے اور
ہنود کی کتاب راماین کو راجہ رام چندر سے ہے بس جو ان انجیل کو حضرت عیسیٰ کی کتاب بتا دیوے وہ سکندر نامہ کو بھی سکندر کی تصنیف تبلادے اب بات
باقی رہی کہ آیا خود حضرت عیسیٰ کی بھی کوئی انجیل تھی جو حوادث مفصلہ ذیل مین تلف ہوگئی یا انجیل کے معنی تعلیم کے ہین خود حضرت عیسیٰ کی
تعلیم و وعظ ہی انجیل تھا؟ جہانتک تجسس کیا گیا یہی بات معلوم ہوئی کہ خود حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے عہد مین ایک کتاب تھی کہ جسکا قرآن
مین ذکر ہے اور جسکا ثبوت کتاب مرقس کے ١٦ باب ورس ١٥ مین ہے۔ اور اُسنے انہین کہا کہ تم تمام دنیا مین جاکے ہر ایک مخلوق کے سامنے انجیل کی
منادی کرو انتہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ کے عہد مین انجیل تھی۔ اور پولوس مقدس کے نامہ گلاتیون کے اول باب ٦ ورس سے بھی اُس انجیل کا

بتا لگتا ہے - پر اے بھائیون مین تمہین جتاتا ہون کہ وہ انجیل جسکی مینے خبر دی انسان کے طور پر نہین ہے (۱۲) اسلئے کہ مینے اسکو کسی آدمی سے نہ پایا نہ کسی نے مجھے سکھایا پر وہ یسوع مسیح کے الہام سے مجھے ملی انتہے اور اسی باب مین پہلے لوگونکو تہدید کرتا ہے - کہ بعض لوگ مسیح کی انجیل اُلٹ دینی چاہتے ہین لیکن اگر ہم یا آسمان سے کوئی فرشتہ سوائے اس انجیل کے جو ہمنے تمہین سنائی دوسری انجیل تمہین سنائے وہ ملعون ہوئے انتہے اور دوسرے باب مین پطرس اور برناباس حواریونکی شکایت مین لکھتا ہے ۱۴ جب مینے دیکھا کہ دے انجیل کی سچائی پر سیدھی چال نہین چلتے انتہے - یہان سے کئی باتین معلوم ہوتی ہین (۱) یہ کہ پولوس کے پاس خاص حضرت عیسیٰ کی انجیل تھی اور وہ ان چارون انجیلون موجودہ کے غیر تھی کسلیے کہ لوقا اور مرقس اور یوحنا کی انجیل تو تب تک تصنیف بھی نہین ہوئی تھی اور متی کی انجیل پر یہ صادق نہین آسکتا کہ مینے اسکو کسی آدمی سے نہ پایا الخ کسلیے کہ اگر یہ انجیل مراد ہوتی تو یہ تو انکو آدمیون ہی کے ذریعہ سے ملتی کما لا یخفی (۲) یہ کہ اسوقت مین بھی عیسائیون مین انجیل کے اُلٹ دینے والے پیدا ہو گئے تھے - اب عیسائی کس منہ سے کہتے ہین کہ انجیل مین تحریف کرنیسے کیا غرض تھی الخ - اب مین وہ وجوہ بیان کرتا ہون کہ جنکے دیکھنے سے یہ تعجب نہین ہے کہ حضرت مسیح کی انجیل کیون مفقود ہو گئی ہے (۱) تو وہی سبب کہ اُس زمانہ مین بھی لکھنے کا دستور نہایت کم تھا اور کاغذ کم موجود تھا شاید درختون کے پتون یا کسی اور چیز پر لکھے ہونگے جیسا کہ مورخین کے قول سے پہلے واضح ہوا (۲) یہ کہ اول اور دوسری صدی مین عیسائی غریب و مفلس لوگ تھے اور بہت کم اور جہان کہین کوئی حواری جاتا تھا وہین اُسپر مصیبت آجاتی تھی اسپر طرہ یہ ہوا کہ اُسوقت کے بادشاہ اُنکے سخت دشمن ہو گئے اور قتل عام شروع ہو گیا چنانچہ دس بار عیسائیون کا قتل شروع ہوا اور متصل تین سو برس تک جاری رہا اول ۶۴ء مین نیرو شاہ فرنگستان کے حکم سے ہوا جسمین پطرس حواری اور پولوس وغیرہ مارے گئے دوسرا ڈومیشیان کے عہد مین ہوا اس ظالم نے بھی از حد خونریزی کی اور یوحنا حواری جلاوطن ہوئے تیسرا قتل ترجان کے عہد مین اٹھارہ برس تک رہا الغرض ایسے ایسے قتل دس بار ہوئے کہ جن مین گرجا گرائے گئے اور زمین خون سے رنگین کی گئی اور تلاش کر کے کتابین جلائی گئین اسکے جواب مین پادری کہتے ہین کہ تین سو برس تک گو یہ حوادث عظیمہ رہے لیکن بہت سے ملکون مین عیسائی مذہب اور انجیل پھیل گئی تھی پھر کیونکر صفحۂ عالم سے مفقود ہو گئی الخ مین کہتا ہون کہ جس قدر یہودیون کی موسیٰ سے لیکر بخت نصر تک ترقی اور ثروت اور شیوع اور حکومتین اور زمانہ گزرا ہے اسکی نصف بھی تین سو برس مین عیسائیون کی ترقی اور حکومت نہین ہوئی پھر جب اُس ایک حادثہ مین توراۃ صفحۂ عالم سے مفقود ہو گئی حتی کہ اگر عزیر نہوتے تو نام و نشان بھی نرہتا تو اسقدر حوادث عظیمہ مین اس مفلس و غریب قوم سے انجیل کا مفقود ہونا کیا تعجب کی بات ہے کیونکہ جسقدر قلت کاغذ کتابت کی اُس عہد مین تھی ویسی ہی عیسائیون کے ہان اُس زمانہ تک بھی نہ حفظ کا انکے ہان رواج تھا نہ انکے ہان بس اس زمانہ پر قیاس کرنا بڑی غلطی ہے اور شاہد اس امر پر یہ ہے کہ بہت سی کتابین اُس زمانہ کی اب بالکل مفقود ہین چنانچہ انجیل یوحنا کے ۲۱ باب ۲۴ مین ہے یہ وہ شاگرد ہے جسنے ان کامونکی گواہی دی اور ان باتونکو لکھا الخ اب اُس شاگرد مسیح کی لکھی ہوئی کتاب کا نام و نشان بھی نہین - اسیطرح انجیل لوقا کے دیباچہ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اسوقت اور لوگون نے بھی حضرت عیسیٰ کے احوال مین انجیلین لکھین تھین چنانچہ تفسیر ہنری و اسکاٹ اور ڈوالی اور رچرڈ مینٹ مین اسکی تصریح ہے مورخ موشیم اپنی کتاب ... کی جلد اول مین فرقہ ناصریون اور ابیونی کے بیان مین لکھتا ہے کہ ان دونون فرقون کے پاس ہماری انجیلون کے علاوہ ایک اور انجیل تھی جسکے بارہ مین ہمارے علماء کا اختلاف ہے انتہے ملخصًا (۳) اول ہی صدی مین عیسائیون مین انجیل تصنیف کرنیکا شوق ہو گیا تھا اس انجیلی حضرت مسیح کی انجیل کو اُلٹ پلٹ کر اپنی تصانیف کو زیادہ رواج دینا چاہتے تھے جیسا کہ پولوس کے بیان سے ثابت ہوتا ہے لہذا اُس قرن ہی مین صدہا انجیلین تصنیف ہو گئین تھین پس ان حوادث مین جب اصلی انجیل مٹ گئی تو اُنمین سے جسکی انجیل مشہور ہو گئی اسی پر سادہ لوح عیسائیون نے قناعت کر لی اب مین ان چارون کتابونکی بابت گفتگو کرتا ہون کہ اور تاریخون سے اُنمین کونسی بات زائد ہے کہ جسکی وجہ سے انکو آسمانی کتابین اور الہامی صحیفے مانا جاوے اور انبیاء کی فہرست کتب مین درج کیا جاوے سو واضح ہو کہ انکا الہامی ہونا دو باتون پر موقوف ہے (۱) یہ کہ انکے مصنفین انبیاء ہون (۲) انکی یہ تالیف محض عام مورخون کی سی نہو کہ جو کسی واقعہ کو دیکھکر یا سنکر لکھتے ہین بلکہ محض انکشاف آلہی اور تائید روح القدس سے ہو کہ جو خاصۂ انبیاء ہے اور جسمین غلطی کو دخل

ــــــه ... پولوس کی انجیل اب کسیکے پاس ہے کہ جسکو وہ ان سب انجیلونکے غیر بتلا کر اسپر چلنے کا حکم دیتے تھے اور اسکے علاوہ اور انجیلون کے سننے والے پر لعنت کرتے تھے عدالت سے زیادہ تعجب یہ ہے کہ حواریون مین پطرس وغیرہ کسی بڑے حواری کی تو کوئی بھی انجیل نہو اور مرقس اور لوقا تابعین کی انجیلین تسلیم کیجاوین ۱۲ منہ

نہین ہوتا ورنہ یون تو ہر شاعر اور ہر مورخ بلکہ ہر شخص بشرطیکہ وہ امر شہود الہام ہی سے کرتا ہے مین بھی یہ کتاب الہام کے ذریعہ سے لکھتا ہون [illegible]
شخص کی بھی نسبت تو بالکل نہین پایا جاتا یعنی ان چارون مین سے لوقا اور مرقس کی نبوت اب تک کسی قوی دلیل تو کیا ادنا سی سے بھی ثابت نہین ہوئی
نہ تو کسی کتاب عہد عتیق مین انکی نبوت کی پیشین گوئی ہے نہ حضرت مسیح علیہ السلام نے انکو نبی کہا ہے نہ اُنکے بارہ حواریون مین سے [illegible]
اول تو معجزات و خرق عادات کا (عیسائیون کے نزدیک) کچھ اعتبار ہی نہین کیونکہ انجیل متی کے باب ۲۴ ورس ۲۴ مین حضرت عیسی کا قول ہے کہ بہت سے
جھوٹھے نبی ظاہر ہونگے اور ایسے بڑے معجزے و کرامتین دکھاینگے اگر ممکن ہوتا تو وہ برگزیدونکو بھی گمراہ کرتے انتہے دوم انسے کوئی معجزہ یا کرامت
سرزد بھی نہین ہوئی نہ کسی جگہ انکا اور کوئی کمال مذکور ہے بلکہ اس سبب سے کہ انکو پولوس نے تعلیم کیا ہے انکے جھوٹھے ہونے مین کوئی شک نہین کیونکہ
پولوس کا دینی امور مین جھوٹھ بولنا اور جھوٹھ سے اپنے خیالات کو پھیلانا پہلے مذکور ہوچکا ہے پولوس کسیطرح سے نبی نہین بلکہ دین عیسوی کا مخرب
اور محرف ہے اور نامہ حواریون مین جو کچھ اسکی کرامات لکھی ہین وہ ہمارے لیے سند نہین کیونکہ وہ اسکے شاگرد کی تصنیف ہے اگر سچ ہے تو انہین [illegible]
شمار ہین کہ جنکی مسیح علیہ السلام نے خبر دی ہے کیونکہ اسنے شریعت پر چلنے والیکو ملعون کہا اور تثلیث کی تعلیم کی اور حضرت موسی کی توریت کو لغو اور [illegible]
بتلایا چنانچہ نامہ عبرانیون کے باب ۷ ورس ۱۸ مین کہتا ہے پس اگلا حکم (یعنی توریت) اسلیئے کہ کمزور اور بیفائدہ تھا اٹھ گیا انتہے بلکہ یہ شخص جناب مسیح علیہ السلام
کی جناب مین بھی نہایت بے ادبی کرکے انکو ملعون کہتا ہے العیاذ باللہ پس جبتک عیسائی پولوس کی اور اُنکے شاگرد لوقا اور مرقس کی نبوت ثابت نہ کرین
انجیل لوقا اور مرقس اور پولوس کے خطوط سے ہمارے روبرو کوئی سند نہ پیش کرین کیونکہ جبکہ انکی نبوت تو کیا بلکہ دینداری ہی مین کلام ہے تو انکی
تصانیف کا کیا اعتبار رہے؟ اب رہے متی اور یوحنا سو اول تو اسکا بھی کوئی کافی ثبوت نہین کہ یہ وہ متی اور یوحنا ہین کہ جو حواری ہین دوم انکی نبوت کی بابت
بھی کوئی پیشین گوئی کہین سے منقول نہین نہ کوئی مسیح علیہ السلام کا قول پایا جاتا ہے اور نہ کوئی معجزہ و کرامت منقول ہے اور اگر ہو تو اسکا کیا اعتبار ہے کیونکہ مسیح
علیہ السلام فرماتے ہین اُسدن بہتیرے کہین گے اے خداوند اے خداوند کیا ہمنے تیرے نام سے نبوت نہین کی اور تیرے نام سے دیوونکو نہین نکالا اور تیرے نام سے
بہت سی کرامتین ظاہر نہین کین اُسوقت مین اُنسے صاف کہونگا مین کبھی تمسے واقف نہ تھا اے بدکارو میرے پاس سے دور ہو انتہے (متی باب ۷) اگر کہا جائے کہ
حواری انکی ہی کتابون کے بموجب پاکباز اور دیندار نہ تھے دیکھیئے یہودا نے آنحضرت کو گرفتار کروادیا آخر خودکشی کرکے مر گیا اور پطرس وغیرہ کو پولوس نے انجیل کے خلاف
پہ چلنے کا الزام لگایا اور کیا کیا انکی نسبت کہا اور دنیا سے آسمان پر چلتے وقت حضرت مسیح سب حواریون کو بے ایمانی کا لقب دے گئے جیسا کہ مرقس کے
۱۶ باب ۱۴ ورس مین ہے اب جبتک یہ نہ ثابت کر دیا جاوے کہ متی اور یوحنا اُن باتون اور اُن القابون سے مستثنے اور صاحب نبوت ہین کیونکر نبوت کا اقرار کیا جاوے
ہان ہم اہل اسلام اپنی تحقیق سے انکو دیندار اور راستباز کہتے ہین اور اُنکا نہایت ادب کرتے ہین [illegible] دوسری بات تو بہت ظاہر ہے کہ یہ کتابین
انہون نے الہام سے نہین لکھین کیونکہ لوقا اور مرقس تو سنکر لکھتے ہین جیسا کہ خود دیباچہ لوقا سے معلوم ہوتا ہے اور متی اور یوحنا اپنے روبرو گذرا ہوا معاملہ
لکھتے ہین اسمین بھی الہام کی کوئی ضرورت نہین چنانچہ باسوبر اور لیافان کہتے ہین کہ جب حواری بچشم خود دیدہ یا معتبر گواہون سے سنکر لکھتے تھے
تو انکو الہام کی حاجت نہ تھی انتہے بلکہ پولوس کے قول کے بموجب تو یہ چارون کتابین قابل رد ہین کیونکہ اُسنے اُس انجیل کے سوا کہ جو اُسکو مسیح سے بلا توسط
غیر ملی تھی جیسا کہ پہلے ذکر ہوا) اور کسی انجیل کے ماننے والے پر لعنت کی ہے اور یہ ظاہر ہے کہ یہ چارون وہ انجیل نہین اور بالفرض ہوئی بھی تو ایک ہوگی
پھر تین غیر معتبر رہین یہانتک کہ اُنکے سنانیوالے پر لعنت پڑیگی اسکے سوا اور چند دلائل ہین کہ جنسے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ الہامی نہین (۱) یہ کہ انکے
مولفین نے بڑی سخت غلطیان کی ہین چنانچہ متی نے جو مسیح کا نسب نامہ لکھا ہے اُسمین کئی نام بھول گیا جسکی تاویل مین مفسرین نہایت تنگ [illegible] ہین
اور اسیطرح اور چند غلطیان کی ہین کہ جنکی تفصیل اعجاز عیسوی وغیرہ کتابون مین ہے اسیطرح لوقا نے دوسرے باب مین غلطی کی ہے کہ اوگوسطوس نے
اسم نویسی کا حکم دیا تھا اور قورنیوس حاکم یہودیہ کے وقت مین یوسف نجار اپنی بیوی مریم علیہا السلام کو کہ حاملہ تھین ہمراہ لیکر بیت اللحم مین نام لکھوانے
آیا تھا اور وہان حضرت مسیح پیدا ہو پڑے انتہے ملخصاً حالانکہ یہ صریح غلط ہے اول یون کہ قورنیوس حضرت مسیح کی ولادت [illegible] برس بعد یہان کا حاکم
ہوا تھا دوم یہ کہ حسب بیان متی حضرت مسیح ہیرود کے عہد مین پیدا ہوئے تھے اور اسکی زندگی تک بلکہ قورنیوس [illegible] مین آیا

سلہ اور کتاب اعمال حواریون سے جو کوئی ثابت کرتا ہے تو بیفائدہ محنت اٹھاتا ہے کیونکہ یہ کتاب لوقا صاحب کی تصنیف ہے کہ جو لوقا پولوس کے شاگرد رشید ہین انتہی

تھا (۲) یہ کہ ان کتابون مین بہت سے ایسے جھوٹے مضامین مندرج ہین کہ جنکی شہادت آجتک کسی تاریخ سے نہین پائی جاتی نہ عقل اُنکو تسلیم کر سکتی ہے مثلاً متی نے ۲۷ باب مین لکھا ہے کہ حضرت عیسے نے جب صلیب پر چلا کر جان دی تو ہیکل کا پردہ اوپر سے نیچے تک پھٹ گیا اور زمین کانپی اور پتھر تڑک گئے اور قبرین کھل گئین اور بہت لاشین پاک لوگونکی قبرون سے نکلکر مقدس شہر مین بہتون کو نظر آئین انتہے ملخصاً اور اسیطرح لوقا نے ۲۳ باب مین لکھا ہے کہ چھٹوین گھنٹے کے قریب تھا کہ تمام زمین پر اندھیرا چھا گیا اور نوین گھنٹے تک ہا اور سورج تاریک ہوگیا اور ہیکل کا پردہ بیچ سے پھٹ گیا انتہے اور اسیطرح متی نے ۲ باب مین لکھا ہے کہ مجوسیون کو ایک ستارہ دکھائی دیا اور وہ اُنکے آگے چلتا تھا اور جہان مسیح پیدا ہوئے تھے وہان آکر ٹھہر گیا انتہے ملخصاً (۳) حضرت مسیح کی نسبت وہ قول بھی نقل کئے ہین کہ جو اُنکی شان سے نہایت بعید ہین چنانچہ یوحنا اپنی کتاب کے ۱۰ باب مین حضرت مسیح کا قول نقل کرتے ہین کہ مجھسے بیشتر جس قدر انبیا آئے ہین سب چور اور رہزن تھے انتہے ملخصاً پھر اسی قول کی تقلید کر کے پولوس مقدس حضرت موسیٰ کی جناب مین کیا کیا گستاخی کرتے ہین کہ ہم موسیٰ کی مانند عمل نہین کرتے جسنے اپنے چہرہ پر پردہ ڈالا تاکہ بنی اسرائیل الخ بخوبی نہ دیکھین لیکن اُنکے فہم تاریک ہوگئے کیونکہ آجتک پُرانے عہدنامہ کے پڑھنے مین وہی پردہ رہتا ہے اوٹھ نہین جاتا الخ انتہے (نامہ دوم قرنتیون کا باب ۳) اور نامہ عبرانیون مین تورات کو کمزور اور بیفائدہ کہتا ہے اور اس سے بڑھکر فرقہ پروٹسٹنٹ کے پیر و مرشد لوتھر صاحب در بھی کلمات تعظیم مُنہ سے نکالتے ہین چنانچہ وارڈ صاحب اپنی کتاب اغلاطنامہ مطبوعہ ۱۸۴۱ء کے صفحہ ۳۷ مین کہتے ہین کہ لوتھر صاحب اپنی ایک کتاب کی تیسری جلد کے صفحہ ۴ مین لکھتے ہین ہم نہ سنینگے اور نہ دیکھین گے موسیٰ کو اسلیئے کہ وہ صرف یہودیون کیلئے تھا اور ہمکو اس سے کچھ علاقہ نہین پھر لکھتے ہین کہ ہم نہ موسیٰ کو نہ اُسکی توراۃ کو قبول کرینگے اسلیے کہ وہ دشمن عیسیٰ کا ہے۔ اور جاادونکا اُستاد ہے پھر کہتے ہین کہ اُنکے دس حکمونکو خارج کرنا چاہیے کیونکہ تمام بدعت انہین پر موقوف ہے انتہے حالانکہ اُن دس حکمون مین یہ بھی ہے کہ شرک نکرو ماں باپ کی تعظیم کرو ہمسایہ کو ایذا نہ دو خون نکرو زنا نکرو جھوٹی گواہی ندو وغیر ذالک پس اس تعلیم کے بموجب تو عیسائی شرک کرنے اور ماں باپ کی گستاخی کرنے اور ہمسایہ کو ستانے اور چوری اور زنا اور خون کرنے جھوٹھ بولنے کو راہ نجات سمجھتے ہونگے؟ معاذ اللہ اگر یہی الہام ہے تو اس الہام کو سلام (۴) ایسی غلط پیشین گوئیان ان کتابونمین مندرج ہین کہ جنکے جھوٹھ ہونیمین کسی عیسائی کو ذرا بھی شک نہین چنانچہ انجیل متی کے ۲۴ باب مین اور مرقس کے ۱۳ باب مین اور لوقا کے ۲۱ باب مین مذکور ہے کہ حضرت مسیح نے اپنے حواریون سے مخاطب ہوکر اپنے دوبارہ آنیکی بابت یہ فرمایا تھا کہ اُن دنونمین سخت مصیبت پڑیگی کہ جو نہ کبھی پہلے پڑی ہے اور نہ آگے پھر پڑیگی اور سورج اندھیرا ہو جائیگا اور چاند اپنی روشنی ندیگا اور ستارے آسمان سے گر جائینگے اور آسمان کی قوتین ہل جاوینگی تب ابن آدم کو (یعنی مجھکو) بادل پر بڑی قدرت اور جلال سے آتے دیکھین گے انتہے اسکے بعد پھر فرماتے ہین کہ مین تمسے سچ کہتا ہون کہ جبتک یہ سب کچھ ہو نہ لے اسوقت کے لوگ گزر نہ جاوینگے اور بعض کتب مطبوعہ ۱۸۴۱ء مین ہے کہ جبتک سب کچھ پورا نہ ہو لے یہ پشت گزر نہ جائیگی اور انجیل مرقس مین یہ ہے کہ اس زمانہ کے لوگ جبتک یہ سب کچھ واقع نہو لے گزر نجاوینگے۔ حالانکہ اُس زمانہ کے تمام لوگ گزر گئے اور بہتونکی تو نسلین بھی گزر گئین تھین مگر ان سب چیزونمین سے کوئی بھی انہون نے نہ دیکھی۔ اس مقام پر یہ خیال مین آتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے یہ باتین قیامت کے علامات مین فرمائی ہونگی سو انشاء اللہ واقع ہونگی مگر یہ مورخ اپنی غلط فہمی سے کچھ اور سمجھ گئے۔ اب اسپر بحکم اندکے از بسیارے و مشتے از خروارے ان انجیلونکی جملہ تحقیقات اور الہام کو قیاس کر لینا چاہیے۔ اسی لیئے ان کتابونمین اول اور دوم صدی کے عیسائیون کو نہایت تردد اور شک تھا چنانچہ محقق برٹشنیڈر اور اسٹاڈلن اور فرقہ الوجیین جو دوسری صدی مین تھا اس انجیل کو یوحنا حواری کی تصنیف نہین کہتا تھا اور یہی قرین قیاس بھی ہے کیونکہ جب اس انجیل کا انکار ہوا تو ارنیوس نے جو پولی کارپ کا شاگرد ہے کبھی نہین کہا کہ پولی کارپ نے کہ جو خاص یوحنا کا شاگرد ہے اسکو یوحنا کی تصنیف بتلایا ہے اور اسٹاڈلن کہتا ہے کہ یہ انجیل قطعی کسی طالب علم مدرسہ اسکندریہ نے لکھی ہے۔ بعض پادری کہتے ہین کہ اسکندریہ کا مدرسہ تو اس انجیل کے بعد قائم ہوا ہے

۱ بعض پادری کہتے ہین کہ سب کچھ سے مراد صرف بیت المقدس پر مصیبت آنا تھا سو وہ اسوقت کے لوگون نے دیکھا انتہے مین کہتا ہون کہ یہ تمام باتین ذکر کر کے پھر سب کچھ کہنا تو یہان قوی ہے اسبات پر کہ یہ سب چیزین مراد ہین نہ کہ بعض سب کچھ سے بعض مراد لینا تمام اہل عقل کے نزدیک نامقبول ہے یون تو بلا قرینہ ہر چیز کی تاویل ہو سکتی ہے پولوس بولکر عماد الدین مراد لے سکتے ہین اسی مراد لینے سے تو انجیل اصلی کو غارت کر دیا ۱۲ منہ

Marfat.com

مین کہتا ہون کہ یہ کیونکر ثابت ہوا کہ اس سے پیشتر یہ کتاب متی اسرائیل وری کی بات کو مانین یا سٹاڈلن کیسے محقق کی بات مانین کہ جسنے قول کو ان
صاحب مفسر نے بڑے ادب سے اپنی کتاب کی جلد چہارم صفحہ ۳۱۶ مین لکھا ہے۔ اسیطرح اور تینون کتابونکی نسبت بھی بہت کچھ قیل وقال تھی اور
قیل وقال ضرور ہونی چاہیے تھی کیونکہ اس زمانہ مین صدہا انجیلین تصنیف ہو گئین تھین اور جو غیر معتبر شخص تھے وہ بتقلید فلاسفہ یونان اپنی کتاب
کسی اور مشہور آدمی کے نام سے شہرت دیتے تھے چنانچہ تخمیناً اسّی نوشتے اور کتابین ابتک عیسائیون مین مشہور ہین کہ جنکو انکے مرید الہامی کہتے تھے مگر
جب انکی نہ چلی اور مخالفون نے اپنی کتابون کو دور کر دیا تو وہ غریب الہامی ہو گئین۔ اس جعلسازی کی وجہ سے بیچارہ پولوس بھی بڑا غل مچاتا تھا پس
تین سو برس تک عیسائیون مین یہی جوتی پیزار رہی کہ کسی نے کسی کتاب کو الہامی سمجھا اور انجیلون کے سننے سنانیوالے کو ملعون کہا کسی نے کسی کتاب کو عیسیٰ
علیہ السلام کی انجیل قرار دیکر اپنا دل خوش کیا آخر جب قسطنطین شاہ روم کہ جو بڑا ظالم اور نہایت سفاک تھا اپنے گناہ معاف کرانے اور اپنے ظلمون کے
مٹانیکے لیے پولوس کی جماعت کا مرید ہوا تو اُسنے شہر نائس مین عیسائیونکو جمع کرکے ان کتابونکی بابت ایک کمیٹی قائم کی اور اپنے زور اور
شوکت سے تمام عیسائیونکو ان کتابون کے ماننے پر مجبور کیا اور مسئلہ تثلیث اور کفارہ کو کہ جسکے اعتقاد پر وہ عیسائی ہوا تھا بتحکم رواج دیا اسوقت سے
اُنکے ہان اس زبردستی کا نام اجماع سلف قرار پایا کہ جسکو آج کل کے عیسائی ان کتابونکے مقبول ہونیکے لئے سند قرار دیتے ہین چنانچہ پادری
صفدر علی کہ جنہنے ان کتابون کے الہامی ثابت کرنیکا بیڑا اُٹھایا ہے نیازنامہ کے صفحہ ۲۰ مین بڑی مجبوری سے اقرار کرتے ہین کہ وجوہات مذکورہ
بالا کے باعث تخمیناً سنہ ۳۰۰ء تک تو تمام جماعتون کو تمام نوشتونکی اصلیت کا حال معلوم ہو گیا تھا الخ پس جو کچھ انکے پاس برائے نام سند ہے وہ
سنہ ۳۰۰ء تک بمشکل پہنچتی ہے آگے تو بس یہی سند ہے کہ اگناشش یا ولی کارپ وغیرہ کی تحریرات مین بعض ایسے جملے پائے جاتے ہین کہ جن کا مضمون
ان کتابون سے ملتا ہے غالبا یہین سے لیا گیا ہے الخ۔ یہ سند تو ایسی لغو ہے کہ جسکی لغویت پر سند کی حاجت نہین کیونکہ بہت سی پچھلی کتابون کے مضامین
اگلی کتابون سے مطابق ہوجایا کرتے ہین پھر کیا کوئی دانشمند پچھلی کتاب کو مقدم کہہ سکتا ہے گلستان یا بوستان مین بعض کیا بہت سے مضامین وعظ
وپند مین اناجیل کے وعظ وپند سے ملتے ہین اب کوئی بیوقوف ہوگا جو یہ کہیگا کہ اناجیل سعدی کی کتابون سے لکھی گئین یا اناجیل کے وقت مین
سعدی کی کتابین تھین پس اسیطرح اگناشش وغیرہ کی تصانیف اگر مقدم ہون تو کیا بعض مضامین کی مطابقت سے موخر ہو جاوینگی بلکہ بسا اوقات
بعض کتابون کے مضامین مین توافق ہوتا ہے اور ایک کو دوسرے کی خبر بھی نہین ہوتی اُس سے لینا یا اُسکی شہادت دینا چہ معنی دارد اور علما اگر
شہادت ہے تو بعض مضمون کی ہے کل کتاب کا تسلیم کر لینا کہان سے پایا جاتا ہے۔ واضح ہو کہ یہ بات ہمارے اور عیسائیون کے نزدیک متفق علیہ ہے کہ چارون
انجیلین نہ حضرت عیسیٰ کی تصنیف مین نہ انکے عہد مین لکھی گئی ہین پس ہمکو تو بحث کو اسی جگہ تمام کر دینا چاہیے تھا کیونکہ جس انجیل کے اہل اسلام
قائل ہین اور جس کا قرآن مین ذکر ہے وہ انجیل ہے کہ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر بذریعہ روح القدس نازل ہوئی ہے جسطرح کہ توراۃ و زبور و دیگر صحف
انبیاء کا حال ہے مگر چونکہ عیسائی رسالت کے قائل ہین کہ گو یہ مسیح کی اناجیل نہین مگر یہ بھی الہامی اور رسولونکی تصنیف ہین اسلئے اسمین بھی بحث
کرنی پڑی ہر چند اسبات کو بھی ہمنے تجسس کرکے دیکھا مگر بہت سے وجوہات سے غلط پایا مگر عیسائیون کے پاس سوائے خوش اعتقادی کے اور کوئی دلیل نہ دیکھی اور
اسقدر ہم بھی مانتے ہین کہ ان مین کچھ مضامین الہامی بھی ماخوذ ہین اور یہ بھی متفق علیہ ہے کہ انکے مصنفین کے بعد ان مین خواہ سہواً خواہ عمداً بیشمار جگہ غلطیان
اور کمی زیادتیان ہوئی ہین کہ جنکا شمار بقول علماء اہل کتاب ہزارہا تک پہنچتا ہے جنکی تفصیل اظہار الحق وغیرہ کتب مین ہے اور جنکا اقرار پادری فنڈر
صاحب کو بھی ہے ہان یہ بات اور ہے کہ پادری صاحب ان تحریفات کو اپنی خوش اعتقادی سے ویریوس ریڈنگ یعنی سہو کاتب کہتے ہین ہم نہین کہتے لیکن بدعادات
یہان ایکبات یاد رکھنے کے قابل ہے وہ یہ کہ جب اہل اسلام ان کتابونمین تحریف ثابت کرتے ہین تو انکا اول مدعا یہ نہین غیر مقبول ہونا انکی نسبت
علماء اہلکتاب کا یہ کلام ہونا کہ یہ درصل اُن شخصونکی تصنیف ہی نہین و دیگر مضامین اور بھی اسی قسم کی ذکر کیا کرتے ہین چنانچہ اعجاز عیسوی وغیرہ کتب

سلہ انجیل متی اصل مین عبرانی مین تھی اُس کا ترجمہ یونانی مین خدا جانے کسنے کیا اور کیسا کیا ہے اصل اُسکی کسی کے پاس نہین کہ جو اُس سے
مقابلہ کرکے دیکھا جاوے۔ یہان سے آپکو اور کتابون کے گم ہو جانے مین کچھ تعجب نہ معلوم ہوگا کیونکہ جس طرح اور جس سبب سے متی کی
عبرانی کتاب مفقود ہو گئی وہی سبب اور کتابون کے لئے پیش آیا ۱۲ منہ

مین یہ کیا گیا ہے اور اسکے بعد وہ جملہ بھی[۵] بتلایا کرتے ہین کہ جنکو محققین مسیحین نے الحاقی بتلایا ہے - اسپر پہلی بات کا جواب پادری یون دیا کرتے ہین کہ
اسے تحریف کو کیا علاقہ اس سے تحریف کیونکر ثابت ہوئی چنانچہ فنڈر صاحب نے یہی کہا ہے اور عماد الدین اور صفدر علی بھی انہین کی تقلید کرکے یہی
فرماتے ہین مگر مجھکو کیا بلکہ سب اہل عقل کو اس جواب پر بے اختیار ہنسی آتی ہے یہ ایسی بات ہے کہ کوئی کسی گھوڑے مین عیوب ثابت کرنیوالا یہ کہے کہ گھوڑا
یہ تو مر گیا یہ اب بالکل کسی کام کا نہین اسکے جواب مین مالک کہے اس سے کیا ہوتا ہے اسکے پاؤن اور دم وغیرہ اعضا مین کوئی عیب تبلاوے وہ اب بیوقوف
یہ نہین سمجھتا کہ اسکا مدعا تو بخوبی ثابت ہو گیا کیونکہ جب اصل ہی نہین رہی تو اب اسکی فروعات کہان؟ اور دوسری بات کا یہ جواب دیا کرتے
ہین کہ اچھا کچھ فقرے الحاقی ہوئے تو کیا ہوا انسے ہمارے اصول مذہب مین کیا فرق آیا کل کتاب کیونکر غیر معتبر ہو گئی انہین محمد صاحب کی بشارت سے کیا علاقہ
الخ چنانچہ فنڈر صاحب اور انکے دو مقلدون نے اپنی تصانیف مین یہی کیا ہے اور لفظ لفظ پر طعن و طنز کرتے گئے ہین - مگر یہ جواب دل سے زیادہ لغو ہے
پادری صاحبو ذرا اتنا تو سوچو کہ جب چار فقرے الحاقی ثابت ہو گئے گو بقول آپکے انسے آپکے اصول دین مین کوئی فتور نہ آوے مگر یہ کتاب تو
غیر معتبر ہو گئی اب کیا اعتبار کہ آپکے اصول دین بھی ایسے ہی الحاقی فقرون سے ثابت ہون الغرض کتاب کی بے اعتباری کیلئے کسی ستاویز کی بے اعتباری کیلئے
ادنی شبہ بھی کافی ہوتا ہے چہ جائیکہ صدہا الحاقات **ف** جب چارون انجیلونکا یہ حال ہے تو پولوس کے خطون کا کیا اعتبار ہے اسمین تثلیث اور
خدا کا مجسم ہونا اور شریعت کو ترک کرنا وغیرہ وہ ملحدانہ مضامین ہین کہ جو تمام اہل نقل و عقل کے نزدیک بدتر اور خراب ہین اور پطرس و دیگر
شخصون کے خطوط بھی اُن شرائط سے خالی ہین کہ جو کتاب الہی کے لئے ضرور ہین **(فصل ۳) ف** خدا تعالی نے قرآن مین متعدد جگہ
توراۃ اور زبور اور انجیل کی مدح فرمائی ہے اور صحف ابراہیم و موسی کا بھی تبعاً ذکر کیا ہے اور قرآن کو ان کتب مقدسہ کا مصدق یعنی سچا کرنیوالا کہا
ہے چنانچہ فرماتا ہے مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ کہ یہ قرآن پہلی کتابونکی تصدیق کرتا ہے - اور توراۃ کو کتاب منیر اور امام اور فرقان اور رحمۃ وغیرہ
القاب سے یاد کیا ہے اور حضرت عیسی کی نسبت یہ فرمایا ہے وَآتَيْنَاهُ الْإِنْجِيلَ الآیۃ کہ ہمنے اسکو انجیل دی اسیطرح وَآتَيْنَا دَاوُودَ زَبُورًا فرمایا ہے کہ داؤد کو
ہمنے زبور دی اور سورہ بقرہ مین ہے وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ کہ ہمنے موسی کو کتاب دی یعنی توراۃ اور کئی جگہ ان کتابون پر ایمان لانیکی
تاکید فرماتا ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي نَزَّلَ عَلَىٰ رَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي أَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ الآیۃ
کہ اے مسلمانو ایمان لاؤ اللہ اور اسکے رسول پر اور اس کتاب پر جو اسکے رسول پر نازل ہوئی اور جو اس سے پہلے نازل ہوئی اور سورہ بقرہ کے
اول ہی مین مومنین کی شان مین فرمایا ہے وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ کہ مسلمان وہ ہین کہ
جو چیز تجھپر نازل ہوئی اُسپر اور جو تجھسے پہلے نازل ہوئی اُسپر اور روز قیامت پر ایمان رکھتے ہین - اور اسیطرح کی اور بہت سی آیات مین یہان سے
دو بات ثابت ہوئین **(اول)** یہ کہ توراۃ وہ کتاب ہے کہ جو خاص حضرت موسی علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی اور زبور وہ کتاب ہے جو حضرت داؤد
علیہ السلام کو عطا ہوئی تھی اور انجیل وہ کتاب ہے جو حضرت عیسی علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی اور کچھ اور صحیفے حضرت ابراہیم علیہ السلام وغیرہ انبیاء پر
نازل ہوئے تھے - اور اس امر منصوص مین سُنی شیعہ کل فرقے اسلام کے سلف سے خلف تک متفق ہین پس یہ کتاب جو موسی کے بعد مین تصنیف ہوئی
اور کچھ مضامین توراۃ اصلی کے یادداشت کے طور پر اسمین درج کرکے توراۃ نام رکھا گیا قطعی وہ توراۃ نہین کہ جسکا قرآن مین ذکر ہے اسیطرح
وہ کتابین کہ جو حضرت عیسی کے بعد لوگون نے تصنیف کی ہین اور انمین حضرت عیسی کے حالات و اقوال کو صحیح و غلط طور پر جمع کر دیا ہے کہ جسکو آپ

إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَىٰ نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِنْ بَعْدِهِ وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَعِيسَىٰ وَأَيُّوبَ وَيُونُسَ وَهَارُونَ وَسُلَيْمَانَ وَآتَيْنَا دَاوُودَ زَبُورًا

---

[۵] ف قرآن مجید مین بعض جگہ یہود کے مذہب مین یہ واقع ہوا ہے يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ کہ بعض کلمات کو انکی جگہ سے محرف کرتے ہین اور اسیطرح کی اور آیات مین انکی تفسیر
مین علماء کا اختلاف ہے بعض کہتے ہین کہ مراد یہ ہے کہ یہود کتاب مین تبدل نکرتے تھے بلکہ کسیکے سناتے وقت شرارت سے یہ کام کرتے تھے بعض کہتے ہین بلکہ نفس کتاب مین
اغراض دنیاویہ سے تبدیل کرتے تھے خیر جو کچھ ہو مگر یہ بات یہود مدینہ کی بابت ہے لیکن قطع نظر اس آیت کے یہود کیا بلکہ کل اہل کتاب اپنی کتابون مین تحریف کرتے تھے اگر یہ آیت نازل
نہوتی تب بھی یہ نفس الامری امر ہے جسپر اقرار اہلکتاب برابر باقی رہتا ہمارے دعوی تحریف کی بنیاد اس قسم کی آیات پر نہین بلکہ ایک نفس الامری واقع پر ہے اب اس آیت کی
تفسیر مین اختلاف ہونا ہمارے دعوی کو کچھ مضر نہین ۱۲ منہ وہ خفیہ کرسٹان بتقلید ولیم میور صاحب ان آیات کے ذیل مین جو کچھ علماء نے فرمایا ہے اور وہ جو
بعض نفس قرأت مین تغیر کے قائل ہوئے ہین انسے اس توراۃ و اناجیل کو اصلی اور غیر محرف ثابت کرکے مسلمانون کو بیہودہ اسلام دہو کہا دے رہا ہے ۱۲ حکیم غلام حسن

عیسائی انجیل متی و مرقس لوقا و یوحنا کہتے ہین وہ انجیل نہین کہ جسکا قرآن مین ذکر ہے چنانچہ امام قرطبی نے اپنی کتاب اعلام مین اسکی تصریح فرمائی
اور امام رازی وغیرہ جمیع علماء اسلام اسکے قائل ہین بلکہ تمام امت محمدیہ مین یہ مسئلہ متفق علیہا ہے بخوف تطویل اقوال نقل کرنا مناسب نہین
جانتا۔ پس اب جو اہل کتاب اس توراۃ و انجیل کو لیئے پھرتے ہین اور اسکو اصل توراۃ و انجیل بتلا کر مسلمانون کو ایمان لانیکے لئے مجبور کرتے ہین
محض فریب ہے اسلیئے ہر ایماندار کو بچنا فرض ہے (دوم) یہ کہ وہ توراۃ و انجیل و زبور و دیگر صحف انبیاء کہ جنکا قرآن مین ذکر ہے کلام الہی درحقیقت تعلیم
تھے جو کچھ خدا تعالی نے اپنے انبیاء کی معرفت اُمتوں کو ذکر فرمایا تھا سب حق تھا اسلام کی بڑی خوبی یہ ہے کہ اُسنے یہ ہدایت کی ہے کہ اپنا اور
بیگانہ کچھ نہ دیکھو بلکہ جس قدر خدا کے فرستادہ لوگ ہین کہ جنکو انبیاء کہتے ہین خواہ کسی ملک کے ہون اور جس قدر مقدس کتابین خدا نے بھیجی ہین سب پر
ایمان لاؤ اگرچہ بحکم وَاِنْ مِنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ کہ ہر گروہ مین خدا کیطرف کا ہادی آیا ہے وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ
عَلَيْكَ (کہ بعض انبیاء کا آنحضرت سے ذکر آیا اور بعض کا نہین) ہر قوم اور ہر ملک مین خدا کے ہادی نبی یا اُنکے نائب ضرور آئے (کہ جنکا علم تفصیلی خدا ہی کو ہے)
اور اجمالاً ہم سب کو حق جانتے ہین اور تفصیلاً اُنکی تعین کرتے ہین کہ جنکا ذکر قرآن و احادیث مین آیا ہے) مگر چونکہ اُن انبیاء کے طرق اور کتب مین
حوادثات زمانہ سے وہ تغیرات پیش آئے اور وہ تحریفات اور خلط ہوا کہ جس سے اصل مذہب و اصل کتاب مین کچھ امتیاز نہ رہا بلکہ اکثر وہ کتابین
صفحہ عالم سے ناپید ہو گئین اور اُن مذاہب کے مشائخ نے اپنے خیالات فاسدہ کو مضامین الہامیہ مین ملا کر ایک ایسا معجون مرکب بنا یا کہ جسکے اجزا
اصلیہ اور غیر اصلیہ مین تمیز کرنا کسی استحالہ کیمائی سے ممکن نہ رہا اسلیئے خدا تعالی نے اپنی کمال رحمت سے سب نبیون کے اخیر ایک ایسا نبی بھیجا
کہ جسکی تعلیم کامل کی وجہ سے آیندہ کسی نبی کی ضرورت نہ رہی اور اسپر وہ کتاب جامع نازل فرمائی کہ جس مین پہلے انبیاء کی ضروری ہدایتین
اور اُن کتب مقدسہ کے سب اصول زمانہ اخیر کی رعایت لحاظ رکھکر جمع کر دیئے اور ہمکو اس تکلیف مالایطاق سے نجات بخشی کہ کتابون
کی تحقیق کرتے پھرین اور انکے وجود اصلی کے اثبات مین سرگردانی اُٹھاوین اور جو کوئی نسخہ بہم پہنچے تو پھر اُسمین اصل و دخیل مین تمیز
کرین سو الحمد پس قرآن کا ماننا خدا کی تمام کتابون کا ماننا ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا جمیع انبیاء پر ایمان لانا ہے اور اسکے انکار کا ذکر
جمیع انبیاء اور اُنکی سب الہامی کتابون سے انکار کرنا ہے کہ جسکی سزا ابدی جہنم اور خدا کے جلال اور بادشاہی مین سب سے خوار اور ذلیل ہونا ہے
عیسائی برائے نام توراۃ کا بوجھ لادے تو پھرتے ہین مگر پولوس کے کہنے سے اُسپر بالکل عمل نہین کرتے بلکہ اسکو ذلیل سمجھتے ہین ف ۲ نزول قرآن
کے وقت گو توراۃ و انجیل اصلی دنیا پر نہ تھین جیسا کہ آپکو معلوم ہوا مگر اصلی توراۃ و انجیل کے صدہا احکام اور بیشمار باتین اہل کتاب مین زبانی
یا ان فرضی کتابون کے وسیلہ سے مشہور و معروف تھین لیکن وہ لوگ اپنی شرارت سے اُنپر بھی عمل نہین کرتے تھے اسلیئے خدا تعالی نے جابجا قرآن کی
صداقت ثابت کرنیمین اسبات کو ذکر کیا کہ یہ قرآن کتب سابقہ اور انبیاء سابقین کے برخلاف نہین بلکہ اصول مذاہب و امور فطرت مین انکے
مطابق اور اُنکا اور اگلے انبیاء کا مُصَدِّق ہے کہ جنکو تم مانتے ہو پھر اب قرآن کو نہ ماننا اُنکا نہ ماننا ہے۔ اور یہ کہ جنکو تم توراۃ و انجیل سمجھے
ہو اُسپر کیون نہین عمل کرتے اور جن انبیاء کی پیروی اور محبت کا تمکو دعوی ہے اُنکی پیروی کس لئے نہین کرتے۔ اور کبھی مشرکین عرب کو بعض
قصص و احکام مین الزام دینے کے لیئے یہ بھی فرمایا ہے کہ اُنکو اہل کتاب سے پوچھ دیکھو وہ بھی یہی کہتے ہین پھر محمد علیہ السلام نے کونسی نئی بات فرمائی
ہے کہ جسپر تم چونکتے ہو ان باتون سے بعض ناواقف پادری یہی سمجھ گئے کہ نزول قرآن کیوقت توراۃ و انجیل بجنسہ موجود تھی کہ جسکی طرف خدا نے
حوالہ دیا ہے اور جسپر عمل کرنیکی ترغیب دی ہے اور وہ یہی توراۃ و انجیل ہے کہ جو ہمارے پاس موجود ہے حالانکہ یہ اُنکی بڑی غلطی ہے ف ۳
اہل کتاب بالخصوص پادریون نے اس توراۃ و انجیل موجودہ کے اصلی توراۃ و انجیل ہونے پر چند ادلہ بیان کیئے ہین کہ جو محض وہم پر مبنی
ہین مین اُنکے دلائل اور پھر اُنکے جواب ذکر کرتا ہون (۱) قرآن مین متعدد جگہ توراۃ و انجیل پر اہلکتاب کو عمل کرنیکی ترغیب دی اور
اُنکی محامد بیان فرمائے ہین اور اُنپر ایمان لانے اور ادب کرنیکی ترغیب دی اگر اسوقت یہ کتابین موجود نہ ہوتین تو عمل کس پر اور ایمان کسپر لاتے

ف ۱ وہ کرسٹان اپنی پہلی تحریرات کو غلط سمجھکے اب پھر پادریون کی خوش کرنیکو ان توراۃ و اناجیل کو اصلی بتاتا اور اسبات کی منکر کو کافر کہہ کر ضمناً مسلمانون کو کافر کہتا ہے ۱۲ حکیم علام حسن

ف ۲ نبی اپنے قوم اور اپنے ملک کا خیال نکر کے سب انبیاء کو برحق مانو اسی سے اس کرسٹان نے ہنود کے دیوتو دیوتا کس لفظ سے سمجھکر مفسر پر الزام لگا دیا کہ وہ دیوی دیوتاؤن کو نبی کہتا ہے ۱۲ حکیم علام حسن

اور وہ آیات یہ ہیں وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ الآیۃ
قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ حَتّٰى تُقِيْمُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۳ وَكَيْفَ يُحَكِّمُوْنَكَ
وَعِنْدَهُمُ التَّوْرٰىةُ فِيْهَا حُكْمُ اللّٰهِ الآیۃ قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۵ وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ
بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ الآیۃ وغیرہا من الآیات نیس صاف معلوم ہوا کہ اسوقت توراۃ و انجیل اصلی موجود تھیں اور وہ یہی ہیں جو ہمارے پاس ہیں پادریا
کے مصنف نے اس دلیل پر بڑا زور دیا ہے اور بہت سے ورق سیاہ کئے ہیں ج اول اور دوسری اور پانچویں آیت کا اور جسقدر آیات اسی مطلب پر دلالت
کرتی ہیں اُن سبکا یہ جواب ہے کہ توراۃ و انجیل کے اوپر چلنے اور انکے قائم رکھنے سے توراۃ و انجیل اصلی کے احکام مراد ہیں جیسا کہ بیضاوی وغیرہ
جمہور مفسرین نے بیان کیا اور خود مستدل نے نقل کیا اور قرینہ بھی دال ہے اور احکام توراۃ و انجیل کے بیشتر ان توراۃ و انجیل میں بھی پائے جاتے
ہیں۔ پس نتیجہ یہ نکلا کہ اسوقت توراۃ و انجیل کے احکام اُنکے پاس موجود تھے اور احکام کے موجود ہونے سے مجموعہ توراۃ و انجیل کا موجود ہونا لازم
نہیں آتا دیکھئے ہدایہ وغیرہ کتب فقہ میں قرآن کے احکام موجود ہوتے ہیں مگر ہدایہ کو قرآن نہیں کہہ سکتے تیسری اور چوتھی آیت کہ جسمیں یہ ہے کہ یہود کے
پاس توراۃ ہے اور اس قسم کی اور جملہ آیات کا یہ جواب ہے کہ یہاں بھی توراۃ سے مراد احکام توراۃ ہیں سو وہ بیشک یہود کے پاس خواہ بلا تغیر خواہ بالتغیر
اس توراۃ فرضی میں ابتک موجود ہیں پس احکام کے موجود ہونے سے مجموعہ توراۃ اصلی کا موجود ہونا لازم نہیں آتا۔ اور دلیل اسبات پر کہ توراۃ سے مراد
احکام ہیں بطریق اطلاق الکل علی الجزء یہ ہے کہ اصل توراۃ وہ ہے کہ جو موسیٰ پر نازل ہوئی تھی جیسا کہ آیات مذکورہ سے ثابت ہے اور یہ مجموعہ قطعی موسیٰ کے
بعد مرتب ہوا ہے جیسا کہ اسکے دلائل گزرے پس جب خدا نے ہمکو یہ بتلایا کہ اُنکے پاس توراۃ ہے اُسی نے یہ بھی کہدیا کہ توراۃ موسیٰ پر نازل ہوئی پس مستدل
جبتک اس احتمال کو کہ جو ناشی عن الدلیل ہے بند نکر دیگا تو اُسکی دلیل سے نتیجہ برآمد نہوگا۔ دوم یہود اس مجموعہ کو توراۃ کہا کرتے تھے اور ابتک کہتے ہیں
اور اسمیں اصلی توراۃ کے احکام بھی موجود ہیں پس قرآن میں اُنکو اِن احکام پر عمل نکرنے میں الزام دینا مقصود تھا اسلئے اس مجموعہ کو اُسی لفظ سے تعبیر
کرنا پڑا کہ جو اُنکے نزدیک مشہور تھا اور اگر کچھ اور کہتے تو وہ ہرگز نہ سمجھتے مثلاً کوئی شخص ایک کتاب تصنیف کرے کہ اسمیں قرآن مجید کے اکثر احکام صحیح
اور غلط طور سے جمع کر کے اُسکا نام قرآن رکھدے اور ہمیں اُسکو اسوجہ سے کہ وہ اسپر عمل نہیں کرتا الزام دینا منظور ہو اور اُس مجموعہ کے نام لینے کی ضرورت
پڑے تو بلا شک ہم اُسکو قرآن کے لفظ سے تعبیر کرینگے مگر اس سے کوئی یہ نہ سمجھیگا کہ ہمنے اسکو اصل قرآن تسلیم کر لیا (۲) اہلکتاب کو اپنی کتابوں کے گم
کر دینے یا بدل دینے میں کوئی غرض نہ تھی بلکہ ہر ایک ملک میں اہلکتاب اور کتابیں تھے اور باہم بڑے غیور تھے پھر ممکن نہیں کہ کوئی کتاب میں تصرف کرنے پاتا
جسطرح کہ اہل اسلام میں کوئی قرآن میں کسیطرح تصرف نہیں کر سکتا اور نہ کوئی بادشاہ اسکو مٹا سکتا ہے (دیباچہ نامہ وغیرہ ملخصاً) ج یہ ایک گمان وہم
فاسد ہے کیونکہ جبکہ پولوس مقدس اور حواری اول ہی صدی میں غل مچاتے ہیں کہ لوگ انجیل کو اُلٹ دینا چاہتے ہیں تو اب یہ غیرت کہاں سے بوجھنی چاہیے
اور قرآن کا مدار اول ہی سے حفظ پر ہے اگر تمام نسخے دنیا سے معدوم کر دیے جاتے تو بھی ایک حرف میں فرق نہ آتا بخلاف کتب مقدسہ کے کہ اُنکا مدار
صرف لکھنے پر تھا اور لکھنے کی اور کاغذ کی قلت اور صدہا سال تک مصائب کی بڑی کثرت تھی پس اُنکا گم ہو جانا یا اُنمیں تغیر ہونا کچھ بھی بعید نہیں
چنانچہ باقرار علماء اہلکتاب نہ وہ کتاب ہے جو موسیٰ نے لکھکر لاویوں کو دی تھی نہ عیسیٰ کی وہ انجیل ہے کہ جسکی منادی کرنیکی وہ تاکید فرما گئے تھے اور جو
پولوس مقدس کو بلا توسط کسی آدمی کے پہنچی تھی وغیر ذلک (۳) ان کتابوں میں بہت سے ایسے مضامین ہیں کہ جو خدا کی ذات و صفات و تقدس
اور انسان کو خدا سے تقرب اور محبت اور روح کی پاکیزگی کا طور بتلاتے ہیں اور نیک چلنی اور اخلاق حمیدہ سکھلاتے ہیں اور عالم کی پیدائش اور
انسان کی نجات کا وسیلہ بیان کرتے ہیں وغیر ذلک اسمیں بہت سی پیشین گوئیاں بھی مندرج ہیں جو اپنے وقت پر ظاہر ہوئیں اور یہ سب مضامین
بغیر الہام اور تائید روح القدس کے اور کسیکو حاصل نہیں ہوتے۔ اس دلیل کو پادری فنڈر صاحب نے میزان الحق میں ہر ہر بات کا حوالہ دیکر بڑی بسط

سلہ پادریوں کے قدیم منکوحہ ابو المنصور صاحب نے بھی بپردہ اسلام پیچ گنج اور جواب تفسیر حقانی میں کسی انعام کی امید میں اپنی کتاب بیجا و بیداور رقیمۃ الوداد کر خلاصہ ان کتابوں کی آیات
معہ بعض قرآن آیات تقلید ولیم میور صاحب اصلی اور غیر محرف ہونا ثابت کرنا چاہا ہے اور اسپر بڑا زور لگایا ہے کہ ایمان کو خیرباد کہکر جو کچھ نہ کہنا تھا کہدیا مسلمانوں کو انسے پرہیز رہنا چاہیے کہ کل کوئی
عیسائی نہیں اس حضرت تصنیف سے بنام محمد صادق و محمد صالح لکھی ہے اہل اسلام پر عجب نہ پکڑے اطلاعاً اعلان کردیا گیا اور کافہ علماء انکی تکفیر پر مہر بھی کر دی ہے از حکیم غلام حسن

Marfat.com

بیان کیا ہے اور ہر ایک بات کو ایک دلیل بنا کر ایک کی چھ دلیل بتائی ہین اور بڑے زور سے نتیجہ نکالا ہے ج اولاً تا تیہ ماتی الباب مضامین الہامی
اور انبیاء علیہم السلام کے فرمائے ہوئے ہین لیکن اس سے یہ لازم نہین آتا کہ جس کتاب مین یہ مضامین بطور نقل کے جمع کرائیے جاوین وہ انبیاء
کی تصنیف اور الہامی کتاب بھی ہوجائے کیا اگر کوئی شخص قرآن کے مضامین کو ملخص کرکے اُسپر کچھ اور ملا کے کتاب بناوے وہ قرآن ہوسکتا ہے
اِن مضامین کا الہامی ہونا اور بات ہے کتاب کا الہامی ہونا اور بات بہت سی غیر الہامی کتابون مین الہامی مضامین ہوتے ہین ثانیاً ان کتابون مین
اگر یہ عمدہ مضامین ہین تو اسکے ساتھ خراب مضامین بھی تو ہین کہ جنکو الہام کیطرف منسوب کرنا بھی نازیبا ہے جیسا کہ پہلے گزرا پس یہ مجموعہ کیونکر الہامی
ہوسکتا ہے ثالثاً جن کتابون کے تم منکر ہو اُنمین بھی یہ مضامین نہایت عمدگی سے پائے جاتے ہین پھر اُنکو الہامی کیون نہین کہتے ؟ (۴)
یہ کتابین اُنکے مصنفین سے لیکر آجتک ہم مین متواتر چلی آتی ہین اور تمام اُمت کا انکے قبول کرنے پر اجماع ہوچکا ہے اور یہ اجماع ہر قرن مین پایا گیا ہے
ج اول تو یہ دعوی غلط ہے کہ انکے مصنفین تک ہر قرن مین ان کتابون پر اتفاق رہا ہے کیونکہ تیسری صدی کے بعد قسطنطین کی وجہ سے یہ اتفاق یا اتفاق
جو کچھ کہو پایا گیا مگر اس سے بیشتر یعنی حضرت مسیح سے تخمیناً تین سو برس تک تو سب کتابین عیسائیون مین عموماً مشہور بھی نہ تھین جیسا کہ اوپر گزرا
اتفاق اور اجماع ہونا تو کجا! دوم اگر یہ سب تسلیم بھی کر لیا جاوے تو غایۃ الامر یہ کتابین اُنکے مصنفین کی تصنیف قرار دیجاوینگی لیکن اس سے الہامی
ہونا ہرگز ثابت نہوگا جبتک کہ وہ پہلی شرطین ثابت نہ کیجاوینگی (۵) چونکہ خدا سب کا خدا ہے تو اُسکا دین بھی سب کے لئے ہونا چاہیے اور دین کی
تعمیم بغیر اسباب کے ممکن نہین کہ وہ کتاب تمام عالم مین پھیلے اور یہ صفت خاص بائبل بالخصوص عہد جدید مین پائی جاتی ہے کیونکہ اب کوئی ملک باقی نہین جہان
انجیل کی منادی نہوتی ہو- اور ہر زبان مین اُسکے ترجمے ہوگئے ہین تو یہ نشان الہامی ہونیکا ہے ج یہ دلیل بھی محض پادریانہ خیال ہے کیونکہ اول تو
سب کتابون سے زیادہ بائبل کی شہرت نہین بلکہ ابتداء سے لیکر ابتک جس قدر قرآن کی دنیا مین شہرت ہوئی اسقدر کسی کتاب کی نہین ہوئی کونسا
ملک اور کونسی زبان ہے کہ جہان قرآن کے روح افزا مضامین لوگونکی زبان پر جاری نہین؟ اور انجیل کی شہرت جو کچھ ہے سو تخمیناً ہزار برس سے ہے اس
آیا کہ اس سے پیشتر یہ کتاب الہامی نہ تھی پھر ہوگئی دوم زیادہ شہرت ہونیسے الہامی ہونا لازم نہین آتا- گلستان اور کلیلہ دمنہ کی شہرت بھی کچھ
کم نہین انکو بھی الہامی کہو (۶) اس کتاب کے پڑھنے سے نیک چلنی اور محبت الہی اور روح کی صفائی پیدا ہوتی ہے اور یہ خاصہ الہامی کتابونکا
ج بالفرض اگر بعض مضامین کیوجہ سے جو کہ الہامی ہین یہ بھی تسلیم کر لیا جاوے تب بھی مجموعہ کتاب الہامی نہین بلکہ ان کتابون کے
پڑھنے سے دل پر (تثلیث پرستی اور خدا کی ذات مقدس مین عیوب ثابت کرنیسے اور عیسی کو کفارہ سمجھکر دن مین ہزار بار حرام کاریکی اجازت اور شراب
خوری اور جھوٹھ بولنے کی رخصت سے) وہ تاریکی اور الحاد پیدا ہوتا ہے کہ جو کسی کتاب سے نہین ہوتا [illegible] اسقدر الحاد اور زنا اور جھوٹھ اور شہوت
پرستی کا شیوع نہین کتابونکی برکت سے ہوا ہے برعکس اسکے کہ قرآن مجید کی ہدایت کا اثر ابتک تمام عالم پر جلوہ گر ہے (**فصل چہارم**) ہنود بھی اپنی کتابون
کو الہامی کہتے ہین گو انکا قرآن مین کہین تفصیلاً ذکر نہین مگر ہر الہامی کتاب پر ایمان لانا ہم اہل اسلام پر فرض ہے اسلئے انکی تحقیق کرنا بھی ضرور ہوا معلوم ہو
کہ ہنود کے نزدیک چار وید رگھ وید یجروید شام وید اتھرین وید- برھما کے منہ سے نکلے ہین- اور انکو ست جگ [۵۱] زمانہ کی تصنیف کہتے ہین- اور چھ
شاستر (کہ جن مین نیائی شاستر ویدانت شاستر میمانسا شاستر سانکھ شاستر وغیرہ داخل ہین) اور اٹھارہ پوران [۵۲] انہین سے نکلے ہین- چونکہ شاستر اور
پوران اور دیگر کتب یا بھارت اور گیتا اور جوگ بشش اور رامائن وغیرہ ہنود کے نزدیک بھی انکے علماء کی تصانیف ہین اور کچھ مضامین وید سے لیکر یا
تاریخی واقعات کو سن سنا کر پنڈتون نے تصنیف کیا ہے پس تو کسیطرح کتب آسمانی ہو نہین سکتین لہذا ہم انکی تحقیق سے دست بردار ہوتے ہین مگر اسقدر کہدینا
رہے کہ یہ سب کتابین اہل ہند کے نزدیک معتبر اور دینی ہین اسلئے ہم الزاماً علیہم کچھ مضامین انسے نقل کرینگے اور اب وید کی نسبت کلام کرتے ہین کہ جو

---

[۵۱] ہنود کے نزدیک زمانہ چار حصون مین منقسم ہے اول ست جگ دوم تریتا سوم دواپر چہارم کل جگ کہ جسکو برا زمانہ کہتے ہین اور ہر زمانہ کی کئی لاکھ
اٹھاسی ہزار یا کچھ کم زیادہ مدت قرار دیتے ہین ۱۲ [۵۲] تفصیل اُنکی یہ ہے (۱) بشن پوران (۲) بھاگوت پوران (۳) متسیہ پوران (۴) اسکند پوران
(۵) مارکنڈی پوران (۶) بھوست پوران (۷) برہم بیورت پوران (۸) کورم پوران (۹) پدم پوران (۱۰) برہم پوران (۱۱) بالو پوران-
(۱۲) باون پوران (۱۳) گرڑ پوران (۱۴) اکن پوران (۱۵) بارہ پوران (۱۶) لنگ پوران یعنی شیو پوران (۱۷) نارد پوران (۱۸) برہمانڈ پوران ۱۲

انکے نزدیک برہما کے منہ سے نکلا ہے۔ سب سے قدیم اُنکے نزدیک رگ وید ہے اسمین قدیم لوگون کے چھند یعنی اشعار (دیوتاؤن کی مدح مین جبکہ انکو گھر پر جا تے تھے)
مجمع الاشعار کے طور پر جمع مین اگر ہر جگہ اُن اشعار کے مولفین کا نام نہین ہے تاہم بہت سی جگہ سے ثابت ہے کہ یہ اشعار فلان رشی یعنی عابد کے ہین لہذا
چنانچہ ابتک اُنکے نام لکھے ہوئے پائے جاتے ہین سوا اس وید مین شاعرانہ (بالخصوص ایشیا کے قدیم شاعرون کے حد سے زیادہ) مبالغہ مذکور ہین اُن مین کہین کچھ
فائدہ مند باتین بھی ہین اور کہین محض بیہودہ گپ ہے۔ اسکے بعد یجر وید ہے یہ اس سے بہت عرصہ کے بعد تصنیف ہوا ہے اسمین ارباب عناصر اور آفتاب وماہتاب
کی پرستش کے طریقے اور جگ کرنیکی ترکیب و منتر کسی نے جمع کر دئے ہین اور رہا بجا مح کے موقع مین رگ وید کی اشعار کو حسب موقع لکھدیا ہے گویا یہ ہنود کے
رواج اور دھرم کا دفتر ہے بعد مدت کے پنڈتون نے یجر وید کو نئے طور پر مرتب کیا اور اُسکی شرح کر کے ایک ورگرنتہ بنایا اور اُسکا نام شام وید رکھا۔ اب رہا
اتھربن وید سو اسکا قدما ربین کہین نام ونشان بھی نہ تھا چنانچہ منوسنگتا مین سری ادھیاے کے ۲۳ شلوک مین اورچہتر شلوک سے ظاہر ہے منو جی غیرہ سکو
وید نہین مانتے ہین بلکہ کسی نے بعد مدت مدید کے تینون وید ون سے کچھ مضامین جمع کر دئے ہین اور اسکا نام اتھربن وید رکھا ہے قبل اسکے کہ مین کچھ اور بیان کرون
محققین مذہب ہنود کے اُس قول کو نقل کرتا ہون کہ جو ست بودھ سبھا بریلی کے نام سے مشہور ہے قولہم پُران کی مت مین یہ چارون وید برہما کی
زبان سے یعنی چار منہ سے نکلنا لکھا ہے الخ یہ بات قابل اعتماد کے نہین اس بات کو پنڈت لوگ جاننے والے وید کے خوب جانتے ہین کہ کوئی وید ایک وقت مین
ایک آدمی کی زبان سے نہین بنا ہے سب وید ون کے جدے جدے بھاگ جدے جدے رشیون نے بنائے ہین اور بلکہ وید بنانیوالے رشیون کے نام بھی جگہ جگہ پائے جاتے
ہین الخ جب اس قسم کے پنڈتون ہی نے اس بات کو رد کر دیا کہ یہ برہما کے منہ سے نکلے ہین اور یہ اقرار کر لیا کہ انکے مصنف ایک شخص نہین بلکہ متعدد لوگ
مجہول الحال ہین تب انکو کسطرح سے الہامی اور کلام الہی مانا جاوے۔ یہ اور بات ہے کہ اہل ہند اسپر نہایت اعتقاد رکھتے ہین اور اُسکو پیار کی نگاہون سے
دیکھتے ہین۔ اب ہم عام ہنود کے پُرانے خیال کو تسلیم کر کے یعنی یہ بات مان کے کہ یہ سری برہما کے منہ سے نکلے ہین کلام کرتے اور انمین الہامی کتاب کی
شرط کو تلاش کرتے ہین۔ اول ہمکو یہ دریافت کرنا چاہیئے کہ برہما جی کون شخص مین آیا خدا ہین یا اسکا کوئی پیغمبر ہے یا کوئی فرشتہ ہے یا کوئی عامی آدمی
ہے جو کسی خاص وجہ سے مشہور ہو گیا ہے؟ پھر یہ دریافت کرنا چاہیئے کہ اس کتاب کے کیسے مضامین ہین؟ اور پھر یہ مجموعہ اسکے مصنف سے بسند متصل بلا تفاوت
ابتک پایا جاتا ہے یا نہین؟ بیدانت شاستر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ برہما ایشر یعنی خدا تعالی کی ایک صفت (یا جز) ہے کیونکہ اسمین خدا کی تین صفت قرار
دی ہین ایک رج گن یعنی قوت ایجاد یا ہمیہ کو جسکو برہما کہتے ہین اس صفت سے اُسنے تمام عالم کو پیدا کیا دوسری صفت تربیت یعنی عالم کو
پرورش کرنا جسکا نام ست گن ہے اسکو بشن (وشنو) کہتے ہین تیسری صفت تم گن یعنی فنا کرنا اور غضب و غصہ کہ جسکو مہادیب (مہادیو) کہتے ہین
پس اس قول کے موافق برہما بشن مہادیو اسکی تین صفات یا جز ہین نہ خدا ہین نہ کوئی پیغمبر نہ فرشتہ (یہ بیہودہ خیال پادریون کی تثلیث کا نمونہ ہے)
اسکے برخلاف شیو پران سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سری برہما ایک شخص نہایت بدعقل و مشرک تھا کیونکہ اُسمین لکھا ہے کہ بشن کی ناف سے کنول کا پھول نکلا اس
سے برہما پیدا ہوا دونون جھگڑنے لگے برہما کہنے لگا مینے تجھکو پیدا کیا ہے بشن نے کہا مینے تجھکو پیدا کیا ہے اتنے مین آسمان سے دھوان پیدا ہو کر اُسنے فیصلہ
کیا کہ تو برہما اور یہ بشن ہے اسے برہما تو اس سے پیدا ہوا ہے اب تو خلقت کو پیدا کر جب اُس دھوئین کو غور سے دیکھا تو اُسمین لنگ یعنی آلہ تناسل کی صورت
دکھائی دی اسکی تحقیق کے لیے بشن سور بنکر زمین مین گھسا اور برہما ہنس بنکر اوپر کو اُڑا لیکن جب دس ہزار برس تک دونون کو اُسکی انتہا نہ پائی
تو برہما نے یہ جانا کہ میرا یہی خدا ہے تب سے لنگ کی پوجا شروع ہوئی انتہے یہان سے چند باتین معلوم ہوئین (۱) یہ کہ برہما اور بشن دونو جاہل تھے کہ لنگ کو
دیکھکر حیران ہو گئے اور انجام اُسکو خدا سمجھ لیا (۲) برہما اور بھی زیادہ جاہل تھا کہ جسنے اپنے خالق بشن سے مقابلہ کیا (۳) یہ کہ برہما اور بشن نہ خدا ہین نہ خدا کی
کوئی صفت نہ پیغمبر نہ فرشتہ بلکہ لنگ پرست۔ پدم پوران مین ہے کہ برہما ہنکاری یعنی شہوت پرست ہے اسنے اپنی بیٹی سرستی کیطرف بُری نگاہ کی
تب اسکی بددعا سے اُسکے منہ سے فحش جاری ہوا انتہے یہان سے معلوم ہوا کہ برہما کوئی نیک آدمی بھی نہ تھا بلکہ نہایت شہوت پرست کہ جسنے بیٹی کو بھی
نہ چھوڑا اور یہ اُسکا کلام الہامی ہونا تو درکنار بلکہ فحش کا مخزن ہے پھر اُسکی تصنیف کے کیا کہنے ہین؟ مضامین بھی اس کتاب کے اس قابل نہین کہ انکو الہامی

۵ اس قول کو بتمام وکمال سوط اللہ الجبار کے صفحہ ۷۰ مین نقل کیا ہے جو چاہے وہان دیکھ لے ۱۲ منہ

کہا جاوے کیونکہ بت پرستی اور عناصر پرستی اور ستارہ پرستی وغیرہ وہ لغو تعلیمین اور اسکے ملخص پرانون میں ہے کہ جنکو کوئی اہل عقل تسلیم نہین کر سکتا
اور اسکے سوائے بیحیائی اور فحش کے قصہ اور خدا قادر کی ذات و صفات مین جہالت اور عجز اور حدوث اور شہوت پرستی اور خواہش نفسانیت نہایت
مضامین مندرج ہین علاوہ اسکے انہین پرانون اور ویدون سے یہ بھی ثابت ہے کہ ایشر یعنی خدا تعالی پر چوبیس بار وہ سخت مصیبت پڑی کہ اسکو
سور اور شیر وغیرہ جانورون کے قالب مین آنیکی چارہ ہوا چنانچہ تمام ہنود کے نزدیک یہ مسئلہ متفق علیہا ہے اور ان جنیرونکو ہنود اوتار کہتے ہین
ان چوبیس مین سے یہ اوتار نہایت بزرگ ہین (۱) مچھ اوتار کہ خدا مچھلی کی صورت مین آیا (۲) کچھ اوتار کہ کچھوے کی صورت مین آیا (۳) بارہ اوتار
کہ سور کی صورت مین آیا (۴) نرسنگ اوتار یعنی شیر کی صورت مین دشمن کے ہلاک کرنیکو آیا (یہ ست جگ مین ہوئے ہین) (۵) باون اوتار (۶)
پرسرام اوتار (۷) رام چندر اوتار کہ جو اون ہنومان کی مدد سے لڑا اور سالہا جنگلون مین سیتا کے فراق مین حیران و سرگردان رہا (یہ تریتا جگ
مین ہوئے ہین) (۸) کرشن اوتار (۹) بودھ اوتار (یہ دواپر جگ مین گزرے ہین) معاذ اللہ اس لغو اعتقاد سے زیادہ اور کیا لغو اعتقاد ہوگا
عیسائیون نے بھی خدا تعالی پر گناہ معاف کرنیکی مشقت ڈالکر سبکو گناہ اٹھانے اور پھانسی پانیکے لئے حضرت عیسے کی صورت مین ظاہر ہونے اور رحم مین
خون حیض کھا کر باہر آنے پر مجبور مانا ہے تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا اس مجموعہ کی سند متصل بھی کسی ہندو کے پاس نہین کہ سلسلہ وار اسکے
مصنف تک پہنچا دیوے۔ ایک اور وجہ بھی ہے کہ جس سے وید کا الہامی ہونا رد ہوتا ہے وہ یہ کہ ان ہنود کے نزدیک برہما نہ اوتار ہین نہ خدا اور ہنود کے یہ لوگ سرے
قائل ہی نہین پس جب برہما انکے نزدیک بھی نبی نہین ہین تو اسکی کتاب کسطرح الہامی ہو سکتی ہے؟ بعض ہنود جیسا کہ منشی الکہ دھاری مترجم
اپنکھدھا یہ کہتے ہین کہ چارون وید برہما کے قول کی شرح ہین بیاس نے انکو جمع کیا ہے چنانچہ وہ کہتے ہین کہ رگ وید برہما کے اس قول کی شرح ہے
(پرگیانگ برہم) اور یجر وید کو برہما کی اس قول کی شرح مین تصنیف کیا (اہنگ برہماسمی) کہ مین پرمیشر ہون۔ اور شام وید کو سری بیاس جی نے برہما
کے اس قول سے بنایا (تتوسی) یعنی ایشر ہون۔ اور اتھربن وید کہ جو تینون کا خلاصہ ہے اس قول کی شرح مین بیاس جی نے ترتیب دیا ہے (اہنگ آتما
برہم) یعنی مین آپ ہی پرمیشر۔ انتہے ملخصا یہ قول اگرچہ پنڈتان بھاربلی کے نزدیک غلط ہے مگر کسی قدر اسکی اصل ہو تو کچھ تعجب نہین کیونکہ یہ بیاس جی جنکا نام
زرتشت کے پاس شہر بلخ مین تعلیم پانے گئے تھے اور ہنود مین مشہور ہے کہ سری بیاس ایک مدت تک غایب ہو کر نارائن جی کے پاس گئے تھے جنانچہ یہ
بات دساتیر نامہ زرتشت مین ابتک موجود ہے جو چاہے ملاحظہ فرمالے پس کچھ تعجب نہین کہ یہ عناصر اور کوکب پرستی کے مضامین بیاس جی نے
تعلیم زرتشتی کے موافق لکھے ہون اور پھر کچھ اور پنڈتون نے بھی اسمین ملایا ہو اور ہر کسی نے اپنے خیالات کو دخل دیا ہو بلکہ یہی یقینی بات ہے کیونکہ وید
مین مختلف مضامین پائے جاتے ہین کہین کہین ذات باری کی تقدیس اور توحید بھی موجود ہے اگر بیاس جی بھی اسکے مصنف ہون تو وہ بھی باقرار
ہنود کوئی الہامی نہین بلکہ افعال و اقوال مین برہما جیو کے لگ بھگ ہین۔ ستونتی سے جسطرح انکا پیدا ہونا لکھا ہے اور پھر بھائیونکی بیبیون پر
دست شفقت پھیرنا جو مہا بھارت مین مذکور ہے اسکے ذکر کرنیسے تو شرم ہی آتی ہے واللہ الہادی (فصل ۵) پارسی بھی (یعنی آتش پرست
کہ جنکو مجوس کہتے ہین) اس امر کے مدعی ہین کہ ہمارے وخشورون یعنی پیغمبرون پر آسمان سے خدا کا کلام نازل ہوا ہے کہ جسکو وہ الہامی
اور کلام خدا سمجھتے ہین ژند و استا وغیرہ گو انکے پاس اور کتابین بھی ہین مگر زیادہ مشہور اور معتبر دساتیر ہے۔ اس کتاب مین چھوٹے چھوٹے (پندرہ

۵۲ ملل و نحل مین لکھا ہے کہ حکیم فیثاغورس کا ایک شاگرد قلانوس نامی علوم علویہ اور فن الہیات کا نہایت ماہر تھا اسنے ہندوستان مین جاکر اقامت اختیار کی
اور مذہب فیثاغورس کو عمدہ دلائل اور ریاضات سے ثابت کیا اور ایک شخص برہمن کو اپنا شاگرد بنایا چونکہ یہ برہمن بھی ان علوم مین نہایت لائق اور فائق ہوا
اسنے تمام ہند کو مجاہدات و ریاضات کیطرف رغبت دلاکر اپنا مرید بنایا اور اسکے بعد پھر یہ مذہب فلاسفی اہل ہند کے دل پر نقش کالحجر ہو گیا انتہے یہ بات نہایت
قرین قیاس ہے کیونکہ ہند مین صدہا فرقے ہین اور انکی عبادت اور ریاضت کے طریقہ بھی الگ ہین بلکہ معبود بھی الگ الگ ہین مگر انکے بعض فرقون مین فلسفی
خیالات بھی پائے جاتے ہین کہ جن پر ہنود کو بڑا ناز ہے جیسا کہ فرقہ ویدانتی اور کچھ عجب نہین کہ ان فلسفیون کے اقوال بھی اس کشکول قدیم یعنی وید مین جمع ہون جیسا کہ
بعض شاستر اور پرانون کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے ۱۲ عبدالحق ۵۳ چنانچہ راجہ پربھت وغیر متاخرین سے حالات تاریخ کے طور پر وید مین مذکور ہین ۱۲ منہ ۵۴ کتاب
زرتشت کی تصنیف ہے کہ جو ایران مین گشتاسپ بن لہراسپ شاہ ایران کے عہد مین ظاہر ہوا تھا اور اسکو اپنے مذہب کیطرف بلایا اور خوارق دکھائے تھے
اور اسفندیار نے اسکے مذہب کی ترویج مین بڑی کوشش کی تھی ۱۲ منہ

مشخصون کے) پندرہ نامہ ہین (اول) نامہ آباد وخشور کا اسکو ایا نی اول پیغمبر کہتے ہین (۲) نامہ جی افرام کا (۳) نامہ شائی کلیو کا (۴) نامہ یاسان کا (۵) نامہ گلشاہ کا کہ جسکو کیومرث بھی کہتے ہین (۶) نامہ سیامک وخشور کا (۷) نامہ ہوشنگ کا (۸) نامہ تہمورس وخشور کا (۹) جمشید وخشور کا (۱۰) نامہ فریدون کا (۱۱) نامہ منوچہر کا (۱۲) نامہ کیخسرو کا (۱۳) نامہ زرتشت وخشور کا (۱۴) پندنامہ سکندر کا (۱۵) نامہ ساسان اول کا (۱۶) نامہ ساسان پنجم کا ہین ہے اگر پندنامہ سکندر کو جدا نہ شمار کیا جاوے تو یہ پندرہ نامہ ہین ورنہ سولہ۔ انمین سے نامہ اول اور نامہ زرتشت اور نامہ ساسان اول تو تخمیناً ایک ایک جزء کے ہونگے ورنہ اور تو ایک صفحہ یا دو صفحہ کے نامہ ہین۔ ان ناموں کو ساسان پنجم نے خسرو پرویز بن ہرمز بن انوشیروان کے عہد مین پاژندی زبان سے دری زبان مین ترجمہ کیا اور اصل کے فقرون پر ہندسون کے نشان لگائے گئے ہین اور ہر نامہ کے اول بسم اللہ الرحمن الرحیم اور اعوذ کا ترجمہ لکھ رکھا ہے اسطرح سے (۱) پناہیم بیزدان ازمنش وخوے بد وزشت گمراہ کندہ وبراہ ناخوب برندہ رنج دہندہ آزار رسانندہ (۲) بنام ایزد بخشایندہ بخشائشگر مہربان دادگر ان نامجات مین کچھ صفات باری تعالیٰ ہو اور یہ بات کہ عقل اول کے ذریعہ سے خدا نے تمام عالم پیدا کیا جسطرح کہ حکماء یونان کا مذہب ہے بلکہ یون معلوم ہوتا ہے کہ حکماء یونان کے فلسفہ الٰہیات اور فلکیات و عنصریات کو کسی نے نقل کر دیا ہے اور کواکب پرستی وآتش پرستی کے طریقہ بھی مذکور ہین اور کسیقدر پیشین گوئیان ہین اب یہان چند امور قابل بحث ہین (۱) یہ کہ اُنکے مولفین نے انکو الہام سے لکھا ہے یا نہین؟ (۲) انکے مولفین کون لوگ ہین؟ (۳) انکے مضامین کیسے ہین؟ اول امر کی نسبت یہ تحقیق ہے کہ یہ تمام نامے ایک شخص یعنے ساسان پنجم کے جمع کیے ہوئے ہین کہ جو خسرو پرویز کے عہد مین تھا اور اُس کا حال یہ ہے [illegible] اپنے کو لوگ ایک البکہ اپنی اولاد مین ہمیشہ پیغمبری کا مدعی ہے چنانچہ اُسکے نامہ کا ۹۳ فقرہ یہ ہے دو در تخمہ تو پیغمبری ہمیشہ ماند اگرچہ اسکے حالات مفصلاً ہمکو معلوم نہین مگر اسکے نامہ مین دو چار پیشین گوئیان ایسی ہین کہ جنکے جھوٹھہ ہونے مین کسیکو بھی کلام نہین۔ ۲۵-۲۶ جملہ مین کہتا ہے۔ وپاداش گران گروہی باشندارے۔ ۲۶ درہم افتادہ وبدکار دانچہ بزرگ ایشان گفتہ ہم نکنداتتھے یعنی جو گروہ عرب نبی عربی کا پابند کہ ایرانیون کو انکے گناہونکی سزا دیگا۔ بدکار اور اپنے پیغمبر کا نافرمان ہوگا سو یہ بات بالکل غلط ہے کیونکہ حضرت عمر کی خلافت مین حضرت سعد بن وقاص نے ایران کو فتح کیا ہے اور اُسمین سب صحابہ شریک تھے اور انہین کے ہاتھ سے ایرانیونکی سلطنت برباد ہوئی سو وہ پیغمبر علیہ السلام کے ایسے فرمانبردار تھے کہ آجتک ایسی کوئی قوم اپنے نبی یا بزرگ کی فرمانبردار نہین ہوئی جناب رسول خدا اس گروہ پاکباز کی جان ومال کے مالک تھے اور انکے نیک ہونے مین بھی کسی اہل تاریخ کو مجال گفتگو نہین مورخین یورپ کے اقوال آپ پہلے سن چکے ہین (۲) اُسنے کہا کہ میری اولاد مین ہمیشہ پیغمبری رہیگی سو یہ بھی بالکل جھوٹھ آجتک اسکی اولاد مین سے کسی نے کوئی پیغمبر دیکھا تو کیا سنا بھی نہین ہان یہ بات اور ہے کہ کوئی پارسی بمبئی مین بیٹھکر پیغمبری کا دعویٰ کیا کرے (۳) وہ کہتے ہین کہ دین محمدی ہزار برس کے بعد ایسا خراب ہوگا کہ اختلاف باہمی کیوجہ سے پہچانا نجائیگا چنانچہ ۳۰ جملہ مین اسکی تصریح ہے۔ لیکن یہ بھی صاف جھوٹھ کیونکہ گو امور جزئیہ مین باہم اہل اسلام مین اختلاف ہوا سو وہ ہزار برس سے کہین پیشتر بلکہ دوسری تیسری صدی مین شروع ہوا مگر بحمد اللہ ابتک قرآن اور احکام منصوصہ اسلام ودیگر فرائض وغیرہا امور ضروریہ مین ایک بال کے برابر بھی فرق نہین آیا ان امور مین آجتک تمام اہل اسلام یکزبان ہین اور یہ امور ہوبہو حضرت سے منقول ہین بلکہ انکے بزرگ ساسان اول کی پیشین گوئی بھی صریح غلط نکلی کیونکہ وہ اپنے نامہ کے ۷۳ جملہ سے ۸۰ تک خبر دیتے ہین کہ عرب کے غلبہ ہونیکے بعد پھر ساسان اول کی اولاد مین سے ایک پیغمبر پیدا ہوگا اور ایرانیون کی وہ حکومت وشوکت برباد شدہ پھر عود کر آئیگی اور اہل اسلام ایرانیون سے ایسے بھاگینگے جیسا بلی سے چوہے بھاگتے [illegible] بالکل جھوٹھ ہے کیونکہ جب سے اسلام کا پھریرا ایران مین اُڑا اُسوقت سے لیکر ابتک اہل اسلام ہی غالب ہین مجوسیون کی عزت [illegible] سلطنت نے عود نہین کیا علاوہ اسکے یہ ساسان خسرو پرویز کی بڑی مدح کرتا ہے اور اسکو فرشتہ منش کہتا ہے حالانکہ یہ خسرو وہ بدنصیب ہے

۵۱ [illegible] ساسان پنجم کے [illegible] جملہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مہ آباد حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کہتے ہین کیونکہ اُسمین ہے کہ خانہ کعبہ کو مہ آباد نے بنایا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ کعبہ کو حضرت ابراہیم نے تعمیر فرمایا ہے ۱۲ منہ ۵۲ پاژندی ایران کی قدیم زبان ہے سنسکرت سے بہت مشابہ ہے اگر لب ولہجہ کو اور دیگر تعاوت قلیلہ کو دور کر [illegible] زبان مین ایران کے قدیم رسوم اور اہل ہند کے رسوم وعادات وعبادات بہت قریب ہین وہان کے لوگ ہند مین اگر بادشاہ بن بیٹھے ہون تو کچھ تعجب نہین ۱۲ منہ

پیغمبر آخر زمان کا نامہ مبارک پھاڑا تھا اور آتش پرستی اور بد بختی اسکا شیوہ تھا پس ان دلائل سے معلوم ہوا کہ ساسان پنجم نے [illegible]
نہین لکھا بلکہ دوسری بات بھی بخوبی معلوم ہوگئی کہ مجوس کے اکابر کہ جنکی طرف یہ نامجات منسوب ہین (بلکہ ہنود کے اکابر سری رام [illegible]
سری کرشن وغیرہم بھی) اگر یہ کتابین ٹھیک ٹھیک انہین کی تصنیف اور انمین بلا کم و کاست انہین کے عقائد مذکور ہین تو وہ ہرگز پیمبر تھے
نہ دیانی الہاب بادشاہ تھا اور حکمت و فلسفہ مین خوب دخل رکھتے تھے جسکی وجہ سے مشہور ہو گئے اور پیشوا مانے گئے مگر میرا گمان انکی طرف نیک ہے
وہ یہ کہ کچھ عجب نہین کہ اُنمین سے بعض لوگ خدا کے برگزیدہ اور ہادی ہون اور پھر پچھلے لوگون نے اُنکی طرف جھوٹھی باتین منسوب کرکے اُنکے
اصل مذہب کو تحریف کر ڈالا ہو دیکھیے حضرت مسیح علیہ السلام کی نبوت تو بنص قرآنی ثابت ہے مگر اُنکے معتقدون نے اُنکی طرف کیا کیا افترا باندھ
رکھے ہین۔ ہم اُنکو علم الہی کے سپرد کرکے یہ کہتے ہین کہ اگر وہ انبیا ہین تو ہم اُنپر بھی ایمان لائے والا فلا۔ ان کتابون کے تمام مضامین بھی ایسے نہین
کہ اُنکو الہام کیطرف منسوب کیا جاوے بلکہ بعض جھوٹھے مضامین اور بعض مین شرک و نازیبا باتونکی تعلیم ہے (شاہد اول) ساسان اول کے
نامہ مین ۹ جملہ مین اسبات کی تصریح ہے کہ مرکر انسان کی روح دوسرے جسم مین تناسخ کے طور پر جاتی ہے قولہ روان از تنے بہ تنے روندہ است [illegible]
پھر اسکی شرح مین ساسان پنجم بڑے دلائل قائم کرتے ہین حالانکہ یہ عقیدہ بالکل لغو اور باطل ہے نہ عقل اسکے مقتضی ہے نہ نقل (شاہد دوم) نامہ
شت جی افرام کے ۰ جملہ مین کہتا ہے کہ مہ آباد کی اولاد مین چودہ وخشور ہوئے ہین کہ اُنکو آباد کہتے ہین اُن آبادون کی اولاد مین [illegible]
سلطنت قائم رہی۔ اور زاد حسب تفسیر ساسان پنجم کرور تو کیا بلکہ ارب بلکہ کھرب بلکہ نیل سے بھی زیادہ ہے پس جب اُسکو سو بار [illegible]
تو کہان تک پہنچتا ہے؟ حالانکہ اسکے جھوٹھ ہونیمین کسی عقلمند کو بھی شک نہین کیونکہ مہ آباد ابراہیم علیہ السلام ہین [illegible] مراد لیے جاوین
تو اُنکا زمانہ ابتک سات آٹھ ہزار برس سے زیادہ نہین گزرا چہ جائیکہ جی افرام کے عہد تک آباد کی نسل مین صدہا کرور برس کا زمانہ گزر جاوے
ایسی گپین زمانہ کی بابت ہنود کے ہان بھی ہین سری بیاس جی یہین سے سیکھ کر گئے ہین (شاہد سوم) نامہ وخشور ساسان کے ۵ جملہ مین
تصریح ہے کہ آگ اور ستارون کے آگے سجدہ کرو اور اُنکی تعظیم اور عبادت بجا لاؤ پھر نامہ سیامک بن گلشاہ کے ۲ جملہ مین تصریح ہے کہ [illegible]
سیامک ہمیشہ تو مشتری کی اسطرح ستایش کرا آگے پھر اُسکی بڑی ثنا و صفت ہے اور اُسسے یون دعا مانگ کہ میخواہم از تو نیک بختی [illegible]
پھر نامہ تہمورس مین آفتاب پرستی کی نہایت تاکید ہے اور اُسکی بڑی ثنا و صفت بتلائی ہے کہ وہ عبادت کیوقت پڑھی جاوے اور اُس
یون دعا مانگی جاوے اور سجدہ کیا جاوے پھر نامہ جمشید مین ناہید یعنی زہرہ کی بڑی ستایش ہے اور [illegible] مذکور ہین کہ جو خاص خدا [illegible]
سے ہونے چاہئیین الغرض آگ اور آفتاب اور ستارونکی پرستش اور اُنکی پرستش کے طریقے [illegible] موجود ہین پھر ایسی کتابون
شرک و کفر کو کیونکر الہامی اور من جانب اللہ تصور کیا جاوے اور یہی آتش پرستی اور آفتاب پرستی سری بیاس جی نے ہندوستان مین
پھیلائی ہے اُنکے وید کو دساتیر سے نہایت مناسبت ہے کچھ عجب نہین کہ بیاس جی نے پاژندی زبان سے اپنے اُستاد زرتشت کی کتاب کو سنسکرت
مین ترجمہ کیا ہو اور وید نام رکھا ہو بلکہ یہی صحیح ہے۔ بعض ہنود اور مجوس اس آتش پرستی اور آفتاب پرستی کی یہ توجیہ کیا کرتے ہین کہ
جوہر نورانی ہین ہم اُنکو نہین پوجتے بلکہ اُنکی طرف مُنہ کرکے اور اُنکا دھیان دھر کر اور اُنکو جہت قبلہ سمجھکر خدا کو پوجتے ہین مگر یہ توجیہ
بالکل بے بنیاد ہے کیونکہ عبادت یا پرستش یا پوجا جو چاہو سو کہو تذلل اور عاجزی اور استعانت اور اُسکی ثنا و صفت کرنا اور اُسکو نافع
وضار سمجھنا ہے سو یہ تمام باتین اُنکے ساتھ برتتے ہین پھر عبادت مین کیا باقی رہگیا۔ دیکھیے ہم خانہ کعبہ کو جہت [illegible]
اُس سے استعانت نہیں کرتے نہ اُسکو نافع وضار سمجھتے ہین نہ بوقت نماز یا طواف کچھ اُسکی حمد و ثنا کرتے ہین پھر اسپر قیاس کرنا دور از عقل ہے۔

اس مختصر مین مجوس کے فرقون کیومرثیہ و ثنویہ و زرتشتیہ وغیرہ کی تفصیل کرنیکی گنجایش نہین!

خاتمہ

۵۱ اسیطرح نامہ ملدل کے ۹۰، ۱۰۱، ۱۰۲ جملون مین اسکی تصریح ہے کہ اس عالم مین انسان اپنے پہلے بدن کے اعمال کا نتیجہ [illegible] دیکھتا ہے حالانکہ یہ غلط ہے [illegible]
کہ پہلے جسم مین اگر رنج و راحت پایا کونسے جسم کے اعمال کا نتیجہ ہے ۱۲ منہ ۵۲ شت بمعنی حضرت ۱۲ ۵۳ چنانچہ اُسکے محاورہ مین [illegible] بزرگ
[illegible] فرزند و درسی الخ ۱۲ منہ

واضح ہو کہ بوجہ دتاویل کو بڑی وسعت ہے جس کلام کو چاہو تاویل کے ذریعہ سے اُسکی اصلی مراد کے برخلاف کرسکتے ہو - چونکہ قرآن مجید کی موافقت اور مخالفت کو لوگونکی دلی خواہشون کی کامیابی اور ناکامی مین بڑا اثر ہے اسلئے بہت سے اہل اسلام مین سے کجرو لوگون نے اور بہت شریر اور بدعتیون نے اور بہت سے اُن لوگون نے کہ درپردہ اسلام تو کیا جملہ ادیان و مذاہب سے منحرف ہین مگر ظاہر مین اسلام کو آڑ بنا رکھا ہے اور بہت سے ایسے لوگون نے کہ جو پہلے وہ اسلام کے مخالف تھے اور پھر وہ اسلام مین بخلوص آئے مگر وہ پچھلا زہر بالکل نگیا یا منافقانہ اسلام کو قبول کر کے اپنے ملحدانہ خیالات کو پھیلانا چاہا اور بہت سے جاہل صوفیون نے قرآن مجید کو اُسکے اس اصلی مرکز سے جو اُسکے نازل کرنیوالے نے قایم کیا تھا ہٹا کر تاویل کے ذریعہ سے اور طرف کر دیا اور کلام الٰہی کو بالکل بدل دیا اور اسکا نام تفسیر رکھا چونکہ تفسیر سمجھ کر بہت سے سیدھے سادھے مسلمان اُنکے اُس زہر کو جو انہون نے اگلا ہے آبحیات جانکر پی جاتے ہین جسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انکا روحانی مزاج بالکل فاسد ہو جاتا ہے یہانتک کہ اسی مرض مین مر جاتے اور حیات ابدی سے محروم اور اُس عالم مین ہمیشہ معذب و مغموم رہتے ہین ان بیکسون کی بیکسی پر افسوس صد افسوس یٰلَيْتَنِيْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا لَقَدْ اَضَلَّنِيْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِيْ اسلئے مجکو ضرور ہوا کہ معتبر تفاسیر کو اجمالاً بیان کر دون اور اعتبار کے لئے کلیہ قاعدہ بتلا دون **قاعدہ** ہم پہلی بیان کر چکے ہین کہ فن تفسیر دو جزء سے مرکب ہے ایک جزء منقولات دوسرا معقولات - اب جسکے دونو جزء اچھے ہونگے وہ تفسیر بھی اچھی ہو گی ورنہ نہین منقولات شان نزول وغیرہ وہ امور جو نقل سے متعلق ہین اگر وہ آنحضرت علیہ السلام اور صحابہ کرام بالخصوص اُن دس[۵۱] صحابہ سے کہ جو اس فن کے امام تھے اور پھر اُن تابعین[۵۲] وغیرہم سے کہ جو اس فن کے ماہر تھے منقول ہے تو قابل اعتبار ہے بشرطیکہ نقل بھی بقاعدہ اہل حدیث معتبر ہو ورنہ رطب و یابس منقولات جو بعض تفاسیر مین علماء اہل کتاب وغیرہم سے منقول ہین اعتماد کے قابل نہین اور معقولات یعنی نکات قرآنیہ اور فصاحت و بلاغت و زبان دانی کے متعلق باتین وغیر ذالک اُس فن کے علماء محققین اور کملاء مدققین کیطرف مستند اور

---

۵۱ خلفاء اربعہ و ابن مسعود و ابن عباس و اُبی ابن کعب و زید بن ثابت و ابو موسیٰ الاشعری و عبد اللہ ابن الزبیر رضی اللہ عنہم یہ اول طبقہ ہے +-

۵۲ تابعین مین ابن عباس کے شاگرد مکہ مین مجاہد و عطاء بن ابی رباح و عکرمہ مولیٰ ابن عباس و سعید بن جُبیر و طاوس وغیرہم اور کوفہ مین عبد اللہ بن مسعود کے شاگرد بڑے مفسر تھے - اور اسی طبقہ مین ہین حسن بصری اور عطاء بن ابی سلمہ خراسانی و محمد بن کعب قرظی و ابو العالیہ و ضحاک بن مزاحم و عطیہ و قتادہ زید بن اسلم و مرہ ہمدانی و ابو مالک ربیع بن انس وغیرہم یہ لوگ بیشتر صحابہ سے نقل کرتے ہین چنانچہ مجاہد کہتے ہین کہ مینے تیس بار ابن عباس کو قرآن سنایا ہے یہ دوسرا طبقہ ہے - اور تیسرے طبقہ مین تبع تابعین ہین اُنمین سے سفیان بن عیینہ و وکیع بن الجراح و شعبہ بن حجاج و یزید بن ہارون و عبد الرزاق و آدم بن ابی ایاس و اسحق بن راہویہ و روح بن عبادہ و عبد بن حمید و ابی بکر بن ابی شیبہ و سنید ہین **چوتھے** طبقہ مین وہ لوگ ہین جو اُنکے بعد ہین اُنمین سے ابو جعفر محمد بن جریر طبری ہین کہ جنکی تفسیر عمدہ اور مشہور ہے سنہ ۳۱۰ھ مین انکی وفات ہوئی ایک ابن جریر شیعہ اور کرامیہ مین بھی ہین اس سے ناواقفون کو اشتباہ ہو جاتا ہے - اور اسی طبقہ مین ابن ماجہ و ابن مردویہ و ابو الشیخ و ابن المنذر ہین **پانچوین** طبقہ مین وہ ہین کہ جو بحذف اسناد روایات بیان کرتے ہین اس طبقہ مین آکر بہت خلط ملط ہو گیا اس طبقہ مین ابو عبد الرحمٰن محمد بن حسین نیشاپوری صاحب تفسیر حقایق انکے وفات سنہ ۴۱۲ھ مین ہوی ہے اور ابو اسحق احمد ثعلبی نیشاپوری اسکی تفسیر مین بھی محمد بن حسین نیشاپوری کیطرح رطب و یابس ہے و ابو محمد عبد اللہ جوینی والد امام الحرمین انکی تفسیر کا نام بھی کبیر ہے اور ابو القاسم عبد الکریم قیشری متوفی سنہ ۴۶۵ھ اور ابو الحسن بن احمد نیشاپوری بھی ہین **چھٹے** طبقہ مین وہ لوگ ہین کہ جنکا روایت مین کم اعتبار ہے جیساکہ قرطبی اور ثعلبی اور امام فخر الدین رازی **ساتوین** طبقہ مین ہین ابو القاسم حسین راغب صفہانی مصنف احتجاج القرآن فی قرأۃ و مفردات القرآن انکی وفات سنہ ۵۰۲ھ مین ہوئی ہے اور ابو حامد محمد بن محمد غزالی ملقب بزین الدین مصنف جواہر القرآن و یاقوت التاویل انکی وفات سنہ ۵۰۵ھ مین ہوئی ہے غزالہ طوس کے قریب ایک گاون ہے ایک شخص محمود غزالی بھی ہین وہ معتزلی ہین بلکہ شیعہ اکثر لوگ لفظ غزالی سے دھوکہ کھا جاتے ہین اور اسی طبقہ مین ہین ابو محمد حسین بن محمود بغوی مصنف معالم التنزیل انکی وفات سنہ ۵۱۶ھ مین ہوئی ہے یہ بغشور کے رہنے والے ہین جو توابع خراسان سے ہے انکے علاوہ اور بہت مفسرین اس طبقہ مین ہین ۱۲ منہ

Marfat.com

اور اُنکے منظور نظر ہون تو خیر ورنہ بے تک باتین قابل التفات نہین - متقدمین منقولات کو بسلسلہ روایات صحیحہ لکھا کرتے تھے مگر ... ن
نے یا صرف حوالہ ہی پر اعتماد کیا یا بغیر حوالہ اپنی خوش اعتقادی سے جو کچھ پایا لکھدیا اور کتاب کو بے اعتبار بنایا - اور بعض نے
متاخرین محدثین کی یہانتک تقلید کی کہ جو کچھ ان لوگون نے آنحضرت علیہ السلام یا صحابہ وتابعین کیطرف منسوب کر دیا اُسکو ایسا
یقینی سمجھا کہ پھر اُسمین تحقیقات کرنیکو بُرا جانا خواہ وہ کیسی ہی روایت کیون نہو اور خواہ اُس سے اسلام اور قرآن کے نورانی چہرہ پر
دھبہ ہی کیون نہ لگے - اور مخالفین اسلام اسکو مستمسک بنا کر اسلام کی کیسی ہی بیخ کنی کیون نکرین مگر یہ سادہ لوح جو بسم اللہ کے گنبد مین بیٹھے ہین اور باہر کا
کچھ حال معلوم نہین انپر ایسا اثر نہین کرتے ہین کہ ٹلتے ہی نہین بلکہ اس کھوٹی پونجی کو ہی تفسیر سمجھتے ہین اور جن محققین نے ایسے امور مین چھان بین
کی ہے انکی تفاسیر پر نام دھرتے ہین اور کہتے ہین کہ یہ لوگ فن تفسیر سے مس نہین رکھتے - اور انکے برخلاف ایک اور گروہ ہی جو روایت کو چھوڑ درایت کا
پابند ہے - انہون نے یہ غضب کیا ہے کہ اوہام وشکوک فلاسفہ بے دین اور بیہودہ گوئی ملحدین کیوجہ سے روایت کو معتد بہ نہ سمجھا صحیح احادیث و
اجماع سلف صحابہ وتابعین سے روگردانی کی حالانکہ قرآن اُنہین کی زبان مین اور انہین کے زمانہ مین نازل ہوا ہے اسکے مطالب کی شرح مین
اُنہین کا قول زیادہ معتبر ہے اور بس الغرض افراط وتفریط دونو بری ہین - پس جس تفسیر مین روایت اور درایت دونو عمدہ اور صحیح ہین وہ
تفسیر بھی عمدہ اور صحیح ہے اور جس مین ان دونو مین قصور ہے اُسیقدر اُسکی کتاب مین فتور ہے - تفاسیر صدہا ہین اگر اُنکے نام لکھون تو
ایک دفتر بھی بس نکرے چنانچہ کتاب کشف الظنون مین بیشمار نام مندرج ہین مگر مین یہان چند تفاسیر کو بیان کرتا ہون -

تفسیر ابن جریر طبری - یہ تفسیر منقولات مین بہت عمدہ ہے بیشتر اسکی روایات صحیحہ ہین راقم الحروف نے اسکو مدینہ منورہ مین دیکھا
ہے امام نووی تہذیب مین اسکی بڑی مدح کرتے ہین +

مجمع البحرین ومطلع البدرین - جلال الدین سیوطی کی تصنیف اسمین اقوال منقولہ و دیگر فوائد کو نہایت احتیاط سے جمع کیا ہے
اور اتقان کو اُس کا مقدمہ بنایا ہے

تفسیر ابی اللیث نصر بن محمد فقیہ سمرقندی حنفی متوفی ۳۸۳ھ کی تصنیف نہایت عمدہ کتاب ہے روایت اور درایت مین خو...
اہتمام کیا ہے شیخ زین الدین قاسم بن قطلوبغا حنفی نے اُسکی احادیث کی تحریج کی ہے +

تفسیر ابن کثیر امام ابو الفدا اسمعیل ابن عمر قرشی دمشقی متوفی ۷۷۴ھ کی تصنیف یہ کتاب دس جلد مین ہے احادیث و آثار
کو نقل کر کے جرح وتعدیل بھی کرتا ہے اچھی کتاب ہے +

تفسیر اسحق بن راہویہ امام ابو یعقوب اسحاق بن ابراہیم بن مخلد حنظلی مروزی ثمّ نیشاپوری متوفی ۲۳۸ھ کی عمدہ تفسیر ہے
منقولات کو احتیاط سے ذکر کیا ہے +

تفسیر الخوارزمی ابو الحسن علی بن عراق بن محمد بن علی عمرانی حنفی متوفی ۵۳۹ھ کی تصنیف بطرز اہل حدیث +

تفسیر الجوینی امام ابو عبداللہ بن یوسف نیشاپوری متوفی ۴۳۸ھ کی تصنیف مشہور تفسیر ہے ہر آیت کی دس وجہ پر تفسیر کی ہے +

تفسیر کواشی موفق الدین احمد بن یوسف موصلی شیبانی شافعی متوفی ۶۸۰ھ کی تصنیف اسکی دو کتاب ہین بڑی کا نام تبصرہ
اور چھوٹی کا نام تلخیص ہے - تفسیر قشیری امام ابو القاسم عبدالکریم بن ہوازن شافعی کی تصنیف اسکے علاوہ اور بھی قدیم ... کی
بہت سی تفاسیر ہین کہ جن مین مسلسل روایات کو بیان کیا ہے - اب مین چند وہ تفاسیر بیان کرتا ہون کہ جو ہمارے ملک مین مشہور ہین +

تفسیر کشاف امام علامہ ابو القاسم جار اللہ محمود بن محمد عمر زمخشری خوارزمی متوفی ۵۲۸ھ کی تصنیف ہے کتاب مین علوم عربیت کو نہایت
عمدہ طور پر جمع کیا ہے بلکہ علوم ادبیہ مین یہ کتاب سند ہے البتہ منقولات مین اس شخص کا پایہ بلند نہین اور کہین کہین مذہب معتزلی کی تائید
بھی کرتا ہے اسلئے امام ناصر الدین احمد بن محمد بن منیر اسکندری نے ایک حاشیہ اسپر لکھا ہے کہ جسکا نام انتصاف ہے اسمین اُسکے مذہب
اعتزال کی باتون پر گرفت کر کے کتاب کو درست کر دیا ہے اسیطرح اس کتاب پر علما محققین کے بیشمار حواشی ہین منجملہ اُنکے قطب الدین محمود

Marfat.com

بن مسعود شیرازی اور فخرالدین احمد بن حسن جاربردی و شرف الدین حسن بن محمد طیبی و سعدالدین علامہ تفتازانی و سید شریف علی بن محمد
جرجانی وغیرہم کے حواشی ہین - یہ کتاب علما مین نہایت مشہور ہے اگر اس مین اعتزال کی باتین اور روایت مین زیادہ احتیاط ہوتی
تو بینظیر کتاب تھی تاہم بس غنیمت ہے - **انوار التنزیل** و اسرار التاویل قاضی ناصرالدین ابی سعید عبداللہ بن عمر بیضاوی شافعی
کی تصنیف کہ جسکو تفسیر بیضاوی کہتے ہین اسکے مصنف کی وفات تبریز مین ٦٨٥ھ مین ہوی ہے اس کتاب مین اعراب و معانی و بیان
کے جو کچھ متعلق ہے وہ کشاف سے ماخوذ ہے اور جو کچھ حکمت و کلام سے متعلق ہے وہ تفسیر کبیر سے اور جو کچھ اشتقاق و غوامض حقائق و لطائف
و اشارات سے متعلق ہے وہ تفسیر راغب اصفہانی سے ملخص ہے اور باقی اپنا طبع زاد ہے خیر جو کچھ ہو مگر یہ کتاب نہایت عمدہ اور بڑی مشہور ہے
اسنے ان لغو روایات کو جن سے اسلام پر دھبہ لگتا ہے یک لخت رد کر دیا - بعض سادہ لوح علما کہ جو علوم عقلیہ اور فنون ادبیہ غوامض
اسرار سے ناآشنا ہین اور اقوال سلف کو (خواہ صحیح ہون خواہ غلط) اپنی تفاسیر مین نقل کر دینا ہی تفسیر سمجھتے ہین بیضاوی کیسے محققین
پر طعن کرتے ہین - خیر یہ بھی ایک مذہب ہے ع وللناس فیما یعشقون مذاہب ؎ اس تفسیر پر بھی علما کے بہت سے حواشی ہین منجملہ اُنکے
محی الدین محمد بن شیخ مصلح الدین اور شیخ جلال الدین بن عبدالرحمن سیوطی اور ابوالفضل قرشی خطیب اور محمد بن جمال الدین
شروانی و صبغۃ اللہ و شیخ محمود بن حسین حاذقی و شیخ شہاب خفاجی و ملا عصام و عبدالحکیم سیالکوٹی وغیرہم کے حواشی ہین - اس
کتاب مین فضائل سور مین احادیث ضعیفہ بلکہ موضوعہ بھی مصنف نے داخل کر کے اسکی عمدگی پر دھبہ لگا دیا تاہم بہت خوب تفسیر ہے
مدارک التنزیل حافظ الدین ابوالبرکات عبداللہ بن احمد بن محمود نسفی کی تصنیف یہ مختصر تفسیر نہایت عمدہ ہے اسکے مصنف حنفی
ہین انکی وفات ٧١٠ھ مین ہوئی ہے **معالم التنزیل** ابو محمد حسین بن محمود بغوی کی تصنیف اسکو فرا بھی کہتے ہین فرد پوستین کو کہتے
ہین یہ پوستین بنایا کرتے تھے انکی وفات ٥١٦ھ مین ہوئی ہے یہ صاحب محدث ہین بطرز اہل حدیث تفسیر بیان کرتے ہین مگر اسمین
کسی قدر غیر معتبر قصے مذکور ہین **تفسیر جلالین** سورہ اسرا سے لیکر آخر تک جلال الدین محلی شافعی متوفی ٨٦٤ھ کی تصنیف ہے جب وہ
ناتمام چھوڑ کر مر گئے تو اُسی طرز پر امام جلال الدین سیوطی نے چھ سال بعد اُسکو تمام کیا اور الحمد کی تفسیر بھی آپ ہی لکھی یہ تفسیر مختصر ہے
لیکن نہایت خوب اسکے حواشی بھی بہت ہین کمالین اور ہلالین اور جمالین اور جمل وغیرہ اسمین مختصر طور پر شان نزول و شرح
مفردات ہے **مفاتیح الغیب** کہ جسکو تفسیر کبیر کہتے ہین امام فخرالدین محمد بن عمر رازی کی تصنیف انکی وفات ٦٠٦ھ مین ہوئی
ہے - اسمین سب کچھ ہے مگر روایت مین کم پایہ ہے **تفسیر ابی السعود** علامہ ابوالسعود بن محمد عمادی کی تصنیف - **تفسیر مظہری** قاضی
ثناء اللہ پانی پتی رح کی تصنیف ہے یہ حضرت بڑے عالم اور صاحب نسبت حضرت مرزا مظہر جانجانان رحمۃ اللہ علیہ کے مرید اور شاہ
ولی اللہ محدث دہلوی کے شاگرد ہین نہایت عمدہ تفسیر ہے اکثر منقولات کو تحقیق سے لاتے ہین - **در منثور** جلال الدین سیوطی کی
تصنیف ہے اسمین کثرت سے منقولات ہین لیکن رطب و یابس - **تفسیر رحمانی** شیخ علی بن احمد مہائمی کی تصنیف مہائم گجرات مین ایک بندر ہے
انکی وفات ٨٣٥ھ مین ہوئی ہے آیات مین ربط خوب دیتے ہین حضرت شیخ محی الدین ابن العربی کے وحدت وجود مین پیرو ہین
سواطع الالہام جسکو بے نقط تفسیر کہتے ہین ابوالفیض فیضی کی تصنیف یہ جلال الدین اکبر بادشاہ ہند کے امرا مین سے تھے تمام

Marfat.com

تفسیر مین بے نقط حروف لایا اور بڑا تکلف کیا ہے ہان ایک طرح کی عبارت آرائی ہے مگر فن تفسیر اور دیگر تحقیقات سے بالکل بے بہرہ
سراج المنیر شیخ خطیب شربینی کی تصنیف چار جلد مین ہے رازی وغیرہم سے اخذ کرتا ہے **فتح الرحمن** ترجمہ قرآن فارسی زبان
مین حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی تصنیف **فتح العزیز** جسکو تفسیر عزیزی کہتے ہین حضرت مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی
کی تصنیف دو جلد اول مین الحمد سے لیکر وان تصوموا خیر لکم الخ تک کی تفسیر ہے دوسری مین سورہ تبارک الذی سے اخیر تک نہایت
عمدہ کتاب ہے **فتح الخبیر** شاہ ولی اللہ رح کی مختصر سی تفسیر جسمین آثار ابن عباس کو بطریق صحیح اور اسباب نزول کو کہ جو تفسیر بخاری ترمذی
و حاکم مین وارد ہین مختصر طور پر جمع کر دیا ہے اصل مین فوز الکبیر کا یہ پانچوان باب ہے **موضح القرآن** شاہ عبد القادر بن شاہ ولی اللہ کا
ترجمۂ قرآن اسمین محاورہ کو خوب مرعی رکھا ہے نہایت عمدہ اور مقبول ترجمہ ہے - اور ایک ترجمہ تحت لفظی مولانا رفیع الدین صاحب کا بھی عمدہ
ہے اور ایک ترجمہ فارسی مین سید شریف علی جرجانی کا بھی نہایت عمدہ ہے **تفسیر عباسی** کسی نے حضرت عبد اللہ بن عباس کی
روایات کو جمع کر دیا ہے لیکن تصحیح طلب ہے **عرائس البیان** ابو محمد روزبہان البقلی شیرازی کی تفسیر بطریق اہل تصوف **فتح البیان**
نواب امیر الملک والا جاہ مولوی سید صدیق حسن خان بہادر زوج رئیسہ بھوپال کی تفسیر چار جلد مین ہے سید موصوف نے **فتح القدیر** محمد بن علی
بن محمد شوکانی متوفی ۱۲۵۵ھ کی تفسیر کو ملخص کر کے لکھا ہے البتہ منقولات کو احتیاط سے درج کیا ہے **تفسیر القرآن** از سید احمد خان
بہادر دہلوی کی تصنیف ہنوز ناتمام ہے - اس شخص نے ترجمہ شاہ عبد القادر کو ذرا بدلکر ترجمہ لکھا ہے اور باقی اپنے ان خیالات باطلہ کو جو
ملحدین یورپ سے حاصل کیے ہین اور جنکے اتباع کا نام انکے نزدیک ترقی قومی اور فلاح اسلام ہے درج کیا ہے اور بے مناسبت آیات و احادیث
و اقوال علماء کو اپنی تائید مین لا کر الہام الہی کو تحریف کیا ہے دراصل یہ کتاب تحریف قرآن ہے نہ تفسیر آگے ہم اسی لقب سے اسکو یاد کرینگے
ارشاد اللہ خانصاحب بہادر کی بیباکی اور الحاد کیوجہ سے تمام ہندوستان کے علماء نے تکفیر کا فتوی دیا ہے مگر چونکہ وہ اور انکی ذریت
جنت و دوزخ کے منکر اور الہامی باتون کو لغو سمجھتے ہین اسلئے اس تکفیر کی بھی کچھ پروا نہین کرتے بلکہ مضحکہ اڑاتے ہین العیاذ باللہ ثم العیاذ
باللہ **فتح المنان** بتفسیر القرآن مشہور بہ **تفسیر حقانی** اس ہیچ قوت کم استعداد ابو محمد عبد الحق بن محمد امیر بن شمس الدین بن نور الدین
بن خواجہ جعفر بن خواجہ سلیم بن مظفر الدین احمد بن شاہ محمد تبریزی کی تصنیف - اس کتاب مین روایت کو کتب حدیث سے اور درایت کو
اس فن کے علماء محققین سے نہایت احتیاط کے طور پر لیکر جمع کیا ہے اور چونکہ مقصود کلام ربانی کا لوگونکو سمجھانا تھا اسلئے اسمین ان
چند امور کی رعایت کی (۱) اردو مین اصل مطلب قرآن کو واضح کیا (۲) شان نزول بروایات صحیحہ لکھا (۳) آیات احکام مین
اول مسئلہ منصوصہ کو ذکر کر کے پھر اختلاف مجتہدین اور انکے دلائل کو بیان کیا (۴) غیر ضروری سمجھکر فقط ایک ہی قرارت کے موافق
وجہ اعراب کو بیان کیا (۵) وجوہ مختلفہ مین سے ایک کو سب سے قوی سمجھکر ذکر کیا (۶) معانی اور بلاغت کے متعلق نکات قرآنیہ کو
ظاہر کیا (۷) کوئی حدیث بغیر سند کتب صحاح ستہ وغیرہا کے نہ لایا (۸) قصص مین جو کچھ بروایت صحیحہ یا کتب سابقہ سے ثابت ہے
یا خود قرآن مین کئی جگہ بیان وارد ہے وہان سے ملخص کر کے بیان کر دیا (۹) آیات مین ربط دیا (۱۰) مخالفین کے شکوک و شبہات جسقدر
تاریخی واقعات یا مبدء و معاد کے بابت وارد تھے سب کا جواب الزامی اور تحقیقی دیا - اور نفس ترجمہ مین تفسیر کو دو قوسون کے

Marfat.com

بیچمین لایا - اور مکرر تفاسیر کی عبارت کے ترجمہ کرنے اور رطب یابس قصے بھرنے اور کسی خاص مذہب کی تائید کرنیسے کہ حق ذلکو نکی تائید کیجاوے احتناب کیا - یہ تفسیر علاوہ زمانہ حال کے متعلق بالوتنی سلف کی عمدہ تفاسیر کا لُب لباب اور عجیب غریب کتاب ہے خدا مقبول کرکے اس سے اپنے بندونکو اور مجھکو اور میرے آل و اصحاب کو دنیا و آخرت مین بہرہ مند و خورسند فرماوے آمین آمین سے خالق و قدوس گو تیری نذر کرنیکے قابل میرا یہ کام اور یہ کلام نہین مگر تیری رحمت جو کہ واسع ہے اور اوراق لیل و نہار پر بقلم جلی لکھی ہوئی ہے اُسکا یہی مقتضے ہے کہ اسکو بھی مقبول کرلے - ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم ؏

اطلاع

اس کتاب مین جہان کہین مینے کسی مذہب کا رد کیا یا کسی قول کا لغو سمجھکر جواب دیا اُس سے صرف اظہار حق مقصود ہے نہ کسی کا دل دکھانا اور نہ کسی مذہب یا کسی شخص کی اہانت مطلوب ہے بلکہ محض خیرخواہی اور نفع رسانی مرغوب ہے ورنہ میرا یا خدا پاک کا نہ کوئی اسمین نفع ہے نہ نقصان کہ تمام لوگ دیندار و خداپرست بنجائین یا بیدین و ملحد کہلائین اور جو کسیکو یہ بھی ناگوار گزرے اور وہ سخن پروری پر آئے تو ان شرائط کے موجب جواب عنایت فرمائے (۱) یہ کہ مخالف کی جس قدر باتون پر مینے اعتراضات کیئے ہین اُنمین سے اگر بعض کا جواب دیوین تو یہ تصریح ضرور کردین کہ فلان فلان اعتراض بجا ہین (۲) یہ کہ جہان مینے منع کیا ہے اُسکے مقابلہ مین منع نہ وارد کرین بلکہ کسی دلیل سے اُس مقدمہ کو ثابت کردین (۳) یا ہماری سند منع کو نقیض مقدمہ ممنوعہ سے مساوات ثابت کرکے باطل کردین (۴) جس دعوی پر ہمنے کوئی دلیل انی یا لمی بطور قیاس اقترانی یا استثنائی قائم کی ہے وہان اگر مخالف نہ کسی مقدمہ معینہ کو منع کرسکے نہ نقض تخلف یا استلزام محال کے پیرایہ مین کرسکے نہ معارضہ بالقلب یا بالمثل و بالغیر کرسکے تو ضرور اقرار کردے کہ دعوی صحیح اور ثابت ہے (۵) دلائل نقلیہ و الزامیہ مین محض کسی قول غیر مسلم یا کتاب غیر مسلم کا حوالہ دیکر بس نہ کرے بلکہ کسی قول یا کتاب مسلم سے ثابت کردین بلکہ عبارت دقیق کو نقل بالفاظہ کرین - ہان جب کوئی نقل فریقین کے نزدیک ثابت ہو خواہ کسی کتاب یا کسی باب مین ہو اور حوالہ دینے مین باب یا کتاب کی غلطی ہو جائے اس غلطی پر کو مواخذہ نہوگا - پس اگر ان شرائط سے جواب نہوگا تو مجیب لائق خطاب نہوگا - چونکہ ؎ آزادہ جہان ہون میرے پاس زر کہان ٭ مین سرو کا درخت ہون مجھ مین ثمر کہان ٭ انعام مین مجیب کو لاکھ روپیے نہین دیسکتا لیکن مجیب لاکھ روپیے کا اشتہار تصور فرماکر قلم اُٹھا دے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ ولا نعوذ الا ایاہ ؏

تمت

بسم اللہ الرحمن الرحیم | اللھم صل علی محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

اعلان لاہل الایمان ۱۳۰۵ھ

ایسے زمانہ میں کہ اسلام پر ہر طرف سے بیجا حملہ ہو رہے ہیں خصوصاً پادری لوگ ہزاروں روپے اسلام کی تخریب میں کھو رہے ہیں اسلام پر مستقیم رہنا اور لب ایمان سلامت لیجانا بڑی بات ہے خصوصاً ایسے لوگونکو کہ جو تہوڑی سے دنیا پر اسلام کو ترک کر بیٹھیں ذراسی تکلیف کی برداشت نہ کر سکیں ذراسی آسودگی پلکے آپے سے باہر ہوجاویں دو چار معززوں کے مونہہ لگانے سے انانیت کے بڑے بڑے دعوی کرنے لگیں۔ پادریوں کے شکوک وشبہات کو اپنے دل سے دفع نکر سکیں ذرا لالچ دیکر انکو جدہر چاہو لیجاؤ ٭ الہی الامان الہی الامان من شر ورہذا الزمان ٭

عبرت کا ماجرا ہے بڑے تاسف کی جا ہے کہ میاں *ابو المنصور صاحب جو دائی پور کے مومن تھے ابتدا میں لکھنؤ میں شیعہ غالی بنکر تبرہ میں ایک رسالہ بھی لکھ چکے ہیں جو کہ مطبع سراجی میں چھپا ہے اور پھر فرخ آباد مشن میں کرستان ہوئے پھر مع زن وفرزند الہ آباد میں پیر جی شبر علی شاہ صاحب واعظ رد نصاریٰ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے اور پھر کوہ منصوری پر پادری اسکاٹ کے اعانت تنصر میں ملازم ہوئے وہان سے دہلی اگر پادری ونٹر صاحب کے ہان سے دس روپیہ ماہوار پاتے رہے پھر جانے کس مخفی مصلحت سے مسلمانوں خصوصاً مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی مرحوم وغیرہ سے مکرر نصاریٰ کو صلہ میں باوجودیکہ اردو فارسی کے سوا وہ بھی ٹوٹی پھوٹی کسی علم سے بھی آشنا نہیں قرآن مجید کا تلفظ بھی صحیح نہیں کر سکتے (البتہ کرسٹانی وقت میں پادریوں سے جاہلوں کیطرح حرفاً حرفاً انجیل وتوریت اردو ضرور پڑہی تھی جو انکا مایہ ناز ہے) امامت کے مدعی ہوئے مولوی صاحب موصوف کے کہنے سے دو ایک بھولے بھالے مولویوں نے دو چار کلمہ بانگ کھانے کیلئے لکھدئے پھر تو از خود بہت سے قصائد اور اشعار اور خطوط اپنی مدح میں گھڑ کر امامت کا نقارہ بجادیا جسکی آواز سنکر رئیس کور وائی نواب نجف خان صاحب مرحوم نواب عمر علیخان صاحب رئیس باسودہ نے بہت سے مین آکر بہت کچھ دیا جب یہ دیکھا کہ مسلمانوں میں میرا اعتبار ہوگیا تو مشن کی اول کا[illegible]روائی یہ کی کہ تمام اولیاء اللہ کی سخت ہجو کی اور انکی کرامات کے رد میں (جسکو اہل اسلام پادریوں کے مقابلہ میں آنحضرت کے اعجاز [illegible] کیا کرتے ہیں) رسالہ انکشاف میرزا علی فرضی نام سے لکھا اور پھر نماز وروزہ دینی علوم کے درس وتدریس اور حج زکوٰۃ کو بھی رسالہ جامع الحق کی تقریظ میں ہیچ و پوچ بتایا اور علماء کرام کی ہجو کی اور نوید جاوید میں باوجود تردید نصاری مشن کا اصلی کام بھی کر دیا یعنی توریت وانا جیل موجودہ کو قرآن کے برابر سمجھنے اور انکو نماز میں پڑہنے کا انکو اصلی اور منزل من اللہ بنا کر حکم دیا اسبات کیلئے مسلمانوں میں آملے تھے کہ مسلمان اور امام جانکر مسلمان انکی بات کو مانیں گے اسکے بعد جب تفسیر حقانی میں پادریوں کے اصول مذہب کی خاک اڑائی گئی خصوصاً توراۃ وانا جیل موجودہ کا غیر اصلی ہونا ثابت کیا گیا کسی کو جواب نہ بن پڑا تو پادریوں نے پھر اس بوڈہے محمد صالح و محمد صادق سے کام لیا جیساکہ ان فرضی ناموں سے آنحضرت علیہ السلام کیطرف سے اسلام کو خفیف کرنیکے لئے جھوٹی پیشین گوئیان کیا کرتے تھے کہ فلان روز قیامت آئیگی جسکے ظاہر نہونے پر پادری تالیان بجایا کرتے تھے پس اس محمد صادق المنصور پر وہ مشن نے بہ پردہ خیر خواہی اسلام دو جزء کا رسالہ لکھکر خوب دل کھولکر تنصر دی اور سب سے بڑھکر جس مقصد کیلئے مسلمانوں میں اعتبار پیدا کرنیکے لئے امام مشہور ہوئے تھے اسکو خوب پورا کرنا چاہا یعنی ولیم میور صاحب کے رسالہ شہادت قرانی کی تقلید میں توریت وانجیل موجودہ

* ابو المنصور [illegible] انکا باپ نصر اللہ خان [illegible] مبتکر مانکپور [illegible] ہی پیدا ہوئے عقائد میں باپ سے بڑہکر صوم وصلوٰۃ سے آزاد گلستان بوستان تک تحصیل کچھ انگریزی حروف لکھنے سیکھ لئے اسپر تمام علوم دین میں صاحب تصانیف بنا بعدکی [illegible] کا دعوی علم کی تمام مصنفین خصوصاً خوشنویسی جو رسالہ قطعات کا چربہ اترواکر چھپوادیتے ہیں ان کا حصہ خاص ہے اسیر انکے اخبارات میں علماء اسلام کو بے ایمان کہنا گالیاں دینا مشن کے [illegible] کے پان کا نشہ ہے جو لکھنؤ میں ڈالا گیا تھا ۱۲ منہ

Marfat.com

اصلی اور غیر محرف ٹھرایا اور اسکے ایک جملہ کے منکر کو بھی کافر کہا اور قرآن و احادیث صحیحہ کے برخلاف جسقدر باتین ان میں عیب کی برجوہا جیساکہ حضرت لوط کا شراب پیکر اپنی دونون بیٹیون سے زنا کرنا اور خدا کیلئے مثل ہونا آدم کو پیدا کرکے تاسف کرنا حضرت ہارون علیہ السلام گوسالہ پرستی کرنا حضرت داود کا اوریا کی بیوی سے زنا کرنا حضرت سلیمان کا بت پرستی کرنا وغیر ذلک من الکفریات

اور جسقدر علماء اسلام کے اقوال و احادیث و آیات توریت و انجیل اصلی کے حق میں ہیں انکو ان فرضی توریت و انجیل پر چسپان کیا جو حضرت موسی و عیسی کے بعد یہود و نصاری نے از خود مرتب کی ہے اور اس مدعی کے اثبات کیلئے الم ذلک الکتاب سے اپنی ایکنا تمام تفسیر میں (جسکو برطبق پادر لکھنے بیٹھے تھے کہ آیات قرانیہ کو توریت و اناجیل موجودہ سے مطابق کرتے تھے) توریت کا مراد ہونا بیان کیا اسکے شکریہ میں پادریون کے نور افشان[۵] اخبار لدہیانہ نے امام صاحب کا مسلمانوں کو ملزم کرکے بڑا شکریہ طبع کیا جسکو امام صاحب اولٹے اہل اسلام کی طرف منسوب کرتے ہیں مگر مضمون کو تسلیم کرتے ہیں۔ اور ابتک اپنے عقائد فاسدہ سے باز نہیں آتے یہ شخص گو جاہل اور محض بے لیاقت اسلام میں کوئی چیز نہیں مگر لفظ امام سے (اپنے موںھ میان مٹھو) شہرت ہوچکا ہے کل بمقابلہ اسلام پادریوں کے لئے اسکے یہ اقوال بڑی حجت ہوجائینگے کہ دیکھو تمھارے امام صاحب نے توریت و اناجیل موجودہ کو آخر زمانہ میں اصلی اور غیر محرف اور تمھارے نبی کو امی محض مانا ہے یہان تک کہ انکی کسی جملہ کے منکر کو اصلی توریت و انجیل کا منکر سمجھ کر کافر کہہ چکے ہیں بلکہ ایسا کافر کہ اسکی توبہ بھی قبول نہیں چنانچہ صراحۃ مولوی ابو محمد عبدالحق صاحب مفسر تفسیر حقانی کو اور ضمناً مولوی رحمت اللہ صاحب و مولوی آل حسن صاحب و مولوی محمد علی صاحب کانپوری و دیگر علماء اسلام کو کہ جنھون نے توریت و اناجیل موجودہ میں قیل و قال کی ہے۔ کافر کہا ہے

چونکہ اسلام کے حق میں تیرہوین صدی کا یہ دجال نہایت مضر تھا اور اسکی مضرت عام مسلمانوں کے حق میں بہت کچھ متصور تھی اسلئے علماء اسلام سے استفتا کرکے فرضی امام کی قلعی کھولدی گئی کہ یہ شخص جاہل محض اور خفیہ عیسائی ہے اسکے کسی قول و فعل کا جو اسلام کے خلاف میں ہے اعتبار نہیں۔

واضح ہو کہ ابوالمنصور کو فرضی مہر اور خطوط سے اپنی مدح اور دوسرے کی ہجو کرنے میں بڑا ید طولی ہے فرضی نامون سے اپنی جھوٹھی مدح اور دوسرون پر محض جھوٹے الزامات اور سب و شتم چھاپ دینے ہیں یہ فیض صحبت مشن اور یہ مقتضاے شرافت ہے اس استفتا پر جو کچھ علماء اسلام کی مواہیر ہیں انکو کوئی امام جی کے کہنے سے فرضی مہرین نہ سمجھے بلکہ انکی اصل مطبع حامی اسلام دہلی واقع کوٹھی نواب لہارو میں مہتمم مطبع کے پاس بجنسہ موجود ہیں جس کا دل چاہئے آکر ملاحظہ کرلے یا اُن لوگون سے کہ جنکا مقام سکونت بھی لکھدیا ہے آپ دریافت کرلے خدا تعالی اس مکر و دجال سے مسلمانوں کو محفوظ رکھے آمین ثم آمین ٭

---

[۵] یہ سب باتین اسنے رسالہ جواب تفسیر حقانی میں لکھی ہیں ۱۲ منہ ۵۲ نور افشان مطبوعہ لدہیانہ ۲۶ ستمبر ۱۸۸۶ء نمبر ۳۹ ۱۲ منہ

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء اسلام و نائبان خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام اس مسئلہ میں

ایک شخص جو پہلے کردستان سالہا سال رہ چکا ہے اور اس سے پہلے شیعہ تھا اور اب چند عرصہ سے پھر اپنے آپکو مسلمان بلکہ امام کہلاتا ہے صرف اردو فارسی کے بھروسہ پر کتابیں تصنیف کر کے اپنی شہرت اور تعلی چاہتا ہے علوم اسلامیہ حتی کہ صرف و نحو سے اور تلفظ صحیح قرآن سے بھی عاری ہے نماز و روزہ کی اپنی استطاعت کے مقابلہ میں کچھ وقعت نہیں سمجھتا بلکہ نماز روزہ کا مطلق پابند نہیں اور علماء اسلام کی اسلئے ہجو و حقارت کرتا ہے اور اولیاء اللہ غوث و قطب و ابدال کو یہود و نصاری کے چودھری اور مکار اور فریبی کہتا اور کرامات اولیا کا سخت انکار کرتا ہے۔ اسنے پادریوں کی کتاب شہادت قرانی سے اب یہ بات پیدا کی ہے کہ یہ توریت و اناجیل جو بالفعل یہود و نصاری کے پاس موجود ہے بلاتحریف وہی اصلی اور صحیح توریت و انجیل ہے جو حضرت موسی و عیسی پر نازل ہوئی تھیں اور انکی تمام مضامین مخالفہ نصوص قرآنیہ و احادیث صحیحہ کو صحیح جانتا اور ان کے منکر کو کافر کہتا ہے۔ چنانچہ توریت میں جو خدا کو مجسم و متشکل اور اسکا مثل لکھا ہے اور (۲) لوط علیہ السلام کا شراب پیکر اپنی بیٹیوں سے جو زنا کرنا لکھا ہے (۳) اور حضرت ہارون علیہ السلام کا گوسالہ پرستی کرنا جو لکھا ہے (۴) اور داؤد علیہ السلام کا اوریا کی بیوی بنت سبع سے زنا کرنا جو لکھا ہے اور (۵) حضرت سلیمان کا بت پرستی کرنا جو لکھا ہے وغیر ذالک من الکفریات الصریحۃ سب کو حق کہتا ہے اور اس توریت و اناجیل کو اصلی و غیر محرف ثابت کرنیکے لئے علماء اسلام کے وہ اقوال و آیات و احادیث جو اصلی توریت کے مدح میں وارد ہیں ان موجودہ توریت و اناجیل پر محمول کرتا ہے اور آیت فان کنت فی شک مما انزلنا الیک فاسئل الذین یقرءون الکتاب من قبلک سے آنحضرت علیہ السلام کو امی محض قرار دیکر یہود سے پوچھنے اور تعلیم پانے کا محتاج کہتا ہے اور نیز آنحضرت علیہ السلام کے جہاد فی سبیل اللہ کو سفاکی اور جہالت کہتا ہے اور نیز خدا تعالی کو ممکن کہتا ہے اور اسنے قرآن مجید کو اناجیل و توریت موجودہ سے مطابق کرنے کے لئے بنام امام ایک تفسیر لکھنی شروع کی ہے اسمیں الم ذالک الکتاب سے توریت مراد لیتا ہے علی ہذا القیاس اور بھی اس قسم کی اسکی باتیں ہیں

پس ایسا شخص اہل اسلام کے نزدیک کون ہے؟ اور اسکی امامت کیا ہے

الجواب

یہ شخص کافر ہے اور اسکے عقائد مذکورہ کفریات ہیں کیونکہ مخالف ہیں نصوص قرانیہ کے۔ نماز و روزہ کی تحقیر اور اولیاء اللہ اور انکی کرامات کا انکار اور ترک صوم و صلوٰۃ جمہور اہل اسلام کے نزدیک خصوصاً اہل سنت کے نزدیک فسق و گمراہی بلکہ کفر ہے لان انکار ما ثبت بنص القرآن کفر کما فی الکتب الکلامیہ اور نماز و روزہ نص قرآنی سے ثابت ہے کرامات اولیا بھی احادیث صحیحہ و قرآن و اجماع سے ثابت ہے اور خدا کا مثل ماننا اور اسکے لئے جسم و شکل تصور کرنا سو یہ آیت لیس کمثلہ شیء کے برخلاف ہے اسلئے صریح کفر ہے اسیطرح انبیاء علیہم السلام کو بت پرستی اور معاصی کبیرہ کیطرف منسوب کرنا صریح اہانت انبیاء علیہ السلام ہے اور یہ کفر ہے اہانۃ الانبیاء کفر اور نیز حضرت سلیمان علیہ السلام کی نسبت خدا تعالی فرماتا ہے وما کفر سلیمان اور بت پرستی کفر ہے سو یہ شخص اس آیت کا انکار کرتا ہے اور نیز انبیاء علیہ السلام کے حق میں اللہ فرماتا ہے

وانہم عندنا لمن المصطفین الاخیار- اور آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم الاولین والاخرین عطا کئے گئے تھے آنحضرت کو یہود سے
پوچھنے کی کیا ضرورت تھی؟ اور آیت میں ان شرطیہ موجود ہے کہ اگر شک ہو تو پوچھو اور آنحضرت علیہ السلام کو وحی میں ہرگز شک نہ تھا چنانچہ
اس آیت کی تفسیر میں علامہ ابو السعود نقل کرتے ہیں قال علیہ السلام لا اشک ولا اسئل کہ نہ مجھے شک ہے نہ میں ان سے سوال کرتا ہوں وہ یہ علی سبیل
الفرض والتقدیر ہے فان مضمون الشرطیۃ انما ہو تعلیق شیٔ لشیٔ من غیر تعرض لامکان شیٔ منہما کیف لا وقد یکون کلاہما ممتنع کقولہ تعالےٰ
قل ان کان الرحمن ولد فانا اول العابدین وقولہ تعالیٰ لئن اشرکت لیحبطن عملک اور یہ سوم اسمیں خطاب اس مخاطب کیطرف ہے
جسکو وحی میں شک تھا- اور وہ مشرکین عرب تھے
اور اسیطرح قرآن مجید میں جہاں کہ اہل کتاب سے سوال کا حکم ہے سو اس سے اشارہ مشرکین عرب کیطرف ہے کہ جو قرآن میں شک کرتے تھے ان قصص
وحکایات واحکام کی بابت جو یہود ونصاریٰ میں بھی مشہور معروف تھے اسلئے انکو حکم ہوتا ہے کہ انسے پوچھ دیکھو ورنہ اہل اسلام کو تو خود قرآن
اور آنحضرت کے فرمودہ پر یقین تھا انکو تسلی کرنیکی کیا حاجت تھی سو جو ان آیات کو آنحضرت پر محمول کرے وہ خود جاہل محض ہے آنحضرت کو
محض کہنا صریح تحقیر ہے جسکی سزا ابدی جہنم ہے اعاذنا اللہ منہ- اور خدا کو ممکن کہنا یہی آیات تنزیہات کے صریح خلاف ہے
اور کفر- اسیطرح الم ذالک الکتاب سے بالاتفاق قرآن مجید کیطرف اشارہ ہے امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں اتفقوا
علی ان المراد من الکتاب القرآن اور یہ اسلئے کہ پہلے جو قرآن نازل ہونیکا انبیاء سابقین کی معرفت وعدہ ہوا تھا
سو اس وعدہ گذشتہ کیطرف ذالک اشارہ بعید کیلئے آیا یا عظمت کیلئے علاوہ اسکے توریت مراد لینا تفسیر بالرای ہے
جسکی نسبت نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے من قال فی القرآن برایہ فلیتبوأ مقعدہ من النار اخرجہ الترمذی- یعنی ایسے شخص کا ٹھکانا جہنم
رہا توریت وانا جیل موجودہ کا غیر محرف واصلی کہنا سو یہ بیشمار آیات واحادیث کے مخالف ہے کہیں آیا ہے قد کان فریق منہم یسمعون
کلام اللہ ثم یحرفون من بعد ما عقلوہ وہم یعلمون کہیں آیا ہے من الذین ہادوا یحرفون الکلم عن مواضعہ اور اسمیں تحریف لفظی یا معنوی
کی کچھ بھی قید نہیں علاوہ اسکے ہم اہل سلام اُس توریت پر ایمان رکھتے ہیں جو حضرت موسیٰ پر نازل ہوئی تھی جیسا کہ قرآن مجید
ثابت ہے ولقد اتینا موسی الکتب ای التوراۃ- اور یہ توریت قطعاً حضرت موسیٰ کے بعد تصنیف ہوئی ہے جیسا کہ سفر استثناء
کی اخیر باب سے صاف ظاہر ہے اور دیگر مقامات اسکے شہادت دے رہے ہیں اور خود اہل کتاب کے محققین کو بھی اسبات کا اقرار ہے
پھر یہ وہ توریت کیونکہ ہوسکتی ہے اور اسیطرح انجیل بھی وہ کتاب ہے جو حضرت عیسیٰ پر نازل ہوئی تھی جیسا کہ فرماتا ہے واتیناہ
الانجیل کہ ہمنے عیسیٰ کو انجیل دی- اور یہ چاروں انجیلیں تو انہار ہی کے نزدیک بھی متی اور لوقا اور مرقس اور یوحنا نے
حضرت مسیح علیہ السلام کے بعد تاریخ کیطور پر جمع کیں ہیں پھر یہ وہ انجیل کیونکر ہوسکتی ہیں علاوہ اسکے ان میں بھی صدہا نہیں
بلکہ ہزارہا تحریفات واقع ہونیکا علماء اہل کتاب کو اقرار ہے اسلئے مولانا مولوی رحمت اللہ صاحب جنکی تحریر کو عرب وعجم نے
مان لیا ہے اپنی کتاب اظہار الحق کے صفحہ ۱۴۲ میں کہتے ہیں کہ جب ہم چاروں فصلوں سے فارغ ہو چکے تو کہتے ہیں کہ توریت
اصلی اور اسیطرح انجیل اصلی آنحضرت علیہ السلام کے مبعوث ہونے سے پہلے مفقود ہو چکیں اور اب جو موجود ہیں وہ بمنزلہ تاریخ کی

Marfat.com

[...] جن میں صحیح اور غلط روایات جمع کردی گئی ہیں اور ہم یہ نہیں کہتے کہ وہ آنحضرت تک اصلی طور سے ... نہیں ... بعد میں تحریف
... ہوگئی حاشا وکلا انتہے
اور نیز بخاری کی حدیث ابن عباس سے جو کتاب الشہادات اور کتاب الاعتصام اور کتاب الرد علی الجہمیہ میں واقع ہے
ایسا ہی کچھ ثابت ہوتا ہے جیسا کہ حدیث عمر سے کہ جسکو دارمی نے بسند صحیح نقل کیا ہے [۵]
اور خود اس شخص نے اپنی کتاب رقیمہ الوداد کے صفحہ ۳ میں اقرار کیا ہے کہ اصلی توریت وانجیل حوادث بخت نصر و قیاصرہ میں
مفقود ہوگئیں مشائخ یہود ونصارٰی بعد میں اپنے طور پر جمع کر کے اسکا نام توریت وانجیل رکھا ہے اور کئی جگہ اسنے ایسا ہی لکھا ہے-
فرض کرو کہ آنحضرت کے عہد میں وہ توریت وانجیل بلا تحریف اصلی موجود تھی جسکی کہ قرآن میں مدح وارد ہے تب بھی یہ ضرور تسلیم کرنا
پڑیگا کہ آج کل کی توریت وانجیل وہ نہیں ہے کیونکہ وہ تو حضرت موسیٰ وعیسیٰ پر نازل ہوئی تھی نہ یہ جو بعد میں لوگوں نے
تصنیف کی- اور کسی دلیل سے حال کی توریت واناجیل کی تصدیق قرآن یا کسی حدیث سے ثابت نہیں ہوتی اگر ثابت
ہوتی ہے تو اسکی جو موسیٰ وعیسیٰ علیہما السلام پر نازل ہوئی تھی اور یہ کہنا کہ یہ وہی ہے دعوی باطل ہے-
اسیطرح آنحضرت کے جہاد کو سفاکی اور جہالت کہنا کفر صریح ہے- یہ شخص علاوہ جاہل محض ہونیکے خفیہ نصرانی معلوم
ہوتا ہے پیرایۂ اسلام میں اپنا کام کرنا چاہتا ہے پس کرستان سے بچنا چاہئے یہ امام ہو تو پادریوں کا ہوگا نہ کہ ہمارا والسلام

محمد سعید ۱۲
نذیر حسین

حررہ الفقیر ابو محمد

مواہیر علماء دہلی واطراف آن

سید محمد عبد السلام غفرلہ ۹۹ ۱۲

هو محمد رحیم [illegible]	ہست محمد ورد جہان شاہ	دارد امید شفاعت محمد یعقوب	قسمت عبدالحکیم علم شد از فیض قاسم	محمد عبد ال[illegible]	ابو محمد عبد الحق ۱۲ ۹۰	محمد امیر الدین ۱۳ ۱
مولانا مسعود صاحب مفتی احناف	مولوی محمد شاہ صاحب مدرس فتحپوری و محدث	مولوی محمد یعقوب بن مولوی کریم اللہ صاحب مرحوم	مولوی عبدالحکیم صاحب [illegible] حضرت حاجی قاسم مرحوم	ابن مولانا عبدالخالق مرحوم	مفسر تفسیر حقانی	واعظ جامع مسجد دہلی مصنف تفسیر ابر رحمت
ہو الحکیم الرشید	فقیر محمد حسین	ولی النبی	محمد اسمعیل	برہان الدین	حبیب احمد	محمد یوسف
مہتمم مدرسہ نعمانیہ	مصنف تصانیف عدیدہ	سجادہ نشین خانقاہ شریف	مدرس فتحپوری	مدرس مدرسہ نعمانیہ	مدرس مدرسہ فتحپوری	شاگرد مولانا محمد شاہ
غلام محمد	محمد بہاء الدین	محمد امین	رحیم بخش	محمد عبید اللہ	محمد شرف الحق	محمد عبد العدل
شاگرد مولانا محمد شاہ	ر	ر ساکن جہلم	واعظ	مدرس مسجد سنہری	واعظ رد نصاری	ساکن پیلت [illegible]
فضل احمد	مطیع اللہ	الٰہی بخش بن عبد [illegible]	شبیر محمد	احمد حسن خان ابن مولوی منصور علیخان	قاضی محمد وزیر الدین	محمد عمر
[illegible] مفتی [illegible]	ساکن جہلم		غزنوی	دہلوی	واعظ جامع مسجد دہلی	[illegible]

عبد السبحان [illegible]

مواہیر علماء مراد آباد ورام پور وغیرہ

حقیقت میں یہ شخص مرتد وکافر قطعی ہے اسلئے کہ وہ مثل اور صورت باری تعالٰی کا معتقد ہے اور یہ کفر ہے عالمگیریہ میں ہے یکفر اذا وصف اللہ تعالیٰ

بما لا یلیق بہ اذ تسخر باسم من اسمائہ او نسبہ الی الجہل سیطرح انبیاء کو باوجود معصوم ہونیکے کفر و شرک و زنا کیطرف منسوب کرنا سب و ستم و تخفاف اور یہ کفر ہے کمافی الدر المختار والکافر بسب النبی یقتل و فی العالمگیریۃ سئل عمن نسب الی الانبیاء الفواحش کعزمہم الی الزنا الخ قال یکفر کتبہ محمد قاسم علی

	صح الجواب		اسکے کفر میں تامل نہیں	لاریب فیہ		ایسے عقائد والا بیشک کافر ہے
محمد قاسم علی	حسن بن احمد نقوی	حافظ محمد شعیب	محمد حسن	محمد اسمعیل بیگ	محمد گل	محمد منصور علی مرادآبادی
ابن حضرت مولوی عالم علی محدث مرحوم	مولانا سید مولوی محمد گل حسن صاحب امروہی		مدرس مدرسہ اسلامیہ	مدرس مدرسہ امدادیہ	مدرس مدرسہ امدادیہ	مصنف فتح المبین
قد اصاب من اجاب	ایسے عقیدہ کا آدمی کافر ہے	یہ شخص قطعی کافر ہے	صح الجواب	ایسا فاسد العقیدہ دائرہ اسلام سے بیشک خارج ہے	صح الجواب	ایسا شخص اشد کافر ہے
جان لعلی	محمود حسن	محمد مجید الدین فریدی الفاروقی	سید عالم	محمد مظہر الاحد صدیقی امروہی	عابد علی عفی عنہ	تصدق حسین خلف قاضی بلدہ مرادآباد
	مدرس مدرسہ اسلامیہ مرادآباد					

صح الجواب	الجواب صحیح	صح الجواب	صح الجواب	صح الجواب	صح الجواب	صح الجواب
محمد ہدایت اللہ رامپوری	محمد ہادی حسن	محمد شبیر علی	سعد الدین	محمد عارف	لطف الرحمن	سید عبد الحق
مدرس مدرسہ جونپور	غازی پوری		طالب پوری	مدرس مدرسہ اسلامیہ کلکتہ	مدرس مدرسہ عالیہ کلکتہ	ساکن اطراف مرشدآباد

مواہیر علماء عظیم آباد پٹنہ و بہار وغیرہ

صح الجواب	الجواب صحیح	صح الجواب	[illegible]		یہ شخص مخرب دین اور مخالف قرآن مبین ہے
محمد [illegible]	محمد کمال	سید شاہ [illegible]	[illegible] الغنی المجددی	سید احمد حسین	حافظ احمد علی البتالوی
مدرس [illegible]	[illegible]	[illegible]	بہاری	ساکن پٹنہ	

مواہیر علماء لکھنؤ [illegible]

صح الجواب [illegible] محمد [illegible] احمد

ایسا شخص [illegible]	[illegible]	
ابو الاحیاء محمد نعیم عفی عنہ	[illegible]	
پسر حضرت مولانا بحر العلوم [illegible]		

[illegible] ایسا شخص جو قطع نظر سراسر جہالت اور سراپا ضلالت اور [illegible] حماقت اور بالکل خرافت ہونیکے انبیاء واجب التعظیم اور پیغمبران قابل التکریم کو بت پرست اور زانی ٹھیرا دے اور انکی اہانت کرے خصوصاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو امی بمعنی کہے کہ وہ مثل جہلا بے علم کے یہود سے توراۃ کی تعلیم پاتے تھے اور خلاف جمہور مفسرین کے قرآن کی تفسیر بیان کرے اسکے ضال و مضل بلکہ کافر ہونے میں کیا شک ہے بے شک یہ شخص کفر اور ضلال اور اضلال میں اول پٹنہ دجال اعور اور مسیلمہ کذاب کا یادگار ثانی ہے ظاہر میں مسلمان اور در پردہ نصرانی ہے ایسے آدمی فاسد الاقوال و کاسد الاقوال کا قول و عمل بالکل رذل اور مہمل ہے اور اسلام میں موجب خلل و ضلل ہے — حررہ العبد الراجی محمد عبد العلی [illegible] محمد عبد العلی ١٢

وھو الحاکم

جو امور عقلاً قبیح ہیں انکا صدور حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے بحالت نبوت قطعاً محال ہے اور محرف ہونا کتب اہل کتاب کا جو زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں بعض نص قطعی سے ثابت ہے پھر اس وقت کی توراۃ و انجیل کا کیا اعتبار ہے بنا برعلی ہذا شخص مذکور یقیناً مسلوب الایمان ہے — حررہ العبد المفتاق الی رحمۃ ربہ القدیر ابو الضیاء محمد نذیر تجاوز اللہ عن ذنبہ الصغیر والکبیر بجاہ رسولہ البشیر [ابو الضیاء محمد نذیر] صح الجواب واللہ اعلم بالصواب والیہ المآب حررہ الضعیف محمد حنیف الانصاری

چونکہ یہ جاہل شخص علوم دینیہ اور عقائد حقہ اسلامیہ سے بالکل بے نصیب ہے اور یہی وجہ ہے کہ یہ جہل مرکب کفر کی تاریکی میں

سواد الوجہ فی الدارین ہوگیا لہٰذا اس کافر ازلی کا قول و فعل قابل صد ہزار نفرین و ملامت ہے | فقیر احمد رضا [illegible]

ایسا شخص کافر ہے واللہ اعلم نمقہ عبد الباقی تجاوز اللہ عن سیاتہ یوم التلاقی | عبد الباقی | صح الجواب محمد [illegible]

صح الجواب واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد عبد الوہاب عفا اللہ عنہ صح الجواب | صح الجواب

| محمد عبد الوہاب | ابو الغنا محمد عبد المجید | حررہ الفقیر المذنب محمد معصوم الانصاری عفا عنہ اللہ الباری

ایسا شخص یہود و نصاری سے بدتر ہے کہ در پردہ اسلام میں فتنہ برپا کرتا ہے حررہ القاضی اشفاق احمد

قد اصاب من اجاب فقد کفر من قال ما قال للاضلال واللہ اعلم بحقیقۃ الحال نمقہ العبد المفتقر الی ربہ الغنی ابو محمد المدعو بالسید شاہ علی المصطفی آبادی ثم مراد آبادی حفظہ من شرور الاعادی | السید شاہ علی

صح الجواب واللہ اعلم بالصواب حررہ خادم العلماء | محمد ظہور اللہ

یہ شخص سخت گمراہ ہے اسکے فتنہ سے مسلمانوں کو بچنا لازم ہے۔ خاکسار محمد نیاز احمد عفی عنہ

بیشک ایسا شخص گمراہ ہے اور اگر توبہ نہ کرے تو کافر ہے۔ فقیر حفیظ اللہ عفی عنہ

یہ شخص اہل سنت کی جماعت سے خارج [illegible] مسلمانوں کو چاہیئے کہ اس سے میل جول سلام کلام بالکل ترک [illegible] [illegible]

صح الجواب واللہ اعلم بالصواب فقیر محمد عبد العزیز عفا اللہ عنہ

یہ گمراہ اور گمراہ کرنیوالا جاہل شخص اسلام میں فتنہ ہے اہل اسلام پر فرض ہے کہ ہاتھ سے زبان سے اس فتنہ کو دفع کرنے کی [illegible] خادم العلماء [illegible]

مواہیر علماء بمبئی

محمد ہدایت رسول مجددی قادری

بیشک ایسا شخص گمراہ و فاسق بلکہ کافر ہے | عنہ عبید اللہ عفی

فی الواقع زید کا اگر ایسا ہی عقیدہ ہے تو اسکے گمراہ ہونے میں شک نہیں کتبہ | محمد صدیق عفا عنہ

لاریب ان ہذا القائل [illegible] کتبہ عبد المجید بن الشیخ ابراہیم باعلطی عفی عنہ

بیشک ایسے شخص کے گمراہی او فسق میں کچھ شبہ نہیں بلکہ اسکے کفر میں کلام نہیں | محمد عبد القادر باعلطی عفی عنہ

المجیب مصیب والمخالف مخیب لا یشک فی کفر المتصف بہذہ العقائد الباطلۃ لانہا مستلزمۃ لانکار الکلام المجید والقرآن [illegible] باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا | محمد سعد اللہ قندہاری

مواہیر علماء سورت و نادیر

ایسے عقائد و اعمال موجب کفر ہیں کیونکہ ایمان کتب موسن بہا کل کتب منزلہ سماویہ ہیں کہ جسمیں تورات و انجیل اصلی شامل ہیں یہ تورات و انجیل موجودۃ الحال کہ مصنفہ لوقا و متی وغیرہما ہیں کیونکہ تورات و انجیل موجودۃ الحال کا اصلی ہونا ثابت نہیں ہوتا اسلئے کہ تورات اصلی و اسیطرح انجیل اصلی آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کی بعثت سے پہلے مفقود ہو چکیں تھیں اور اب جو موجود ہیں سو وہ بمنزلہ کتب تواریخ کے روایات صحیحہ اور کاذبہ کا مجموعہ ہیں جیسا کہ علامہ محقق و حبر مدقق مولانا مولوی رحمۃ اللہ سلمہ اللہ کہ جنکی تحقیق تمام عرب و عجم میں مشہور و مقبول ہے اپنی کتاب اظہار الحق کے صفحہ ۱۴۲ میں تورات و انجیل موجودۃ الحال کو بچند وجوہ غیر الہامی ثابت کرنیکے بعد یہ فرماتے ہیں واذا فرغت من الفصول الاربعۃ اقول ان التوراۃ الاصلیۃ وکذا الانجیل الاصلی فقدا قبل بعثۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم والموجودان الآن بمنزلۃ کتابین من السیر مجموعین من الروایات الصحیحۃ والکاذبۃ ولا نقول انہما کانا موجودین علی اصالتہما الی عہد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم وقع فیہما التحریف حاشا وکلا چہ جائیکہ متعدد مقامات پر قرآن مجید تغیر و تبدل پر ناطق ہو اصلی کہنا کلام الٰہی کی تکذیب کرنا ہے جو کفر صریح ہے اور نیز روایت کرنا بخاری علیہ الرحمۃ کا حدیث ابن عباس کو کتاب الشہادات و کتاب الاعتصام و کتاب الرد علی الجہمیہ میں اہل کتاب کی تبدیل و تغیر اور اپنے ہاتھوں سے لکھنا ثابت کرتا ہے فمن شاء فلیرجع الیہ اور نیز انجیل کی تصانیف لوقا و متی وغیرہما کلام

Marfat.com

نہیں ہوا بلکہ کلام الٰہی کیونکر ہوسکتی اور ہمارا ایمان کلام الٰہی ہے نہ کلام لوقا و متی ہے الخ

حررہ العبد المحمود رعاہ اللہ الودود — الجواب صحیح الشیخ سراج الدین

الجواب صحیح السید عبد الکریم المعروف بغلام رسول عفاہ اللہ الرحیم

ذلک الجواب حق بالصدق والصواب کتبہ السید محمد ابن السید عظیم الدین

لا شک فیہ محمد فاضل — ذلک کذلک رقمہ محمد ابن امیر الدین — الجیب مصیب محمد مسعود — مولوی محمود صاحب

ذلک الجواب صحیح حبیب اللہ — اصاب من اجاب محمد جعفر — صح الجواب خادم الحفاظ الحافظ عبد اللہ

سوالات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص کا میل بہ سمت قرآن شریف و نبی علیہ السلام کی نسبت ایسا کلام کہنا موجب گمراہی و کفر کا ہے ہمارا ایمان جملہ کتب منزلہ پر ہے نہ اس توریت و انجیل پر کہ جو بعد میں لوگوں نے بنائی ہے اور پھر یہ بھی تحریف و تبدیل سے خالی ہیں کتبہ خادم العلماء محمد کاظم عفی عنہ

بیشک قرآن شریف کی نسبت اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ایسے کلام کا کہنا موجب گمراہی و کفر کا ہے ٭ فاق النبیین فی خلق و فی خلق ٭ ولم یدانوہ فی علم ولا کرم ٭

کتبہ خادم العلماء محمد بن صدر الدین عفی عنہ — بیشک یہ شخص فاسق اور گمراہ ہے اور ایسے عقائد و اعمال موجب کفر ہیں محمود بن محمد ہاشم — ایسے کلام کا کہنا موجب گمراہی و کفر کا ہے خادم العلماء محمد بن اسمٰعیل عفی عنہ

ایسے کلام کا کہنا موجب گمراہی بلکہ کفر کا ہے۔ زید مذکور میں اگر باتیں مذکورہ ہیں تو ضرور گمراہ اور فاسق ہے کیونکہ عقائد مذکورہ و امور مذکورہ خلاف عبد الغفور بن مولوی محمد اسمٰعیل عفی عنہ

آیات قرآنی و احادیث نبوی ہے اور تحریف کتب مذکورہ کی اور بے اصل ہونا ان کتب مذکورہ کا قرآن شریف سے ثابت ہے جیسا کہ فرمایا وقد کان فریق منہم یسمعون الخ

آیات و احادیث اس شخص کے فسق اور کفر کی دلیل ہیں کتبہ العبد المفتقر الی رحمۃ ربہ المعین خادم العلماء العاملین محی الدین المعروف بقاضی حجت اللہ مدرس عربی مدرسہ شریفیہ

صح الجواب حررہ العبد الذلیل محمد اسمٰعیل عفی عنہ — صح الجواب کتبہ العبد الحقیر الراجی رحمۃ ربہ الاکرم سید عبد الرسول خادم شرع رسول قاضی — خادم شرع متین محی الدین

مجیب مصیب حافظ محمد اسمٰعیل — رحیم الدین مدرس مدرسہ احمدی

الامر المذکور کما ہو المسطور کتبہ اضعف عباد اللہ الصمد خادم العلماء والطلباء — حافظ محمد علی

میں اس شخص کی اصل سے بھی اور اسکے وطن سے بھی واقف ہوں اور مجھے انکا وہ زمانہ بھی خوب یاد ہے جبکہ لکھنؤ میں تبرہ پر بسر اوقات کرتے تھے اور پھر پنشن کا زمانہ بھی پھر انکا دہلی کا وہ زمانہ بھی میں بھول نہیں گیا ہوں کہ لوگوں کے پاس خوشامد کرتے اور ایک کاغذ امامت پر مہر کرانے کو لیے پھرتے تھے جس پر بہت سے دانشمندوں نے دھتکار دیا منجملہ انکے ایک میں بھی تھا کہ امام میں اور پھر اس کاغذ کی وجہ سے بہت کچھ کمایا اسکے بعد پھر انکا یہ رنگ پلٹا بھی کہ جسکے صلہ میں علماء اسلام نے انکی گردن میں کفر کا طوق پہنایا مشکوٰۃ کا ترجمہ مظاہر الحق اردو اور مشارق الانوار کا اردو ترجمہ تو بیٹھے ہی لا کر دیا تھا اور تفسیر حسینی اور قرآن کے اردو تراجم دیکھنے کی بھی بیٹھے ہی ترغیب دی تھی میں ہی لوگوں سے عربی عبارت کا ترجمہ کرا لیا کرتا تھا الصادرہ کی عربی بھی بسا اوقات میرے واقف کار کیا کرتے تھے بہت جگہ قرآن مجید کی غلط آیات پڑھتے اور اردو ترجمہ غلط سمجھتے پر بحث کیا کرتا تھا نماز روزہ کی حقارت پر اور تصاویر چھاپ فروخت کرنے پر ممانعت کرتا تھا کوئی پرسان حال نہیں جانچو کوئی امام بن بیٹھے ہے کوئی خدائی کا دعویٰ کرنے لگے

محمد رشید فاروقی التہانوی ثم الدہلوی ٭٭

الجواب صحیح محمد لطف اللہ — صح الجواب حسام الدین خان — یہ شخص کافر ہے جو اسکے کفر میں شک لاوے اسکے اسلام میں شک ہے

واضح ہو کہ اس شخص نے چونکہ دعویٰ امامت کیا ہے جس سے امام مہدی بننے کی بو آتی ہے جو موجب فساد مذہب و ملت ہے اور اسکے عقائد فاسدہ اور اسکی حرکتوں سے الخ سخت مضرت پہونچنے کا قوی اندیشہ ہے اسلئے اسکے حالات کو بنظر نیک نیتی ظاہر کیا گیا ورنہ ہمکو اسسے ذاتی کوئی کاوش نہیں۔ اور نہ انکی دیگر حالات اور چال چلن وغیرہ کے افشا کرنے سے ہمیں کچھ غرض ہے بلکہ اسیقدر حالات کی جگہ ذکر کرنا ہم پر فرض واجب تھا تاکہ جماعت اسلام اس خوفناک اندیشہ سے محفوظ رہے

حرمین شریفین کے علماء کرام کی مواہیر فتاوی آنے میں چونکہ دیر ہوئی اسلئے وہ اس فتوی میں شامل نہ ہو سکیں بار دیگر جو طبع ہوگا تو ان شاء اللہ شامل کر دیجاینگی۔ اور ہندوستان کے باقی علماء کی مواہیر کی اسلئے کچھ ضرورت نہ سمجھی گئی کہ وہ سب اس امر میں متفق ہیں سنی شیعہ مقلد غیر مقلد۔ اور الموالصوفیہ کے اقوال کی بابت بیان نہیں باندھا گیا ہے جیسا کہ وہ لوگ انکو جاہل اور کافر اور سخت لکھتا ہے اور پاجی اور کمینہ بتلاتا اور جھوٹا الزام لگاتا ہے اور فرضی مہر ہے گھڑ لیتا ہے بلکہ انکے اقوال مذکورہ کا انکی کتابوں سے بحوالہ صفحہ پتا دیا گیا ہے جو جواب نمبر میں ہے تو ہیجان وار رسالہ کشاف کو ملاحظہ فرما لے ٭

حکیم غلام حسن

بمطبع حامی اسلام دہلی واقعہ کوٹھی نواب لہارو محلہ بلیماران

صحیح

فصل پنجم

Marfat.com

تفسیر حـ

اہل اسلام کی بے مثل دنیاوی و دینی ترقی

کہ جو آجکل بسبب بعد زمانۂ آنحضرت علیہ السلام اور ناواقفیت

ہوتے چلے جاتے ہین اسپر علوم جدیدہ کے شبہات اور مختلف مذاہب کے

اسلئے جناب مولانا مولوی ابو محمد عبد الحق صاحب ساکن دہلی کو

نظیر ہین اور جنکو خدا تعالے نے خاص اس خدمت کے لئے پیدا کیا ہے

کرنیکے لئے تفسیر لکھنے شروع کی ہے۔ اس تفسیر کے سات حصہ یا جلدین

دوسری جلد مین پارۂ الم کی تفسیر جسمین ہر آیت کا با محاورہ ترجمہ

اور آیات احکام کی تشریح اور واقعات قرآنیہ کا جغرافیہ اور تاریخ

کا جواب۔ اول احادیث صحیحہ واقوال آئمہ دین کے موافق تفسیر

وغیرہ وغیرہ یہہ بیس جزو پر ہے اسکی قیمت للعہ تیسرا حصہ بھی

تفسیر اسکی قیمت بھی للعہ ہین چوتھی زیر طبع ہے۔ مصنف یا مہتمم مطبع

بذریعہ ویلیو پے ایبل ہر حصہ روانہ ہوسکتا ہے۔ سلسلہ

مہتمم مطبع جامی اسلام

المشتہر

واقعہ کوٹھی نواب

اعلان

Marfat.com

...دنیا کو للعالمین بنادیگا

...ثبوت اور نبوت اور معجزات کا بیان اور علوم

...کو جنکو پادریوں اور آریوں اور دہریوں اور

...متعلق انکا یہ بات ثابت کردی گئی ہے کہ سوار

...شریعت

...فتح المنان

تفسیر حقانی

...ذخیرہ

...مصنف علامہ مولانا ...

...ی روشنی کے مقابلہ میں نے علم کلام کی بنیاد ڈالی ہے جو آیندہ نسلون

...ین بیان کیا ہے اسکی صاف اور اردو کی نہایت فصیح عبارت

...ہے ...اور چونکہ تفسیر حقانی رسائل میں بکے ہیں

...ہلی محلہ بلیماران مطبع رشید

قیمت بخنہ مع محصول

۵

Marfat.com